

تص. 176

# مشق فیضان

## لغات شریف اردو

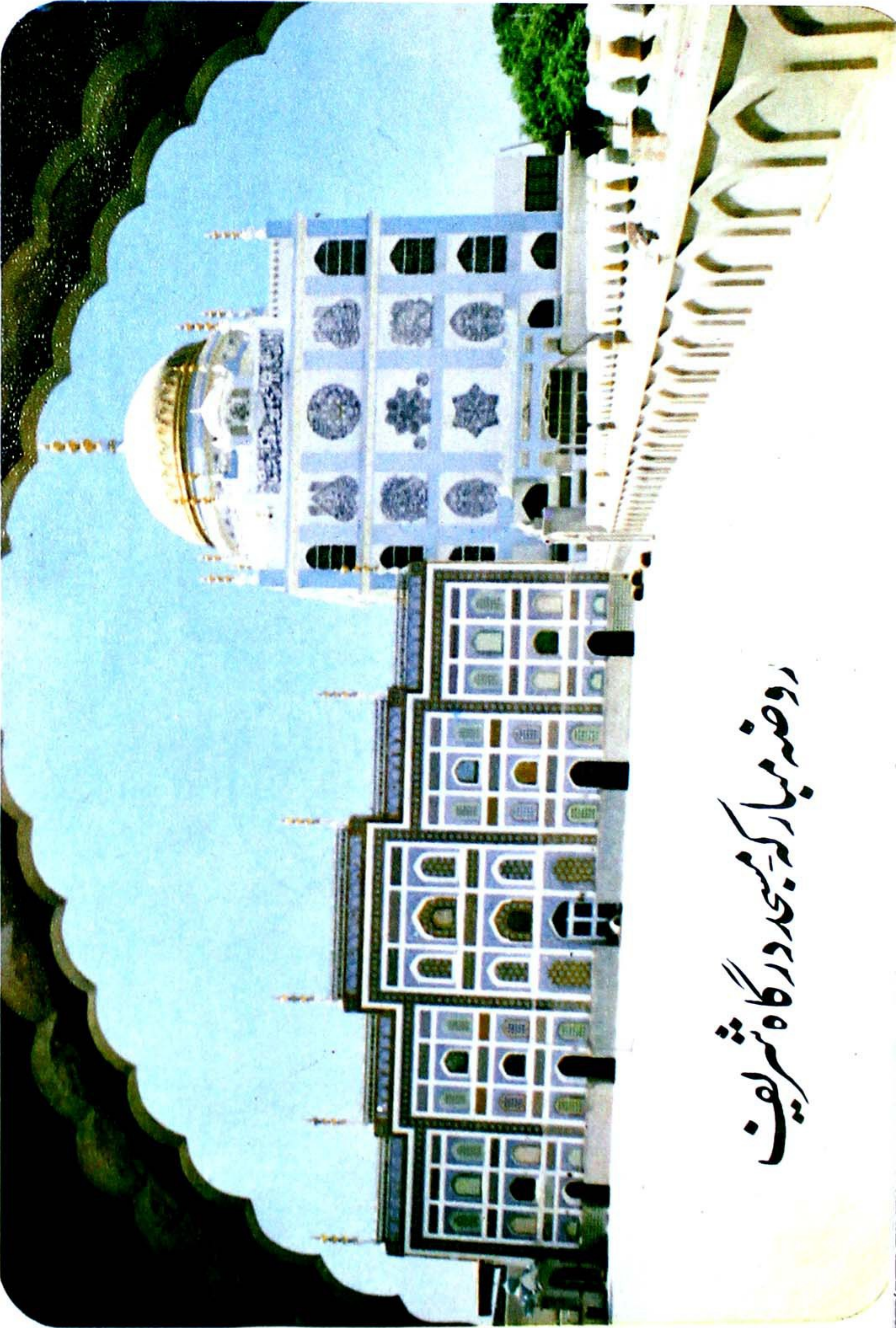
امام ادریس حضرت پر سائیں اردو دینی مکتبہ

مکتبہ اسلامیہ پاکستان اسلام آباد

پتہ: گلشن اقبال، اسلام آباد  
فون: 3731111



روضہ مبارکہ بیچہ درگاہ شریف





وَعَلَّمَآئِرُ : لَدُنَا عَلَمًا

# مخزن فیضان

لعنہ

## ملفوظات شریف اردو

امام الاولیاء حضرت پیرسائیں وزرہ دہنی قدس سرہ

مترجم

علامہ الحاج حکیم ابوالحسن محمد مضان علی قادری

معہ

تاریخ خاندان عالیہ اشدیہ پیران پاکارا

ناشر

درگاہ شریف پیرجوکوٹہ

خیرپورا سندھ

جمعیت علماء سکندریہ



نام کتب :-

مخزن فیضان

53139

ملفوظات شیخ المشائخ سید محمد راشد روزہ دہنی قدس سرہ العزیز

تلخیص و ترجمہ

حکیم علامہ ابوالحسن محمد رمضان صاحب قادری مدظلہ  
مولانا علامہ الحاج مفتی ابوالفضل محمد عبدالرحیم صاحب

مؤرخ :-

اہتمام

تعداد :- ایک ہزار

مولانا الحاج محمد منشاء تابش قصوری

طابع ، ناشر :-

جمعیت علمائے سکندریہ ، جامعہ راشدیہ پیر جو گوٹھ (خیر پور سندھ)

ملنے کے پتے

- (۱) - شرکتہ قادریہ ، قادری یونانی دواخانہ ، سمجھو ر ضلع سانگھڑ (سندھ)
- (۲) - مدرسہ صبغۃ الہدیٰ - نیو کالونی ، شاہ پور ، چاکر (سندھ)
- (۳) - مکتبہ اشرفیہ - مرید کے ، ضلع شیخوپورہ ، (پنجاب)
- (۴) - حنفیہ پاک پبلیکیشنز - دکان شہید مسجد نزد صیب بنک ، کھارادر کراچی (۲)
- (۵) - مکتبہ قادریہ - جامعہ نظامیہ رضویہ لوہاری دروازہ لاہور



# نشان منزل

نحمدہ و نصلیٰ و نسلم علیٰ حبیبہ الکریم

کتاب اللہ اور احادیثِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد اولیائے  
کاملین کے ملفوظاتِ مبارکہ کو جو اہمیت و عظمت حاصل ہے وہ اہل سنت  
سے پوشیدہ نہیں، یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ صحبتِ صالح میسر  
نہ ہونے کی صورت، مرشد ارشد یا ولی کامل کے وہی ولدنی ملفوظات  
کا مطالعہ قلبِ علیل کا درماں اور راہِ مستقیم کا نشان بنتا ہے۔

برصغیر پاک و ہند خصوصاً سندھ میں تیرھویں صدی، ہجری کے  
مجدد، طریقہ قادریہ کے قطب الاقطاب حضرت پیر سائیں روزہ دہنی  
قدس سرہ نے حضور پر نور سید عالم نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی  
تعلیم و سنت کا عملی نمونہ بن کر اور طریقہ قادریہ کی مشعل نورانی فروزاں کر کے  
ملتِ اسلامیہ اور امتِ مرحومہ کی جو رہبری فرمائی وہ مثالی اور نمایاں مقام  
کی حامل ہے۔

شیخ المشائخ حضرت پیر سائیں علیہ الرحمۃ کی ذات ستودہ صفت  
قطعا محتاج تعارف نہیں ہے۔ آپ کے فیوض و برکات اور نورانی  
تعلیم سے خاص و عام کو آراستہ کرنے کے لئے آپ کے دو باکمال  
خلفاء نے حضرت کے ملفوظاتِ مبارکہ اور ارشاداتِ عالیہ کو فارسی  
میں قلمبند کیا۔ یعنی مرحوم خلیفہ محمود فقیر نظامانی ساکن دیپھ کڑیہ گہنور ضلع  
پدین سندھ اور مرحوم خلیفہ محمد حسین مہیسر ساکن بھاگ ناڑی  
(بلوچستان، پیشک صاحب ملفوظات کے اکثر مریدین و عقیدتمندوں



کا تعلق سندھ سے ہے اور ان کی زبان بھی سندھی ہے مگر ملفوظات شریف کو فارسی زبان میں اس لئے تحریر کیا گیا کہ وہ مغلیہ حکومت کا دور تھا اور اس وقت فارسی کو سرکاری و قومی زبان کا درجہ حاصل تھا، علماء اور دیگر صاحبان قلم اپنے علمی مشہ پاروں کو اکثر و بیشتر فارسی میں رقم کرتے تھے، چنانچہ اسی طرز نگارش کے پیش نظر ان حضرات نے ملفوظات مبارکہ فارسی میں مرتب کیئے، خلیفہ محمد حسین کے مسودہ کو مختصر ہونے کی وجہ سے ملفوظات صغیر کہا جاتا ہے جو ابھی تک غیر مطبوعہ ہے، ان کی یہ خصوصیت ہے کہ حضرت پیرسائیں قدس سرہ نے خلیفہ مرحوم سے خود سماعت فرمایا :

خلیفہ محمود فقیر کا قلمی مسودہ، مقدمہ اور سولہ ابواب پر مشتمل نہایت ضخیم بے ملکی حالات اور دیگر مشکلات کی وجہ سے دوسری انمول کتب کی طرح یہ مسودہ بھی زیور طباعت سے آراستہ نہ ہو سکا، یہاں تک کہ سندھ کے ممتاز عالم و بزرگ حضرت علامہ مفتی محمد قاسم شوری صاحب مدظلہ نے ملفوظات عالیہ کے مطالعہ سے اپنی روحانی کامیابی اور تجربہ کے بعد ان پوشیدہ جواہرات کو ظاہر کرنے اور سر بند مشک کو کھول کر خاص و عام کے سامنے رکھنے کا عزم فرمایا اور ان گرانمایہ فارسی ملفوظات شریف کا سندھی میں ترجمہ شائع کرنے کا اہتمام کیا۔

موصوف نے سولہ میں سے چار باب تین جلدوں میں چھپوائے، اسی دوران درگاہ عالیہ سے منسلک مدرسہ جامعہ راشدیہ کے فارغ التحصیل علماء کرام نے جمعیت علماء سکندریہ کے نام سے ایک تبلیغی تنظیم قائم کی، جو مرشدی و مولائی حضرت قبلہ پیرسائیں پاکارہ دامت برکاتہم



کے عرفی نام (سکندر علی) سے منسوب ہے۔ جمعیت نے سلامہ مشوری صاحب کی اجازت سے ملفوظات شریف کے باقی بارہ ابواب کا سندھی میں ترجمہ کر کے چھ حصوں میں چھپوا کر مکمل کیا اور یہ ترجمہ جمعیت کے ایک فاضل مفتی در محمد صاحب نے کیا۔ ملفوظات شریف سندھی کا دوسرا ایڈیشن بھی شائع ہو چکا ہے، چونکہ سندھ پنجاب، بلوچستان اور بھارت میں درگاہ عالیہ پیران پاگاہ سے عقیدت رکھنے والا وسیع حلقہ اردو دان بھی ہے نیز پاکستان کے دیگر اردو خواں بھائیوں کا بھی ہم پر حق تھا کہ ان تک تصوف کا یہ شاہکار تحفہ پہنچایا جائے۔ لہذا ہمارے کرم فرما اور مخلص مولانا ابوالحسن حکیم محمد رمضان علی قادری نے ہماری اس ضرورت کے پیش نظر ملفوظات مبارکہ کی اردو میں تلخیص کر کے اہم کارنامہ انجام دیا، ترجمہ نہایت آسان، عام فہم اور ایمان افروز ہے ہم ان کے ممنون احسان ہیں کہ انہوں نے ہماری آرزو کی تکمیل فرمائی مولانا محمد منشا تالش قصوری کے لیے بھی دعا گو ہیں کہ موصوف نے کتابت و طباعت کی نگرانی میں ہمارا ساتھ دیا اور دیگر جملہ معاونین کا بھی شکریہ ادا کرتے ہوئے دست بہ دعا ہیں کہ مولیٰ تعالیٰ ہم سب کو حضور سید المرسلین اور اولیائے کاملین کے طفیل دارین کی کامرانیوں سے بہرہ ور فرمائے۔

آمین

فقیر قربان علی سکندری  
ناظم اعلیٰ: جمعیت علماء سکندریہ

۱۶ اکتوبر ۱۹۸۷ء



لوح محفوظ است پیش اولیاء از چہ محفوظ است محفوظ از خطا

لوح محفوظ اولیاء اللہ کی نظروں کے سامنے ہے اور وہ لوح محفوظ الہما ہے جو ہر غلطی سے محفوظ ہے

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا گونشیند در حضور اولیاء

جو شخص خدا تعالیٰ کی ہم نشینی چاہتا ہے، اس سے کہہ دو اولیاء اللہ کے حضور میں بیٹھا کرے

صحبۃ صالح ترا صالح کُند صحبۃ طالح ترا طالح کُند

اچھے کی صحبت تجھے اچھا بنا دے گی بُرے کی صحبت تجھے برا بنا دے گی



کے پہنچنے کا ذریعہ و وسیلہ ہیں۔ بزرگانِ اُمت، شریعتِ حقہ سے لوگوں کو روشناس کرتے ہیں۔ اسرار و رموزِ ظاہری و باطنی سے آگاہی بخشتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض و برکات سے فیضیاب و مالامال فرماتے ہیں۔ لوگوں کی ظاہری حالت کو سدھارتے اور ان کے باطن کو سنوارتے ہیں۔ اپنے متوسلین کو عرفانِ نفس، عرفانِ شیخ اور عرفانِ حقیقتِ محمدیہ کی منبج طے کرا کر عرفانِ الہی کی منزلِ مقصود تک پہنچا دیتے ہیں۔

انہی کے قدموں کی برکت سے بارشِ برستی ہے۔ زمین میں جو کچھ اُگتا ہے وہ انہی کی برکت اور انہی کے احوال کی صفائی کی بدولت پیدا ہوتا ہے۔ کافروں پر فتحیابی انہی کے ارادے سے حاصل ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ انہی پاک ہستیوں کے دم قدم کے طفیل زمین و آسمان قائم ہیں۔

ان سے محبت رکھنا اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنے کی دلیل ہے۔ ان کی مجلس میں حاضری و بار خدادندی کی حاضری ہے۔ ان سے دور رہنا اللہ سے دوری ہے۔ ان سے عداوت رکھنا، ان کی مخالفت کرنا اللہ تعالیٰ سے جنگِ مول لینے کے مترادف ہے۔ ان کی غلامی اختیار کرنا ان سے نسبت رکھنے والا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے محروم نہیں رہتا۔ اس کا انجام بخیر ہوتا ہے۔ روزِ محشر انہی کے ساتھ اس کا حشر ہوگا۔ اور جنت الفردوس میں انہی برگزیدہ نفوسِ قدسیہ کی معیت میں رہے گا۔ یہ جملہ امور قرآن و حدیث سے بالبداہت ثابت ہیں۔ یہ وہ حقائق ہیں جن میں کسی صحیح العقیدہ مسلمان کو شک کرنے کی قطعاً گنجائش نہیں ہے

فالحمد لله على ذلك والصلوة والسلام على حبيبنا سيدنا محمد وعلى آله وصحبه اجمعين -



تمام علماءِ حق و بزرگانِ سلف و خلف اس بات پر متفق ہیں کہ اولیاءِ حق کا کلام برحق ہے۔ قرآن مجید و حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اولیاء اللہ کے اقوال و ملفوظات مبارکہ کو دیگر تمام علوم پر فوقیت و اولیت حاصل ہے۔ ان کا کلام علم لدنی اور عالمِ اعیان سے ہوتا ہے۔ ان کی زبان حق کی ترجمان ہوتی ہے۔ ان کے منہ سے جو الفاظ نکلتے ہیں وہ سر اسرارِ الہی اور الہام کا ثمرہ ہوتے ہیں۔ ان کا علم وہی ہوتا ہے نہ کہ کسی۔

علماءِ ظاہر کا علم کسی اور کتب کی تعلیم و تکرار اور ظاہری افہام و تفہیم پر مبنی ہوتا ہے۔ پس علماءِ ظاہر جو کچھ کہتے ہیں کتابوں میں سے پڑھ کر کہتے ہیں مگر اولیاء اللہ جو کچھ کہتے ہیں الہامِ الہی سے مشاہدہ کی بنا پر کہتے ہیں۔ اس لئے مسلمانوں کو لازم ہے کہ وہ اولیائے کاملین کی صحبت اختیار کریں۔ اور اگر کسی وجہ سے ان کی حضوری حاصل نہ ہو تو تلاوتِ قرآن مجید و مطالعہ حدیث شریف کیساتھ ساتھ اقوال و ملفوظاتِ اولیاء اللہ کا مطالعہ کرتے رہیں تاکہ ان کے فیوض و برکات سے بہرہ ور رہیں۔ اس لئے ان کے ملفوظات مبارکہ فیوض و برکات کا خزانہ ہیں ان کا کلام خاص تاثیر رکھتا ہے۔ ان کا کلام امراضِ روحانی کو شفا اور قلوبِ زنگ آلود کو چلابخشتا ہے۔ ان کے ارشادات کی روشنی میں راہِ سلوک واضح اور آسان ہو جاتی ہے۔ اور اس راہ میں حائل تمام مشکلات حل اور جہدِ روکاؤں دور ہو جاتی ہیں۔

فقیرِ راقم الحروف کی یہ خوش قسمتی ہے کہ کچھ عرصہ قبل میرے انتہائی کرم فرما اور مخلص دوست حضرت مفتی محمد عبدالرحیم صاحب سکندری سلمہ اللہ نے حضرت شیخ المشائخ سید محمد راشد الملقب بہ پیر سائیں روضہ دہنی قدینا اللہ باسرارہ العزیز کے ملفوظات شریفیہ کی تلخیص و ترجمہ بہ زبان اردو کر دینے



کی فرمائش کی تاکہ اردو دان حضرات بھی اس گنجینہ فیوض و برکات سے بہرہ ور  
اور تشہہ کا مان طریقہ حقیقت اس بحر کرامت سے سیراب ہو سکیں۔

فقیر نے ان کی فرمائش کو جوش عقیدت میں بجا لیا مسرت پایہ تکمیل  
تک پہنچانے کا وعدہ کر لیا، لیکن جب کاغذ قلم سنہال کر اس مہتمم بالمشان  
کام کا آغاز کیا تو اس وقت یہ اندازہ ہوا کہ یہ کام کس قدر مشکل اور یہ مہم کتنی  
بھاری ہے۔ بقول حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ ع

کہ عشق آسان نمود اول دے افتاد مشکلہا

اصحاب علم و دانش بخوبی جانتے ہیں کہ ایک زبان سے کسی مضمون کو  
دوسری زبان میں اس طور پر منتقل کرنا کہ اصل مضمون کی سلاست، انفاست  
لطافت کو ٹھیس تک نہ پہنچے۔ کتنا دشوار کام ہے۔ یہ کام بہ طریق احسن  
و ہی شخص کر سکتا ہے جسے ان دونوں زبانوں پر بخوبی عبور حاصل ہو۔  
اس میں مہارت تامہ رکھنا ہو۔ اور مضمون کی نوعیت، گہرائی اور اس کے رموز و  
نکات و مصطلحات سے بھی باخبر ہو۔

بالخصوص اس وقت تو یہ کام اور بھی زیادہ مشکل ہو جاتا ہے جبکہ صاحب  
مضمون ہر لحاظ سے انتہائی بلند مقام پر فائز بھی ہو۔ چنانچہ فقیر جب مجمع  
فیوضات یعنی ملفوظات حضرت پیرسائیس روزہ دہنی، قدسنا اللہ باسرارہ  
الغریب کی تلخیص و ترجمہ کرنے بیٹھا تو خود کو ہر لحاظ سے کمتر اور بے بس  
پایا۔ اس لئے کہ ایک عظیم ولی اللہ۔ عالی مرتبت روحانی پیشوا اور عارف  
باللہ کے عارفانہ الہامی کلام کو سمجھنے اور سمجھ کر سندھی زبان سے  
اردو زبان میں منتقل کرنے کے لیے جو قابلیت درکار ہے راقم الحروف  
اس سے یکسر عاری تھا۔



تاہم چونکہ فقیر، غلام، غلامان، اولیاء اور علماء و شائخ کا کفش بردار ہے  
 میر عرصہ تقریباً تیس سال سے حضرت پیر سائیں روزہ دہنی علیہ الرحمۃ سے  
 بھی بطریق اولیاں منتسب، متعلق، اور مستفید و مستفیض ہے۔ ان کے  
 آستانہ عالیہ پر متعدد مرتبہ حاضر ہو کر ان کی تجلیاتِ ولایت اور فیوض و  
 برکات کا مشاہدہ کر چکا ہے۔ اپنے سر پر ان کا سایہ عافیت و دست  
 شفقت مستقلاً موجود دیکھ رہا ہے۔ ان کے ملفوظات مبارکہ کا از اول  
 تا آخر متعدد مرتبہ بہ نظر غائر مطالعہ کر کے اپنے قلب و نظر کو مصغی و مجلا  
 کر لینے کی پیہم کوشش کرتا چلا آ رہا ہے۔ ہر جمعہ کے وعظ میں ایک یا  
 دو ملفوظ بالالتزام پڑھ کر سنانے کو معمول بنائے ہوئے ہے۔ اس  
 لیے ضمیر نے اجازت نہ دی کہ اس متبرک اور انتہائی مضد کام سے  
 پہلو تہی کر لوں۔ اندر سے ندا آئی۔ ھَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ۔؟  
 اپنے محسن و شفیع و مرئی کے احسانات کو فراموش نہ کر۔ جو کچھ بھی بن پڑے  
 ٹوٹی پھوٹی ہی ہی۔ اپنی سی کوشش کر گذر۔!

فقیر نے سعی منیٰ والا تمام من اللہ کہہ کر تو کلا علی اللہ، تلخیص و ترجمہ  
 کا آغاز کر دیا۔ اور بفضلہ تعالیٰ ثم بفضل رسولہ الاعلیٰ صلے اللہ علیہ وسلم  
 مرشد و مرئی پیر سائیں روزہ دہنی علیہ الرحمۃ کی توجہ خاص کی بدولت  
 یہ مہتمم بالشان کام چند ماہ میں پایہ تکمیل تک پہنچ گیا۔ فاکھ اللہ علی ذالک۔  
 فقیر کی یہ کوشش کہاں تک کامیاب رہی؟ یہ صاحبانِ علم و نظر  
 ہی بتا سکیں گے۔ بہر حال فقیر دست بدعلیہ کہ اللہ جل شانہ، فقیر  
 کی اس کوشش فقیر کو مقبول و مشکور فرمائے اور فقیر پر تقصیر کی نجات  
 آخری کا ذریعہ بنا دے۔ نیز قارئین کے لیے بھی باعث اصلاح ظاہری و



باطنی اور دنیا و آخرت میں کامیابی و سرخروئی کا باعث ہو۔ آمین، یا ز  
العالمین بحرمۃ رحمتہ للعالمین صلے اللہ علیہ وسلم

پیرسائیں روزہ دہنی علیہ الرحمۃ تاحیات، سنت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم  
کی مکمل متابعت میں ثابت قدم رہے۔ آپ ان گمراہ پیروں و فقیروں کی  
سخت تردید کرتے تھے جو یہ سمجھتے اور کہتے ہیں کہ شریعت و طریقت باہم  
مخالف و متضاد ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ۔

یہ آج کے موحّدین کی حالت پر ہمیں تعجب آتا ہے جو ظاہری عبادت  
میں کسب سستی، کابلی اختیار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت (نماز، روزہ  
وغیرہ) میں ان کا دل نہیں لگتا۔ اگر یہ لوگ واقعی موحّد ہوتے تو  
ان کا یہ حال ہرگز نہ ہوتا کیونکہ سچے موحّد کو (عبادت کے) کسی بھی  
کام میں گرانی اور پریشانی نہیں ہوا کرتی۔ پس یہ (پیری فقیری کے دعویدار)  
جو ظاہری عبادت سے تنگ ہو جاتے ہیں۔ ان کو کیا کہا جائے؟ شاید  
کہ یہ موحّد نہیں بلکہ یہ لوگ تلمذ ہیں۔

(ملفوظات ص ۲۸۸ حصہ اول)

آپ دینی و دنیاوی تمام امور میں احکام شریعت کو پیش نظر رکھتے  
تھے۔ ان کی ہمیشہ ہی کوشش رہتی کہ کوئی بھی چھوٹا بڑا کام۔ نت  
نبوی کے خلاف نہ ہو۔ ہر معاملے میں شریعت مطہرہ کے مطابق  
عمل کرنے کو دینی و اخروی کامیابی کے لیے لازم قرار دیتے  
تھے۔ ایک موقع پر آپ نے ارشاد فرمایا: اہل ظاہر۔ شریعت، طریقت،  
حقیقت اور معرفت کی یوں مثال دیا کرتے ہیں کہ۔ شریعت پاجامہ کے  
مانند ہے۔ طریقت کرتہ کے مثال، حقیقت بمنزلہ چادر کے ہے اور



معرفت پگڑی کی طرح ہے۔ اس کے بعد آپ نے (بطور محاکمہ) فرمایا۔  
ہمارا مذہب اور طریقہ یہ ہے کہ "شریعت" جسے اہل ظاہر پاجامہ قرار  
دیتے ہیں۔ یہ ہمارے لئے بمنزلہ دستار اور سر کا تاج ہے۔

ملفوظات ص ۳۶  
۲۰۱۲ اول

آپ خلاف شرع اور سنت کے تارک (جعلی پیروں فقیروں) کی  
خلاف حقیقت حرکات پر انتہائی رنج و افسوس کا اظہار کرتے ہوئے  
بڑے دکھ کے ساتھ ارشاد فرماتے ہیں۔

"تعجب کا مقام ہے کہ یہ (نام نہاد) بزرگ، اگرچہ ظاہری علم اور متابعت  
سنت سے واقف (تو) ہیں لیکن اس کے باوجود مسنون کاموں کے  
نزدیک نہیں جاتے۔ رسوم کی اتباع انہیں سنت نبوی علیٰ صاحبہا  
الصلوٰۃ والسلام کی اتباع سے محروم کئے ہوئے ہے۔ حالانکہ یہ  
ایک سچی حقیقت ہے کہ ہر دو جہان میں کامیابی و سرخروئی کا حصول  
متابعت (سنت) کے بغیر محال ہے۔"

ملفوظات ص ۸۸ ج اول

آپ کے ملفوظات مبارکہ مطالعے سے یہ امر روز روشن کی واضح ہوتا  
ہے کہ آپ اگر علوم کتابی و اکتسابی کے لحاظ سے ایک عالم متبحر تھے تو علوم  
باطنی، وہی والہامی کے بھی بحرناپید اکنار تھے۔ آپ کا مطالعہ و عبادت  
وسیع تھا۔ آپ کی فکر و نظر انتہائی دقیق اور باطنی علوم کی گہرائیوں اور  
تمام تر نزاکتوں سے حیران کن حد تک واقفیت رکھتے تھے۔ شریعت،  
طریقیت، حقیقت و معرفت کے باریکے باریکے مسائل بلا توقف و  
تردد چشم زدن میں حل فرما دیا کرتے تھے۔ المختصر، آپ کی ذات



با برکات جمع محاسن اور مجمع کمالات تھی۔ آپ بلا مبالغہ العلماء و شہداء  
 الانبیاء کے مسداق تھے۔ اپنے وقت کے قطب الارشاد تھے۔ لاکھوں  
 جگڑے ہوئے آپ کے وعظ و تلقین سے سدھر گئے۔ راہِ راست  
 پر آگئے لاکھوں آپ کے باطنی علوم سے فیضیاب ہوئے۔ اور بہت  
 سے آپ کی نظرِ کیمیا اثر سے ولایت کے اعلیٰ مقامات پر فائز  
 ہو گئے۔ آپ خاندانِ عالیہ راشدہ کے بانی ہیں۔ جس خاندان  
 کے فیوض و برکات سے ہنوز لاکھوں طالبانِ حق مستفید و مستفیض  
 ہو رہے ہیں جس خاندان نے دینِ اسلام اور ملک و ملت کی سرمدی  
 کی خاطر بیش بہا جانی اور مالی قربانیاں دی ہیں۔

یہی وہ عالی مرتبت خاندان ہے جو از اول تا آخر حق کی حمایت  
 میں کمر بستہ اور باطل کے سامنے سینہ سپر رہا ہے۔ فقیر اللہ جل  
 شانہ کا بے حد شکر گزار ہے کہ جس نے اس عظیم خاندان کے بانی حضرت  
 قطب الارشاد پیر سائیس روزہ دہنی قدسنا اللہ باسرارہ الغزنی کے  
 نورانی ملفوظات مبارکہ کی تلخیص و ترجمہ کرنے کی سعادت نصیب فرمائی  
 اور اس مبارک لیکن انتہائی نازک خدمت سے عہدہ برآ ہونے کی  
 توفیق مرحمت فرمائی۔ فالحمد لله علی احسانہ

فقیر، ابو الحسن قادر کی غفرلہ

(سنبھو و سنبھو)

مورخہ ۲۷ رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ

30.07.81



# فہرست مضامین

۳۹	۲	دورنگی چھوڑ کر یک رنگ ہو جا	۲۷	۲۷	تو ہی تو ہے	۲۷	ہمہ اوست	نشان منزل
۳۹	۷	حدیث قدسی فنا و بقا	۲۷	۲۷	تو ہی تو ہے	۲۷	ہمہ اوست	پیش لفظ
۴۰	۲۷	تو ہی تو ہے	۲۷	۲۷	تو ہی تو ہے	۲۷	ہمہ اوست	صفات میں ذات کا مشاہدہ
۴۰	۲۷	ہمہ اوست	۲۷	۲۷	تو ہی تو ہے	۲۷	ہمہ اوست	یہ جہان عالم اثرات سرسرو ہم اور خیال محض ہے
۴۱	۲۸	ہمارے ہاں اللہ کا راستہ ایک قدم ہے	۲۸	۲۸	ہمہ اوست	۲۷	ہمہ اوست	عبادات سے جی چرانہ والے ملحد ہیں
۴۱	۲۹	وہی وہ دکھائی دیتا ہے	۲۹	۲۹	تو ہی تو ہے	۲۷	ہمہ اوست	یہ بھی محبوب سے محبت کی کمی ہے
۴۳	۲۹	اس درخت ہی کو جڑ سے اکھاڑ دیا جائے	۲۹	۲۹	تو ہی تو ہے	۲۷	ہمہ اوست	لفظی و اثبات
۴۳	۳۰	ہر صورت میں یار کا جلوہ	۳۰	۳۰	تو ہی تو ہے	۲۷	ہمہ اوست	سارا جہاں مظہر حق ہے
۴۴	۳۰	موجود اشیاء حادث ہیں اور قدیم بھی	۳۰	۳۰	تو ہی تو ہے	۲۷	ہمہ اوست	مومن اور کافر کے دیدار الہی میں فرق
۴۴	۳۱	فکر اور حیرانی	۳۱	۳۱	تو ہی تو ہے	۲۷	ہمہ اوست	انکورنجیروں میں باندھ کر محبت میں لے جاؤ
۴۴	۳۲	فرشش والے عرش پر اور عرشش	۳۲	۳۲	تو ہی تو ہے	۲۷	ہمہ اوست	کثرت میں وحدت کا مشاہدہ
۴۴	۳۲	والے فرش پر ڈھونڈتے ہیں	۳۲	۳۲	تو ہی تو ہے	۲۷	ہمہ اوست	اپنی لفظی کراثبات نہ کر
۴۵	۳۳	گنت گنتاً مخفیاً کی تشریح	۳۳	۳۳	تو ہی تو ہے	۲۷	ہمہ اوست	عارف کی ایک سانس
۴۷	۳۳	عزرائیل دوست کو دوست سے ملاتا ہے	۳۳	۳۳	تو ہی تو ہے	۲۷	ہمہ اوست	عارف معترف
۴۸	۳۴	دائرہ امن	۳۴	۳۴	تو ہی تو ہے	۲۷	ہمہ اوست	اپنے وجود میں بھی ہمہ اوست دیکھو
۵۱	۳۶	اپنی کمالیت اور فیض کو اللہ کے سپرد کر دے	۳۶	۳۶	تو ہی تو ہے	۲۷	ہمہ اوست	دو نہ کر ایک کر
۵۱	۳۶	بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوشش	۳۶	۳۶	تو ہی تو ہے	۲۷	ہمہ اوست	یہ اہل ظاہر کو کیا ہوا
۵۲	۳۷	حقیقت توحید	۳۷	۳۷	تو ہی تو ہے	۲۷	ہمہ اوست	درخت کا سائے کو جواب
۵۲	۳۸	اربعہ عناصر سے نظر کو اٹھا	۳۸	۳۸	تو ہی تو ہے	۲۷	ہمہ اوست	ہر جگہ اللہ تعالیٰ ہی ہے



۵۴	ذکر لطائف ستہ	تماشا دیکھ رہا ہے
۵۴	ایک حسرت دوسری پیشانی	مشاہدہ وحدت
۵۵	قہقہہ لگانے سے دل مردہ ہو جاتا ہے	وحدت شہودی اور وحدت وجودی
۵۵	جو ذکر نہیں کرتے ہم انکی دعوت قبول نہیں کریں گے	اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے
۵۶	تمام مصائب کا علاج	إلا اللہ ہی سب کچھ ہے
۵۶	دل کی صفائی ذکر سے ہوتی ہے	تختِ درخت بوٹے اور گھاس پھوس
۵۶	ذکر افضل ہے یا فکر؟	اس کی خبر دیں گے
۵۷	معمولات پر سائیں قدسنا اللہ باسرارہ	ہم معطلی حقیقی کا ہاتھ دیکھا کرتے ہیں
۵۹	مرشد کے مشغل سے مرید کو ترقی ملتی ہے	فضیلتِ ذکرین
۶۰	تو پھر مراقبے سے فائدہ کیا	تو مر کر دیکھ میں پہنچتا ہوں یا نہیں؟
۶۱	بسط کی طرح فہم سے بھی ذوق اٹھائے	ذکر کا چہرہ روشن ہوتا ہے
۶۱	پرسائیں غیر ذکر کی دعوت قبول نہ فرماتے تھے	حضرت والا کا ایک مکتوب
۶۳	تو بہر کی فضیلت	مراتبِ ذکر
۶۳	تو میں بھی اسکو بخشنے سے نہیں تھکتا	طعام بھی کھاؤ اور دل بھی حاضر رکھو
۶۳	تو بہر کی خواہی پر اللہ تعالیٰ نہایت راضی ہوتا ہے	ایک سانس بھی بغیر یاد الہی نہ لو
۶۴	تم اللہ کی جانب متوجہ نہ ہوئے	دفع مصائب کیلئے ذکر الہی اکیسر ہے
۶۴	قبر میں مرشد کی مدد پہنچتی ہے	تم سے ہمارا تعلق صرف ذکر الہی کی وجہ سے ہے
۶۵	ہوش دل سے سنو	اپنی ہستی کا مٹا کر اللہ کا نام لو
۶۵	گیدڑ پر دانہ اور بادشاہ گردی	مشغل فنائے صفائی
۶۸	بندر اور چالاک چور	مشغل نفی اثبات
۶۹	اؤ کہ اب اللہ تعالیٰ کی باتیں کریں	ذکر ہمہ اوست



- ۱۰۸ نیت کا پھل ۹۲ رسول خدا کے بے ادب کی بخشش نہ ہوگی
- ۱۰۹ موجودہ فقراء کا حال ۹۵ بے ادبی کا وبال
- ۱۱۰ مرشد پر مرید کا کیا حق ہے؟ ۹۵ بے حج کو جانا
- ۱۱۱ تصانیف کفار کا مطالعہ درست نہیں ۹۵ لہذا فی اللہ
- ۱۱۲ چار شخصوں سے دوستی نہ چاہیئے ۹۷ ریاکار جہنم میں ڈال دیے جائیں گے
- ۱۱۳ ایک ٹکے کی عورت ۹۷ حضرت علی اور کافر پہلوان
- ۱۱۵ محروم اور بے نصیب رہ جانے کی وجہ ۹۷ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۱۱۶ تیری پشت سے دو قطب پیدا ہونگے ۹۸ اترتیرے دل میں یہ خیال پیدا نہ ہوتا تو
- ۱۱۷ جب مریں گے آنکھ کھلے گی ۹۹ ہمارا مقصود صرف رضائے خدا اور
- ۱۱۸ چالاک اور بوالفضولی نشان بے نصیبی ہے ۱۰۱ رسول خدا ہے
- ۱۱۷ جس نے کسی بھی ولی کی شکایت کی اس ۱۰۱ شکاری کے آنسو
- ۱۱۹ نے اپنے مرشد کی شکایت کی ۱۰۲ سرمایہ عزیز کا ضیاع
- ۱۱۹ ادب باطنی فیض کا دروازہ کھولتا ہے ۱۰۳ دنیا داروں کی خیرات
- ۱۲۰ احمقانہ فخر کرنے والے ۱۰۴ احسان جتانا
- ۱۲۰ اپنے مرشد کے علاوہ دیگر بزرگوں ۱۰۴ ریا کا وبال
- ۱۲۱ کا ادب بھی لازم ہے ۱۰۴ میری آنکھ صرف ایک کو ہی دیکھتی ہے
- ۱۲۱ نااہل کا اثر بد ۱۰۵ اعتقاد و یقین کے بغیر حصول فیض محال ہے
- ۱۲۲ نقش پا کا احتسرام ۱۰۶ انس کی ہمت پر آفریں ہے
- ۱۲۳ پرکھنے کا طریقہ ۱۰۶ یقین سے بیڑا پار ہے
- ۱۲۵ غلو سے بچو ۱۰۷ بے خطر کو دپڑا آتش نمرود میں عشق
- ۱۲۷ تو نے اسکو علم و ادب سکھایا تھا؟ ۱۰۸ جو شیریں وہ لوطری نہیں بنتے



پوستہ رہ شجر سے اُمید بہار رکھ ۱۲۷ جب عشق آیا عقل گئی ۱۲۷

مومن کی مثال کھجور کے درخت کی سی ہے ۱۲۸ انتظارِ محبوب

۱۲۹ شیخ بہلول اور خلیفہ ہارون الرشید ۱۳۰ بیم دھوبی کا لڑکانہ بنیں

۱۲۹ مرشد سے برگشتہ شخص کی توبہ قبول نہ ہوگی ۱۳۱ یہ پھولا آنکھ میں پہلے بھی تھا

۱۵۰ اب جہلِ حیرت اول چاہے دیکھ لے ۱۳۲ عشق مجازی جائز ہے لیکن

۱۵۲ سب میں دُربے بہا کیونکر پیدا ہوتا ہے ۱۳۳ مجنون کا لیلیٰ کو پیغام بھیجنا

۱۵۲ ایک آہ کا ثواب ۱۳۴ اگر تو میرا عاشق ہوتا!

۱۵۵ امتحانِ عشق اور کرشمہٴ عشق ۱۳۶ شہ شیرِ عشق کا کمال

۱۵۷ مذہبِ عشق میں یہ بے ادبی ہے ۱۳۸ ہم سب کچھ بن گئے لیکن اَدُن نہ بن سکے

۱۵۸ جہاں پر عشق ہو گا وہاں قرار کیونکر رہے گا ۱۳۹ مخالفتِ نفس کی فضیلت

۱۵۹ یہ خدا کو پا کر آرام سے سو رہے ہیں ۱۳۹ لیکن مرد وہ ہے جو....

۱۶۰ نازِ بغیرِ محبت اور ذوق کے بے فائدہ ہے ۱۴۰ خیالِ جمالی و خیالِ جدالی

۱۶۰ تم میں ابھی کچا پن باقی ہے ۱۴۱ دعوت کا کھانا اپنے نفس کیلئے نہ ہو

۱۶۱ محبت ذاتی، محبتِ صفاتی اور محبتِ انفعالی ۱۴۱ نفس کس طرح اعمال برباد کرتا ہے

۱۶۱ کمالِ دوستی ۱۴۲ تو بھی اندھا ہو گیا ہے

۱۶۱ ایک بڑھیا عورت کے دل کی کشش ۱۴۳ تو نے اپنے رب کو باندھ کر پٹھ

۱۶۲ اب درد بھی دے دے ۱۴۴ پیچھے ڈال رکھا ہے

۱۶۳ طالبِ حق بیمار ہو تو کیا کرے؟ ۱۴۵ نفسِ عمارہ کی مثال

۱۶۳ اب تیرا عشق اور محبت سرد پڑ گئی ہے کیا؟ ۱۴۵ طالب کو ہمت کرنی چاہیے

۱۶۵ حال اور کمال ۱۴۶ کنواں کس طرح پاک کیا جائے؟

۱۶۶ طالبِ صادق کا پیرِ عشق ہے ۱۴۷ قرآن پڑھ کر بھلا دینے کی سزا



- صاحب زادوں کو تنبیہ  
 ۱۸۳ یہ روپے کوئی جن چوری کر کے لایا ہوگا  
 ہم نے تو صرف اسکو روشن کیا ہے  
 ۱۸۴ ہمیشہ با وضو رہا کر  
 اپنی ماں کو قتل کر  
 ۱۸۵ ایک حسرت دوسری پشیمانی  
 بے ہمتی اور بد نصیبی کی بات  
 ۱۸۶ کمال زہد و تقویٰ  
 فاقہ سے جسم ناتواں لیکن روح طاقتور ہوتی ہے  
 ۱۸۷ امراء و حکام کے طعام سے پرہیز  
 دو مسافروں کی کہانی  
 ۱۸۸ اللہ کی راہ میں اپنے منہ  
 دیگران را نصیحت خود را فضیحت  
 ۱۸۹ کیا تم اپنے خالق و رازعی پر پھر وسوسہ نہیں رکھتے  
 وہ طالبِ حق نہیں  
 ۱۹۰ ہمارا رزق اسوقت کھلے گا جب تو مرے گا  
 اپنا احتساب خود کر  
 ۱۹۱ ادھر ادھر التفات نہ کر  
 محبت کا پودا  
 ۱۹۲ تم عالم و زاہد پر ہوتو کل نہیں ہو  
 حصول فیض کا طریقہ  
 ۱۹۳ اسے واپس لے جاؤ  
 نفس کو بارگاہِ الہیہ سے کچھ نسبت نہیں  
 ۱۹۴ سپردم با تو مایہ خویش را  
 خواہشات نفس کا غلام  
 ۱۹۵ کھانے والا گیاتے کھلانے والا موجود ہے  
 اس درخت کو جڑ سے اکھاڑوے  
 ۱۹۶ حلال چیز وہ ہے جس میں اپنی خواہش کا دخل نہ ہو  
 اولاد کا سوال کیا ایمان طلب نہ کیا  
 ۱۹۷ بغیر بادل کے پانی اور بلا سبب کھانا  
 حرام سے بچنے پر حلال ملتا ہے  
 ۱۹۸ دوسروں سے ہمارا کیا واسطہ  
 نفس بدکار سے بھلائی کا نتیجہ  
 ۱۹۹ معمول حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام  
 زندگی کس طرح گزارنی چاہیے  
 ۲۰۰ اصل مقصود  
 حاتمِ اصم کی بیٹی  
 ۲۰۱ تم طعامِ لطیف کیسے کیسے ہو  
 ہم خود کھا کر خوش نہیں ہوتے  
 ۲۰۲ صاحب زادوں کو نصیحت  
 ہیبتِ حق



- ۲۲۱ ۲۰۳ دنیا مکار بڑھیا ہے اللہ سے قرب کی دلیل
- ۲۲۲ ۲۰۴ حریص کتا تمہارا دین بھی عجیب ہے
- ۲۲۳ ۲۰۵ بے وقوف کتا فقیر وہ ہے جو بدلہ کی نہ سوچے
- ۲۲۴ ۲۰۶ دنیا دار خود فریبی میں مبتلا ہیں مخدوم نوح اور ہزار روپیہ کی تھیلی
- ۲۲۵ ۲۰۷ راستہ تو ایک قدم کا تھا صبر اور بے صبری
- ۲۲۶ ۲۰۸ درویش کی بے نیازی شیوہ سالکین
- ۲۲۷ ۲۰۹ حضرت والا کی دریا دلی صبر و تحمل کا امتحان
- ۲۲۸ ۲۱۰ جمع کرنے کی شامت صبر و تحمل کی تلقین
- ۲۲۹ ۲۱۱ اپنے ہاتھ سے چھوڑا ہر حال میں شکرِ خدا
- ۲۳۰ ۲۱۱ سخاوت اور اعتماد علی اللہ اسباب ناقص الایمان کے لیے ہیں
- ۲۳۱ ۲۱۲ میں رب اللعلمین ہو کر کیسے تھک جاؤں؟ اللہ سے بھی احتیاج نہ رکھ
- ۲۳۲ ۲۱۳ یہ سودا نقد بے نقدی ہے مال و زر کوڑا کرکٹ ہے
- ۲۳۳ ۲۱۵ بصرہ کے کتوں کا بھی یہی حال ہے اس نامراد کو میرے ہاتھ پر نہ رکھ
- ۲۳۴ ۲۱۶ دونوں اونٹ سائل کو دے دو دنیا دار کسی کام میں مخلص نہیں ہوتا
- ۲۳۵ ۲۱۶ سخی فاسق بھی اللہ کو پیارا ہے عبادت کر کے دنیا کی دعا مانگنا
- ۲۳۶ ۲۱۶ مجذوب نے ہمارا امتحان لیا ہے لاپٹی کتھیہ
- ۲۳۷ ۲۱۷ بحر سخاوت کتے ہی کی مثال کیوں؟
- ۲۳۸ ۲۱۸ ضرورت مندوں کی خاطر قرض لینا ترک دنیا ہر عبادت کی بنیاد ہے
- ۲۳۹ ۲۲۰ پیر کیسا ہونا چاہیے اور مرید کیسا؟ بڑے بھنگی دنیا دار ہیں
- ۲۴۰ ۲۲۰ آدمی کسی کے ساتھ ہوگا جس سے دنیا داروں سے تعلق رکھنے والے درویش
- ۲۴۱ ۲۲۰ اس کی محبت ہے دنیا دار فیض سے محروم رہتے ہیں



- نگاہ ولی کی تاثیر  
۲۴۴ بارشس تھم گئی بادل چھٹ گئے ۲۵۸
- ولی اللہ کا تصرف  
۲۴۵ قلیل کام کثیر ہو گیا ۲۵۸
- مرشد کا فیض ضرور رنگ لا کر رہتا ہے  
۲۴۵ قہر باذن اللہ اور قہر باذنی کی توضیح ۲۵۹
- فیض اپنے مرشد سے ہی مل سکتا ہے  
۲۴۶ علم مافی الارحام ۲۶۰
- حیوانات بھی اولیاء سے محبت رکھتے ہیں  
۲۴۸ ایسا کشف تو گدھی کو بھی ہوتا ہے ۲۶۱
- جیسا اعتقاد مرشد سے ہو گا مرید بھی  
خواجه محمد بابا سیماسی کی پیش گوئی ۲۶۱
- ویسا ہی ہو جائے گا  
۲۴۹ پیر سائیں کے خلیفہ کی کرامات ۲۶۲
- مرشد کی محبت کیسی ہو؟  
۲۴۹ اولیاء اللہ انتقال فرماتے ہیں مرتے نہیں ۲۶۳
- جس نے مجھے دیکھا اس پر آتش دوزخ حرام ہے  
۲۵۰ اولیاء را ہست قدرت از الہ ۲۶۳
- حق کو دیکھنے سے حق یاد آتا ہے  
۲۵۱ دریائے اپنا رخ موڑ لیا ۲۶۴
- فانہ ینظر بنور اللہ  
۲۵۱ وفات کے بعد زندگی ۲۶۵
- اولیاء مہنہ ذات و صفات الہی ہیں  
۲۵۲ تو بارشس برسنا شروع ہو گئی ۲۶۶
- اولیاء اللہ کی مثال  
۲۵۳ تو نے ڈھول کو کہاں چھوڑا ۲۶۷
- جن آنکھوں سے میں نے دیکھا ہے تو نے  
اپنی اور دوسروں کی وفات کا علم ۲۶۷
- نہیں دیکھا  
۲۵۳ تو ہمارا نشان بر ہے ۲۶۹
- چپ رہ کہیں انبیاء نہ سن لیں  
۲۵۴ کشف و کرامت ۲۶۹
- فیضانِ غوث الاعظم  
۲۵۵ ہم تم کو معنوی مقصد حاصل کرائے ۲۶۹
- مزارات اولیاء سے علوم ظاہری و باطنی کا حصول  
۲۵۶ بغیر نہیں لچھوڑیں گے ۲۷۱
- مرشد اور مرید کی مثال  
۲۵۶ حضرت رابعہ بصری کی کرامت ۲۷۲
- لعاب دہن لگانے سے سانپ کا  
اتباع شریعت سے انحراف نہ کرو ۲۷۳
- زہر کا فور ہو گیا  
۲۵۷ دارھی کی مقدار اور سر کے بال ۲۷۵



- اس طعام کو خریدتے ہیں ۲۷۵ مرد و سروس کا بوجھ اٹھایا کرتے ہیں ۲۸۸
- طعام سے پہلے دونوں ہاتھ دھونے ۲۸۸ درجہ کمال
- سے برکت ہوتی ہے ۲۷۶ صاحب زادہ صاحب شکنجہ ہیں ۲۸۹
- اتباع سنت... ظاہری و باطنی امراض ۲۹۰ سنت کی متابعت سادہ خوراک میں ہے ۲۹۰
- کا علاج ہے ۲۷۶ آپ کے مرید سر کیوں نہیں منڈاتے؟ ۲۹۰
- ہم سنت ترک نہیں کریں گے ۲۷۷ ہم جا کر تیرا گھر جلا دیتے ہیں ۲۹۱
- وہ ہمارا نہیں طنزورے کا مرید ہے ۲۷۷ صحبت کی قضا ممکن نہیں ۲۹۲
- ہم تمہارے ساتھ گناہ میں حصہ دار نہیں بنیں گے ۲۷۸ ادب صحبت ۲۹۲
- الجوع طعام اللہ ۲۷۹ صحبت مرشد سے قلب کی صفاتی ہوتی ہے ۲۹۲
- لاٹھی دائیں و بایں ہاتھ میں رکھنی چاہیے ۲۷۹ مرد لڑکوں عورتوں اور نااہلوں کی
- نماز باجماعت نہ پڑھنے والوں کی گوشمالی ۲۸۰ صحبت سے بھاگو ۲۹۵
- ہم تمہارے ہاں اکیلے نہیں جائیں گے ۲۸۱ اہل اللہ کی صحبت نقد سودا ہے ۲۹۶
- شرعیات سرکا تاج ہے ۲۸۲ اللہ کی خوشنودی اور ناراضگی کا معیار ۲۹۷
- ترک نماز باجماعت پر تعزیر ۲۸۲ ہم تو صرف یہ دعا مانگیں گے کہ..... ۲۹۷
- عمل کے بغیر کمال حاصل نہیں ہوگا ۲۸۳ صحبت کسی صاحب دل سے ہی کرنی چاہیے ۲۹۸
- عورت شیشے کی مانند ہے ۲۸۳ ان کو دیکھنے سے خدا یاد آتا ہے ۲۹۹
- اندھے صوفی ۲۸۴ مرشد کی اولاد کا ادب ۲۹۹
- اتباع شریعت ہی منزل مقصود تک پہنچنے ۲۰۰ بے ادبی کا نتیجہ بے نصیبی ہے
- کارا ستہ ہے ۲۸۵ سلطان محمود غزنوی اور ایاز کا قصہ ۲۰۱
- بغیر ساز کے نہیں گے ورنہ نہیں ۲۸۵ لقمان حکیم نے بے ادبوں سے ادب سیکھا ۲۰۳
- لطف عبادت ۲۸۷ یہ طعام اس کتنے کو کھلا دو ۲۰۳



- ۳۰۴ بائزید بسطامی کا اکیس نسخہ ۳۲۳ مفاد پرست کی دوستی
- ۳۰۵ زندگی کس طرح بسر کرنی چاہیے ۳۲۵ شرائط دوستی
- ۳۰۵ اپنے اعمال پر نظر کر کے دیکھو ۳۲۶ عطار ذمہ دار نہیں ہے
- ۳۰۶ طالب کو دریا کی مانند ہونا چاہیے ۳۲۶ محبت اور دوستی کی شرائط
- ۳۰۷ ابلیس کے ملعون ہونے کی وجہ ۳۲۸ ہم نشین کا اثر
- ۳۰۷ ارشادات و نصائح سننے کا مقصد ۳۲۹ صاحبین کی صحبت کا پاپٹ دیتی ہے
- ۳۰۸ ہر بری عادت کے موافق قبریں ۳۲۹ کفار سے دوستی نہ کی جائے
- ۳۰۹ صورت مسخ ہو جاتی ہے ۳۳۰ یہ سب احدیت کا اتحاد ہے
- ۳۱۲ قاتل میرے حجرے میں چھپا ہے ۳۳۱ جبکہ اللہ و رسول بھی زبانِ خلق نہ بچے تو
- ۳۱۳ پہلے ہی جھوٹ سے ایمان چلا جاتا ہے ۳۳۲ صفائی قلب کا طریقہ
- ۳۱۵ توبہ کر توبہ کر توبہ کر ۳۳۳ چھوٹی سی صراحی اور بھرے ہوئے مٹکے
- ۳۱۶ کمال جیاء پرودہ پوشی ۳۳۳ اولین بدعت
- ۳۱۶ درجہ ولایت کا حصول ۳۳۵ دوسروں کے ہاتھوں کی طرف نہ دیکھو
- ۳۱۷ غیبت کانوں سنی تو کیا آنکھوں دیکھی ۳۳۵ فخر اور خود بینی کا انجام
- ۳۱۸ بھی نہیں کرنی چاہیے ۳۳۶ یہ تنگی رزق کا باعث ہے
- ۳۱۸ حلم و حسن جواب ۳۳۶ صاحبزادگان کو وصیت
- ۳۱۸ دو بزرگوں کی نوک جھوک ۳۳۷ صاحبزادگان و خلفاء کو وصیت
- ۳۱۹ ابو جہل کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نفیس بوجھا ۳۳۸ ظلم کا وبال احسان کا فائدہ
- ۳۱۹ غیبت کرنی ہے تو اپنے ماں باپ کی کرے ۳۳۹ خدمتِ خلق کا جذبہ بے مثال
- ۳۲۱ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا ۳۳۹ حالت و استدراج
- ۳۲۱ عورتیں غیبت سے باز نہ آئیں گی ۳۴۰ حضورؐ کی قلب اور نفی ماسویٰ اللہ



- حق شرعی کا لحاظ ۲۴۰ اچھایا برا ہونا اخلاق پر منحصر ہے ۲۵۶
- اگر تو ایسا ہی سخی ہے تو..... ۲۴۱ حاتم اصم کو اصم کہنے کی وجہ ۲۵۰
- تم شریعت کی باتیں تو بہت کرتے ہو لیکن ۲۴۲ عشق "رسول" اور تواضع ۲۵۶
- المؤمن مودة المؤمن ۲۴۳ شان بے نیازی ۲۵۸
- عجیب انسانی۔ کمال حسن خلق ۲۴۵ یہ دستور اہل دنیا نہ کہ اہل اللہ کا ۲۵۹
- حقوق العباد کی نگہداشت ۲۴۶ حسن خلق ۲۵۹
- یہ پتھر بھی کھا.... ۲۴۶ میں نے تیرا ہاتھ پکڑنے کے لیے
- تیرے پاس حال تھا ہی کب؟ ۲۴۷ لیا ہے چھوڑنے کے لیے نہیں ۲۶۰
- اگر یہ کسی بادشاہ کے گھر میں نقب لگاتا تو... ۲۴۸ رابعہ بصری کا جذبہ شفقت ۲۶۱
- کمال احتیاط ۲۴۹ ایسی مستی ہمیں پسند نہیں ۲۶۱
- حریص اور حاسد سے پرہیز کرو ۲۵۰ اقراری مجرم عضو و عنایات ۲۶۲
- الحکمة ضالۃ المؤمن ۲۵۰ جس نے خدمت کی وہ مخدوم ہو گیا ۲۶۳
- ہر کسی سے نیکی ہی کرنی چاہیے ۲۵۱ اولیاء اللہ کو دو لپٹان عطا ہوئے ہیں ۲۶۴
- دینی بھائی کا نام تعظیم سے لینا چاہیے ۲۵۲ شکر نعمت ۲۶۴
- اکیلے معام نہیں کھانا چاہیے ۲۵۲ یقیناً بھکوان کی خدمت کا حکم ملا ہے ۲۶۵
- ام کے ام گھٹلیوں کے دام ۲۵۳ بیمار بڑھیا کی خدمت کا صلہ ۲۶۵
- ترک الظمع والمنع والجمع ۲۵۳ میں نے اس قدر خدمت کی ہے کہ ۲۶۶
- بغیر مانگے کوئی چیز مل جائے تو اس کو ۲۶۷ جھنگل فقیر کھیا ر علیہ الرحمۃ ۲۶۷
- رد نہ کرو ۲۵۴ اندھے کی راہنمائی کا اجر ۲۶۸
- تجھ کو اس معاملہ میں کس نے ڈالا ہے؟ ۲۵۴ جنت میں کوئی بڑھیا نہیں جائے گی ۲۶۹
- تہذیب کے بغیر توبہ میں برقرار رہنا مشکل ہے ۲۵۵ اب تو لوٹ چم گئی ہے ۲۶۹



- ۲۷۸ مزار و عنایت خسروانہ ۲۷۰ یاد - یہ فقیر تو زور آور ہیں
- ۲۷۹ مختصر تعارف خاندان عالیہ راشدیہ ۳۷۰ مگر پیٹ پھاڑ ڈالنا حرام ہے
- ۳۱۹ سوانح حضرت پیر سائیں محمد بقا شاہ علیہ الرحمۃ ۳۷۱ میں تو سمجھا تھا کہ...
- ۳۹۶ سوانح حضرت سید محمد راشد شاہ علیہ الرحمۃ ۳۷۱ اے سازنگ تو برسے گا بھی یا...؟
- ۴۰۸ سید صبغت اللہ شاہ صاحب اول علیہ الرحمۃ ۳۷۱ پاکیزہ مزاج
- ۴۱۱ حضرت پیر علی گوہر شاہ اول ۲۷۲ ہم کدو کیلئے بھی ایک گوشہ چھوڑ دیں گے
- ۴۱۳ پیر سید حزب اللہ شاہ ۲۷۳ بھینسیں دودھ سے بھر کر آئی ہیں
- ۴۱۹ حضرت سید علی گوہر شاہ ثانی ۲۷۲ کھاتے حرام ہیں پاخانہ حلال کرتے ہیں
- ۴۲۵ شاہ مرداں شاہ اول ۲۷۲ تیری جوتی چیں چیں بہت کرتی ہے
- ۴۲۹ حضرت سید محمد صبغت اللہ شاہ ثانی ۳۷۵ توبے نفس جو ٹھہرا
- ۴۳۹ حضرت سید پیر شاہ مرداں شاہ ثانی ۳۷۵ اگر حوریں عطا ہو گئیں تو پھر تو کیا کرے گا
- موجودہ پیر نگار، مفتوم ۳۷۶ زور دینے میں تیری نیت یہی تھی نا؟
- ۳۷۷ محمد شفیع کو ہم خنثی کے ساتھ بیابیں گے



مخزن فیضان

لعنہ

ملفوظات شریف اردو



## صفات میں ذات کا مشاہدہ

خليفة میاں نعمان علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ حضرت پیر سائیں قدسنا اللہ  
باسراہ العزیز نے فرمایا کہ " ایک دفعہ ہم سوار ہو کر کسی راستے سے گذر رہے تھے  
کہ ہم نے ایک خوبصورت آدمی راستے میں دیکھا جو عمدہ لباس پہنے عمدہ گھوڑے  
پر سوار، سینہ نکالے ہوئے بڑے فخر اور خودی کے ساتھ آ رہا تھا۔ اس کا یہ حال  
دیکھ کر ہم نے دل میں کہا " سبحان اللہ! اس وقت کس قدر کبر یائی اور بے پروائی  
دکھائی جا رہی ہے " یوں فراتے ہوئے دو تین آنسو آپ کی چشمان مبارک  
سے ٹپک پڑے۔

## یہ جہان عالم کثرت سرسرو ہم اور خیال محض ہے

حضرت پیر سائیں قدسنا اللہ باسراہ نے فرمایا کہ یہ جہان عالم کثرت جو ظاہر  
نظر میں دکھائی دیتا ہے۔ وہ سرسرو ہم اور خیال محض ہے۔ اس سے دل نہ لگانا  
چاہیے کیونکہ یہ سب عدم محض ہے جو جس بشری کی آنکھ میں بہت دکھائی دیتا  
ہے اور ہے۔ حقیقت میں نیست۔ جیسا کہ کسی بزرگ نے فرمایا ہے

تراہردم کشد پندار ہستی

ازیں ہستی دریں عالم نہ رستی!

ہستی کا زعم تجھ کو ہر دم ہلاکت میں ڈالے رکھتا ہے۔ جس کی وجہ سے تو  
اس جہان میں اس ہستی سے آزاد نہ ہو سکا اور اس جہان فانی کی خاطر اس جہان باقی  
کو بھلا نہ دینا چاہیے۔ جیسے کہ کسی بزرگ نے فرمایا ہے۔



نہ مے گویم کہ از عالم جدا باش  
 بہر جائے کہ باشی بانہ جدا باش  
 میں تجھ کو یہ نہیں کہتا کہ تو اس جہان سے علیحدگی اُختیار کر لے۔ بلکہ  
 میں یہ کہتا ہوں کہ تو جہاں بھی ہو اللہ تعالیٰ سے مشغول رہ " پھر آپ نے فرمایا  
 کہ " مبتدی یعنی نئے طالب کو چاہیے کہ ہمیشہ اپنے مرشد کی صحبت میں رہے  
 ایک گھڑی کے لیے بھی اس کی صحبت سے علیحدہ نہ ہو " کیونکہ  
 یک زمانہ صحبتتہ با اولیاء  
 بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا  
 اولیاء اللہ کے حضور ایک گھڑی کی صحبت اختیار کرنا۔ سو سال بے ریا  
 عبادت کرنے سے بہتر ہے۔

عامی آدمیوں اور عورتوں کی صحبت سے پرہیز کرنا چاہیے۔ پس اگر  
 اتفاقاً اپنے مرشد کی صحبت سے جدا رہنا پڑ جائے تو اس وقت اس کو  
 چاہیے کہ اپنے مرشد کامل کے مناقب اور وعظ و نصیحت کی باتوں میں  
 مشغول رہے۔

## عبادات سے جی چرانے والے مصلح ہیں

پچو فقیر منگر یو علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ حضرت پیر سائیں قدسنا اللہ باسراہ  
 نے فرمایا کہ موجودہ دور کے موجدوں کے حال پر ہمیں تعجب آتا ہے جو ظاہری  
 عبادت سے جی چراتے ہیں اور اس سے گرانی محسوس کرتے ہیں اور معمولاً  
 عبادت میں دل نہیں لگاتے۔ اگر یہ لوگ واقعی موجد ہوتے تو ان کا حال ہرگز  
 یہ نہ ہوتا۔ کیونکہ موجد کو کسی بھی کام میں گرانی اور دل گرفتگی نہیں ہوا کرتی۔



پھر یہ جو ظاہری عبادت سے تنگ آجاتے ہیں انہیں کیا کہا جائے۔ ؟  
شاید کہ یہ لوگ موجد نہیں بلکہ مستجد ہیں ۛ

## یہ بھی محبوب سے محبت کی کمی ہے

مید و فقیر پیر علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک دن حضرت پیر سائیں قدسنا اللہ  
باسرارہ کی خدمت میں ایک فقیر نے عرض کی ۛ یا حضرت! مجھ سے نماز ادا نہیں  
ہوتی ۛ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ۛ یہ بھی محبوب سے محبت کی کمی ہے۔ اگر  
محبوب کی محبت دل میں پیدا ہو جائے تو پھر اسکے اقوال و افعال کی مکمل تابعداری  
نصیب ہوگی۔ اور نماز میں وہ کوتاہی جو غلبہ حال کی وجہ سے ہوا کرتی ہے اس  
نماز میں کیونکر ہو سکے گی جس میں خود نمازی کا وجود ہی باقی نہیں رہتا۔  
اس وقت جو تونے مجھ سے پوچھا ہے یہ محبوب سے محبت کی کمی کی وجہ سے  
ہے۔ نہ کہ حالت کی وجہ سے۔ کیونکہ ایسے وقت سوال پوچھنے کی حاجت ہی  
باقی نہیں رہا کرتی ۛ

## نفسی و اثبات

حضرت پیر سائیں قدسنا اللہ باسرارہ نے فرمایا ۛ بیہودہ اور فضول  
باتوں سے حد، تکبر اور پریشانی پیدا ہوتے ہیں اور حد اور تکبر پھر گناہوں کی  
'ماں' ہیں کہ جہذا فرمائیاں ان سے پیدا ہوتی ہیں ۛ اسے عزیر! ان تمام عادات  
بد کو لا، کی تموار کے نیچے لا رکھنا چاہیے اور ان کے بجائے د اللہ، کا اثبات  
کرنا چاہیے۔



## سارا جہان منظرِ حق ہے

ایک روز حضرت والانے نکتہ توحید کو تمثیلاً بیان فرمایا کہ اگر لکڑی کے ایک سرے پر آگ لگا کر اسے گھمایا جائے تو متواتر گھمانے سے آگ کی گولائی کی شکل دکھائی دے گی۔ حالانکہ وہ صرف ایک جلتی ہوئی لکڑی ہی ہے۔ پھر فرمایا: یہ سارا جہان، عالم کثرت کی وجہ سے گول ہے۔ حالانکہ حقیقتہً وہ صرف ایک (نوری) شعہ ہے۔ مطلق حق ہے جو جوہرِ حقیقی سے ہر جگہ ظاہر ہے۔

حق جانِ جہاں است جہاں جملہ بدن  
توحید ہمیں است دگر حید و فن

## مومن اور کافر کے دیدارِ الہی ہیں فرق

ایک روز حضرت والانے دیدارِ الہی کے متعلق فرمایا کہ مومن مسلمان اور کافر و منافق کو (قیامت میں) دیدارِ خدا اس طرح سے ہوگا کہ مومن اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کو محبوب اور مطلوب سمجھ کر اس کے احکام بجالاتے ہیں اور فقط اللہ کے دیدار کی خاطر اس کی اطاعت کرتے ہیں اور کفار و منافق اپنے نفس کا حکم مان کر احکامِ الہی سے منہ پھیرتے ہیں اور خود کو گمراہی میں ڈالتے ہیں۔ جب قیامت کا دن ہوگا۔ مومن اور کافر میدانِ محشر میں حاضر ہوں گے۔ مومن دیدارِ الہی کے اس قدر شائق ہوں گے گویا کہ پیاسا پانی کے پاس آپہنچا ہے۔ اور کافر حیرانی و پریشانی میں غرق ہوں گے وہ اللہ کے دیدار سے اس طرح ڈر رہے ہوں گے جیسے کہ مجرم، بادشاہ کا سامنا



کرنے سے ڈرتا ہے۔ اس طرح سے کافروں اور منافقوں کو دیدار ہوگا اور  
مومن کو اس طرح سے جو پہلے بیان ہوا۔

## ان کو زنجیریں باندھ کر جنت میں جاؤ

حضرت والانے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن پہلی بار مومنوں  
پر تجلی فرمائے گا تو اس وقت جنہوں نے دنیا میں حقیقت کا مشاہدہ کیا ہوگا وہ سجدے  
میں گر پڑیں گے۔ اور وہ اس تجلی کو پہچانیں گے۔ یہ عارفین کا حال ہے

بہر رنگے کہ خواہی حجامہ سے پوش

کہ اندازت راے شناسم

تو خواہ کوئی بھی لباس پہن لے۔ میں پہچان لوں گا کیونکہ میں تیرے قد  
کا انداز پہنچاتا ہوں۔

عالم، صالح، عابد، زاہد، اور دوسرے مسلمان اس تجلی پر سجدہ نہیں کریں گے  
اگرچہ اللہ تعالیٰ یہ تجلی بار بار فرمائے۔ اس کے بعد حضرت والانے فرمایا: میں  
نے کتابوں میں پڑھا اور سنا ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ ان کی استعداد کے موافق  
تجلی فرمائے گا۔ اس پر یہ بھی سجدہ میں گر پڑیں گے۔ حدیث میں ہے کہ اس  
دنیا میں ایک جماعت ایسی ہے جنہوں نے اپنی پوری عمر میں کبھی دنیا میں مشغولیت  
اختیار نہیں کی۔ اور نہ ہی انہوں نے اللہ تعالیٰ سے آخرت کی مرادیں مانگی ہیں  
اللہ تعالیٰ جب اس جماعت کو جنت میں جانے کا حکم فرمائے گا۔ وہ اللہ کے دیدار کی  
بجائے جنت میں جانے سے انکار کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ ملائکہ کو حکم فرمائے

نہ ہو جب تو ہی اے ساتی بھلا پھر کیا کرے کوئی

ہو کو ابر کو گل کو چسپن کو محسن بتاں کو



تاکہ ان کو زنجیروں سے باندھ کر زبردستی کھینچ کر جنت میں داخل کر دے  
جنت نہ روم تارخ زیبا تو نہ مبینہ

فرز کس چہ کار آید گریار نہ باشد

جب تک تیرا رنج زیبا نہ دیکھوں جنت میں نہ جاؤں گا۔ یار کے بغیر فرز کس  
کس کام کا۔

## کثرت میں رحمت کا مشاہدہ

خليفة محمّد انطامانی کا بیان ہے کہ میں نے ایک روز حضرت والہ کی خدمت  
میں عرض کی: یا حضرت! مجھے آج یہ دونوں سے غیب سے اقبال ہوئے ہیں۔  
ایک یہ کہ: خدو بہ خود دیدہ ام۔ خدا کو میں نے خود سے دیکھا ہے۔  
اور دوسرا یہ کہ: خود را بخدائے خود دیدہ ام۔ خود کو میں نے اپنے خدا سے  
دیکھا ہے۔

حضرت والہ نے فرمایا: یہ دونوں فقرے حدیث شریف کے موافق ہیں  
عرفت و سر بنی بر بنی۔ میں نے اپنے رب کو اپنے رب سے پہچانا ہے پھر فرمایا:  
طالب کو چاہیے کہ عالم کثرت سے اپنی نظر بالکل اٹھالے۔ اپنی نظر وحدت  
پر ڈالے۔

## اپنی نفی کراشبک کر

حضرت والہ نے یہ آیت مبارکہ اَحْسِنُ كَمَا احْسَنَ اللّٰهُ عَلَيَّكَ  
پڑھ کر فرمایا: اہل ظاہر اس آیت کے معنی یوں کرتے ہیں کہ: تو اپنے خدا

سے یعنی کثرت میں وحدت کا شاہدہ کرے۔ ہر شے میں اسی کو جلوہ گردیجے۔ (ابو الحسن قادری)



سے ایسا احسان کر جیسا احسان اللہ نے تجھ پر کیا ہے۔ یعنی تجھے علم، عقل، تندرستی اور اعضاء کی سلامتی اور دوسری بے حد و حساب نعمتیں عطا فرمائی ہیں تو تو بھی تمام عبادات اور اطاعتیں بجالا۔ اور اہل باطن اس کے معنی یوں کرتے ہیں کہ تجھ پر اللہ تعالیٰ کا یہ احسان ہے کہ تجھ کو عدم سے ظاہر فرمایا اور خود کو چھپایا اور تیرا احسان یہ ہے کہ تو اپنی نفی کر کے اس کو ثابت کرے۔ حق کا کامل اثبات، عرفان کے بغیر نہ ہوگا۔ یعنی عرفان حاصل کرے۔

## عارف کی ایک سائنس

خلیفہ محمود کا بیان ہے کہ حضرت والا شکار پور کے سفر میں تھے کہ ایک دن میں نے عرض کی: یا حضرت! عارف کی ایک کثرت مارے جہانوں کی ساری عبادات کے برابر ہے۔  
حضرت والا نے فرمایا: ایسا نہیں۔ بلکہ عارف کی ایک سائنس تمام جہانوں کی ساری عبادات سے بہتر ہے۔ پھر فرمایا: عارف ہر ایک سائنس میں ہر وقت اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ کرتا رہتا ہے۔

## عارف اور معترف

ایک دن حضرت والا چارپائی پر تشریف فرما تھے۔ مجلس بھری ہوئی تھی۔ سید مولے ڈنہ شاہ کا بیان ہے کہ عرضی فقیر کھٹیاں جو حضرت والا کا مرید تھا آیا۔ مجلس میں جا۔ مل سکی تو میرے گھٹنے پر بیٹھ گیا۔ یہ فقیر موٹا بہت تھا۔ اس کے بھاری وزن سے مجھے گرانی محسوس ہوئی۔ حضرت والا نے میری اس تکلیف دگرانی کو محسوس کرتے ہوئے فرمایا: طالبِ خدا پر اگر آسمان بھی آگرے تو بھی



اسے آہ یا اُف نہیں کرنی چاہیے۔

اگر زکوہ نہ ادا کیا گئے

نہ عارف ست کہ از راہِ سنگِ بر خیزد

اگر پہاڑ پر سے چکی کا پتھر بھی آگرے تو وہ شخص عارف نہیں جو پتھر کی

راہ سے اٹھ کھڑا ہو۔

حضرت والا نے ارشاد فرمایا: عارف وہ ہے جو اس پر مصیبت آئے

وہ اس مصیبت کو حق کی طرف سے جان کر اس سے لطف اندوز ہو۔ اور

محترم وہ ہے کہ اگر اس دنیا میں اُسے کسی سے ایذا پہنچے تو ہلے تو وہ

دکھی ہو اس لئے کہ اس کی نظر خلق پر ہے اس کے بعد جب اس کی نظر خالق

پر پہنچے تو اس کی یہ تکلیف رفع ہو جائے اسی لئے اس کو آبِ تنگ کہا

گیا ہے۔ لیکن عارف دریا کی مانند ہے۔ دنیاوی حادثے خس و خاشاک

کی مانند ہیں۔ آتے اور جاتے رہتے ہیں۔ ٹھہر نہیں سکتے۔ شیخ سعدی

فرماتے ہیں

دریاے فراواں نہ شود تیرہ پستک

عارف کہ رنجید تنگ آب است ہنوز

بھر پور دریا ایک پتھر گر چڑنے سے گدما نہیں ہوتا۔ وہ عارف جو تکلیف

سے رنجیدہ خاطر ہو جائے وہ ابھی تھوڑے پانی کی مانند ہے۔

## پسنے و بودہں بھی ہمہ اوست دیکھو

خلیفہ میاں لقمان کا بیان ہے کہ ایک دفعہ برسات کے موسم میں درگاہ شریف میں بیٹھے تھے بارش ہو رہی تھی۔ حضرت والا آکر مصیبت کے پر بیٹھ گئے۔



ان دنوں مجھ پر حالت سُکرواد تھی میں نے ایک تقیاً یعنی زبور پکڑا اور حضرت  
والا کے ہاتھ مبارک میں رکھ دیا۔ پھر میں نے پوچھا کہ ۛ یا حضرت یہ کیا ہے؟  
آپ نے فرمایا ۛ تو کیا سمجھتا ہے؟ میں نے عرض کی یا حضرت ہمہ دست۔  
مگر دوسروں کے لیے صفتِ قہاری میں ہے اور ہمارے لئے مہربان اور نرم۔  
حضرت والیہ بات سُکر مے اور فرمایا ۛ یہ بات اچھی ہے ہم بھی جب  
چھوٹے تھے حضرت میاں صاحب کے حضور نکلتے بیان کیا کرتے تھے۔  
اور حضرت میاں صاحب بہت خوش ہوا کرتے تھے ۛ پھر مجھ سے فرمایا ۛ  
طالب کو چاہیے کہ نکتوں کی گہبانی کرے اور اپنے وجود میں بھی ہمہ دست  
دیکھے ۛ پھر اپنا ہاتھ مبارک سامنے رکھ کر فرمایا ۛ دیکھ پانچ انگلیاں۔ یہ  
اللہ کا نام ہے یعنی انگوٹھا الف ہے اور نیچ والی تین انگلیاں دو لام ہیں  
اور چھوٹی انگلی ہ ہے۔ اور فنا فی اللہ یہی ہے ۛ

پھر فرمایا ۛ انسان کا سارا وجود اللہ کا نام ہے۔ دایاں بازو  
الف ہے بایاں بازو اور دونوں ٹانگیں دو لام ہیں اور سر ہ ہے۔  
یہ اکہم ذاتی ہے۔

اور حضرت (اللہ تعالیٰ علیہ السلام) کا نام بھی یہی ہے یعنی سہ ایک میم ہے  
دونوں بازو ح ہیں۔ سرین کمر دوسرے میم اور دونوں گھٹنے وال ہیں۔  
طالب کو چاہیے کہ ان سب جہانوں سے واقف ہو۔

ایں جہاں صورت است معنے دوست

ور بمعنے نظر کنی ہمہ اوست

ایں جہاں صورت ہے۔ معنے دوست ہے۔ اور اگر معنے نظر

کرے تو سب کچھ وہی ہے۔



## دو نہ کر ایک کر

حضرت والائے ارشاد فرمایا۔ جب ہم نے خلیفہ سازنگ کو خلافت کا حکم فرمایا۔ تو خلیفہ نے پہلی مرتبہ کچھ افراد کو مرید کیا۔ اور چند مریدوں کے ہمراہ درگاہ مبارک پر حاضر ہوا۔ ہم نے اس سے پوچھا اے خلیفہ! کتنے مریدوں نے تم سے راستہ پوچھا ہے؟ خلیفہ نے کہا: یا حضرت! بہت سے لوگوں نے پوچھا ہے۔ چند یہ ہیں جو حاضر ہیں اور کچھ اپنے گھروں پر ہیں۔ میں نے ان سب کو اللہ تعالیٰ اور آپ کے حوالے کیا، ہم نے کہا: اے خلیفہ! دو نہ کر ایک کر یعنی دوئی کو ترک کر کے ایک ثابت کر۔

## یہ اہل ظاہر کو کب ہوا؟

حضرت والا ایک دن مسجد میں تشریف فرمائے۔ چند فقراء اور بھی آکر بیٹھ گئے۔ حضرت والائے پوچھا: یارو! اس وقت ہماری مجلس میں کوئی نفا ہے یا نہیں؟ عرض کیا گیا: یا حضرت! دوسرا تو کوئی نہیں ہے۔ اس کے بعد حضرت والائے فرمایا: اہل ظاہر کو کیا ہوا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی معرفت اور حدانیت سے محروم ہو رہے ہیں۔ یہ لوگ کلمہ طیبہ کا معنی بھی نہیں سمجھتے حالانکہ اس میں توحید صریح ہے۔

لے یعنی۔ لا الہ الا اللہ میں 'لا' نفی جنس ہے جبکہ مطلب ہے کہ اللہ کے سوا دوسرا کوئی ہے ہی نہیں۔ (ابو بختان قادری غفرلہ)

مولائے روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

۵۔ تیغ 'لا' درستی غیر حق براند

درنگزراں پس کہ بعد از 'لا' چہ ماند

(باقی اگلے صفحہ پر)



## درخت کا سائے کو جواب

ایک دن حضرت والا نے ارشاد فرمایا: "سائے نے درخت سے کہا کہ تو سورج کی چمک دمک دیکھتا اور اک کی روشنی کے مزے لٹٹا ہے اور میں جو کہ تیرا ہمسایہ ہوں۔ تو مجھے بھی اس مزہ لینے میں شریک کر۔ درخت نے جواب دیا۔ اے سائے! یہ مزہ مجھ کو اس لیے نصیب ہوا کہ ہر وقت اپنے قدم پر کھڑا ہوں۔ تیری طرح نہیں ہوں کہ کبھی مغرب کی جانب اور کبھی مشرق کی جانب گھومتا۔ تو یہ سخزہ پن اس لیے کرتا ہے کہ تو میری ہی وجہ سے موجود ہے۔ اگر میرا وجود نہ رہے تو تو بھی موجود نہ ہو۔"

باوجودم وجودِ تو قائم

گر نہ باشم نہ باشی تو قائم

میرے وجود کے طفیل تیرا وجود قائم ہے اگر میں نہ رہوں تو تو بھی

قائم نہ رہے۔

سمجھنا چاہیے کہ یہ صورتیں، وجود حقیقی کے سبب ہی موجود ہیں۔

اگر وجود حقیقی نہ ہو تو پھر یہ کثرت وہی کیونکر دکھائی دے؟

(بقیہ صفحہ گذشتہ)

سے ماند آلا اللہ باقی جسد رفت شاد باش اے عشق شرکت سوز خست

لانی تلوار سے ماسولے حق کو قتل کر دے اور پھر دیکھ کہ 'ا' کے بعد کیا رہا؟

باقی سب کچھ خستہ ہو کر صرف 'ا' اللہ ہی رہا۔ خوش رہ اے عشق

کہ تو ہی سامانِ شرک کو جلا دینے والا ہے۔

(ابو الحسن قادری غفرلہ)



## ہر جگہ اللہ تعالیٰ ہی ہے

حضرت والا۔ لاڑکانہ کے سفر میں کسی دعوت پر نماز عشاء کے بعد چارپائی پر آرام فرما رہے تھے۔ اور مومن فقیر نے حضرت والا کو زور دیتے ہوئے عرض کی: "یا حضرت! ہمارے شہر کے لوگ بے نمازی ہوتے جا رہے ہیں، آپ نے فرمایا: زبان سے ان کو نماز کی تاکید کرنی چاہیے اور دل میں یوں سمجھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ حاضر ہے، اے عزیز! حضرت والا کے ارشاد میں نکتہ یہ ہے کہ سمع و بصر، علم و ارادہ، تکلم، قدرت، حیات، ان صفات کا ظہور وجود میں ہے۔ اور دراصل یہ صفات خداوندی ہیں اور قدیم ہیں اور قائم بالذات ہیں۔ حضرت والا نے ان صفات کی اضافت حق کی طرف فرمائی ہے۔ نہ کہ بشری وجود کی طرف۔ اس لیے کہ بشری وجود فقط دیکھنے اور سمجھنے میں آتا ہے۔ لیکن حقیقتہً کوئی وجود نہیں رکھتا۔

اے عزیز۔ اس کلام پر اعتراض نہ کر بلکہ انصاف سے کام لے۔ تو ان عارضی صفات کو جو تجھ میں موجود ہیں خود سے نفی کر کے حوالہ حق کو بھر دیکھ کہ تجھ میں کیا بچا۔ مولانا روٹی فرماتے ہیں۔

اے اے برادر تو ہمہ اندیشہ اے باقی تو استخوان دریشہ اے بھائی! تو مجموعہ خیال ہے اس کے بعد جو بچا۔ تو صرف ہڈیاں اور گریں

اگر تو غور کرے تو یہ اربعہ عناصر۔ آب و خاک و باد و آتش بھی اصل نور سے ہیں۔

اگر تو تمام صفات کو اصل سے پیوستہ کر دے تو۔ تو بھی باقی نہ رہے گا۔ لے

اے اگر گردی تو در توحید فانی زحق یابی بستانے جادوئی

فنا ترک ہوا رانام کر دند بقا جسد صفاتش را شمردند

(باقی اگلے صفحہ پر)



## دورگی چھو کر ایک رنگ ہو جا

حضرت والائے ارشاد فرمایا: طالب کو چاہیے کہ تمام تعلقات دنیاوی ظاہر و باطنی سے منقطع رہے۔ ایسا نہ ہو کہ کسی وقت میں اللہ کے ساتھ ہو تو کسی وقت میں اسباب دنیاوی میں مشغول رہے۔ طالب کی دورگی کے متعلق آپ یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

دینہان گھاری دم سین  
راتیان میہا رچی لانہ  
پہ پارین تیلانہ پڈی سہیٹی  
دن کو خاند کے ساتھ رات کو میھوال کے خیال میں، دو سبتوں کی وجہ  
سے سوہنی ڈوب گئی۔

## حدیث قدسی - فنا و بقا

حضرت والائے حدیث قدسی کا بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو بندے سے کو ایسا محبوب رکھتا ہے کہ بندے کے بولنے، سننے، دیکھنے اور چلنے کو بھی اپنی جانب نسبت فرماتا ہے۔ یہ حدیث سالک کے حال سے تعلق رکھتی ہے۔ جو کہ اقوال، افعال، البصار اور اپنی جملہ صفات سے فانی ہو کر باقی رہ گیا۔

(بقیہ صفحہ گذشتہ) اگر توحید میں فنا ہو جائے۔ توحق سے بقلے جاودانی حاصل کر لے گا۔  
'فنا' ترک ہوا خیالات و خواہشات کو ترک کر دینے کا نام ہے۔

'بقا' جملہ صفات الہی کو کہتے ہیں۔ حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے۔ تَخَلَّقُوا بِأَخْلَاقِ اللَّهِ۔  
خود کو صفات الہی سے مزین کر دو۔ اپنے آپ میں اللہ تعالیٰ کی صفات پیدا کر دو تاکہ فانی فی اللہ  
ہو کر باقی باللہ ہو جاؤ۔  
(فقیر ابوجحان قادری عفریہ)



## توہی توہی

حضرت والد نے توجید کے بیان میں فرمایا کہ: نیچے، اوپر، دائیں اور بائیں، آگے اور پیچھے ہر جگہ وہی ہے۔ آپ نے یہ سندھی بیت پڑھا۔  
 تون کت، تون واٹ، تون وائینڈتر تون وئی  
 توہی کھاٹ، توہی بان، توہی بننے والا اور توہی اسپر بیٹھنے والا ہے۔  
 آپ نے یہ ارشاد طالب کے حال کے مطابق فرمایا۔ جو سکر حقیقی میں تھا۔

## ہمہ اوست

حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ ایک درویش نے حضرت مخدوم صاحب سے پوچھا کہ ”آیا سب کچھ وہی ہے؟“ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ ہمہ اوست۔ اس نے دوبارہ عرض کی کہ ”گٹا، بھٹریا، گیدڑ، سب کچھ؟“ مخدوم صاحب نے جواب دیا۔ جو ان کو دیکھتا ہے وہ بھی وہی ہے۔ ہر جا وہی ہے۔ اس کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔

بہ ہر جا ہمہ اوست غیر اوست  
 ہر جگہ میں سب کچھ وہی ہے اسکا غیر نہیں۔ اس کی غیرت نے جہان میں  
 غیر کو چھوڑا ہی نہیں لے

لے حق جلوہ گر ہے صاف حجابِ صفات میں  
 کر اینما تو لو ارشاد حق میں غور  
 ناداں تعینات کا پردہ اٹھا کے دیکھ  
 ہر سو وہی ہے غیر کی ہستی سٹاک کے دیکھ  
 اے بولحسان آنکھ سے تنہا سٹاک کے دیکھ  
 (قیصر بولحسان قادری غفرلہ)



لاجرم جملہ عین اشیاء گشت نام من بر من است باقی ہمارا و منہا  
یقیناً تمام اشیاء کی اصل حقیقت وہی ہے۔ مجھ پر صرف میرا نام ہے باقی  
سب کچھ وہی ہے۔

## ہمارے ہاں اللہ کا راستہ ایک قدم ہے

خليفة محمود نطامانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دن حضرت  
والا علیہ الرحمۃ کی خدمت میں عرض کی کہ یا حضرت! دوسرے مشائخ مریدوں کو  
ایک ایک لطیفے کی تلقین کیا کیا کرتے ہیں۔ اور ان کے رنگ سفید، سبز، سرخ  
سیاہ، بیان فرماتے ہیں مگر آپ اپنے مریدوں کو تمام لطائف کی تلقین ایک  
ہی مرتبہ میں فرما دیتے ہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟ حضرت والی نے  
اس وقت کچھ جواب نہ دیا۔ دو تین روز بعد آپ نے مجھے اپنی آغوش میں  
لیکر خوشی کے عالم میں فرمایا: اے بھائی! ہمارے ہاں اللہ تعالیٰ کی راہ ایک  
قدم ہے۔ دوسرے مشائخ والا راستہ بھی ہمارے پاس ہے مگر ہم چاہتے ہیں  
کہ ایک ہی قدم میں حقیقی منزل تک پہنچا دیں۔

یک قدم بر نفس نہ دیگر قدم در کوئے دوست

ہر چہ بینیجا دوست بیس بایں و انت کار نیت

ایک قدم اپنے نفس پر رکھ اور دوسرا قدم کوئے دوست میں۔  
جو کچھ دیکھے دوست دیکھتے ہو ایں و اں سے کیا کام؟

## وہی وہ دکھائی دیتا ہے

ایک دن ایک افغانی پٹھان۔ علاقہ قندھار کا، حضرت والی کی خدمت



میں آیا۔ آپ نے پوچھا: کہاں سے آئے ہو؟ اس نے عرض کی: وہ  
 قندھار سے، فرمایا: کس کام سے آئے ہو؟ اس نے عرض کی: خوب  
 میں آپ کی صورت دیکھ کر اللہ کی طلب میں آیا ہوں، فرمایا: بہت دور سے  
 آئے ہو۔ اس لئے پہلے دل میں خوب سوچ لو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی دور  
 کی صورت دیکھی ہو؟

افغانی نے کہا: واللہ، باللہ، تاللہ، میں نے آپ ہی کی صورت  
 دیکھی ہے۔ براہ کرم مجھ کو اپنے سلسلہ میں داخل فرمائیں۔ حضرت والہ نے  
 اس دن اس کو بیعت نہ فرمایا۔ دوسرے دن بعد نماز ظہر اس کو تلقین فرمائی۔  
 جب آٹھ پہر گزرے تو حضرت والہ نے اس سے پوچھا: اب کیا حال ہے؟  
 اس نے عرض کی: آپ آگ ہیں، میں ایندھن ہوں۔ ایندھن جب آگ  
 میں پڑا تمام آگ بن گیا!

آپ نے فرمایا: یہ فنا فی الشیخ کا مقام ہے، پھر آٹھ پہر گزرنے  
 پر آپ نے افغانی سے پوچھا: اب تیرا کیا حال ہے؟ وہ بولا: ہمہ  
 محسوسات۔ صلے شریعہ و سلم یعنی نبی کچھ محمد ہی ہے صلے اللہ علیہ وسلم۔ آپ  
 نے فرمایا: یہ فنا فی الرسول کا مقام ہے۔ تیسرے روز پھر آپ نے اس سے  
 پوچھا: اب تیری حالت کیسا ہے؟ اس نے کہا: ہر جا کہ مے بنیم اوست  
 جہاں بھی دیکھتا ہوں وہی وہ ہے! آپ نے فرمایا: یہ فنا فی اللہ کا  
 مقام ہے، پھر فرمایا اب تجھ کو اختیار ہے۔ اگر تو چاہے تو یہیں رہ اور اگر  
 چاہے تو اپنے وطن چلا جائے۔ اب تجھے طالبان کو تلقین کی اجازت ہے،  
 ہمت بلند باید عشاق مست مئے را مرد خیس تمت در طالبان نہ گنجد  
 مئے توحید کے عشاق کو بلند ہمت ہو چاہیے۔ کم ہمت آدمی کی طالبان جن کے زمرے میں  
 گنجائش نہیں ہے۔



## اس درخت ہی کو جڑھ سے اکھاڑ دیا جائے

حضرت والا نے فرمایا کہ کتاب ”زبدۃ الرشحات“ میں میں نے لکھا دیکھا کہ ”اے سالک! تیرے وجود کے درخت پر بہت سے پرندے نے گھونسلے بنا رکھے ہیں جن کی بیٹ سے تیرے درخت کے پتے آلودہ ہو رہے ہیں۔ اس لئے تجھ کو چاہیے کہ لا الہ الا اللہ کے ذکر کا شہباز اس درخت پر بٹھاوے۔ تاکہ وہ کسی کو مار دے اور کسی کو بھگا دے۔ میرے دل میں خیال آیا کہ اگر درخت ہوگا تو شہباز کے ہوتے ہوئے بھی پرندوں سے خالی نہ رہ سکے گا۔ اس لئے اس درخت ہی کو جڑھ سے اکھاڑ دیا جائے۔ تاکہ یہ جھگڑا ہی ختم ہو۔

چوں زخود رستی ہمہ حق گشتہ

رفت ظلمت نور مطلق گشتہ

(مولائے روم علیہ الرحمۃ)

جب تو اپنے آپ سے چھوٹ گیا۔ تمام حق ہو گیا۔ اندھیرا گیا اور تو نور مطلق بن گیا۔

## ہر صورت میں یار کا جلوہ

ایک روز حضرت والا۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کی زیارت کرنے روٹھی میں شریف فرما ہوئے۔ جب آپ بازار سے گزر رہے تھے اپنی دوکانوں پر بیٹھے ہوئے سب ہندو تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے۔ آپ کچھ آگے بڑھے آپ نے دیکھا کچھ سے چند سید حضرات



آ رہے ہیں۔ وہ حضرت کی جانب متوجہ تک نہ ہوئے۔ پاس سے لڑپڑی سے گذر گئے حضرت والا کھڑے ہو کر دیکھتے رہے جب وہ گذر کر چلے جا رہے تھے آپ کی آنکھیں ان کا تعاقب کرتی رہیں یہاں تک کہ آپ کی مبارک آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ یعقوب فقیر نے پوچھا: یا حضرت! رونے کا سبب کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: موت محبوب کی بے نیازی تو دیکھو کہ کس

## بے پرواہ چلا جا رہا ہے! موجود اشیا حادث ہیں اور تم بھی

ایک مرتبہ حضرت والانے ارشاد فرمایا: بعض بزرگ کہتے ہیں کہ تمام موجود و محسوس اشیا حادث ہیں۔ انہیں ذاتِ پاک سے کچھ بھی اضافت اور نسبت نہیں ہے۔ یہ حادث ہیں مگر ظاہر میں نہ کہ حقیقتہً۔ کیونکہ ذاتِ پاک کے علم قدیم میں تمام اشیا موجود تھیں۔ اگر موجود نہ ہو میں تو اس دنیا میں ہرگز ان کا ظہور نہ ہوتا۔

## فکر اور حیرانی

عبداللہ فقیر شاعر کا بیان ہے کہ ایک روز میں نے حضرت والا کی خدمت میں عرض کی: یا حضرت! فکر کیا ہے؟ فرمایا: "وَإِذَا كُنَّا لِلَّهِ أَدَانًا نَسِينَا"۔ اپنے رب کو یاد کر جب تو اسے بھلا دے۔ یہ فکر اس میں ٹھہرنا نکر ہے اور اس میں متفرق ہونا حیرانی ہے۔"

## فرش والے عرش پر عرش والے فرشتے کیوں نہیں

حضرت! نے ارشاد فرمایا۔ سلطان العارفين بايزيد بسطامي نے فرمایا:



سے آیہ مبارکہ۔ الرَّحْمٰنُ عَلٰی الْعَرْشِ اسْتَوٰی، سنی تو عشق و محبت کی جولانی سے افلاک سے گذر کر عرش پر جا پہنچے۔ انہوں نے عرش سے پوچھا۔ ہم کو اللہ تعالیٰ کا پتہ بتایا گیا ہے کہ وہ عرش پر ہے۔ مجھ کو دکھا۔

عرش نے جواب دیا۔ میں نے سنا ہے کہ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ حَرَمُ اللّٰهِ  
مومن کا قلب اللہ کا حرم ہے۔

حضرت بایزید نے کمال شوق سے کہا۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ۔ کہ فرش والے عرش پر اور عرش والے فرش پر اللہ تعالیٰ کو تلاش کرتے ہیں۔ یہ فرماتے ہوئے حضرت والا آنکھوں سے آنسو بہانے لگے۔  
اور آپ نے یہ شعر پڑھا ہے

پورب پورب تب کورں جب ہینسرتی آون پور  
دنھاری ذالغنی سچین پشتوں پیدم نور  
ماریس انھی سورجین ساجن نہ ملی

جب دل کو یاد آتی ہے تب مغرب مغرب پکارتا ہوں۔ ساجن کی طرف دیکھ دیکھ کر آنکھیں پھول گئی ہیں۔ ساجن نہیں ملا۔ اس درد نے مار ڈالا ہے۔

## کُنْتُ كُنْزًا مَخْفِيًّا كِي شَرِيح

ایک روز حضرت والانے حدیث مبارکہ۔ کُنْتُ كُنْزًا مَخْفِيًّا فَآ  
حَبِبتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْاَخْلَاقَ۔ کی شریح فرمائی کہ اللہ تعالیٰ  
فرماتا ہے میں ایک خزانہ مخفی تھا۔ پس مجھے یہ بات بھلی لگی کہ میں پہچانا  
جاؤں تو میں نے مخلوق کو پیدا فرمایا۔ اس کے مطابق۔ اللہ تعالیٰ



نے پہلے آسمان و زمین کو پیدا فرمایا مگر حدیث قدسی لَا یَسْعُنِی اَرْضٌ  
وَلَا سَمَآئِی۔ مجھے زمین و آسمان سمانہ سکے۔ کے مطابق اللہ تعالیٰ  
کی ذات و صفات کیلئے زمین و آسمان کا آئینہ لائقِ شان نہ ہوا۔ تب  
ملائکہ اور دوسرے کم و بیش اٹھارہ ہزار عالم پیدا کر کے نظر فرمائی تو ان  
میں بھی خود نظر نہ آیا۔

پھر حضرت آدم علیہ السلام کی صورت جو خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ عَلٰی حُوسَاتِہ  
تھنی پیدا فرمائی۔ اور اپنی ذات کو بعد اپنی صفات کے دیکھ کر خوش ہوا۔  
تب ملائکہ کو حکم فرمایا کہ اس کو سجدہ کرو فَقُلْنَا لِلّٰہِ سَجْدًا  
لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْا سب ملائکہ سجدے میں گر گئے اور ملائکہ نے آدم  
علیہ السلام کے وجود میں ذات و صفات کا معائنہ کیا۔

گر نہ بودے ذاتِ حق اندر وجود

آب و گل را کے کندر یکے سجد

اگر آدم علیہ السلام کے وجود میں ذاتِ حق نہ ہوتی تو پانی اور مٹی  
کو ملائکہ سجدہ کیوں کرتے۔

ہے نہ مسجودِ ملائکہ بود آدم

کہ نورے پاک دروے بود مدغم

فرشتوں کا مسجود آدم نہ تھا۔ بلکہ وہ نور پاک تھا جو اس میں رکھا

گیا تھا۔

ہے اگر اس نکتہ دانستے عنز ازیل

ہزاراں سجدہ آوردے در آن دم

اگر یہ نکتہ عنز ازیل سمجھ لیتا تو اسی وقت وہ ہزاروں سجدے کر دیتا۔



إِلَّا ابْلِيسَ ابْنِي. مگر شیطان نے سجدے سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد۔ آدم علیہ السلام کے حُسن نے جس میں ذات پاکِ حق۔ حمد صفات کے ساتھ موجود تھی۔ ملائکہ۔ حور و غلمان اور اہل جنت کو اپنا عاشق بنا دیا۔ اور جب تمام مخلوق اس کے حُسن پر شیدا ہو گئی۔ اَنَا اَحَدُ غُورِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ مِنِّي کے مصداق ذات پاک کو غیرت آگئی پھر عَصَى آدَمُ مِنْ بَنَةِ فَعْوَى کے رنگار سے اُسے داغدار بنا اور اس رنگ سے داغدار ہو جانے کے باعث آپ سے سب بیزار ہو گئے۔ اور آدم ننگا ہو گیا۔ جبکہ ان کا عشق صفاتی تھا اس لئے ان کی محبت زائل ہو گئی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے پھر چاہا کہ خود کو اس میں دکھائے اور خاص اپنے لئے پسند کر لے تو لا الہ الا اللہ کا صیقل تیار کر کے اس سے اس رنگ کو صاف کر کے اصلی طریقے سے اس میں جلوہ فرما ہوا اور پھر خاص طور پر خود پسند فرمایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ہر انسان 'بِالْقُوَّة' اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات سے موصوف ہے مگر اس دنیا کی خرابیوں کی وجہ سے دور جا پڑا ہے۔ انسان کو چاہیے کہ اپنے قلب کو لا الہ الا اللہ کے صیقل سے صاف کرتا رہے تاکہ جو کچھ بِالْقُوَّة ہے وہ بِالْفِعْلِ اس میں ظاہر ظہور ہو جائے۔

عزرائیل دوست کو دوست ملاتا ہے

ایک روز حضرت والانے اپنے ایک مرید کو پوچھا: فلاں سے



تیرا کوئی تعلق (رابطہ) ہے یا نہیں؟ اس نے عرض کی: یا حضرت! وہ تو میرے لئے عزرائیل ہے!

یہ سنتے ہی حضرت والہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اور فرمایا: نعوذ باللہ منہا۔ دو بارہ اس طرح نہ کہنا۔ کیونکہ وہ فراق سے چھڑا کر دوست سے ملاتا ہے۔ اس کو دشمن سمجھنا جہالت اور بڑی بے ادبی ہے۔

مگر باشد کہ رساند دوست بہ دوست

مغز صافی شد چو چرخ ارشید پوسنت

یہ موت ہی ہے جو دوست کو دوست سے ملاتی ہے۔ جب پوست انا رو یا گیا تو مغز صاف ہو گیا۔

## دائرة آسن

ایک دن حضرت پیر سائیں قدسنا اللہ با اسرارہ الخریز نے فرمایا: حدیث شریف میں وارد ہے کہ حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ جل شانہ کی راہ کے متعلق بطور مثال یہ دائرہ اور لکیریں کھینچ کر دکھائیں اور فرمایا کہ ہدایت کا راستہ اس طرح ہے کہ اس کے چاروں طرف نفس اور شیطان بیٹھے ہیں۔

نفس اور شیطان

دائرة آسن

راستہ

نفس اور شیطان



اس کے بعد حضرت پیرسائیں نے فرمایا۔ جس وقت طالب اللہ تعالیٰ جل شانہ کی راہ پر قدم رکھتا ہے تو نفس اور شیطان جو راہ پر بیٹھے ہیں وہ اس کو ادھر یا ادھر پھینک دیتے ہیں اور منزل کے اختتام تک ان کی یہ کوششیں اور جھگڑا جاری رہتا ہے۔ یہاں تک کہ طالب دائرہ امن میں داخل ہو جائے تو پھر نفس اور شیطان کی مکاریوں سے چھوٹ جاتا اور آزاد رہتا ہے۔ ورنہ جب تک راہ میں ہے اس وقت تک شیطان والے گردابِ ضلالت میں پڑ جانے کا اندیشہ ہمیشہ لاحق رہتا ہے۔“

اس مقام پر خلیفہ محمود رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ راہ سے مراد ”لا الہ“ والی منزل ہے۔ اور دائرہ امن سے مقصود ”اِلَّا اللّٰہ“ کا مقام ہے۔ پس جس وقت طالب لا الہ کی دادی سے منزل طے کرے اِلَّا اللّٰہ کی منزل تک پہنچا ہے تو اس وقت وہ دائرہ امن میں داخل ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف قدسی میں وارد ہے کہ . لا الہ الا اللہ حقیقی فمن دخل حقیقی امن من عذابی۔ یعنی اللہ جل شانہ فرماتا ہے کہ لا الہ الا اللہ میرا قلعہ ہے۔ پس جو شخص میرے قلعے میں داخل ہو گیا وہ میرے عذاب سے مامون ہو گیا۔ یہ امر بھی اہل معنی کے نزدیک ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ تمام موجودات و مخلوقات یعنی اشیاء مخلوق پر قادر ہے۔ لیکن اپنی ذات پر قادر نہیں پس جو شخص اپنی ذات کو اس کی ذات میں گم کر دے گا تو وہ اس کے عذاب سے اس پالے گا۔ غور کر کے دیکھو کہ کان نمک میں جب کوئی بھی چیز جا پڑتی ہے تو وہ اپنی حقیقت سے بدل کر نمک کی صورت بن جاتی ہے پھر اللہ تعالیٰ جل شانہ کی ذات پاک تو نمک سے سجد زیادہ قادر و قوی اور محیط الكل ہے۔ اس لئے اس کی ذات پاک میں محو ہو جانے والے کیونکر



اپنی حقیقت سے متبدل ہو کر اس کی صفات سے متصف نہ ہو سکیں گے؟

جب یہ کان نمک والی مثال سمجھ لی گئی۔ تو کُنْتُ کُنْتُرًا مَخْفِيًا والی کان کا راز بھی معلوم کر لینا چاہیے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں ایک پوشیدہ مخفی کان تھا پھر میں نے خُبَّ ظُہور میں عالم شہود میں جلوہ فرمایا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمام موجودات و اطلاق و اسما اور صفات وغیرہ سب اس خزانہ میں موجود و مخفی تھے۔ جو کہ بعد میں فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ کے اشارے سے عالم شہود میں آئے ہوئے ہیں۔ کیونکہ اس مقام پر خَلْقُ بمعنی اظہار ہے۔

لیکن اگر یہ اشیاء اس خزانہ میں موجود نہ ہوتیں۔ تو پھر اس میدانِ عالم میں ان کا ظہور کیونکر ہو سکتا تھا؟ اس لیے کہ عدم محض عدم ہی ہے۔ پس جو کچھ موجود تھا اس کا وجود بھی موجود ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب اس وجود و بوند نے دوبارہ اپنی اصل کی طرف رجوع کر کے کانِ مخفی میں فنا اختیار کر لی تو وہ کُنْتُ کُنْتُرًا مَخْفِيًا سے پیوستہ ہو جائیگا اور اضافت کا پردہ ساقط ہو جائے گا۔ پھر اس کو امن حاصل ہو جائیگا۔ مثنوی شریف میں کیا ہی خوب فرمایا گیا ہے۔

چونکہ بے رنگی ایسے رنگِ سُشد

موسیٰ باموسیٰ در جنگِ سُشد

یعنی جب بے رنگی قیدِ رنگ میں گرفتار ہو گئی تو موسیٰ، موسیٰ کے ساتھ جنگ میں مصروف ہو گیا۔

یعنی وحشت کا مظاہر میں جلوہ گر ہونا متفقِ حقیقتِ اشیاء



کو مختلف نما ظاہر کرتا ہے۔

چوں بے رنگی رسی کاں داشتی

موسیٰ و فرعون دارند آشتی!

لیکن جب تو اسی بے رنگی کو پہنچ جائیگا۔ جو اصل حقیقت تھی تو

پھر تجھ کو موسیٰ اور فرعون بھی آپس میں دوست دکھائی دیں گے

یعنی مختلف دکھائی دینے والی اشیا بھی ایک حقیقت کے تحت نظر

آئیں گی اور اخلاف نہ رہے گا۔

## اپنی کمالات اور فیض کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے

ایک مرتبہ حضرت پیر سائیں قدسنا اللہ باسرارہ نے فرمایا کہ میں طالب کو جب قدر بھی کمالات اور فیض حاصل ہو اور حال نصیب ہو تو اسے اللہ تعالیٰ جل شانہ کی طرف سپرد کر دے یعنی یوں سمجھے کہ اسی کی ہی مہربانی شامل حال ہوئی ہے۔ لیکن اگر وہ اس مرتبہ تک نہیں، پہنچ سکتا تو پھر اپنے مرشد کے سپرد کرے تو یہ بھی اس کے لئے افضل ہے۔ لیکن اگر اس نے اپنے نفس کے حوالے کیا یعنی اپنی جدوجہد اور لیاقت اور مستحق ہونے کا نتیجہ جان لیا تو پھر نفس تو اصل ہی سے خیانتی ہے۔ وہ تمام فائدہ کو برباد کر کے چھوڑے گا۔

## بہر رنگی کہ خواہی ہاں مے پوش

ایک دفعہ جب کہ حضرت پیر سائیں قدسنا اللہ باسرارہ العزیز سفر میں تھے ایک ہندو عامل آپ کے حضور حاضر ہوا۔ اس کے



سر پر بڑی پگڑی بندھی تھی۔ جسم فربہ اور مضبوط تھا۔ بڑے تکبر اور عزور کے ساتھ موٹھیں موڑ کر اوپر کواٹھا رکھیں تھیں۔ بڑی جدالیت کیا تھا کڑ کر بیٹھ گیا اور مجلس میں بیٹھا بیٹھے ہر طرف دیکھ رہا تھا۔ صفتِ جدالیت دیکھنے سے حضرت پیرسائیس قدس سرہ پر حال وارد ہو گیا اور طبیعت مبارک پر گریہ و عاجزی کا غلبہ ہو گیا۔ حضرت والاک کی اس کیفیت پر حاضرین اس قدر متاثر ہوئے کہ ان پر بھی گریہ طاری ہو گیا۔ اور فخر جو شش میں آگئے۔ مجلس برخواست ہونے کے بعد آپ نے خلیفہ محمود نظامانی علیہ الرحمۃ سے فرمایا: ہمارے گریہ کا سبب کیا تھا؟

خلیفہ محمود نے عرض کی۔ یا حضرت! آپ ہی سمجھا دیں۔ فرمایا کہ اس ہندو کو دیکھنے سے ہم کو اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کی صفت نظر آگئی تھی اسلئے طبیعت پر گریہ و عجز غالب آ گیا۔ سچ ہے ہ

مرداں باشد کہ باشد شناس

تاشناسد شاہ را در ہر لباس

مرد وہ ہے جو شناسناس ہو تا کہ وہ شاہ کو ہر لباس میں پہچان لے۔

## حقیقت توحید

آپ نے ایک روز ارشاد فرمایا کہ: حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی سے کسی شخص نے عرض کی: حضور! مجھے توحید کی حقیقت سمجھا دیں۔ حضرت شیخ نے فرمایا: جا۔ اور کچھ گڑ لپکرا۔ وہ شخص گڑ لے آیا۔ حضرت شیخ نے اسے فرمایا: اس گڑ میں سے کچھ حرام جانوروں (مثلاً: کوا، بیل، کتا، بندر، وغیرہ) کی شکلیں بنا دے اور کچھ حلال جانوروں (مثلاً:



مرغ، کبوتر، بکری، بھیڑ وغیرہ) کی شکلیں بناوے؛ اس شخص نے جب حکم شکلیں بنا دیں۔ تو حضرت نے فرمایا: حلال جانوروں کی شکلیں ایک طرف رکھ اور حرام جانوروں کی شکلیں دوسری طرف رکھو، اور اپنا منہ ان کی طرف سے ہٹالے؛ اس شخص نے حلال جانوروں کی شکلیں ایک طرف اور حرام جانوروں کی شکلیں دوسری طرف رکھ دیں۔ اور منہ پھیر کر کھڑا ہو گیا۔ حضرت شیخ نے حلال و حرام جانوروں کی شکلیں بچا کر کے توڑ پھوڑ دیں اور ملا کر ایک غلوہ بنا دیا۔ پھر اس شخص سے فرمایا: اب اس غلوہ میں سے حلال حرام جانوروں کی شکلیں جدا کر دے؛ اوہ شخص حیران ہو کر خاموش رہا۔ سلطان العارفین نے فرمایا: **هَذَا التَّوْحِيدُ**؛ یہ ہے "توحید" حق جان جہاں است، جہاں جملہ بدن

توحید ہمیں است و دیگر حید و فن

## اربع عناصر سے نظر کو اٹھا

خلیفہ محمود نظامانی علیہ رحمۃ نے فرمایا: ایک دن فقیر حضرت پیر سائیں روضے دھنی قدسنا اللہ باسراہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ مجھے پیاس لگی۔ میں نے ایک درویش سے کہا۔ مجھ کو پانی پلاوے۔ درویش پانی لایا تو میں نے پوچھا: یہ پانی کنویں کا ہے یا نہر کا؟

یہ سن کر حضرت نے فرمایا: "اربع عناصر سے نظر کو اٹھا اور پانی پی لے" حضرت والا۔ اس طرح کی چھان بین کرنے والوں کو اکثر یہی ہدایت فرمایا کرتے تھے کہ: "اربع عناصر سے نظر کو اٹھا اور تشویش سے باز رہ"۔

حق جلوہ گر ہے صاف حجاب صفات میں ناداں! تعینات کا پردہ اٹھا کے دیکھ  
(ابو الحسن قادری)



## تماشا دیکھ رہا تھا۔

حضرت پیرسائیں روضے دھنی علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا یہ حضرت میاں صاحب (آپ کے والد و مرشد) علیہ الرحمۃ جب کہیں دو آدمیوں کو آپس میں لڑتے دیکھتے تو فرمایا کرتے " اللہ تعالیٰ اپنے نور کو آپس میں لڑا کر تماشا دیکھ رہا ہے "!

واضح رہے کہ حضرت میاں صاحب سید محمد بقا شاہ شہید علیہ الرحمۃ حقائق کوئی (حقیقت اشیاء دنیوی) کی نسبت نور حق سے فرماتے تھے نہ کہ حق سے۔ اس لیے کہ حق تعالیٰ حقائق عیانی سے پاک و منترہ ہے جو کم فہم فقیر، مظاہر، کو حق کہہ دیتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے۔

## مشاہدہ وحدت

خلیفہ محمود نظامانی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک دن میں اور خلیفہ محمد حسین ساکن ڈڈرا، حضرت پیرسائیں روضے دھنی قدسنا اللہ بامرہ کے ہمراہ ریگیان کے سفر میں تھے اور بہت سی جماعت بھی ساتھ تھی۔ حضرت والے نے توحید کے بیان میں فرمایا " اگر طالب صادق "حافر دل" ہو جائے تو جو کچھ بالقوہ ہے وہ بالفعل اس پر ظاہر ہو جائے میں نے وحدت، کے فکر میں بہت بڑی محنت کی یہاں تک کہ کثرت کا تعین اور محبوب کی وحدت جیسی تھی ویسی ہی مشاہدے میں نظر آئی اور کثرت درمیان سے نکل گئی۔ آفتاب حقیقت اس طرح طلوع ہو گیا کہ کثرت کا نام و نشان تک نہ رہا۔



## وحدت شہودی اور وحدت وجودی

خلیفہ محمود نظامانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ "میں نے حضرت والا کی خدمت میں عرض کی کہ "مَوْجِدٌ وَّوَحْدٌ شَہودِی" کے قائل ہیں اور صوفیاً وحدت وجودی ہمہ اوست مطلق کے قائل ہیں۔

وحدت شہودی کے قائلین یہ کہتے ہیں کہ آفتاب حقیقت کی روشنی کے غلبہ سے نفس کے تمام ستارے معدوم ہو جاتے ہیں "حضرت والا نے فرمایا "ان کا یہ کہنا بھی وحدت وجودی کی تائید ہے" میں نے پھر عرض کی وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ کیفیت عدم بصارت کے باعث ہے۔ اگر نظر ناقد رکھتے تو روزِ روشن میں بھی ستاروں کو دیکھ لیتے " آپ نے فرمایا۔ اسی طرح ہی ہے۔"

## اللہ کے اہر جگہ موجود ہے

قاضی محمد شفیع کا بیان ہے کہ ایک روز حضرت والا نے ایک شخص کی سفارش میں میر سہراب کے نام مجھے خط لکھنے کا حکم فرمایا۔ مجھے حضرت والا کے بلند مرتبے اور دنیاوی حاکم کی معمولی حیثیت کے پیش نظر عبارت لکھنے میں مشکل پیش آرہی تھی قلم چلتا ہی نہ تھا۔ آپ نے اشارے سے فرمایا "کھو" دیر کیوں کرتے ہو؟ میں نے اپنی قلبی کیفیت کا اظہار کیا۔ تو خوشی سے مسکراتے ہوئے فرمایا "جو عبارت بھی تمہارے دل میں آئے لکھ دے۔ مثلاً خداوند خدا لگان وغیرہ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے۔"

۵۔ این جہاں صورت است معنی دوست

دربہ معنی نظر کنی ہمہ اوست



## إِلَّا اللَّهُ هِيَ سَبَّحُهَا

خلیفہ محمود نظامانی علیہ الرحمۃ کا بیان کہ ایک روز حضرت والا فقیر کی دعوتوں پر شہر ٹھٹھہ روانہ ہوئے۔ اس دن مجھے سخت بخار تھا سفر کے دوران آپ کو میری حالت کا علم ہوا تو آپ گھوڑے سے اتر گئے۔ اور آپ کی اتباع میں دوسرے شریک سفر بھی گھوڑوں سے اتر پڑے آپ نے مجھ کو اپنے گھوڑے پر سوار کر دیا اور خود آگے آگے پیدل چلنے لگے۔ دریں اثنا میں نے یہ شعر پڑھا۔

سے کن کرجی کلہون سپھن سس لاد  
سس لاد نکوسی قیرا و تھمہ کی حق چوی

ترجمہ:

آپ نے جواب میں فرمایا: تم کیا سمجھے ہو؟ میں نے عرض کی: لا الہ الا اللہ! آپ نے فرمایا: لا، کچھ بھی نہیں ہے۔ اِلَّا اللّٰہُ ہِی سَبَّحُهَا

## تجھے درخت بوٹے اور گھاس پوس کی خبر دینگے

خلیفہ محمود نظامانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ میں درگاہ مبارک میں حاضر تھا۔ ایک دن میں نے حضرت والا سے عرض کی۔ یا حضرت! مجھے نہ علم ہے اور نہ ادب پھر مجھے اپنی طلب میں کامیابی کیونکر حاصل ہوگی؟ حضرت والا نے فرمایا: تجھے درخت بوٹے اور گھاس پھوس اس کی خبر



دیں گے۔ پھر جب مجھ پر سکر کی حالت طاری ہوئی۔ اس وقت ہر موجود شے  
 انا الحق کا نعرہ لگاتی تھی۔ ان نعروں کو میں سنتا اور سمجھتا تھا۔ تمام  
 اشیا میں وجود مطلق کی کثرت نظر آتی تھی۔ مولانا عبدالرحمان جامی  
 فرماتے ہیں۔

ہم سایہ و ہم نشین و ہمراہ ہمہ اوست  
 و ردیق گدا و اطلس شہ ہمہ اوست  
 ہم سایہ و ہم نشین و ہمراہ ہی سب وہی ہے۔ گداگر کی گڈری اور بادشاہ  
 کے ریشمی لباس میں وہی ہے۔

در انجمن فرق نہا خانہ جمع  
 باللہ ہمہ اوست ثم باللہ ہمہ اوست  
 فرق نہا خانہ کی انجمن اور جمع میں اللہ کی قسم سب وہی ہے پھر  
 اللہ کی قسم سب وہی ہے۔

شاہ عبداللطیف بھٹائی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔  
 جدت مند تنوار و ٹنٹ وائی میا حشری  
 سپی شئی ثیا، سوری سزاوار  
 ہنہ منمور ہزار، چاڑھی چاڑھیان جیترا  
 بروجر اور درختوں میں ایک ہی آواز ہے۔ ہر چیز کو دیکھو سولی کی سزاوار ہے  
 ہزار ہا منمور ہیں۔ کتنوں کو سولی پر لٹکاؤں۔

ہم معطر حقیقی کا ہاتھ دیکھا کرتے ہیں

کسی سفر کے دوران ایک برتن میں دودھ اور دوسرے برتن میں جلائے کے



یے کر ڈوا تیل بھر کر لایا گیا۔ اور یہ دونوں برتن حضرت والا کی چار پائی کے نیچے رکھ دیئے گئے۔ سوتے وقت مولے ڈنہ فقیر نے غلطی سے دودھ کے بجائے تیل سے پیالہ بھر کر حضرت والا کو پیش کر دیا۔ حضرت والا چپ چاپ تیل کو پی گئے اور فقیر مولے ڈنہ سے کچھ بھی نہ کہا اس کے بعد جب فقیر مولے ڈنہ نے اسی برتن سے پیالہ بھر کر میاں قابل شاہ کو دیا تو قابل شاہ نے کہا: یہ تو کر ڈوا تیل ہے۔ مولے ڈنہ نے کہا: یہ دودھ ہے۔ میں ابھی اسی برتن میں سے حضرت والا کو پلا کر آیا ہوں میاں قابل شاہ نے کہا: تو نے بہت بُرا کیا جو حضرت والا کو کر ڈوا تیل پلا دیا۔ وہ سخت پریشان ہو گیا اور روتے ہوئے حضرت والا کے قدموں پر گر پڑا۔ آپ نے فرمایا: تیرا کچھ قصور نہیں۔ تو نمکین نہ ہو۔ ہم معطل حقیقی کا ہاتھ دیکھا کرتے ہیں۔ وہ جو کچھ بھی دیتا ہے۔ وہ اچھا ہی ہوتا ہے۔



## فضیلتِ زاکرین

ایک مرتبہ حضرت پیر سائیں قدسنا اللہ باسرارہ نے حدیث شریف سے بیان فرمایا کہ جب کچھ ذکر کرنے والے کسی جگہ اکٹھے ہو کر ذکر میں مشغول ہوتے ہیں تو اللہ تبارک و تعالیٰ ملائکہ کو زمین پر بھیجتا ہے اور ان کو فرماتا ہے کہ جاؤ میرے زاکر بندوں کو دیکھ کر ان کے حال سے واقفیت حاصل کرو۔ پھر جب ملائکہ کرام آ کر ان زاکرین کو نہایت شوق و ذوق سے ذکر کرتے دیکھتے ہیں تو ان کے حلقہ کے چوگرد بیٹھ جاتے ہیں اور شیطان کے لشکروں سے جو ان کے دلوں میں دسو سے ڈالتے ہیں ان کی حفاظت کرتے ہیں۔ پس جب وہ ذکر سے فارغ ہوتے ہیں تو ملائکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر ان کے شغل ذکر اور ذوق و شوق کی کیفیت عرض کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے فرماتا ہے۔ ان بندوں نے جو اس ذوق و شوق سے میرا ذکر کرتے رہے ہیں انہوں نے مجھے دیکھا بھی یا دیدار حاصل ہوئے بغیر ہی ان کو اتنا ذوق و شوق اور لذت حاصل ہے۔؟

ملائکہ عرض کرتے ہیں۔ یارب العالمین! ان بندوں نے تیری ذات پاک کو دیکھا نہیں ہے۔ لیکن اگر ان کو دیدار نصیب ہو جائے تو عجب ذوق و شوق سے تیری ذات پاک میں محو ہی ہو جائیں، تب اللہ تبارک و تعالیٰ بحکمال رحم و کرم فرماتا ہے۔ اے ملائکہ! گواہ ہو کہ میں ان تمام بندوں کو حلقہ ذکر میں داخل تھے۔ بخش دیا، تو ملائکہ عرض کرتے ہیں کہ یارب العالمین! ان میں ایک شخص ایسا بھی تھا



جو ذکر میں شامل نہ تھا بلکہ کسی کام کاج سے ذکر کرنے والوں میں سے  
ایک شخص کے پاس آکر حلقہ میں بیٹھ گیا تھا۔ تو حکم ہوتا ہے کہ یہ  
اس ذکر نہ کرنے والے کو بھی ذکر کرنے والوں کے طفیل میں نے  
بخش دیا۔

اے عزیز! اسی لئے ایک دوسرے مقام پر سرکارِ دو عالم صلی  
علیہ وسلم کا ارشاد وارد ہے کہ **هَمُّ الْمَجْلَسِ لَا يَشْقِي جَلِيسَهُمْ**  
یعنی اللہ تعالیٰ کے ان بندوں کے پاس بیٹھنے والوں کو بھی بے نصیب  
نہ چھوڑا جائے گا۔

## تو مکر دیکھ۔ مین پختا ہوں۔ یا مین؟

طیب فقیر راہو کھڑڈ، علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت  
پیر سائیں قدس اللہ سرہ الا قدس نے نماز جمعہ کے بعد کرسی پر بیٹھ  
کر وعظ بیان فرمایا۔ جس میں ذکر **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** اور درود شریف کی  
فضیلت کا بیان تھا۔ پھر جب وعظ سے فارغ ہو کر کرسی سے اترے  
تو فرمایا: اے یارو! سنو کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ہم سے وعدہ ہے  
اور ہم تم سے وعدہ کرتے ہیں کہ جو شخص ہمیشہ ذکر کرتا رہے گا۔ تو  
بوقت سکرات (موت) اور قبر اور قیامت میں بھی اسکے ایمان اور  
اسکی بخشش کے ہم ضامن ہیں۔ اس پر حاجی فقیر نامی ایک بوڑھے شخص  
کے دل میں وہم پیدا ہوا کہ حضرت والا کے مرید تو لکھو کھہا، میں تو پھر ہر  
ایک کے پاس نزدیک یا دور حضرت والا کا پہنچنا کیونکر ہو سکے گا؟  
اس کے دل میں یہ وہم آتے ہی حضرت والا نے فرمایا: او بھائی



لوڑھے! جو دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھا ہے۔ تو مگر دیکھ۔ کہ میں تجھے پہنچتا ہوں۔ یا نہیں؟

اے عزیز! یہ ظاہری آفتاب عین دوپہر کے وقت جب سر پر آ پہنچتا ہے تو تو دیکھتا ہے کہ اکی شعاعیں کس طرح زمین کے چاروں کناروں پر چمکنے لگتی ہیں۔ پس پیر کامل کو بھی آفتاب حقیقت سمجھ۔ جس کے نور سے تمام جہاں کے سارے ذرات روشن ہو جاتے ہیں تو پھر اس آفتاب کی نظر فیض اثر سے کوئی بھی ذرہ پوشیدہ کیونکر رہ سکتا ہے؟

## ذکر کا چہرہ روشن ہوتا ہے

غلام محمد فقیر نظامانی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت پیر سائیں قدسنا اللہ بامرہ 'لاڑ' کا سفر کرتے ہوئے ہمارے گاؤں تشریف فرما ہوئے اور میری درخواست پر میرے گھر میں زیارت کرانے قدم رنجہ فرمایا وہاں میں نے آپ کی خدمت بابرکت میں عرض کی بی یا حضرت! ولی محمد نظامانی ہمیشہ ذکر میں مشغول رہتا ہے۔ ولی محمد بھی وہیں حاضر خدمت تھا۔ آپ نے اس کی طرف نظر فیض اثر سے دیکھ کر فرمایا: ذکر کرنے والوں کا چہرہ دور ہی سے ظاہر ہوتا ہے۔ وہ شخص جس قدر ذکر کرتا ہے اتنا ہی اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو اس کی زندگی میں یا اس کی وفات کے بعد روشن فرماتا ہے۔ اور اس کی قبر کو کشادہ کر دیتا ہے۔

## حضرت والا کا ایک مکتوب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد لولیتہ۔ والصلوٰۃ والسلام



علی نبیہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وسلم۔ اما بعد فيقول الفقير  
المدحتاج الى الغنى الكريم۔

السلام مني الى اولاد الاكابر والفضلاء اعني غلام محمد۔  
ما هو المراد۔ اغتصموا عرصته العسر۔ واطلبوا فردوس الله اي  
رياض الجنة التي هي خلق الذكرو لان الوقت سيف قاطع۔

گفتم بہ طیب حال درد نہاں گفتم بہ خیر یاد دوست بند رہاں  
گفتم ز غذا گنت ہمیں خون جگر گفتم ز پرہیز گنت زہر دو جہاں  
یارہ والسلام لاخوانکم واولادکم ولجميع جماعۃ الحاضرين  
نفعہ اسلمہ متحف باد

ترجمہ بہ حمد و صلوة کے بعد۔ یہ فقیر رب غنی کریم کا محتاج یعنی غلام محمد  
کو جو فضیلت مآب بزرگوں کی اولاد ہے۔ السلام علیکم کے بعد کہتا ہے  
کہ عرصہ عمر کو غنیمت جانو اور اللہ تعالیٰ کے فردوس (بہشت) کی طلب  
میں رہو۔ جو حکم حدیث شریف ”حلقہ ہائے ذکر“ میں کیونکہ وقت  
ایک کاٹے والی تلوار ہے۔

طیب (مُرشد) سے میں نے اپنے دردِ نہانی کا ماجرا بیان  
کیا تو اس نے اس کا علاج بتایا کہ یادِ دوست کے سوا اپنے منہ کو بند  
رکھ۔ پھر میں نے پوچھا غذا کون سی کھاؤں؟

طیب نے کہا ”یہی خونِ جگر“! ”پیا کر“ میں نے پوچھا ”پرہیز“

بول ”دونوں جہانوں سے“!

زیارہ آپ کے بھائیوں اور اولاد اور جماعتِ حاضرین کو سلام

پہنچیں۔



## مراتبِ ذکر

حضرت والا۔ فرمایا کرتے تھے کہ طالب کو اولاً ذکرِ لسانی میں فوق حاصل ہوتا ہے۔ اس کے بعد ذکرِ قلبی سے پھر فکر سے۔ پھر قرآن مجید کی تلاوت سے۔ پھر حد و شریف سے اس کے بعد تہلیل سے۔ اسی طرح اس کا ذوق درجہ بدرجہ ترقی پذیر رہتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کے اشغال میں آخری شغل تہلیل ہے۔ یعنی لا الہ الا اللہ۔ کہنا۔

## طعام بھی کھو اور دل بھی حاضر رکھو

ایک دن حضرت والا کے ساتھ صاحبزادے بھی شریک سفر تھے۔ کھانا کھاتے وقت آپ نے صاحبزادگان سے فرمایا: بابا! طعام بھی کھاؤ اور دل بھی حاضر رکھو۔ جب لقمہ منہ میں رکھو اس وقت اسم اللہ کا تصور کرو اور جب حلق سے نیچے اتارو اس وقت اسم ہو کو تصور میں لاؤ۔

## ایک سانس بھی بغیر یادِ الٰہی نہ لو

ایک دن حضرت والا نے ارشاد فرمایا: جب لوگ جنت میں داخل ہوں گے اس وقت انکو کچھ بھی دکھ نہ ہوگا لیکن جو سانس کہ انہوں نے دنیا میں بغیر یادِ الٰہی لیا ہوگا۔ اس کی وجہ سے نہایت شرمسار، غم گین اور پریشان ہوں گے۔



## دفع مصائب کیلئے ذکر الہی کی سیر ہے

خلیفہ میاں نعمان کا بیان ہے کہ حضرت والا لاڑاکے سفر میں تھے کہ آپ کے برادر بزرگ میاں عبدالرسول شاہ کا خط آپ کو ملا۔ جس میں تحریر یہ تھا کہ سرکاری حکمنامہ ملا ہے کہ حضرت والا کی جس اراضی کا مالیہ لگان پہلے معاف تھا وہ اب بھی معاف ہے لیکن جو لوگ بعد میں آکر آباد ہوئے ہیں ان سے تمام مالیہ لگان کی رقوم وصول کی جائیں گی۔ اس پر حضرت والا نے فرمایا کہ لوگ اللہ کے ذکر سے غافل ہو گئے تو ان پر حاکم بھی ظالم مقرر ہو گئے۔ آپ نے خط کے جواب میں لکھا کہ تمام لوگ نماز اور اللہ کے ذکر میں مشغول رہیں۔ لوگوں نے پابندی کے ساتھ حضرت والا کی ہدایت پر عمل شروع کر دیا۔ جس کی برکت سے تمام مالیہ اور لگان معاف ہو گئے۔

## تم سے ہمارا تعلق صرف ذکر الہی کی وجہ سے ہے

خلیفہ میاں امید علی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ جب کہ حضرت والا دریا کے اس طرف سفر میں تھے۔ ایک شخص نے حاضر بحضور ہو کر دعوت قبول کرنے کی درخواست کی۔ آپ نے اس کی دعوت کو قبول نہ کرتے ہوئے فرمایا: تم نے ہماری ہدایت کے برخلاف ذکر الہی کو چھوڑ دیا ہوا ہے اس لئے دعوت کی اجابت بھی نہیں۔ کیونکہ تم لوگوں سے ہماری نسبت اللہ تعالیٰ کے ذکر ہی کی وجہ سے ہے۔ جب تم لوگوں نے ذکر الہی چھوڑ دیا تو ہم سے تعلق بھی توڑ دیا۔



## اپنی ہستی کو مٹا کر اللہ کا نام لو

خلیفہ محمود نظامانی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت والاکلی خدمت میں عرض کی "یا حضرت! اس شعر کا مطلب کیا ہے۔؟"

ہزار بار لبثوم دین مشک و گلاب

ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

میں اگر ہزار بار بھی مشک و گلاب سے اپنا منہ دھولوں تو مجھی تیرا نام لینا کمال بے ادبی ہے۔

آپ نے فرمایا اگر کوئی آدمی خواہ ہزار مرتبہ مشک و گلاب سے منہ کو صاف کر کے اللہ تعالیٰ کا نام زبان پر لائے لیکن اگر وہ اپنی ہستی موہوم کے ساتھ یہ نام مبارک لیتا ہے تو یہ کمال بے ادبی ہے۔ اور اگر اپنی ہستی موہوم کو مٹا کر بخود ہو کر اللہ تبارک و تعالیٰ کا نام لیتا ہے تو یہ ہزار مرتبہ مشک و گلاب سے منہ دھونے سے تمام بہتر اور کمال ادب ہو جائیگا۔ جیسے کہ کسی کسی بزرگ نے فرمایا ہے۔

با خودی کفر بے خودی دین ست

ہر چہ گفتیم مغز او این ست

یعنی اپنی ہستی سے ہونا کفر ہے اور اپنی ہستی کو مٹا دینا دین ہے ہماری تمام گفتگو کا لبّ باب یہی ہے۔

## شغل فنائے صفاتی

حضرت والاکلی نے فرمایا کہ ایک پیر نے اپنے مرید کو صفات الہی میں



فنا ہونے کا شغل بتایا اور فرمایا کہ "سمیع" یعنی سُننے والا۔ "بصیر" یعنی دیکھنے والا۔ "کلیم" یعنی کلام فرمانے والا۔ "قدیر" یعنی صاحب قدرت اور وحی، یعنی زندہ۔ یہ تمام صفات اللہ تعالیٰ جل شانہ کی ہیں اور تمام مخلوق میں یہ صفات عاریتہً موجود ہیں۔ طالب کو چاہیے کہ جب اس شغل میں مشغول ہو تو ان تمام صفات کو اپنے آپ سے اور تمام موجودات سے قطع کر کے ان کی نسبت اللہ کی طرف کرے۔ پس جب اس نسبت میں کمال حاصل ہو گیا تو پھر فقط اللہ کے سوا کچھ باقی نہ رہے گا۔

اس شغل میں مشغول ہونے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے دل میں اس کا خیال جمائے اور پھر دماغ میں اس کو حفظ کرادے پھر اس کا یہ خیال مٹ کر جان بن جائیگا۔ پھر جب حال کمال کو پہنچے گا تو پھر فَاَیْنَمَا تَوَلَّوْا فُتِمَّ وَجْهَ اللّٰهِ کی حقیقت آشکار ہو جائے گی جس کا مطلب ہے کہ جہر بھی نگاہ کر لیا ادھر ہی اس کو تجلی ربانی دکھائی دے گی۔

بہر طرف کہیں جمال تو بسینم  
ہر آنچہ در نظر جمیلگی تو سے آئی  
جہر بھی دیکھتا ہوں تیرے جمال ہی کو دیکھتا ہوں۔ جو کچھ میری  
نظر میں آتا ہے سر بہ سر تو ہی نظر آتا ہے۔

توئی مقصود گر مشغول عنیرم  
توئی معبود گر نزدیک و دورم  
اگرچہ بظاہر غیر میں مشغول ہوں لیکن مقصود تو ہی ہے۔ خواہ میں دور  
ہوں یا نزدیک معبود تو ہی ہے۔



وہ مرید بازار گیا اور اس شغل کا فکر کر کے ایک مقام پر کھڑا ہو گیا۔ اتفاقاً ایک ہاتھی بان ہاتھی پر سوار آ رہا تھا۔ اس نے فقیر کو آواز دی کہ یہاں سے ہٹ جا کیونکہ یہ ہاتھی مست ہے کہیں تجھ کو نقصان نہ پہنچا دے۔ لیکن فقیر نے کچھ پرواہ نہ کی۔ جب ہاتھی نزدیک پہنچا۔ اس نے فقیر کو سونڈ میں لپیٹ کر اٹھایا اور زمین پر دے پٹھا۔ جس سے فقیر کا پاؤں ٹوٹ گیا۔

یہ فقیر اسی حال میں اپنے پیر کے پاس پہنچا۔ عرض کی: "یا حضرت! آپ نے مجھ کو شغل فنا صفا کی مرحمت فرمایا تھا۔ میں اسی شغل میں مشغول ہو کر بازار میں کھڑا نظارہ کر رہا تھا کہ اتنے میں ایک مست ہاتھی آ پہنچا۔ اس نے میرا یہ حال کر دیا ہے" پیر نے پوچھا: "تجھے کسی نے ہٹ جانے کو بھی کہا تھا یا نہیں؟"

مرید بولا: "ہاں جناب! مجھے ہاتھی بان نے لپکار کر کہا تھا کہ ہاتھی مست ہے یہاں سے ہٹ جا مگر میں آپ کے ارشاد کے مطابق صفت وحی، کا خیال سمائے رہا اور وہاں سے نہ ہٹا اور ہاتھی نے اگر مجھے اپنی سونڈ میں لپیٹ کر اٹھایا اور پھر زمین پر پٹخ دیا!"

پیر نے فرمایا: "تو نے صفت وحی، کو پہچانا، مگر صفت حکیم، کو نہ پہچانا؟ یہی وجہ ہے کہ تجھے یہ تکلیف پہنچی۔"

لے  
گر حفظ مراتب نہ کنی زندگی  
اگر تو حفظ مراتب نہ کرے تو تو گمراہ ہے۔  
(ابو الحسن قادری)



## شغلِ نفی اثبات

حضرت والا کی خدمت میں ایک مرید نے عرض کی یہ یا حضرت! مجھے شغلِ نفی اثبات کی تعلیم ارشاد فرمائیں یہ حضرت والا یہ سنکر اس پر بڑے خوش ہوئے اور فرمایا یہ پہلے سانس روک کر حرفِ دلا، نفسی لطیفے سے شروع کر اور مٹری اور خفی اور اخفی سے گھما کر معنی کا لحاظ رکھتے ہوئے 'الہ' کا لفظ دلہنے کندھے پر پہنچا۔ جس کا معنی یہ ہے کہ دوسرا کوئی خدا نہیں۔ اور لفظ 'الا اللہ' جس کا معنی ہے۔ مگر اللہ، رومی اور مٹری لطیفے سے لا کر حرف 'ھ' کو قلبی لطیفے پر ضرب لگا کر پورا کر اور اکیسویں مرتبہ قلبی تصور سے۔ **مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ** کہے۔ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اور پھر معنی کا لحاظ رکھتے ہوئے کلمہ کا شغل پورا کرے سانس کو چھوڑ دے لیکن اگر اکیس مرتبہ تک دم بند نہ رکھ سکے تو پانچ یا سات یا نو یا گیارہ تک جس قدر ہو سکے اتنے پر دم کو چھوڑ دے لیکن چھوڑے طاق پر ہی۔ حفت پر نہ چھوڑے۔ مگر اس کی زکوٰۃ اکیس مرتبہ ہے۔

اسے عزیز اس شغل کی قبولیت یہ ہے کہ وجودِ بشریت کی نفی ہو جائے گی اس کے بعد سالک کو جذبات الہی سے جذبہ، عطا فرمایا جاتا ہے اور حقیقت کے احوال اس پر وارد ہونے لگتے ہیں۔ اس کی پیاس بڑھتی ہی چلی جائے گی۔ ہرگز سیر نہ ہو گا اور **هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ كَا** لغزہ لگاتا ہوا آگے بڑھتا جائے گا۔ پس ایسے سالک کی دستگیری اللہ تعالیٰ فرمائے گا اور وہ حسبِ ہی ولایت کبریٰ کے مقام پر فائز ہو جائے گا۔



## ذکر ہمہ اوست

حضرت والا کی خدمت میں ایک مُرید نے عرض کیا یہ یا حضرت! جس ذکر کا آپ نے ارشاد فرمایا تھا وہ میں نے کیا ہے۔ جیسے کہ حضور نے فرمایا تھا کہ جب سانس اندر سینے میں جائے تو اسے 'اللہ' کے خیال سے قلب پر ماریں اور جب باہر نکلے تو اسے 'ہو' ناک سے باہر نکال جائے میں نے اس ذکر کی تکرار کی ہے۔ اب سارے جسم میں ذکر جاری ہے۔ آپ نے فرمایا یہ دھم اوست، کا ذکر ہے اور سانس اندر لانے اور باہر نکلانے والا بھی اللہ تبارک و تعالیٰ ہی ہے۔ جیسا کہ کسی بزرگ نے فرمایا ہے۔

ظ نامی ست بر من باقی ہسمہ اوست

یعنی بچھ پر ہست میرا نام ہے باقی سب کچھ وہی ہے۔

حضرت مولانا عبدالرحمان جامی قدسنا اللہ بآسرارہ فرماتے ہیں سے

بخدا غیر خدا در دو جہاں چیزے نیت بے نشان ہست کز وہ نام و نشان چیزے نیت ہستی تست حجاب تو و گرنہ پیدا است کہ بجز دوست دریں پردہ نہاں چیز نیت اللہ کی قسم! دونوں جہان میں غیر خدا کوئی چیز نہیں ہے۔ وہ بے نشان ہے کہ اسکا نام و نشان کوئی چیز نہیں۔

تیری ہستی ہی تیرے لئے حجاب ہے ورنہ ظاہر ہے کہ اس پردہ میں سوائے دوست کے کوئی چیز چھپی نہیں۔

مولانا معین الدین فراہی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ سے

کے کہ عاشق و معشوق خوشیتن ہمہ اوست حریف خلوت و ساتی خوشیتن ہمہ اوست

(باقی اگلے صفحہ پر)



حاشیہ (بقیہ صفحہ گذشتہ)

اگر تو خرقدہ ہستی تویش پارہ کُسنی  
نظر کنی کہ دریں زیر پیرہن ہمہ دست  
مکو کہ کثرتِ اشیاء نقیض وحدت گشت  
تو در حقیقت اشیاء نظر ننگن ہمہ دست  
چہ جائے بادہ و جام و کلام ساتی ہست  
خمش باش میندی و دم مزن ہمہ دست!  
جو کوئی کہ عاشق ہے یا محشوق سب کچھ وہی ہے۔ خلوت کا ساتھی۔ اور  
ساتی سب کچھ وہی ہے۔

اگر تو اپنا خرقدہ ہستی چاک کر کے دیکھے تو تو دیکھ لے گا کہ اس لباس کے  
اندر سب کچھ وہی ہے۔

تو یہ نہ کہہ کہ کثرتِ اشیاء وحدت کی نقیض ہیں۔ تو حقیقتِ اشیاء کو غور  
سے دیکھ سب کچھ وہی ہے۔

بادہ و جام کی گنجائش کہاں ہے اور ساتی کون ہے۔؟ اے معین الدین  
چپ رہ اور دم نہ مار سب کچھ وہی ہے۔

اور فقیر ابو الحسن قادری غفرلہ نے عرض کیا ہے۔

کعبہ میں دیکھ دیر و کلیسا میں آکے دیکھ  
عقل و خرد کے وہم کو دل سے ہٹا کے دیکھ  
بے سود بحثِ فلسفہ میں زندگی تباہ  
کعبے سے بت نبی نے نکالے اشارہ تھا  
کر اینما تو لقا ارشاد حق میں غور  
حق جلوہ گر ہے مناجابِ صفا میں  
تینکے کی ادٹ آنکھ سے اذہل ہو پہاڑ  
آتشکدہ میں دیکھ صنم خانہ جا کے دیکھ  
ہر شے میں خد و خال اسی دلیر باد دیکھ  
کردی تمام، عشق سے اب لو لگا کے دیکھ  
دل ماسوا سے توڑ دے جلو خدا کے دیکھ  
ہر سو وہی ہے۔ غیر کی ہستی مٹا کے دیکھ  
ناداں! تعینت کا پردہ اٹھا کے دیکھ  
اے بو الحسن آنکھ سے تینکا ہٹا کے دیکھ

حاشیہ ختم



## ذکر لطائفِ ستہ

خلیفہ محمود نظامانی کا بیان ہے کہ جب میں حضرت والا کی خدمت میں حاضر ہو کر تلمیذین سے مشرت ہوا تو میں ذکر کرتے ہوئے ذکر سلطانی میں مشغول ہو گیا۔ اور یہ ذکر سارے جسم میں جاری ہو گیا۔ پھر حضرت والا نے فرمایا کہ یہ دل کے تصور سے زیادہ مشغول ہوئے، آپ کے ارشاد کی مطابقت میں نے دل سے توجہ رکھی تو اس سے بڑی جمعیت حاصل ہوئی۔ اور ذکر بھی تمام جسم پر غالب آ گیا۔ پھر آپ نے ذکر لطائفِ ستہ، بتایا۔ اور فرمایا کہ نفسی لطیفہ ناف سے دو انگل نیچے ہے اور لطیفہ قلبی کا مقام بائیں پستان سے نیچے ہے اور لطیفہ رومی دائیں پستان کے نیچے۔ سر کا لطیفہ سینے کے درمیان میں ہے۔ لطیفہ خفی پیشانی میں۔ اور لطیفہ خفی دماغ میں ہے۔ پھر یہ ترتیب بیان فرمائی کہ پہلے نفسی لطیفے پر اَمِّ اللہ، کونجیال سے تکرار کرے یہاں تک کہ جب سانس روکنے سے عاجز آجائے تو دائیں طرف سے ناک بند کر کے بائیں طرف سے آہستہ آہستہ سانس خارج کر دے۔ اسی طرح تمام لطیفوں پر ترتیب سے دور کرے۔ یعنی پہلے 'نفسی' پھر 'قلبی'، پھر 'رومی'، پھر 'سری'، پھر 'خفی'، اور پھر 'خفی'، پھر تکرار کرے۔ مگر لطیفہ 'خفی' پر دیگر لطائف سے دو مرتبہ زیادہ تکرار کرے۔ اور طاق، کا لحاظ رکھنا چاہیے۔ مثلاً اگر دیگر لطائف پر تین تین مرتبہ تکرار کی ہو تو 'خفی' پر پانچ مرتبہ کرے اور اگر دوسرے لطیفوں پر پانچ مرتبہ کی ہو تو 'خفی' پر سات مرتبہ کرے۔



اور اسم شریف کی صورت خیال میں رکھنے کے لیے نیچے سے اوپر کا لحاظ رکھنا چاہیے یعنی نیچے کے لطیفوں سے اوپر کی طرف دور کرنا چاہیے، خلیفہ محمود کا بیان ہے کہ اس فکر میں ابتداءً مشکل محسوس ہوئی۔ مینے حضرت والا کی خدمت میں عرض کی، یا حضرت! اس فکر کے تصور میں بڑے ذوق کا حصہ ہو گا؟ آپ نے فرمایا، جو کچھ سامنے ہے وہ سب نورِ علیٰ نور ہے۔ پھر تمام لطیفوں سے بڑے عجائب نظر آئے۔ اور وہ سب اتنے کشادہ دکھائی دینے لگے کہ آسمان وزمین کی وسعت سے بھی زیادہ۔ اور رنگ بھی (جن سے سالکان طریقت واقف ہیں) دیکھنے میں آگئے۔

## ایک حسرت دوسری پشیمانی

ایک دفعہ کمال فقیر ٹالپرا اور کرم فقیر ٹالپرا آپس میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ کہ دوسرے فقیر کی جماعت کو جذب کی حالت ہو جاتی ہے ہم لا الہ الا اللہ کا ذکر بھی رات دن کرتے رہتے ہیں۔ اس کے باوجود نہ جذب ساری ہوا اور نہ حال ہی حاصل ہوا!

ان کی یہ بات چیت حضرت پیر سائیں قدسنا اللہ باسراہ العزیز نے سن لی۔ فرمایا کہ، ابھی رات ہے۔ جب دن ہوگا تب خود ہی ہر کسی کو خبر پڑے گی۔ کہ کس قدر سرمایہ جمع کر کے لایا ہوں، آپ نے پھر ان سے پوچھا کہ، تم کو سکندر بادشاہ کے غار والے حوال کی کچھ خبر ہے کہ کیسا تھا؟ انہوں نے عرض کی، یا حضرت! ہمیں تو کچھ خبر نہیں ہے! اپنے فرمایا، جس وقت سکندر غارِ ظلمات سے واپس ہوا تھا تو



اندھیرے میں گھوڑوں کے پاؤں کو کنکریاں پتھریاں لگ رہی تھیں۔  
سکندر نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ یہ ہر شخص یہاں سے یہ کنکر  
پتھر اکٹھے کر کے اٹھاتا چلے۔ یہ حکم سن کر سب نے وہاں سے کنکر پتھر اٹھائے۔  
پھر کسی نے خورزین میں اور توبرے بھر کر اپنے گھوڑوں پر لاد لئے۔

بعض نے صرف خورزین میں بھر لیں۔ بعض نے توبرے بھر لینے پر کفایت  
کر لی۔ بعض نے کم بعض نے زیادہ۔ اپنے اپنے خیال کے مطابق پتھر یا  
کنکریاں اٹھالائے۔ لیکن بعض بد نصیبوں نے کچھ بھی نہ اٹھائیں۔

خالی ہاتھ نکل آئے۔ جب اندھیرے غار سے نکل کر باہر آئے تب  
دیکھتے کیا ہیں کہ یہ سب کنکر پتھر ہیرے اور جواہرات کے ٹکڑے  
تھے جو چمک دمک رہے تھے۔ یہ دیکھ کر جنہوں نے زیادہ اٹھا  
لئے تھے انہیں بھی افسوس ہوا کہ اگر اس کی خبر ہوتی تو پتھر بھر کر بھی باز  
لاتے اور جنہوں نے تھوڑے اٹھائے تھے انکو یہ افسوس ہوا کہ اگر  
دوسروں جتنے ہی اٹھالائے تو بھی اچھا ہوتا۔ لیکن جن بد بختوں نے  
کچھ بھی نہ اٹھایا تھا اور شقاوتِ ازلی کے باعث ایسی مفت کی نعمت  
سے محروم رہ گئے تھے ان کو دوسرا دکھ پہنچا۔

ایک یہ کہ بادشاہ کے حکم کی عدم تعمیل کا دکھ۔ دوسرا یہ کہ ایسی  
بے نظیر مفت کی دولت سے محرومی کا درد۔ مطلب یہ کہ ہر شخص اپنی  
جگہ حسرت و افسوس میں ڈوب گیا۔ اسی طرح یہ دنیا بھی۔ اندھیرے  
غار کے مانند ہے۔ پھر جو کوئی یہاں پر جس قدر عمل صالح کرے گا  
اسی قدر آخرت میں اسکو اسکا اجر مل جائیگا۔ اور جو کچھ بھی نہ کرے گا  
اسکو کوئی فائدہ یا اجر پے نہ پڑے گا تاہم حسرت و افسوس ہر کسی کو اپنے مقدر کے  
مطابق ہونا ہے۔“



## قہقہہ لگانے سے دل مُردہ ہو جاتا ہے

خلیفہ میاں لقمان رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ موٹیل فقیر ترکھان حویلی مبارک کی تیاری کے لیے مسجد شریف کے پچھلی طرف لکڑیاں تیار کر رہا تھا۔ حضرت پیرسائیں قدسنا اللہ باسراہم الخرنی بھی وہاں تشریف لاکر ایک لکڑی پر بیٹھ گئے۔ دیگر فقرا بھی حاضر تھے اتنے میں ہوت فقیر ساکن درگاہ مبارک۔ جو نابینا تھا وہ وہاں آیا اور قہقہہ لگا کر ہنستے ہوئے بولا: "اے مڈ موٹیل بیٹھے ہو؟" موٹیل فقیر تو ادب کی وجہ سے کچھ نہ بولا۔ جس سے ہوت فقیر سمجھ گیا کہ حضرت والا تشریف فرما ہیں۔ اور یکدم دو زانو ہو کر خاموش ہو کر بیٹھ گیا۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ: "اے حافظ! تجھ کو اللہ تعالیٰ یاد ہے؟" وہ بولا: "ہاں جناب! آپ نے فرمایا یوں نہ کہنا چاہیے۔ تجھ کو اللہ تعالیٰ یاد ہوتا تو تو اس طرح قہقہہ لگا کر نہ ہنستا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ فلیضحکوا قلبیلاً وَلَیْسَ کُؤَاکُثِیْلًا۔ یعنی اے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ انہیں فرادیں کہ) پس تمہیں چاہیے کہ تھوڑا ہنسو اور روؤ زیادہ " اور قہقہہ لگا کر ہنسنے سے دل مُردہ ہو جایا کرتا ہے۔ آپ کا یہ ارشاد مبارک سننے سے حاضرین پر گریہ طاری ہو گیا۔

گریہ وزاری عجب سرمایہ است

تا بہ شہر دل قوی تر پایہ است

گریہ وزاری عجب سرمایہ ہے۔ حتیٰ کہ یہ شہر دل کیلئے قوی



## جو ذکر نہیں کرتے ہم انکی دعوت قبول نہیں کریں گے

ایک دفعہ حضرت پیر سائیں قدسنا اللہ باسرارہ دوران سفر موضع، ٹنڈہ مراد علی نظامانی میں تشریف فرما ہوئے۔ ٹھہری سید پور بامان کی طرف سے علاقہ لارہ کے مرید اکٹھے ہو کر حضرت والا کی دعوتیں کرنے کے متعلق آپس میں مشورے کرنے لگے کہ ظہر نماز کے بعد آپ کی خدمت میں عرض کریں گے اور جیسے بھی ہو سکا آپ کو لارہ لے چلیں گے۔ خلیفہ محمود نظامانی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ اس فقیر کو اٹھتے بیٹھتے دل میں خیال آ رہا تھا کہ گویا آپ مجھے حکم فرماتے ہیں کہ تو علاقہ لارہ، میں جا کر وہاں کے فقراء کو ذکر کرانے کی کوشش کر۔ اور گویا میں عرض کرتا ہوں کہ "یا حضرت! لوگ میرے کہنے پر نہیں لگیں گے" اور پھر حضرت والا فرماتے ہیں کہ ہم تم کو اپنے ہاتھ سے مہر لگا کر خط لکھ دیں گے" میں نے یہ کیفیت قبل اس کے کہ یہ فقراء حضرت والا کو دعوت قبول کرنے کے لیے عرض کریں۔ حضرت والا کے حضور بیان کی۔ آپ نے فرمایا کہ "لوگ ذکر الہی نہیں کرتے۔ اسیلئے اب ہم دعوت انہی لوگوں کی قبول کریں گے۔ جو ذکر پر ہمیشگی کرتے ہیں۔ باقی دوسروں کی دعوت پر ہم نہ جائیں گے"!

میں نے عرض کی "یا حضرت! لارہ کے فقراء دعوت کی قبولیت کی امید پر بیٹھے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ ہم حضور کو لارہ ضرور لے جائیں گے" آپ نے فرمایا "ہم ان کے ساتھ سرگزر نہ جائیں گے" اسپر میں نے آپ کا بازو مبارک پکڑ کر عرض کی "میں آپ کو ہرگز نہیں چھوڑوں گا۔ حضرت والا کو کیا اختیار ہے کہ آپ نہ چلیں؟" اے عزیز! اگرچہ ایسی گستاخی تنگ طرف دنیا داروں کی نظر میں بے ادبی دکھائی دے گی لیکن مذہب عشق میں یہ عین ادب ہے۔



جیسا کہ مشنوی میں فرمایا گیا ہے

گفتگوئے عاشقان در کارِ رب

جوششِ عشقِ ست نے ترکِ ادب

یعنی۔ اللہ کے کام میں عاشقوں کی گفتگو جوشِ عشق میں ہوتی ہے

بے ادبی کے لیے نہیں ہوتی۔

ہر کہ کرد از جامِ حق یک جرءِ نوش

نے ادب ماند و رونے عقل و ہوش

جس کسی نے جامِ حق سے ایک گھونٹ پی لیا تو پھر اس میں نہ ادب

باقی رہتا ہے اور نہ عقل و ہوش ہی قائم رہتا ہے۔ اپنے میری اس گستاخی

پر مسکرا کر فرمایا: تم دعوتوں کے قبول کرنے کے بارے میں کچھ بھی نہ

کہو۔ باقی ان لوگوں کے ساتھ جو کچھ ہم کرینگے وہ تم خود دیکھ لو گے!

پھر نمازِ جمعہ کے بعد آپ نے ایسی وعظ و نصیحت فرمائی کہ تمام جماعت

پر گریہ و وجہ طاری ہو گیا۔ اور چھوٹے بڑے مرد خواہ عورتوں میں سے

کوئی اپنے ہوش میں نہ رہا۔ عصر نماز کے بعد بشکل ہوش میں آسکے۔

اگلی صبح آپ درگاہ شریف کو واپس روانہ ہوئے۔ اور کسی کو بھی یہ ہمت

نہ ہو سکی کہ وہ آپ کے حضور دعوت کیلئے کچھ عرض و عرض کر سکے۔

## تمام مصائب کا علاج

خلیفہ محمود نظامانی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت پیر سائیں

قدسنا اللہ بآسراہ لقمان ٹاپیر کی دیکھ میں تشریف فرما ہوئے۔ وہاں ملنے

آپ سے جانے کی اجازت طلب کی اور چونکہ ان دنوں 'لاٹری' کے علاقہ میں



و با کا بڑا زور تھا اس کے متعلق بھی میں نے دعا فرمانے کی درخواست کی۔  
 آپ نے فرمایا: "وہاں جا کر تمام یا رانِ طریقت سے ملکر ذکر کرنے کی  
 کوشش کرو۔ تو تم تمام تکالیف سے مامون رہو گے۔"

## دل کی صفائی ذکر سے ہوتی ہے

خلیفہ میاں لقمان علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت پیر سائیں  
 تہس اللہ سرہ الاقدس نے فرمایا کہ "نقشبندی بزرگوں قدس اللہ سرہم  
 نے ذکرِ خفی کو ذکرِ جہری سے افضل سمجھا ہے مگر ہم ذکرِ جہری یعنی اونچی آواز  
 سے ذکر کو افضل سمجھتے ہیں اس لیے کہ ذکرِ خفی سے صرف قلب کو راحت  
 پہنچتی ہے اور ذکرِ جہری سے قلب کے علاوہ دوسرے اعضاء کو بھی ذوق  
 و شوق کا حصہ پہنچتا ہے۔ کسی شاعر نے کہا ہے

ذکر کن ذکر تا ترا حبان است

پاکی دل ز ذکر حسان است

جب تک تیرے جسم میں جان ہے ذکر ہی ذکر کرتا رہے۔ کیونکہ دل  
 کی صفائی اللہ تعالیٰ کے ذکر ہی سے ہوتی ہے۔"

## ذکر افضل ہے یا فکر؟

ایک دفعہ حضرت پیر سائیں تہسنا اللہ باسرارہ کی درگاہ مبارک پر  
 فقراء کے درمیان اس بات پر بحث چلی کہ نوافلِ تہجد کے بعد ذکر  
 کرنا افضل ہے یا فکر میں مشغول ہونا۔  
 بعض کہتے تھے کہ اس وقت ذکر زیادہ بہتر ہے اور بعض دوسرے



کہنے لگے کہ نہیں۔ نہیں۔ اس وقت فکر میں مشغول ہونا زیادہ بہتر ہے  
 بالآخر اس امر کا فیصلہ حضرت والد کے حضور پیش ہوا۔ آپ نے  
 فرمایا: "ذکر خواہ فکر سے مقصد اعلیٰ اور مطلب اصلی یہ ہے کہ زیادہ  
 سے زیادہ ذوق روحانی حاصل کیا جائے۔ پھر جبکہ ذکر سے ذوق زیادہ  
 حاصل ہوتا ہوا سے ذکر کرنا چاہیے اور جس کسی کو فکر میں آرام اور ذوق  
 زیادہ آتا ہے اس کو فکر میں مشغول ہونا زیادہ بہتر ہے۔"

## معمولات پر سائیں قدس اللہ باری سرہ

ایک دفعہ خلیفہ محمد زاہد علیہ الرحمۃ نے حضرت پیر سائیں قدس اللہ سرہ  
 الاقدس کی خدمت میں عرض کی: "یا حضرت! آپ اس سے قبل زانوؤں  
 پر مراقبہ فرمایا کرتے تھے اور اب دو زانو یعنی نماز کی طرح بیٹھ کر منہ مبارک  
 پر کپڑا ڈال کر مراقبہ فرماتے ہیں۔ اس کا کیا سبب ہے؟"  
 آپ نے فرمایا: "ان دنوں ہم نفسی اثبات کا شغل کرتے ہیں۔"  
 اے عزیز! آپ اپنی عمر کے آخری دور میں فجر کے بعد سورج  
 کے کافی بند ہو جانے تک یہ شغل فرماتے تھے اس کے بعد کھڑے  
 ہو کر نوافل اشراق پڑھتے تھے۔ آخر حیات تک آپ نے اس پر مداومت  
 فرمائی ہے۔"

## مرشد کے شغل سے مرید کو برقی ملتی ہے

حضرت صاحبزادہ والا تبار میاں محمد شاہ قدس سرہ کا بیان  
 ہے کہ ایک دفعہ آپ ماہ رمضان المبارک میں انگکان میں تھے۔ روزہ



افطار کرنے کے وقت ہم سب آپ کی خدمت میں حاضر تھے۔ روزہ افطار کرنے کے بعد آپ نے مجھے فرمایا: "اے بابا! آج ہم تمہارے لئے شغلِ نفسی اثبات میں مشغول ہوئے تھے" میں بالحاظِ ادب کوئی جواب نہ دے سکا لیکن میں نے دل میں خیال دوڑایا کہ حضرت والا کا یہ فرمانا ہم تمہارے لئے شغلِ نفسی اثبات میں مشغول ہوئے تھے۔ خدا جانے اس کا مطلب کیا ہے؟ دریں اثنا آپ نے میرے دل کے واہمہ پر مطلع ہو کر فرمایا: "اے بابا! مرشد کو چاہیے کہ جس شغل میں مرید کو مشغول کرے۔ تو خود بھی اس شغل کا تکرار کرے کہ اس کے باعث مرید کو اس شغل میں ترقی اور زیادتی حاصل ہوگی۔ اس لئے ہر آٹھواں دن گزرنے کے پر مرشد کو لازم ہے کہ جمدِ اشغال کا دور کیا کرے کہ اس طرح کرنے سے جو مرید جس شغل میں بھی ہوگا اسکو ترقی نصیب ہوگی"۔

## تو پھر مراقبے سے فائدہ کیا؟

حقائق آگاہ میاں سید اول شاہ علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت پیر سائیں قدسنا اللہ بامرہم کی خدمت بابرکت میں عرض کی: "یا حضرت! حالتِ قبض میں مراقبے سے کچھ فائدہ نہیں پہنچتا۔ اور حالتِ بسط میں تو مراقبے کی حاجت ہی نہیں رہتی۔ تو پھر مراقبے سے فائدہ کیا ہوا؟" آپ نے فرمایا: "مبتدی طالبوں کی تعلیم کیلئے!"

## بسط کی طرح قبض سے بھی فوٹاٹھائے

حضرت صاحبزادہ واللاتبار میاں ہدایت اللہ شاہ علیہ الرحمۃ کا بیان



ہے کہ حضرت پیر سائیس قدس سرہ بزرگانِ لونی کے معاملہ کے فیصلے کرنے کی خاطر حاکموں کے کہنے پر مخدوم صاحب محمد عاقل علیہ الرحمۃ کھنڈہرے والوں کے ہمراہ وہاں تشریف لے گئے تھے۔ وہاں پہنچنے کے بعد صحبتِ ناجنس اور لونی والے بزرگوں کی غیر ارادت مندی کے باوثِ فیروں پر سخت قبض اور توقف وارد ہوا۔ اسی قبض کی وجہ سے صاحبزادہ میاں محمد حسن شاہ نے عرض کی: "یا حضرت! جسم میں خارش ہو گئی ہے۔ اسلئے کھنڈہرے کے پیو کھانے کی مجھے ضرورت ہے۔ مجھے اجازت عطا ہو" آپ نے ان کو اجازت دیدی اور پھر مجھے پوچھا کہ "اے بابا! شاید تم کو بھی قبض ہو؟" میں نے عرض کی: "یا حضرت! قبض تو ہے مگر قبض سے ذوق حاصل ہو رہا ہے" آپ نے فرمایا: "طالب کو چاہیے کہ جب طرح لبط سے لذت کا حصہ لیتا ہے اسی طرح قبض سے بھی ذوق حاصل کرے"

## پیر سائیس غیر ذاکر کی دعوت قبول فرماتے تھے

حضرت پیر سائیس قدس سرہ اللہ باسرارہ العزیز کا معمول تھا کہ دعوت اسی مرید کی قبول فرماتے تھے جس کے متعلق لوگ یہ گواہی دیدیتے کہ یہ ذکر کیا کرتا ہے۔ اگر کوئی مرید ذاکر نہ ہوتا تو آپ اس کی دعوت قبول نہ فرماتے تھے جب ایسا مرید توبہ کر کے وسیلے ڈالتا اور بہت زیادہ عاجز و زاری کرتا تھا تو اس سے ذکر کرتے رہنے کا بچتہ وعدہ لیکر خوشی اور نازوشی سے اس کی دعوت قبول کیا کرتے تھے۔



## توبہ کی فضیلت

حضرت پیرسائیں قدسنا اللہ باسرارہ نے فرمایا: جس شخص نے کوئی گناہ کیا۔ اور پھر اس گناہ پر وہ نہ پشیمان ہوا اور نہ توبہ کی اور نہ ہی اس کے دل میں اس گناہ کے ارتکاب سے کوئی رنج و غم پیدا ہوا تو وہ گناہ اس کے ذمے رہ جاتا ہے۔ اور جس شخص نے گناہ سے توبہ کی اور بہت زیادہ دکھ اور پشیمانی کا احساس کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ کو معاف فرمادیتا ہے۔ جیسے کہ حدیث شریف میں وارد ہے۔ **التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ**۔ یعنی گناہ سے توبہ کرنے والا شخص ایسا ہے کہ گویا اس نے گناہ کیا ہی نہ تھا۔

## تو میں بھی اسکو بخشے نہیں تھکتا

حضرت پیرسائیں قدسنا اللہ باسرارہ نے فرمایا: کوئی بھی شخص گناہ سے خالی نہ ہوگا۔ پھر جب کسی شخص سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اس کو چاہیے کہ اسی وقت وضو کرے اور دو رکعت نفل پڑھ کر بارگاہِ الہی میں نہایت عاجزی اور نیاز مندی سے التجا کرے کہ اے میرے رب میں دوبارہ اس گناہ کے قریب نہ جاؤں گا۔ جیسے تمھن سے نکلا ہوا دودھ دوبارہ تمھن میں نہیں جاتا اسی طرح میں بھی تاجر اس گناہ کی طرف نہ لوٹوں گا۔ پھر اگر سبب تمام عمر گناہ کرتا رہے اور اسی طرح بچے دل سے توبہ کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر سبب ایسی عاجزی اور نیاز مندی سے نہیں تھکتا تو میں بھی اسکو بخشے نہیں تھکتا۔



رحمتش راتش نہ دیدم برگناہ  
 آب دیدہ خویش را کردم پناہ  
 اسکی رحمت کو میں نے گناہ پر پیسا دیکھا۔ تو میں نے اپنے آنسوؤں کو پناہ  
 بنا لیا۔

بود عین عفو تو عاصی طلب  
 عرصہ عصیاں گرفتہم زیں سبب  
 یارب۔ تیری بخشش کا چشمہ عاصی طلب تھا اس لیے میں نے گناہوں  
 کا میدان اختیار کیا۔

چونکہ ستاری تو دیدم کار ساز  
 ہم بدست خود دریم پردہ باز  
 جب میں نے تیری ستاری کو کار ساز دیکھا۔ تو میں نے اپنے ہی  
 ہاتھ سے اپنا پردہ مچھاڑ ڈالا۔

قطرہ چند از گنہ گرشد پدید!  
 در چہیں دریا کجا آید پدید!  
 اگر مجھ سے گناہوں کے چند قطرے ظاہر ہو گئے تو بھی تیرے  
 وسیع دریائے رحمت میں وہ کہاں باقی رہ سکیں گے؟

توبہ کرنے والے پر اللہ تعالیٰ نہایت راضی ہوتا ہے

حضرت پیر سائیس قدسنا اللہ باسراہ العزیز نے فرمایا: اللہ تعالیٰ  
 توبہ کرنے والے اور پشیمان ہونے والے بندے پر نہایت خوش  
 ہوتا ہے اور اس کے رجوع و اطاعت پر ایسا خوش ہوتا ہے



جیسے کہ کوئی شخص اونٹ پر سامانِ خور و نوش لا کر کسی بیابان میں سفر کر رہا ہو۔ اور وہاں اسکا اونٹ گم ہو جائے اور یہ شخص اونٹ اور سامانِ خور و نوش سے مایوس ہو کر اپنی جان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے۔ پھر ایسی مایوسی کی حالت میں اسکا وہ گمشدہ اونٹ مع سامانِ اسکو دوبارہ مل جائے تو جس طرح اس وقت اسکو فرحت و خوشی حاصل ہوتی ہے اس طرح اللہ تعالیٰ اپنے تائب بندے سے راضی اور اس پر خوش ہوتا ہے۔“

## تم اللہ کی جانب متوجہ ہوئے

حافظ فقیر گنگر و علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں درگاہ مبارک پر حاضر تھا۔ ایک دن حضرت پیر سائیں قدسنا اللہ باسرارہ نماز ظہر سے فارغ ہو کر بیٹھے تھے کہ اتنے میں آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت صبغتہ اللہ شاہ اول قدس اللہ سرہ جو کہ ابھی صاحبزادگی کے زمانے میں تھے۔ نماز کے لیے مسجد میں آئے اور اکیلے نماز پڑھی۔ حضرت والہ، آپ کو اکیلے نماز پڑھتے دیکھ کر بڑے جوش میں آئے اور ان سے فرمایا کہ تم سمجھتے ہو کہ ہم پیر کے بیٹے ہیں اور اسی فخر پر عمدہ لباس پہنے امیروں کی طرح گھوڑوں پر سوار ہو کر شہر میں گھومتے ہو۔ ہماری مرضی اور خواہش یہ تھی کہ تم اللہ کی جانب متوجہ ہو جاؤ مگر تم خلق میں مشغول ہو گئے ہو اس لئے ہم تم سے راضی نہیں ہیں۔ اور دوم یہ کہ ہم نے خلیفوں کو تلمیقین کی اجازت دی تھی اور یہ اس لیے کہ وہ خلق کو اللہ تعالیٰ کی طرف آنے کی دعوت دیں۔ اور بلا میں مگر وہ بھی اپنے لئے لوگوں کے حصے بخرے کر کے بیٹھ رہے ہیں۔ ہم ان سے بھی راضی نہیں ہیں۔



اور دوسرے پھر فقیر ہیں جو خود کو تارک الدنیا کہلاتے ہیں حالانکہ تارک بننے سے قبل ان کا حال یہ تھا کہ لکڑیوں کی مہری اکٹھی کر کے بیچتے اور اس میں سے پاؤ آدھ سیر اناج حاصل کر کے اپنا گزارہ کرتے تھے اور وقت پر دال بھی ہزار حلیوں سے میسر ہوتی تھی۔ اب یہ وہی تارک چار پائیوں پر سوتے ہیں ٹھنڈے پانی کے گھڑے بھر کر چار پائیوں کے نیچے رکھتے ہیں اور اگر ایک وقت روٹی نہیں ملتی تو دل میں کہتے ہیں کہ تمام اوقات میں طعام ملتا رہے تو خوب کھا پی کر سیر سو کر بیٹھے رہیں ان لوگوں سے بھی ہم راضی نہیں ہیں۔ کیونکہ یہ نفس کی مخالفت نہیں کرتے اور ایک دوسرا گردہ ہے جو تنہا ہیں ان کے پاس اسباب دنیوی ٹھوڑا ہے۔ اس لیے وہ جلد جلد ہمارے پاس حاضر ہوتے رہتے ہیں اور دوسرے مرید جو اسباب دنیاوی میں مقید ہیں ان کو کہتے ہیں کہ اے دوستو! ذکر اکٹھے ہو کر حضرت مرشد کریم کی زیارت کیلئے درگاہ مبارک پر چلیں۔ پھر وہاں اہل اسباب کے ہاں اچھی طرح گوشت روٹی کھا کر ہمارے پاس آتے ہیں۔ پھر جب دنیا دار آدمی پانچ چھ دن بعد جانے کیلئے رخصت طلب کرتے ہیں تو یہ فقیر انہیں وعظ سناتے اور کہتے ہیں کہ اتنی جلدی جانے کے لیے اجازت نہ مانگو۔ دو تین دن مزید ٹھہر جاؤ لیکن ان بیچاروں کو دنیاوی مشغولیات کہاں چھوڑتی ہیں۔

بالآخر وہ رخصت لیکر چلے جاتے ہیں اور یہ مجرد چھڑے چھڑیل فقیر دو تین دن مزید یہاں رہ کر پھر ان کے پاس جاتے ہیں اور ان پر ملامت کی بارش کر دیتے ہیں کہ تم وہاں ٹھہرے ہی نہیں۔ یکدم پیچھے دوڑ کر لوٹ آئے اور خود دو تین دن مزید ٹھہر جانے کی وجہ سے فخر



کرنے لگے ہیں۔ ان لوگوں سے بھی ہم راضی نہیں ہوئے۔  
 پھر حاضرین کی پوری جماعت کو مخاطب کر کے فرمایا کہ: تم سب نے  
 اللہ تعالیٰ کی جانب توجہ نہ کی، اس طرح فرما کر غصہ کے ساتھ حویلی مبارک  
 میں تشریف لے گئے اور عصر نماز میں بھی بخشش کے باعث تشریف فرما  
 نہ ہوئے۔ جس کی وجہ سے جماعت میں فریاد و آہ و زاری مچ گئی۔ پھر  
 ازراہ لطف و کرم، نماز مغرب میں تشریف لے آئے۔

## قبر میں مرشد کی مدبہ، پختی ہے

خلیفہ محمود نظامانی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ لاڑکے سفر  
 میں حضرت پیر سائیں قدس سرہ مجھ فقیر کی دعوت پر تشریف لائے اور  
 ازراہ لطف و کرم زیارت کرانے میرے گھر میں آئے۔ میں نے کچھ طعام  
 تیار کرایا تھا وہ میں نے خدمت بابرکت میں پیش کیا۔ آپ نے بوجہ  
 صاحبزادگان کرام طعام نوش فرمایا۔ جب طعام سے فارغ ہوئے تو زیارت  
 کے لیے جمع ہو جانے والی خواتین نے دعا کے لیے خدمت عالیہ میں  
 استدعا کی۔ آپ نے سب کے حق میں دعا فرمائی اور اٹھ کھڑے  
 ہوئے۔

دریں اثناء میری پوچھنے آپ کے حضور عرض پیش کی کہ: یا حضرت!  
 ہم نے آپ کے دامن میں پناہ لی ہے، حضرت مرشد مکرم کو جوش آگیا  
 میں نے آپ کے چہرہ مبارک کی جانب دیکھا تو چہرہ مبارک سُرخ تھا  
 اور پسینے کے قطرے جھلک رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ: ”اے  
 اماں! دامن پکڑنا دور ہے۔“



پھوپھی نے پھر یہ مصرعہ عرض کیا۔  
 اگلا یہی اودتہ بہ لا کا لاج سنداء، ہم میلے اودہی پھر بھی کھلا میں گے تمہارے  
 اپنے جواب میں ارشاد فرمایا۔

مائی اہی چنجن اودتہ جیگی ہلن لاکھی جی لوڈ، ماں انکو ہی اود کہا جائیگا جو محبوب کی چال پس گے  
 پھر بطور مثال بیان فرمایا کہ، سرایوں کی قوم جو میاں کے مرید تھے  
 وہ اپنے نفس کی خواہش پر کام کر کے پھر کہا کرتے تھے کہ۔  
 گھت میاں تے۔ گھت میاں تے۔

اسی غفلت اور نادانی کا نتیجہ یہ نکلا کہ نہ صرف ان کی حکومت برباد ہو گئی  
 بلکہ ان کی جڑھ ہی صاف کٹ گئی۔ اے اماں! جو وقت آدمی مرتا ہے۔  
 اور اسکول کر قبر میں رکھ دیتے ہیں اور ملائکہ جو اب سوال پوچھنے اس  
 کے پاس آتے ہیں تب وہ مردہ بیچارہ چیخ پکار کرنے لگتا ہے۔  
 اور جن لوگوں کے ساتھ دنیا میں اس کی دوستی تھی ان کو آدازیں دیتا  
 ہے اور مدد کے لیے آہ وزاری کرنے لگتا ہے لیکن دنیا والوں میں سے  
 کوئی بھی اس کے حال سے واقف نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی اس کی فریاد  
 سنتا ہے اور نہ ہی کوئی اس کی مدد کیلئے جاسکتا ہے۔ مگر اس  
 وقت اس نے جو اللہ کی خاطر اپنے مرشد سے دوستی  
 رکھی ہوگی وہ کام آجائے گی۔ اور مرشد کامل اس کو ملائکہ کے ہاتھوں  
 سے چھڑا کر آزاد کر دیتا ہے۔ ورنہ اس مشکل وقت میں کوئی بھی اس  
 کی مدد نہیں کرتا۔



## ہوشِ دل سے سنو

حضرت پیرسائیں قدسنا اللہ باسرارہ کا یہ معمول تھا کہ آپ بعد از نماز جمعہ منبر پر کھڑے ہو کر وعظ فرمایا کرتے تھے لوگ دور دراز کے علاقوں سے آپ کی اقتداء میں جمعہ ادا کرنے اور آپ کا وعظ سننے بڑی تعداد میں جمع ہو جایا کرتے تھے۔ آپ دوران وعظ قرآن و حدیث اور شریعت و طریقت کے نکات اور حقیقت و معرفت کے اسرارِ سلف صالحین کے اقوال۔ متاخرین مشائخ کے ارشادات۔ ہر زبان کے اشعار حبِ حال بڑی عمدگی کے ساتھ بیان فرمایا کرتے تھے۔ آپ کا وعظ استفادہ پر تاثیر ہوتا کہ حاضرین پرورد اور وجد طاری ہو جاتا اور لوگ بے اختیار رونے لگتے تھے۔ آپ خود بھی دوران وعظ گریہ فرماتے اور تلقین فرمایا کرتے تھے کہ۔ میا داکل روز قیامت بوقت حساب کوئی حجت لائے کہ ہمیں کسی نے کچھ سنایا نہ تھا۔ ہوشِ دل سے سنو۔ ہم تمکو سناتے ہیں کہ یہ جہاں فانی بالآخر چھوڑنا ہے اس لیے اپنے خدا سے تعلق قائم کرو۔ ہمارا یہ قول۔ کل کے دن تمہاری حجت کو باطل کر دے گا جیسے کہ کسی بزرگ نے فرمایا ہے۔

تدبیر خود امر و زکن اے خواجہ کہ فردا

ہر چند کہ فریاد کنی سود ندارد

اے سردار! اپنی تدبیر آج ہی کر لے کہ کل (روز قیامت) خواہ

تو کتنی ہی فریاد کرے بے سود رہے گی۔



## گیدڑ پورانہ اور باوشاہ گروہی

ایک دن صاحبزادہ والا تبار میاں یاسین شاہ علیہ الرحمۃ حضرت پیر سائیں قدس سرفراز سے سبق پڑھ رہے تھے۔ کہ میر سہراب کا ملازم جو اسی روز حضرت والا کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ واپسی کے لیے اجازت لینے وہیں لگا گیا۔ اجازت لیکر جب وہ مسجد کے دروازے سے باہر جانے لگا تو اس نے اشارے سے حضرت صاحبزادہ صاحب سے بھی اجازت چاہی۔ صاحبزادہ صاحب نے بھی اشارے سے فرمایا کہ کچھ دیر ٹھہرو۔ سبق سے فارغ ہو جائیں تو پھر مل کر اجازت لینا۔ حضرت والا نے یہ حال دیکھ لیا اور فرمایا: جو کوئی دولت مند آدمیوں کے ساتھ دوستی اور محبت رکھتا ہے اس کو ان کی دوستی سے ہرگز کوئی بہتری حاصل نہ ہوگی۔ بلکہ اس کو ضرور نقصان ہی پہنچے گا۔ لیکن اگر تم یہ سمجھو کہ ہمارا والد فقیر ہے تو بھی خدا تعالیٰ کی دوستی کے بغیر تمہیں کوئی بھی نہیں پوچھے گا۔ ایک ریگستانی فقیر حاضر تھا اس نے عرض کی۔

”یا حضرت ہم نے آپ کا دامن پکڑا ہے آپ ہمارے لیے محکم سہارا ہیں“ اپر آپ جوش میں آئے اور اس فقیر سے فرمایا: ”تو ایسی جتیں اس لیے کرتا ہے کہ تجھے کوئی خبر نہیں ہے!“ پھر تمثیلاً فرمایا کہ ایک دفعہ گیدڑوں نے باہم مشورہ کیا کہ آؤ۔ کہ سب اکٹھے ہو کر چلیں اور شہر کے کتوں کو شہر سے نکال دیں اور آبادی کو اپنے تصرف اور قبضے میں لے آئیں۔ یہ صلاح سچی کر کے سب مل کر اٹھے اور شہر کی جانب روانہ ہوئے۔ جب وقت ایک گاؤں کے قریب پہنچے تو وہاں



کے کتوں کو جو خبر پڑی تو وہ انہیں دیکھتے ہی حملہ آور ہو گئے۔ تمام گیدڑ بھاگ اٹھے اور جنگل میں کوئی کدھر کو جانکلا اور کوئی کدھر کو۔ لیکن ان میں سے ایک گیدڑ بھاگ نہ سکا اور وہ ایک بنے کی دکان میں جا چھپا۔ جب رات ہو گئی تو وہاں سے بنے کی حساب کتاب کی ایک کاپی اٹھا کر گیدڑوں سے آن بلا اور لگا شیخیاں بگھارنے۔ بولا۔ تم نے بھاگنے میں خواہ مخواہ جلدی کی۔ نہیں تو یہ دیکھو کہ میں یہ سند بادشاہ سے لکھوا لیا ہوں۔ آؤ کہ اب واپس چلیں۔ اس کی یہ بات سن کر گیدڑوں کا حوصلہ بڑھا اور اس سند پر اعتماد کر کے دلیر ہو گئے۔ پھر سب مل کر شہر کوچلے جب شہر کے قریب آئے تو پہلے کی طرح کتے پھران پر آن کڑکے۔ گیدڑوں نے بڑی مشکل سے بھاگ کر ان سے پیچھا چھڑایا۔ راستے میں بھاگتے ہوئے ایک گیدڑ نے کہا۔ بیویو! جو بادشاہ سے سند لکھوا کر لایا تھا وہ کہاں گیا۔؟ اسے آواز دے کر بلاؤ کہ وہ سند کتوں کو دکھا دے تاکہ وہ ہمارا پیچھا چھوڑیں۔ اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ وہی گیدڑ دوڑتا، سہکتا ہوا چلا آ رہا ہے۔ گیدڑوں نے اس سے پوچھا۔ وہ سند تو نے کہاں کی؟ وہ بولا۔ ابھی بادشاہ گردی کا وقت ہے! یعنی اس امان قائم نہیں ہوا ہے۔ پھر سند کیونکر دکھائیں!۔

## بندرا و چپلاک پور

بڑھونقیر نظامانی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ حضرت پیر سائیں قدسنا اللہ  
باسرہ صاحبزادہ والا تبار میاں ہدایت اللہ شاہ قدس اللہ سرہ



کی شادی کیے اپنے برادرِ خورد سید میاں مرتضیٰ شاہ قدس اللہ سرہ  
 الٰہ قدس کے ہاں تشریف فرما ہوئے۔ عشاء کے وقت چار پائی پر بیٹھے  
 تھے اور وہاں فقرا کو نصیحت فرماتے ہوئے تمثیلاً بیان فرمایا کہ: "ایک  
 دوکاندار کے پاس ایک بندر تھا۔ جب دوکاندار گھر کھانا کھانے یا  
 کسی کام سے کہیں جاتا تو بندر کو دوکان پر چھوڑ جاتا تا کہ وہ دوکان کی  
 رکھوالی کرے۔ ایک دن جب دوکاندار کسی کام سے کہیں گیا تو ایک  
 چور اس بندر کے سامنے آن بیٹھا۔ بندر ہشیاری کے ساتھ اس چور  
 کو دیکھنے لگا۔ چور بڑا چالاک تھا۔ اس نے سامان چرانے کے لئے بندر  
 کی عادتِ نقالی سے فائدہ اٹھانے کی ترکیب نکالی۔

چور نے پیشانی پر ہاتھ رکھ کر سلام کیا۔ بندر نے بھی اپنی پیشانی  
 پر ہاتھ رکھ لیا۔ چور نے دونوں ہاتھ جوڑ دیئے۔ بندر نے بھی دونوں  
 ہاتھ جوڑ دیئے۔ چور نے ہنستے ہوئے دانت نکالے۔ بندر نے  
 بھی دانت نکالے۔ آخر میں چور نے اپنی دونوں آنکھوں پر ہاتھ رکھے  
 اور جب بندر نے بھی اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیئے تو چور نے جلدی  
 سے چند چیزیں اٹھائیں اور رفوچکر ہو گیا۔

دوکاندار جب دوکان پر آیا تو اس نے کچھ چیزیں غائب  
 پائیں۔ اس نے بندر کو پکڑ کر اس کی خوب پٹائی کی۔ اگلے دن دوکاندار  
 پھر کسی کام سے کہیں گیا۔ دوکان پر بندر بیٹھا تھا۔ وہی چور بندر  
 کے سامنے آن بیٹھا اور پہلے کی طرح اس نے پیشانی پر ہاتھ رکھا۔  
 بندر نے بھی پیشانی پر ہاتھ رکھ دیا۔ چور نے ہاتھ جوڑے۔ بندر  
 نے بھی ہاتھ جوڑ دیئے۔ چور نے ہنستے ہوئے دانت نکالے۔ بندر



نے بھی دانت نکال دیئے۔ لیکن جب چور نے اپنی آنکھوں پر دونوں ہاتھ رکھے تو بندر آنکھوں پر ہاتھ رکھنے کی بجائے ہاتھوں کو انگلیوں سے آنکھوں کو کھول کر دیکھنے لگا۔ چور نے جب دیکھا کہ بندر ہوشیار ہو گیا ہے اور آنکھیں ڈھانپ نہیں رہا تو باپوس ہو کر خالی ہاتھ واپس چلا گیا۔“

اے عزیز! اس تمثیل کا مطلب یہ ہے کہ بندر جیسا کم عقل حیوان بھی صرف ایک مرتبہ مار کھا لینے سے اپنے کام پر بالکل ہوشیار، خبردار اور محکم ہو گیا۔ لیکن عجب حال ہم غفلوں، نادانوں کا ہے کہ اگرچہ ہم اتنی نصیحتیں اور وعظ، نسیوں، دیوانوں اور مشائخ عظام کے ارشادات سنتے رہتے ہیں تو بھی ہم ہمارے کے چور یعنی نفس امارہ کی چوری اور شرارت سے خبردار نہیں ہو سکتے۔ بلکہ اس کی مراد کے مطابق کام کر کے اس کے دھوکہ میں پھنس جاتے ہیں۔

حالانکہ ہم کو صاف طرح بتایا گیا ہے کہ - اَعْدَىٰ عَدُوِّكَ  
الَّذِي بَيْنَ جُنُبَيْكَ - یعنی اس دشمن سے عداوت رکھ جو  
تیرے دونوں پہلوؤں کے درمیان میں ہے۔

اَوْ كَمَا ابْنُ عَبْدِ الْعَالِي كَيْ بَاتِيں كَرِيں

صاحبزادہ والا تبار مسیاں صاحبزادہ شاہ علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک دن حضرت پیر سائیں قدس اللہ سرہ نے صاحبزادگان



کرام سے فرمایا کہ جو وقت آپس میں مل کر بیٹھو اور بیٹھ کر ہضم  
 بات چیت کر رہے ہو تو پھر تم میں سے ایک کو چاہیے کہ دورانِ  
 گفتگو دوسروں سے کہے کہ اب ہم بہت باتیں کر چکے۔ آؤ کہ اب  
 اللہ تعالیٰ جل شانہ کی باتیں کریں۔ تاکہ سب شرمسار ہو کر پھر اللہ  
 تعالیٰ جل شانہ کی جانب رجوع کریں۔



## نیت کا پھسل

حضرت دالانے ارشاد فرمایا: کسی شہر میں دو حقیقی بھائی تھے۔ اور یہ دونوں دنیاوی لحاظ سے آسودہ اور خوشحال تھے۔ ان میں سے ایک نے اپنے ماں و متاع سے دستبردار ہو کر درویشی اختیار کر لی اور اپنے مکان کی بالائی منزل میں گوشہ نشین ہو کر یادِ الہی میں مشغول ہو گیا۔ وہ ہر وقت عبادت و ریاضت میں مصروف رہتا اور کسی سے کوئی سروکار نہ رکھتا تھا۔

اس کا دوسرا بھائی حسب سابق اپنے کاروبار میں لگا رہا اور دنیاوی دھندوں بکھیروں میں الجھا اور بدکاریوں میں مصروف رہا۔ اسی حالت میں دس برس گزر گئے۔ ایک دن اس عابد و زاہد کے دنیا دار بھائی کے دل میں خیال آیا کہ میرا بھائی دس برس ہو گئے کہ عبادت و ریاضت میں مشغول ہے۔ مگر حیف صد حیف کہ میں نے یہ ساری عمر گناہوں اور بدکاریوں میں رہ کر ضائع کر دی۔ اس خیال کے آنے سے وہ دل سے بڑا پشیمان ہوا۔ اور سچے دل سے توبہ کر کے تہتہ کر لیا کہ اب میں بھی اپنے بھائی کے پاس رہ کر باقیماندہ عمر یادِ الہی میں بسر کر دوں گا۔ یہ ارادہ کر کے وہ اپنے بھائی کے پاس جانے کے لیے سیڑھیاں طے کرنے لگا۔ خدا کی قدرت کہ۔ اسی وقت اسکے عابد و زاہد بھائی کے دل میں یہ خیال اٹھا کہ میرا بھائی تو عیش و عشرت کے ساتھ بڑی شاندار زندگی بسر کر رہا ہے اور ادھر میرا یہ حال ہے کہ میں نے اتنی مدت فاقوں، تکلیفوں



اور زہد و ریاضت میں مصروف رہ کر اپنی زندگی تلخ کر رکھی ہے۔ لہذا اب بہتریوں ہے کہ میں بھی بالا خانہ سے اتر کر اپنے بھائی کے پاس رہ کر کچھ دن آرام کروں۔ وہ یہ نیت کر کے سیر بھی سے اترنے لگا۔ ابھی وہ دوین پائے ہی اتر اٹھا کہ اچانک اس کا پاؤں پھسل گیا اور رٹھک کر نیچے گرا اور اسی وقت اس کا بھائی جو اوپر چڑھ رہا تھا اس کے ساتھ آن سکر آیا اور دونوں بھائی یک نخت فرشت پر گر پڑے اور بیک وقت دونوں کی جان نکل گئی۔ لیکن وہ عابد اپنی بد نیتی کے باعث گہنگار ہو کر مرا اور اس کو دوزخ کے حوالے کر دیا گیا اور اسکا گہنگار بھائی نیک نیتی کی بدولت نیک بخت ہو کر مرا۔ وہ عذاب سے نجات پا گیا اور اسے جنت حاصل کر لی۔

حضرت مولانا رومی ارشاد فرماتے ہیں۔

چوں خیال نیک دروے شد پدید  
در زمان فسق او شد نا پدید  
چوں خیال بدورا در دل گذشت  
بذگی رہ سال او نا بود گشت

جب اس بدکار کے دل میں نیک ارادہ آگیا تو اسکی سارے عمر کے گناہ ایک گھڑی میں معاف ہو گئے۔

اور جب اس عابد کے دل میں ارادہ بد نے سر اٹھایا تو اسکی سارے برس کی عبادت نا بود ہو کر رہ گئی۔

چنانچہ۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ۔  
تمام اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔ جیسی نیت ویسی مراد۔!



## موجودہ فقہاء کا حال

ایک مرتبہ حضرت والہ نے فرمایا: "موجودہ زمانے میں ہم اس طرح کے فقیر ہیں کہ اگر کوئی دنیا دار آدمی ہم کو ایک پیسہ دیکر یہ کہے کہ مجھے دو نفل کا ثواب بخش دے۔ تو فوراً دو نفل نماز ایک پیسہ کے عوض اسکو دے دیں گے، لیکن اگر کوئی ہم سے ایک پیسہ، مانگ بیٹھے تو ہم ایک پیسہ ہرگز نہ دیں گے۔"

## مُرشد پر مُرید کا کیا حق ہے

حضرت والہ سے کسی نے پوچھا: "یا حضرت! مرید کا حق امانت مُرشد پر کس قدر ہے؟" آپ نے فرمایا: "اگر مرید کے اعتقاد و یقین میں طلب بھی شامل ہو تو پھر اس کا یہ حق مُرشد پر ہے۔ کہ وہ اس کو دنیاوی زندگی ہی میں امانت عطا کر دے۔ لیکن اگر مرید کو اعتقاد و یقین تو حاصل ہو مگر طلب نہ ہو تو پھر مُرشد پر یہ حق ہے کہ بوقت رسکرات، وہ اسکو امانتدار کر کے رخصت کرے۔ لیکن، اگر مرید میں طلب تو ہے مگر اعتقاد و یقین نہیں ہے تو ایسے مُرید کا مُرشد پر کچھ بھی حق نہیں ہے۔"

## تصانیف کفار کا موطا لعمومات نہیں

خلیفہ محمود نظامانی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ حضرت مُرشدِ معظّم قدسناہ باسزہ ایک مرتبہ لارڈ، کے سفر میں بہادر فقیر نظامانی کی دعوت پر



تشریف فرما ہوئے۔ غلام علی ولد بہادر نظامانی زیارت کرنے کیلئے  
 آپ کو اپنی اہولی کی طرف لے کر جا رہا تھا۔ میں بھی حضرت والا کے  
 ہمراہ تھا۔ میری بغل میں ایک کتاب ”دیوان میر“ تھی جس کا مصنف  
 سید جان شاہ عنایتی تھا جو روہڑی کا باشندہ تھا۔ یہ کتاب میں  
 نے اسی روز غلام علی فقیر نظامانی سے مطالعہ کے لیے مانگ کر لی تھی۔  
 حضرت والا جب اہولی سے باہر تشریف لائے۔ مجھ سے پوچھا۔  
 یہ کون سی کتاب ہے؟ میں نے عرض کی ”یا حضرت! دیوان میر  
 کا نسخہ ہے۔ میں نے غلام علی سے مطالعہ کے لیے لیا ہے۔“  
 آپ نے فرمایا اس نسخے کا مطالعہ کرنا درست نہیں ہے۔ کیونکہ  
 یہ کافروں کی تصنیف ہے۔“

اے عزیز! آپ کا یہ ارشاد اس وجہ سے تھا کہ عنایتی فقیروں  
 کے طریقے میں کفار اور مسلمانوں میں کوئی امتیاز نہیں۔ یہ لوگ کھانے،  
 پینے اور دیگر امور میں کچھ بھی فرق نہیں کرتے حالانکہ مشائخ متقین  
 خواہ متاخرین میں سے کسی کا یہ طریقہ نہیں۔ جس میں کفار کو  
 فقراء کے ساتھ نسبت ہو سکے اور قرآن مجید میں بھی ارشاد وارد  
 ہے۔ لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّيْ دَعْدُوًّا كَمَا تَتَّخِذُوْنَ اَوْلِيَاءَ۔ یعنی اے مسلمانو!  
 میرے اور اپنے دشمنوں یعنی کفار کو اپنا دوست نہ بناؤ۔ پس  
 جب کہ ان عنایتیوں کی اس حکم کے برخلاف کفار سے دوستی ہے  
 اس لئے نص قرآن سے ان کا کفر ثابت ہوتا ہے۔



## چار شخصوں سے متنی نہ چاہیے

حضرت پیرسائیں قدس اللہ سرہ نے فرمایا: چار شخصوں سے میل ملاپ نہ کرنا چاہیے۔

① مجذوب دیوانہ ② عورت ③ بچہ ④ احمق مجاہد

## ایک ٹکے کی عورت

ایک مرتبہ حضرت والا قدس اللہ سرہ نے فرمایا: طالبانِ طریقت سے باطنی امانت دوسرا کوئی بھی ڈاکو چھین نہیں سکتا۔ لیکن ایک ٹکے کی عورت چھین کر اسے برباد کر دے گی۔

اے عزیز! آپ کے اس ارشاد مبارک پر یہ حدیث شریف شاہد ہے۔ **النِّسَاءُ حَبَائِلُ الشَّيْطَانِ**۔ یعنی عورتیں شیطان کی رستیاں ہیں جس طرح دوسری چیزیں رسی سے باندھ کر قابو کی جاتی ہیں۔ اسی طرح ایسی ملعون بھی مبتدی طالبوں کو عورتوں والی رسی سے باندھ کر قابو کر لیا کرتا ہے۔ یعنی اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طلب سے روک دیتا ہے۔

## محروم اور نصیب رہ جانے کی وجہ

ایک دفعہ حضرت پیرسائیں قدس اللہ سرہ نے فرمایا کہ پہلے زمانہ کے طالبانِ حق کو ایسا اعتقاد اور اخلاص اور نیت کا خلوص حاصل ہوا کرتا تھا کہ وہ اونٹوں سے بھی اللہ جل شانہ کی معرفت حاصل کر لیا کرتے تھے۔ لیکن آج کل کے آدمی اعتقاد نہ ہونے اور ادبیات



کرام و مرشد ان کا مل کی بے ادبی کرنے اور ان سے صحیح اعتقاد نہ رکھنے کی وجہ سے فیضیاب نہیں ہوتے۔ بلکہ محروم اور بے نصیب رہ جاتے ہیں۔ ایسے بے ادب لوگوں کے متعلق قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے۔ **يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ دَهْمًا لَّا يُبْصِرُونَ**۔ یعنی۔ اے محبوب رسول! سے اللہ علیہ وسلم یہ بے ادب لوگ بظاہر تو تیری طرف دیکھ رہے ہیں لیکن حقیقتاً وہ تجھے نہیں دیکھتے کیوں کہ ان کے اندر والی آنکھ اندھی اور ان کی بصیرت گم ہو چکی ہے۔ ایسے لوگوں کے بے نصیب رہ جانے کا سبب یہ ہوا کرتا ہے کہ ان کے دل اور ان کی نیتیں صاف نہیں ہوا کرتیں۔ حالانکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی نظر بندوں کے دلوں اور نیتوں پر ہے۔ اعمال ظاہر پر نہیں۔ صحت کہ اس پر حدیث شریف بھی شاہد ہے کہ فرمایا گیا ہے کہ۔ **إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى صُورِكُمْ وَلَا إِلَى أَعْمَالِكُمْ وَلَا يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمْ وَنِيَّاتِكُمْ**۔ یعنی۔ بلاشبہ۔ اللہ پاک حل و عدا شانہ تمہاری صورتوں اور تمہارے اعمال کو نہیں دیکھتا بلکہ اس کی نظر تمہارے دلوں اور نیتوں پر ہے۔ دوسری حدیث میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ **نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِنْ عَمَلِهِ**۔ یعنی مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔

## تیری پشت سے دو قطب پیدا ہونگے

ایک دفعہ حضرت پیر سائیں تہ سنا اللہ باسرارہ العزیز نے ارشاد فرمایا کہ ایک صاحب کمال بزرگ بیت الخلاء کی جانب چلا۔ اور اس



کا ایک مرید اس کے پیچھے پانی کا لوٹا لیکر چلا۔ جب وہ بزرگ بیت الخلاء میں داخل ہوا تو دیکھا کہ وہاں روٹی کا ایک ٹکڑا پڑا ہے۔ اس کو اٹھا کر وہ باہر آیا اور مرید کے ہاتھ میں دیکر فرمایا کہ اسے پکڑو۔ کہ میں بیت الخلاء سے فارغ ہو کر آؤں۔ جب وہ بزرگ بیت الخلاء میں چلا گیا تو اس مرید نے وہ روٹی کا ٹکڑا کھا لیا۔ وہ بزرگ بیت الخلاء سے فارغ ہو کر نکلا تو وضو کرنے کے بعد اسے مرید سے وہ روٹی کا ٹکڑا طلب کیا۔ مرید نے عرض کی یہ یا حضرت! اس مسکین نے روٹی کا ٹکڑا اس خیال سے کھا لیا کہ بیت الخلاء میں پڑا ہوا ٹکڑا حضور کے کھانے کے لائق نہیں ہے اس لیے میں ہی کھا لیتا ہوں۔

بزرگ نے فرمایا۔ اگرچہ تو میری اجازت کے بغیر ٹکڑا کھا کر میری بے ادبی کا مرتکب ہوا ہے اور لیکن چونکہ تیری نیت صحیح و درست ہے اس لیے تیری نشت سے قطب پیدا ہوں گے!

## جب مرید کے آنکھ کھلے گی

ایک دفعہ حضرت پیرسائیں قدسنا اللہ باسرارہ نے فرمایا۔ ایک بادشاہ مبعوث لشکر سفر کر رہا تھا۔ شہزادہ بھی بادشاہ کے ہمراہ تھا۔ رات کے اندھیرے میں چلتے ہوئے جب ایک پتھر لی زمین سے گزے تو اتفاقاً شہزادے کی گراں بہا انگوٹھی گر پڑی اور بہت تلاش کرنے کے باوجود نہ ملی۔

بادشاہ نے کہا بیٹا! جس مقام پر انگوٹھی گری ہے وہاں سے سب کنکریاں اٹھا کر ساتھ لے چلو۔ پھر جب دن چڑھے گا تو



ان میں سے آسانی سے انگوٹھی مل جائے گی۔

پھر فرمایا: یہ جہان بھی اندھیری رات کے مانند ہے اور اس میں نیک و بد خلط ملط ہیں جن کا امتیاز مشکل ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ النَّاسُ نِيَامٌ اِذَا مَا تَوَّاسْتَهَبُوا۔ یعنی یہ ظاہری حیاتی والے لوگ گہری نیند میں ہیں جب مریگے بیدار ہوں گے۔ اور ان کی آنکھیں کھلیں گی۔ اس لیے اس شعر کے بموجب کہ ہر بیشہ گمان مبر کہ خالی ست

شاید کہ پلنگ خفتہ باشد  
ہر جنگل کے بارے میں یہ خیال نہ رکھ کہ خالی ہوگا۔ ہو سکتا ہے اس میں کوئی شیر سوراہا ہو۔  
ہر کسی کے بارے میں نیک گمان رکھنا چاہیے اسلئے کہ کل (قیامت کے دن) خورد و نیک گمان کا فائدہ ہی ملنا ہے  
خوردش وہ بہ کنجشک و کبک و حمام  
گر یک روزت افتد ہلکے بہ دام  
یعنی عام طور پر چڑیوں، فاختاؤں اور کبوتروں کو دانہ ڈالتے رہو کہ کسی دن وہاں تمہارے دام میں آجائے۔  
نہ دانی کہ چوں راہ بردم بہ دست  
کہ ہر کس کہ پیش آمدم گفتم دست  
تو نہیں جانتا کہ راہ چلتے مجھ کو دوست کیونکر ہاتھ آیا۔  
میں نے یہ طریقہ اختیار کر رکھا تھا کہ جو بھی میرے سامنے آتا تھا میں کہا کرتا تھا کہ یہ وہی ہے۔



## چالاکی اور بوالفضولی نشان لے بی ہے

خلیفہ میاں امید علی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت پیر سائیں قدس اللہ سرہ الا قدس کی خدمت میں میں حاضر تھا کہ ایک ہندوستانی سیلانی شخص آپ کے حضور حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی یا حضرت! مطلوب حقیقی کی طلب میں کتنے ہی مقامات میں گیا ہوں مگر۔ کہیں تو مجھ سے کہا گیا کہ آٹا پیسا جا رہا ہے انتظار کرے تو ہم تجھے بھی کھلا دیں گے۔ میں وہاں نہ ٹھہرا۔ دوسرے مقام پر کہا گیا کہ آٹا گوندھا جا رہا ہے۔ بعض نے کہا کہ روٹی ایک طرف سے پک چکی ہے دوسری طرف سے پک رہی ہے۔ اس لیے انتظار کر مگر میں کہیں بھی نہ رکا اور سیدھا آپ کے خدمت میں حاضر ہو گیا ہوں تاکہ آپ اپنے ابر کرامت اور دریائے رحمت سے اس پیاسے پر یکدم توجہ عمیم کی عنایت فرمادیں۔

آپ یہ سن کر جوش میں آگئے اور اس سے فرمایا کہ بے یار! اس قدر عزت و تہمت خداوند ذوالجلال کی بارگاہ میں کسی کو بھی حاصل نہیں ہے۔ اور نہ کرنی ہی چاہیے۔ بلکہ یہ روش نشان لے بی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے دروازے پر تضرع اور زاری درکار ہے۔ کیونکہ یہاں پر عاجزی ہی قبول کی جاتی ہے۔ چالاکی اور بوالفضولی کو یہاں کچھ دخل نہیں۔ اسکے بعد اپنے اپنی زبان حق ترجمان سے فرمایا: خبز بجز خبز سحار کی نقد نہ دارو۔ یعنی۔ سرداری کیلئے عاجزی اور سحار کی کے علاوہ اور کوئی سرمایہ نہیں ہے۔



جس نے کسی بھی دینی شکایت کی اس پر مرشد کی

## شکایت کی

ایک دفعہ حضرت پیرسائیں قدسنا اللہ باسرارہ ٹنڈہ لہتمان ٹالپری میں فرود کش  
تھے۔ بوقت عصر بلوچوں کی ایک جماعت جو گھوڑوں پر سوار اتفاقاً وہاں سے  
گذرے۔ انہوں نے حضرت والاکو دیکھا تو گھوڑوں سے اترے اور آپ  
کی زیارت کے لیے حاضر حضور ہو گئے۔ ان بلوچوں میں سے ایک شخص نے  
عرض کی! یا حضرت! آپ کے مرید بزرگان لواری شریف کی شکایت  
کرتے ہیں! آپ نے فرمایا کہ: "جو شخص کسی بھی بزرگ کے خاندان  
کی شکایت کرے گا تو اس نے گویا اپنے مرشد کی شکایت کی"  
آپ کا یہ ارشاد مبارک سنتے ہی ان بلوچوں کا سرگردہ جو سونے کی  
تلوار باندھے بیٹھا تھا وجد میں آ گیا۔ کپڑے اور ہتھیار اتار کر پھینک  
دیئے۔ گھوڑا بوسا زوسا مان حضرت والاکے حضور نذر کر دیا اور تارک  
الدنیا ہو کر فقیر بن کر آپ کی خدمت میں بیٹھ رہا۔

اے عزیز! حضرت والاکے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ حضرات  
انبیاء کرام علیہم السلام کا وجود مسود حقیقت میں ایک ہے۔ محض صورتوں کا  
اختلاف ہے۔ جیسے کہ قرآن مجید میں بھی اس کی جانب اشارہ فرمایا گیا  
ہے۔ لَا نَفَرِقُ دَبْنِ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهِ۔ یعنی ہم اللہ تعالیٰ کے رسولوں میں  
کوئی تفریق نہیں کرتے۔ اسی طرح اولیاء کرام کا وجود بھی متحد سمجھنا چاہیے  
جو حقیقت میں ایک اور ظاہری صورتوں میں مختلف ہے۔ اس لیے



کہ یہ حضرات بھی انبیاء کرام کے قدم بہ قدم پیرو ہیں۔

## ادب، باطنی فیض کا دروازہ کھولتا ہے

ایک دفعہ حضرت پیرسائیں قدسنا اللہ بامرہ کھوڑوں کی دیہہ میں تشریف فرما ہوئے۔ رات کے وقت آپ کو بخار کی حرارت ہو گئی اٹھائے صبح کو دوسری طرف روانگی کی تیاری میں دیر واقع ہو گئی۔ اسی حال میں آپ آرام فرما رہے تھے۔ دریں اثنا آپ کے بھتیجے میاں محمد علی شاہ ولد میاں مرتضیٰ علی شاہ قدس اللہ سرہ الاقدس وہاں آئے اور چارپائی کی پائنتی پر دوسرے فقروں کے پیچھے بیٹھ رہے۔ حضرت وال نے فقراء سے فرمایا: "اے یارو! میاں محمد علی شاہ تمہارے پیچھے بیٹھا ہے۔ اسکو جگہ دیدو کہ وہ آگے آکر بیٹھے۔ حدادب سیادت اور حضرت میاں صاحب قدس اللہ تعالیٰ سرہ الاقدس کی اولاد ہونے کو مد نظر رکھو۔ جبکہ مرشد اور مرشد کی اولاد کی بے ادبی فیض باطنی کے بند ہو جانے کا سبب ہے اس لئے ہم رورکعت نماز نفل پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے اس بے ادب کی معافی مانگ کر اٹھینگے۔ ہم نے اپنا اور اپنی اولاد کا ادب سربیدوں کو بخش چھوڑا ہے۔ اس لئے ہماری اولاد میں سے اگر کوئی فقروں کے پیچھے آ بیٹھا ہے ہم کچھ بھی نہیں کہا کرتے۔ مگر دیگر سادات اور حضرت میاں صاحب قدس اللہ تعالیٰ سرہ الاقدس کی اولاد کے ادب کو ملحوظ رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ لہذا تم حدادب سے تجاوز نہ کرو کیونکہ ادب فیض باطنی کا دروازہ کھولتا ہے اور بے ادبی بے نفیسی کی علت ہے۔"



اے عزیز! مرشد اور اس کی اولاد کی بے ادبی کو بھی اسی طرح سمجھنا چاہیے کہ اگرچہ آپ معاف فرمادیں تو بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے ہرگز معاف نہ ہوگی۔ بے ادبی بے نصیبی کی بڑی دلیل ہے۔

## احمقانہ فخر کنووالے

خلیفہ میاں لقمان رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ حضرت پیر سائیں قدسنا اللہ بآسرارہ نے فرمایا: ”بعض بے ادب اور نالائق اشخاص ہمارے پاس آتے ہیں اور ہم انہیں کچھ نہیں کہتے۔ بلکہ بظاہر ہنسی خوشی کے ساتھ ان سے گفتگو کرتے ہیں پھر جب یہ باہر نکلتے ہیں تو فخر کرنے لگتے ہیں کہ پیر ہم سے راضی خوشی ہے کہ اس نے ہمارے ساتھ ہنسی خوشی بات کی ہے۔ مگر یہ احمق اتنا نہیں سمجھتے کہ پیر ان سے ہنس کر بات نہیں کرتا بلکہ ان کی حماقت و نالائقی پر ہنستا ہے۔“

## اپنے مرشد کے علاوہ دیگر بزرگوں کا ادب بھی لازم ہے

خلیفہ میاں لقمان علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت پیر سائیں قدسنا اللہ بآسرارہ درگاہ مبارک والی مسجد میں بیٹھے و غلط نصیحت فرما رہے تھے کہ ”اے یارو! فقراء کو ادب درکار ہے۔ اپنے طریقہ کے علاوہ جو دوسرے طریقے ہیں ان کا ادب نہیں ہونا چاہیے۔ کیونکہ یہود و نصاریٰ اپنے انبیاء کے دین پر تھے لیکن حضرت پیغمبر کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین متین سے منکر ہونے کے باعث اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ان کو خراب کر کے چھوڑا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص فقراء



کے دیگر طریقوں کی عیب جوئی کرے گا تو وہ بھی یہودیوں اور نصرانیوں  
 جیسا کہدائے گا۔ تاہم سب کو اپنے مرشد جیسا نہ سمجھا جائے گا۔ مرشد  
 کو مرشد کر کے دیکھا جائے۔ اور دوسروں کا بھی ارادتمند بن کر رہا جائے۔  
 ان کا انکار نہ کیا جائے۔ لیکن اگر کوئی نالائق انکار کرے گا تو وہ یہودی  
 یا نصرانی ہوگا۔

## ناہل کا اثر بد

خلیفہ محمود نفا مانی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت پیر  
 سائیں قدس اللہ سرہ تعلقہ لاہور میں فرودکش تھے۔ ہم حضور میں حاضر  
 تھے۔ اس وقت آپ اپنی زبان حق ترجمان سے حقیقت و معرفت کے  
 ایسے غیبی اسرار کا اظہار فرما رہے تھے جو حد سے باہر تھے۔ گفتگو  
 چل رہی تھی کہ یکایک آپ کی زبان پر خاموشی مسلط ہو گئی۔ آپ نے اپنی  
 وقت چاروں طرف نظر فرمائی تو ایک شخص فریاد کرتے ہوئے پکارا۔  
 جناب! میری بھینسیں فداں شخص چھین کر لے گیا ہے۔ خدا کیلئے مجھے  
 واپس دلا دیں۔ آپ نے فرمایا۔ ہماری زبان پر خاموشی کا اثر اسی کی  
 وجہ سے ہی تھا۔ کسی بزرگ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

گر ہزاراں طالبند و یک ملول

از رسالت باز مے ماند رسول  
 یعنی اگر ایک ہزار طالب ہوں اور ان میں ایک ملول شخص شامل ہو جائے  
 تو رسول اپنی رسالت سے رک جاتا ہے۔  
 مولانا بکر العلوم فرماتے ہیں کہ یہاں رسول سے مراد نائب رسول،



ہے۔ یعنی عارف کامل اور رسالت سے اسرار ربانی مراد ہیں۔  
یعنی اگر ہزاروں صاحب استعداد لوگوں کے درمیان ایک بھی  
نااہل وغیر محرم شمس ہوگا تو بھی عارف کامل اسرار ظاہر نہ فرمائے گا۔

## نقشِ پا کا استرام

ایک دفعہ حضرت پیرسائیس قدسنا اللہ بامرارہ نے فرمایا کہ ایک بزرگ  
ماز جمعہ ادا کرنے کے لیے مصلے پر کھڑا ہوا تو اتفاقاً اس کا ایک سر دیوہاں آگیا۔ بزرگ  
نے اس سے فرمایا: "ادھرا میرے ساتھ مل کر مصلے پر کھڑا ہو جا۔" مرید نے عرض  
کی یا حضرت! حضور سے مل کر مصلے پر پاؤں رکھنا بے ادبی ہے۔ بزرگ نے فرمایا:  
"اگر مصلے پر پاؤں رکھنا بے ادبی ہے تو پھر میری زبان پر پاؤں رکھ دینا کونسا ادب  
ہے؟" کہ تو میرے حکم سے تجاوز کر رہا ہے۔

اے عزیز! مرشد کے حکم کی مخالفت گویا اسکی زبان پر پاؤں رکھنا ہے۔

## پہرے کا طریقہ

رمضان فقیر سہتہ علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت پیرسائیس  
قدس سرہ سفر کے دوران مومنین سپر پور میں قیام پذیر تھے وہاں  
ایک کو مستانی فقیر آیا اور پرے بٹ کر بیٹھ گیا۔ اس کے دل میں  
خیال گذرا کہ دیکھوں تو سہی کہ حال کیا ہے۔ خدا جانے کنویں میں  
پانی ہے بھی یا نہیں۔ حضرت واں۔ پر اس کے دل کا یہ خیال منکشف  
ہو گیا۔

فریاد کہ یہ اے فقیر! بدگمان نہیں ہونا چاہئے کہ خدا جانے



اس کنویں میں پانی ہے بھی یا نہیں۔ پہلے اپنا گھڑا یقین کے رَسّہ سے  
باندھ کر کنویں میں ڈال کر دیکھا جائے۔ پھر اگر پانی سے مہرا نکلے تو منہ  
نہ موڑا جائے اور اگر خالی نکلے تو پھر جو کچھ کہو وہ مناسب ہے۔

اے عزیز! اس فقیر کے اس خیال کا مطلب یہ تھا کہ حضرت  
والا، صاحبِ ولایت ہیں یا نہیں۔؟ آپ نے اس کے اس خیال کو اپنے  
ضمیر خورشیدِ نظیر کی لطافت سے معلوم فرما کر اس کو جواب دیا کہ یہ  
فقیر! روشن ضمیروں کے سامنے ایسے فاسد خیالات دل میں نہ لانے  
چاہئیں کیونکہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ **ظَنُّوا بِالْمُؤْمِنِينَ  
خَيْرًا** یعنی مومنوں کے بارے میں خیر کا گمان رکھو۔ مولانا شیخ  
سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

ہر بیشہ گماں مہر کہ خالی ست

شاید کہ پلنگِ خفتہ باشد

ہر جنگل کے متعلق یہ خیال نہ کر کہ خالی ہی ہو گا۔ ہو سکتا ہے  
کہ کہیں شیر سوراہا ہو۔

## غلو سے بچو

خلیفہ میان لقمان علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ حضرت پیرسائیں قد  
سنا اللہ باسرارہ نے فرمایا کہ ”مرید کو اپنے مرشد کے ساتھ شریعت  
کے مطابق اعتقاد و یقین رکھنا چاہیے۔ نصاریٰ کی طرح غلو نہیں کرنا  
چاہیے۔ کہ انہوں نے اپنے نبی کو ابن اللہ کہہ کر اپنی گمراہی کا نتیجہ  
حاصل کر لیا“



## تو نے اسکو علم و ادب سکھایا تھا؟

ایک دفعہ حضرت پیر سائیں قدسنا اللہ باسرارہ کے حضور ایک شخص نے اپنے بیٹے کی شکایت کی کہ = حضرت! میرا یہ بیٹا میری داڑھی پکڑ کر مجھے مار پیٹ کیا کرتا ہے!

آپ نے فرمایا = تو نے اپنے بیٹے کو اسکے بچپن میں علم و ادب کی کچھ تعلیم دلائی تھی؟

اس نے کہا = نہیں جناب! یہ بچپن میں مولیٰ جرایا کرتا تھا اس نے کچھ بھی علم نہیں پڑھا = حضرت والا نے فرمایا = تو پھر اب اس کا تیرے ساتھ بے ادبی سے پیش آنا اس کا حق ہے۔ کہ تو نے اسکو بچپن میں علم و ادب سکھایا ہی نہیں!

## رسول خدا کے لئے ادب کی بخشش ہوگی

قاضی محمد شفیع علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت پیر سائیں قدسنا اللہ باسرارہ نے فرمایا = مثلاً اگر کوئی شخص دل میں یہ ارادہ کرے کہ میں اپنے دین سے منحرف ہو گیا اور پھر اس پر شیمان ہو کر اس فعل سے توبہ کرے تو اللہ جل شانہ اس کا گناہ معاف کر دے گا۔ لیکن اگر اپنے دل میں یہ خیال لائے کہ میں اپنے مرشد سے منحرف ہو گیا تو پھر اس کے بعد خواہ ہزار مرتبہ توبہ کرے تو بھی ہرگز اس کی توبہ قبول نہ ہوگی اور وہ شخص گندے انڈے کے مانند ہے کہ چاہے سو مرغیوں کے نیچے رکھا جائے تو بھی اس میں بچہ پیدا نہ ہوگا اور نہ ہی وہ کسی کے کام آئے گا۔



محمد بن عبد گنگا ر حق را  
 ولے حق نہ بخشہ خطائے محمد  
 حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے گنگا ر کو معاف  
 فرمادیتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اپنے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے خطا کار بے ادب کو نہ بخشے گا۔

## بے ادبی کا وبال

ایک دفعہ حضرت پیرسائیں قدسنا اللہ باسرارہ نے فرمایا: ان لوگوں  
 کے حال پر تعجب ہوتا ہے۔ کہ جنہوں نے اللہ تعالیٰ جل شانہ کی طلب  
 میں اپنی ہستی مومہوم سے قدم آگے رکھ بھی دیا تھا۔ وہ پھر دوبارہ اسی  
 ہستی کے نیچے پستی میں کیوں نچر آگئے؟  
 پھر تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد فرمایا: اس کا سبب بے  
 ادبی ہے! لے

لے سلف صالحین علیہم الرحمۃ کا ارشاد ہے۔ انْطَرِيقُهُ وَالسَّوْفُ  
 كَلْمُهُ اَدَبٌ۔ یعنی طریقت اور تصوف کلمتہ ادب ہے۔ ادب نہیں تو کچھ  
 بھی نہیں۔ لے

بے ادباں مقصود نہ حاصل نہ درگاہ ڈھوئی تے مترل مقصود نہ پہنچے باہجہ ادب کے کوئی  
 حضرت مولانا رومی علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے لے

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم مانند از فضل رب  
 ہم اللہ تعالیٰ سے ادب کی توفیق مانگتے ہیں۔ جو بے ادب ہو افضل رب کے محروم رہ گیا۔  
 (ابو الحسن قادری)



## بے کا حج کو جانا

حضرت والا نے فرمایا۔ ایک بے نے چھوٹی چھوٹی مچھلیوں کی ایک تسبیح بنا کر اپنے گلے میں ڈالی اور چوہوں کو دعوت دی کہ میں نے اپنے گناہوں سے توبہ کر لی ہے اور کھلے گناہ بخشوانے کے لیے حج کو جانے کے لیے تیار ہوا ہوں۔ تم بھی میرے ساتھ چلو تاکہ حرمین مطہین کی زیارت سے مشرف ہو آئیں۔ چوہوں نے بے کے گلے میں مچھلیوں کی تسبیح دیکھی تو ان کو یقین آ گیا کہ واقعی اس نے گناہوں سے توبہ کر لی ہے۔ بہت سارے چوہے حرمین شریفین کی زیارت کے شوق میں جمع ہو گئے اور بے کی رفاقت میں حج کو روانہ ہو گئے۔

راستے میں بے کو جب بھوک لگتی تھی تو وہ چوہوں سے کہتا کہ رفیقو! آؤ کہ سب ملکر گائیں اور ناچیں تاکہ سفر کی تھکن دور ہو جائے اور پھر تازہ دم ہو کر آگے کو بڑھیں۔ پھر جہاں گر دد غبار زیادہ ہوتا وہاں چوہوں کے ساتھ ناچنے کو دے لگتا۔ ان کی اجتماعی اچھل کود سے بہت زیادہ گر دد غبار اڑتا یہاں تک وہ ایک دوسرے کو دیکھ نہ سکتے جب یہ صورت حال پیدا ہو جاتی تو بلا موقعہ پا کر کسی ایک چوہے کو دبوچ لیتا اور فوراً چٹ کر جاتا تھا۔

اسی طرح کئی دن ہوتا رہا۔ تو چوہوں کو محسوس ہونے لگا کہ ان کی تعداد روز بروز کم ہوتی جا رہی ہے۔ لیکن چونکہ انکو اپنے راہنما بے پر اعتبار آچکا تھا۔ سفر میں چلتے رہے۔

دو تین دن مزید گزرے تو چوہوں کی تعداد بہت کم باقی رہ گئی۔ یہ



دیکھ کر چوہے ہلکے ہو کر بیٹھے۔ تم جب سفر پر روانہ ہوئے تو ہماری تعداد بہت تھی اور اب تھوڑے سے رہ گئے ہیں آخر اس کی وجہ کیا ہے۔؟ ایک بوڑھا چوہا بولا۔ مجھے یوں نظر آتا ہے کہ ہماری تعداد کم ہونے کا راز ناپاچ گانے کی مجلس میں ہی مضمر ہے۔ اس لئے اس کا سراغ لگانا چاہیے۔ بالآخر یہ تجویز پاس ہوئی کہ آئندہ جب ناپاچ گانے کی محفل منعقد ہو تو ایک چوہا الگ بیٹھ کر غور سے دیکھتا رہے کہ کیا ہوتا ہے۔!

چلتے چلتے جب گردوغبار والی زمین آئی تو حسب معمول پتے نے سب کو گانے اور ناچنے کا حکم دیا۔ سب اٹھل کود میں لگ گئے۔ جب گرد اڑ کر چھپا گئی تو اس چوکیدار چوہے نے دیکھا کہ پتہ ایک چوہے کو خاموشی سے منہ میں دبوچے ہوئے ہے۔ وہ دوڑ کر پتے کے پاس پہنچا۔ اور پوچھا۔ حاجی صاحب! حج کو کس راستے چلیں گے؟ پتے نے دبوچے ہوئے چوہے پر دانت جما کر جواب دیا: "جڈے سے"!

## اللہ فی اللہ

ایک دفعہ حضرت والا، قیدیوں کو رہائی دلانے کے لیے خیر پور میں میر سہراب کے پاس تشریف لے گئے۔ لیکن میر سہراب نے ظہر سے لیکر اگلی صبح تک کچھ جواب نہ دیا اور نہ ہی کسی متردت کا اظہار کیا۔ اشراق کے بعد حاجی فقیر نے عرض کی: "یا حضرت! میر سہراب کہتا ہے کہ میرے بیٹے میر غلام حیدر کے پیٹ میں درد ہو گیا ہے۔ آپ دعا فرمائیں کہ وہ تندرست ہو جائے اور قیدیوں کے نام بھی لکھ کر دے دیں تاکہ میں ان کو آزاد کر دوں" حضرت والا نے جواب میں فرمایا: "میر



صاحب، لکھہ دو کہ وہ قیدیوں کو لندن فی اللہ آزاد کر دے اس کے بعد ہم بھی لندن فی اللہ اس کے بیٹے کی صحت کے لیے دعا کریں گے۔ یہ پیغام سن کر میر سہراب نے قیدیوں کو رہا کر دیا اور حضرت والہ کی دعا سے اسکا بیٹا بھی تندرست ہو گیا۔

## رہکار، جسم میں ڈال دیتے جائیں گے

ایک مرتبہ حضرت پیر سائیں روضی دھنی قدسنا اللہ باسرارہ نے حدیث کی کتاب "کنز العباد" سے بیان فرمایا کہ - قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جل شانہ قرآن شریف کے حافظوں سے پوچھے گا کہ "تم نے دنیا میں کون سے عمل کئے تھے؟" وہ عرض کریں گے: "یا اللہ! ہم نے تیری خاطر قرآن شریف حفظ کیا تھا، اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا: "كَذَبْتَ" یعنی تم نے جھوٹ بولا، تم نے قرآن مجید صرف اس لیے حفظ کیا تھا کہ لوگ تم کو "حافظ صاحب" کہیں۔ سو تمہارا مقصود تم کو دنیا میں حاصل ہو گیا کہ لوگ تم کو حافظ صاحب، کہتے رہے۔ پھر ملاکہ کو حکم ہو گا کہ "ان کو پکڑ کر دوزخ میں ڈال دو۔"

پھر علماء کو حاضر کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ ان سے فرمائے گا: "تم نے دنیا میں کیا کیا تھا؟" وہ کہیں گے: "ہم نے ہم تیری خاطر علم حاصل کیا اور شائقین علم، طالب علموں کو علم سے بہرہ یاب کرتے رہے ہیں۔" اللہ تعالیٰ تو ظاہر و باطن سب کچھ جانتے والا ہے وہ ان سے فرمائے گا: "كَذَبْتَ" تم نے جھوٹ بولا، تم نے میری خاطر علم نہیں پڑھا تھا بلکہ اس لئے کہ لوگ تمہیں علم اور مولوی کہیں۔ سو دنیا میں تم کو یہ کہا گیا اور تمہارا مقصد پورا ہو گیا۔ اب جاؤ دوزخ میں۔"



پھر زاہدوں کی باری آئے گی۔ اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا: تم دنیا میں کون سے کام میں مشغول رہے؟ وہ بیان کریں گے کہ: "میری خاطر دنیا میں زہد کیا۔ دنیا سے منہ موڑ کر نفس سے مقابلہ کرتے رہے ہیں۔ ریاضت میں مشغول رہے ہیں۔" اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا: "كَذَبْتَ" تم نے جھوٹ بولا: تم نے صرف زہد کہلانے کے شوق میں یہ تکالیف اٹھائیں۔ میری خاطر نہیں۔ سو تم کو زاہد کہا گیا۔ پھر ملائکہ کو حکم ہوگا اور وہ دوزخ میں پھینک دیئے جائیں گے۔

پھر آئیں گے، عابد، ان سے سوال ہوگا: تم نے دنیا میں کیا کچھ کیا؟ وہ عرض کریں گے کہ: "رتبہ کا رضا کے لیے عبادت کرتے رہے ہیں۔" اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا: "كَذَبْتَ" تم نے جھوٹ بولا: تم نے میری خاطر عبادت نہیں کی۔ بلکہ تم لوگوں میں خود کو عابد کہلانے کے لیے عبادت کرتے رہے ہو۔

سو دنیا میں تم کو عابد کہا گیا۔ اب چلو دوزخ میں اور مٹوکلوں کو حکم ہوگا کہ ان کو دوزخ میں داخل کر دو: اسی طرح دیگر ریاکار جماعتوں سے بھی پرسش کی جائے گی اور ان کے اعمال قبول نہ کر کے انہیں دوزخ میں داخل کر دیا جائیگا۔



## حضرت علی اور کافر پہلوان

حضرت دالانے فرمایا اور حضرت امیر المومنین، امام الشجعین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کسی کافر پہلوان سے دوران جنگ مقابلہ کر رہے تھے۔ آپ نے کافر پہلوان کو زین سے اٹھا کر بٹخ دیا۔ اس کے اوپر چڑھ بیٹھے۔ اپنے میان سے خنجر نکال کر اس کے حلق پر رکھ دیا۔ کافر پہلوان اپنے حلق پر خنجر رکھا دیکھ کر اپنی زندگی سے مایوس ہو گیا۔ تو اس نے اپنے اندر کی پلیدی اور بغض کی وجہ سے حضرت علی کے چاند سے چہرے پر مٹھوک دیا۔ حضرت علی فوراً اس کے سینے سے اتر گئے اور کافر پہلوان کو بالکل چھوڑ دیا۔

آپ کا یہ رویہ دیکھ کر کافر پہلوان حیران رہ گیا۔ وہ بولا۔ اے علی! میں نے اپنی پوری طاقت سے آپ کا مقابلہ کیا۔ لیکن آپ نے مجھ پر غالب آ کر مجھے پچھاڑ دیا۔ مجھے قتل کرنے کے لئے خنجر میرے حلق پر رکھ دیا۔ اور میں نے اپنی زندگی سے مایوس ہو کر بغض و نفرت کی وجہ سے آپ کے چہرہ پر مٹھوک دیا۔ میری بہی ایک بے ادبی و گستاخی میرا سر کاٹ ڈالنے کے لیے کافی تھی۔ لیکن میری اس حرکت پر مزید غصہ میں آجانے کے بجائے مجھ دشمن کو آپ نے بالکل چھوڑ دیا۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تم سے محض رضا الہی حاصل کرنے کی خاطر۔ اس کے حکم کی تعمیل میں جنگ کر رہا تھا۔ لیکن جب تو نے میرے چہرے پر مٹھوکا تو میں نے سوچا کہ جو کام میں خالصتہ اللہ کی خاطر



کر رہا تھا اب اس میں میرے نفس کا غصہ بھی شامل ہو گیا ہے۔ تو میں نے اللہ کے معاملے میں اپنے نفس کو شریک کرنا مناسب نہ سمجھا اور تجھے چھوڑ دیا۔

حضرت مولانا رومی قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں۔

گفت من تیغ از پئے حقے زخم  
بندہ حقیقہ نہ مساموتم

شیر حقیقہ نیم شیر ہوا

فعل من بر دین من باشد گواہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں خاص اللہ کی خاطر تلوار چلاتا

ہوں۔ میں بندہ حق ہوں۔

میں بندہ نفس نہیں ہوں۔ میں حق، کاشیر ہوں۔ خواہشات

کاشیر نہیں ہوں۔ میں سب کچھ اس لیے کرتا ہوں کہ میرا فعل میرے

دین پر گواہ ہو۔

وہ کافر پہلوان آپ کی یہ معقول تقریر سن کر دین اسلام کی حقاقت

کا قائل ہو گیا۔ وہ بولا: ایسے نازک وقت میں آپ کے جسم کے مظاہرہ

سے ثابت ہو گیا کہ آپ کا دین برحق ہے۔ یہ کہہ کر اس نے کلمہ شہادت

پڑھ لیا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دستِ باحق پرست پر مشرف بہ

اسلام ہو گیا۔

حضرت امام حسن کی لہیت

حضرت والائے فرمایا۔ ایک مرتبہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کسی



راستے پر چلے جا رہے تھے۔ آپ کا غلام آپ کے ہمراہ تھا۔ آپ نے غلام کو کسی کام کا حکم فرمایا۔ اس غلام نے آپ کے حکم کی تعمیل کے بجائے دانت نکال دیئے۔ گستاخی سے سننے لگا۔ گویا آپ کا مذاق اڑا رہا ہو۔ یہ دیکھ کر حضرت ام حسن رضی اللہ عنہا ہنس دیئے اور فرمایا: "تیرا یہ خیال ہو گا کہ تیری اس حکم عدولی و گستاخی پر تجھے مار پیٹ کر دوں گا یا تجھ کو برا بھلا کہوں گا۔ جا میں نے تجھ کو بوجہ اللہ تعلقے۔ آزاد کر دیا۔"

## اگر تیرے دل میں یہ خیال پیدا نہ ہوتا تو

خلیفہ میان کھنٹ علی ٹاپپور جو حضرت والا کا مرید تھا۔ صاحب کشف اور مستجاب الدعوات تھا۔ ایک مرتبہ بارش کے موسم میں خلیفہ سے کچھ آدمیوں نے پوچھا۔ اس وقت بارش آئیگی یا نہیں؟ اس نے کہہ دیا۔ اس وقت بارش ہوگی! تھوڑی دیر بعد وہ حضرت والا کی خدمت میں آیا اور عرض کی: یا حضرت! مجھ سے پوچھا گیا تھا کہ اس وقت بارش ہوگی یا نہیں۔؟ میں نے کہہ دیا کہ ہوگی۔ لیکن معامیرے دل میں خیال آیا کہ خدا جانے بارش ہو یا نہ ہو! حضرت والا نے فرمایا: "اگر تیرے دل میں یہ خیال پیدا نہ ہوتا تو بارش ضرور ہو جاتی۔ لیکن اب نہیں ہوگی۔"

## ہمارا مقصد صرف رضائے خدا اور رسول خدا ہے

خلیفہ میان لقمان کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میری دعوت پر حضرت والا ٹاپپور میں تشریف لائے۔ آپ میرے مکان میں رونق افروز تھے کہ سادات



علماء کی ایک جماعت حضرت والہ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ اس وقت اپنے صاحبزادے میاں صبغت اللہ کو مثنوی کا سبق پڑھا رہے تھے نہایت دلکش آواز میں مثنوی پڑھتے اور معنی بیان فرما رہے تھے۔ اسی دوران، سید محمد صدیق سید پوری نے عرض کی ”یا حضرت! اللہ تعالیٰ خلیفہ لقمان کی عمر دراز کرے اور اسے سلامت رکھے کہ اس کے طفیل ہمیں بھی آپ کی زیارت نصیب ہو جاتی ہے۔ اور آپ نے یہ بھی اچھا ہی کیا کہ آپ اپنے ساتھ اپنے کم سن صاحبزادے کو بھی لے آئے ہیں کہ اس طرح علم حاصل کرنے کے علاوہ مریدوں کی جان پہچان بھی اسے ہوتی رہے گی“!

آپ نے یہ نامعقول بات سن کر فرمایا ”ہم صاحبزادے کو مریدوں کی جان پہچان کرانے ساتھ نہیں لائے بلکہ صرف علم پڑھانے کی خاطر لائے ہیں اور ہم جو سفر کرتے اور کہیں آتے جاتے ہیں تو اس کا مطلب بھی یہ نہیں ہوتا کہ ہم مریدوں سے خدمت کرا کر خوش ہوں۔ بلکہ خاص اللہ تعالیٰ کے حکم کے بموجب اور اُس کی اور اس کے محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل کرنے کی خاطر سفر کیا کرتے ہیں۔ اس لیے کہ ہم اُمتِ محمدیہ کے خدمتگار ہیں“

## شکاری کے انسو

ایک دفعہ حضرت والائے ارشاد فرمایا کہ ایک شخص چڑیا مار شکاری نے جال لگایا۔ تو اس کے جال میں بہت سے کبوتر آن پھنسے۔ وہ شکاری دوڑ کر پہنچا۔ اور ایک ایک کبوتر کو نکال کر ان کو ذبح کر کے ان کے



پیر نوح کر اور ٹانگیں توڑ کر ایک طرف پھینکنے لگا۔ سردی کا موسم تھا۔ اور سرد ہوا چل رہی تھی۔ سردی کی شدت کی وجہ سے شکاری کی آنکھوں سے پانی بہنے لگا۔ جاں میں سے ایک کبوتر شکاری کے منہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا: "یہ شخص کتنا رحم دل ہے کہ ہماری قید کی سختیوں کو دیکھ کر آنسو بہا رہا ہے" یہ سن کر ایک بوڑھے کبوتر نے جواب دیا: "ارے بیوقوف! اس شخص کی آنکھوں کی طرف نہ دیکھ۔ بلکہ اس کے ہاتھوں کی طرف توجہ کر کے دیکھ کہ یہ کس کارروائی میں لگے ہوئے ہیں۔"



## سریہ عزیز کا ضیاع

ایک مرتبہ حضرت والا نے فرمایا یہ جو شخص اپنی عمر ریاء اور دنیا کے حصول کی خاطر عبادت و ریاضت میں گزار دیتا ہے اور خالصتہً اللہ کوئی عمل نہیں کرتا اس نے دنیا سے دُور کے لیے اپنا سرمایہ عزیز ضائع کر دیا۔ اس شخص کی مثال اس بافندہ کی مانند ہے جسے کھڑی چلاتے تالی چڑھاتے سب نے دیکھا مگر کپڑے کا کوئی تمھان اتارتے کسی نے نہ دیکھا۔

## دنیا داروں کی خیرات

ایک روز حضرت والا نے فرمایا دنیا داروں کا خیرات کرنا۔ پیشاب کرنے کی مثال ہے جیسے کہ کسی کو پیشاب جب تک کر دیتا ہے تو وہ پیشاب کرتا ہے۔ اسی طرح دنیا دار بھی کوئی چیز اس وقت فقیروں کو دیتے ہیں جب کسی وجہ سے مجبور ہو جاتے ہیں۔ محض اللہ کی خاطر یا خوشی سے نہیں دیتے۔ یہ لوگ تکمیل تو اپنی خواہش کی کرتے ہیں مگر بہانہ ملتا ہے تاکہ دیتے ہیں۔

نفس خود را گش تو دل را زندہ کن  
نفس مکار است مکرے زایت

خواجه راکشہ است اور اس بندہ کن  
گر نماز و روزہ ات فرمایدت

اپنے نفس کو مار اور دل کو زندہ کر۔ اس نفس نے تیرے سردار  
یعنی دل کو مار دیا ہے اس پر قابو پا۔  
نفس مکار ہے اور مکر ہی کر لیا اگرچہ تجھے نماز روزہ کے لیے حکم  
کرے۔



## احسان جانا

ایک دن حضرت والا نے فرمایا: "جن دنوں مسجد تعمیر ہو رہی تھی۔ مسجد کے ستونوں کے لیے پتھر کے بلاک خرید کر لانے کے لیے ہم نے خلیفہ عبدالرحمان کو روپے دیکر۔ سوڈے، میں سید قبول محمد اور محمد صدیق کے پاس بھیجا۔ راستے میں اسے فقیر فقیر نظامانی مل گیا اس نے خلیفہ کو مسجد کی تعمیر میں خرچ کرنے کے لیے مبلغ بیس روپے دیے اور مہر ہماری طرف خط بھیج دیا کہ میں نے بیس روپے دیئے ہیں۔"

اس کے خط لکھنے سے معلوم ہوا کہ وہ ہمیں یہ جتنا چاہتا ہے کہ میں نے یہ رقم دی ہے۔ جو ایک طرح سے احسان جتانے کے مترادف ہے ورنہ اللہ جل شانہ تو ویسے بھی علیم بذات الصدور ہے۔ اس کے حضور اپنے کاموں کی اطلاع دینے کی کیا ضرورت؟

## ریاء کا وبال

حضرت والا نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا: "حدیث شریف میں وارد ہے کہ اگر کوئی شخص ریاء کیلئے ایک نفل پڑھتا ہے تو اس کی ستر برس کی مقبول عبادت ضایع ہو جاتی ہے۔"

حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے۔

بسانام نیکوئی پنچاہ سال

کہ یک نام زشتش کند پائمال

اکثر اوقات۔ پچاس سالہ نیک نامی کو محض ایک ہی بدنامی پامال کر ڈالتی ہے۔



## میری آنکھ صرف ایک کو ہی دیکھتی ہے

فیروز نظامانی کا بیان ہے کہ ایک دن حضرت والانے ارشاد فرمایا: ایک مرید اپنے پیر کے ساتھ رابطے میں 'متحد الوجود' تھا۔ اسے مرشد نے فرمایا کہ میرا فداں خلیفہ میرا خاص مرید ہے اور فیض والا ہے تو اس کے پاس جا کر فیض حاصل کر یہ مرید نے عرض کی: یا حضرت! جو مرید اپنے مرشد کے ساتھ نسبت میں متحد اور مقید ہوگا وہ خلیفہ کے پاس کیونکر جائے گا؟

کچھ مدت کے بعد۔ مرشد نے اس سے پوچھا: کیا تو خلیفہ کے پاس گیا تھا یا نہیں؟

مرید نے سوچا۔ اگر کہہ دوں کہ نہیں، تو مرشد کا نافرمان شمار ہوں گا۔ اور اگر کہوں "ہاں" تو یہ جھوٹ ہوگا۔

مرید نے جھٹ یہ شعر پڑھ لیا۔

ہمہ شہر پُر زخوباں منم و خیال ما ہے

چہ کنم کہ چشم بدخونہ کند بہ کس نگاہے

سارا شہر حسینوں سے بھرا ہوا ہے لیکن میں اپنے محبوب کے خیال میں محو ہوں۔ میں کروں بھی کیا۔ کہ میری یہ بدخون آنکھ کسی بھی دوسرے پر نگاہ ڈالتی ہی نہیں۔

## اقتیاد و یقین کے بغیر حصول فیض محال ہے

ایک دن حضرت والانے فرمایا۔ جو مرید، ذکر و فکر اور عبادت



ن تو مضبوط ہو مگر مرشد پر یقین و اعتماد اور پختہ ارادت نہ رکھتا ہو  
 وہ کبھی بھی فیضیاب نہ ہوگا۔ اور جو مرید سچی عقیدت اور پختہ ارادہ رکھتا ہو  
 وہ اگرچہ ذکر و فکر میں سست ہو پھر بھی وہ فیضیاب ہو سکتا ہے۔

## اسکی ہمت پر آفرین ہے

ایک دن حضرت والہ نے ارشاد فرمایا: شیخ شبلی علیہ الرحمۃ مریدوں  
 کی جماعت کے ساتھ کہیں جا رہے تھے۔ ایک مقام پر انہوں نے دیکھا کہ ایک  
 سفید ریش آدمی سولی پر لٹکا ہوا ہے (یہ آدمی عادی چور اور ڈاکو تھا۔  
 اسی جرم میں اسکو سولی کی سزا دی گئی تھی) شیخ شبلی نے اسے دیکھتے ہی  
 اپنے سر سے عمامہ اتار کر اس کے سر پر رکھ دیا اور اسکی داڑھی اور  
 پاؤں کو چوم کر آگے بڑھ گئے۔ تمام مرید حیران ہو گئے۔ ان میں سے  
 ایک نے عرض کی: یا حضرت! اس شخص کی اس قدر تعظیم کی وجہ کیا ہے؟  
 فرمایا: اس شخص کی ہمت پر آفرین ہے کہ اس نے جس کام میں  
 قدم رکھا۔ پیچھے نہ ہٹایا یہاں تک کہ اس نے اپنی جان بھی قربان کر دی  
 اے عزیز! طالب کو ایسی ہی ہمت رکھنی چاہیے کہ اپنی جان تک محبوب  
 حقیقی کی راہ میں قربان کر دے۔ اور پھر یوں سمجھے کہ

سردر قدم یار فدا شد چہ بجاشد  
 ایں بارگراں بود ادا شد چہ بجاشد

اے حضرت علامہ اقبال علیہ الرحمۃ کیا خوب فرماتے ہیں۔ سہ  
 نہ چھ ان خرقہ پوشوں کی عقیدت ہو تو دیکھ ان کو بڑا بد میضالے سمجھے ہیں اپنی استیتوں میں



یار کے قدموں میں سرفدا ہو گیا۔ کیا ہی صحیح کام ہوا۔ یہ بوجھ  
بھاری تھا اتر گیا۔ کیا ہی صحیح کام ہوا۔

اور پھر یوں کہے سے

جان دی۔ دی ہوئی اسی کی مٹی

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

## یقین سے بیڑا پار مے۔

حضرت وال نے فرمایا یہ ایک بادشاہ کو خیال آیا کہ کسی ولی کامل  
سے راہِ طریقت و معرفت و حقیقت میں راہنمائی حاصل کرے۔ دل میں سوچا  
کہ اولیاءِ کاملین شہروں میں نہیں رہتے۔ شاید جنگلوں، بیابانوں اور  
پہاڑوں میں رہتے ہوں۔ اس خیال سے۔ ایک دن بادشاہ اپنے لشکر  
سمیت سیر و شکار کیلئے باہر نکلا۔ اچانک بادشاہ کے قریب سے  
ایک جانور ظاہر ہوا اور بھاگ نکلا۔ بادشاہ نے اس کے پیچھے گھوڑا  
لگا دیا اور لشکر سے جدا ہو کر دور نکل گیا اور اجاڑ بیابان میں جا  
پہنچا۔ بادشاہ نے وہاں ایک آدمی کو دیکھا۔ بادشاہ آہستہ آہستہ اس کے  
قریب جانے لگا۔ وہ آدمی ایک چور تھا جو چوری کا سامان اٹھائے  
جا رہا تھا۔ اس کی نظر جب بادشاہ پر پڑی تو سمجھا کہ کوئی شخص  
اس کے تعاقب میں آ پہنچا ہے چور نے وہ سامان نیچے رکھ دیا اور قبلہ  
رو ہو کر گردن جھکا کر بیٹھ گیا۔ گویا کہ مراقبے میں ہے۔ بادشاہ نے  
سمجھا کہ جو شخص ایسے خطرناک بیابان میں اکیلا مراقبے میں مصروف ہے  
یہ ضرور کوئی ولی کامل ہی ہو سکتا ہے۔



بادشاہ گھوڑے سے اترا اور گھوڑے کو باندھ کر ادب سے دوزلو ہو کر اس کے سامنے بیٹھا۔ اور کہا: یا حضرت! مجھے راہ حقیقت کی تلقین فرمائیے۔ اس شخص نے کہا: اپنے ہتھیار اور کمر بند کھول کر ایک طرف رکھ دے۔ بادشاہ نے تعمیل کی۔ اس شخص نے بادشاہ کے گرد زمین پر لکیر کھینچی اور بولا: یہیں بیٹھا رہ، تین روز بعد آ کر میں تجھے تلقین کروں گا! بادشاہ پختہ یقین کے ساتھ بیٹھ گیا۔ چور نے بادشاہ کے ہتھیار اٹھائے اور گھوڑے پر سوار ہو کر نکل گیا۔ تین روز گذر گئے۔ بادشاہ وہیں بیٹھا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت خضر علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ: فلاں بیابان میں ایک طالب صادق بیٹھا ہے۔ جس کو ایک چور دھوکہ سے ایک دائرے میں بٹھا کر چلا گیا ہے اس کے پاس جا کر اسے راہ حقیقت کی تلقین کر دو۔ حضرت خضر علیہ السلام بادشاہ کے پاس آئے۔ السلام علیکم کہہ کر فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ نے تجھ کو تلقین کرنے بھیجا ہے! بادشاہ نے کہا: تو میرا مرشد نہیں۔ میرا مرشد خود ہی آ کر مجھ کو تلقین کرے گا۔ حضرت خضر نے فرمایا: وہ تو ایک چور تھا وہ تجھے دھوکہ دیکر یہاں بٹھا گیا ہے۔ میں خضر ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے تیرا صدق دیکھ کر مجھے بھیجا ہے کہ تجھے تلقین کروں! بادشاہ نہ مانا۔ بولا: اگرچہ میرا مرشد چور ہی ہے تو بھی اللہ اس پر قادر ہے کہ جس نے تجھ کو میری ہدایت کے لیے بھیجا ہے وہ اس کو بھی فیض عطا کر کے میرے پاس بھیج دے گا۔ تجھ سے میرا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ خضر علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں عرض کی: یہ بادشاہ میری مات نہیں مانتا! حکم ہوا۔ وہی چور فلاں مقام



پر کمر سے رستہ باندھے چوری کرنے جا رہا ہے تو جا کر اس کو تلقین کر اور اس کو دلی کمال بنا دے۔ پھر وہ خود ہی جا کر اس بادشاہ کو تلقین کر دے گا۔ حسب الحکم، حضرت خضر علیہ السلام نے وہاں پہنچ کر اس چور کو تلقین کی۔ چور ولی کمال بن گیا اور پھر اسی نے بادشاہ کے پاس جا کر اسے تلقین کی اور واسل اللہ کر دیا۔ یہ قصہ بیان کرنے کے بعد حضرت والانے فرمایا: بادشاہ نے اپنے سچے اعتقاد اور پختہ یقین کی بدولت ہی ایک چور سے خدا کو پایا۔ پھر بطور کسر نفسی فرمایا: ہم کسی کی رہنمائی کے لائق نہیں ہیں مگر مرید اور طالبانِ حق اپنے صدق و یقین کی بدولت منزل مقصود تک جا پہنچتے ہیں۔ مولائے روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

لیک طالب نادر آید کز شروع  
در حق او نافع آید آل دروغ

لیکن ایسے طالبانِ حق شاذ و نادر ہی ہوتے ہیں جو کسی کے جھوٹ اور فریب سے بھی نفع حاصل کر لیتے ہیں۔ اور فیضیاب ہو جاتے ہیں۔

## بے خطر کو دیرا تشریف فرود میں شوق

ایک روز حضرت والانے ارشاد فرمایا: جب فرودی حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چنچہ میں ڈالنے لگے تو ملائکہ نے بارگاہِ الہی میں التجا کی: یا اللہ زمین پر تیرا ایک خاص بندہ ہے جسے کفار چنچہ میں ڈال کر جلدانے لگے ہیں!

اللہ تعالیٰ نے ملائکہ سے فرمایا کہ ابراہیم کو جا کر کہو کہ اگر آپ بچنا چاہتے ہیں تو ہم آپ کو کفار سے چھڑا دیں؟ حضرت جبریل علیہ السلام



نے پنگھ کے رستے کو پکڑ کر خلیل اللہ سے عرض کی یہ اگر آپ حکم فرمائیں تو میں یہاں سے آگ کو اٹھا کر کوہ قاف پر پھینک دوں اور روئے زمین پر آگ کا نام و نشان بھی نہ رہے؟

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ مہربانی اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہے یا آپ کی اپنی طرف سے ہے؟ جبریل علیہ السلام نے عرض کی یہ میں اپنی طرف سے کرنا چاہتا ہوں۔ خلیل اللہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے۔ اگر وہ چاہے گا تو وہ خود بچالے گا۔ جبریل نے عرض کی اگر آپ اس طرح نہیں چاہتے تو پھر آپ رب العالمین سے دعا کریں کہ حق سبحانہ و تعالیٰ رحم فرمائے۔

حضرت خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا وہ خود علیم ہے سب کچھ جانتا ہے! حتیٰ کہ نمرودیوں نے پنگھ کے رستے کاٹ کر آپ کو آگ میں پھینک دیا۔ جب خلیل اللہ آگ میں داخل ہوئے تو تب اللہ تعالیٰ نے آگ کو حکم فرمایا۔ یا نار کونی برداء سلام علی ابراہیم۔ اور نار نمرود حضرت خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر گلزار بن گئی۔

یہ ارشاد فرما کر حضرت والانے فرمایا اے یارو! طالب کی ہمت معرفت اس قدر ہونی چاہیے۔



## جوشیر ہیں وہ لومڑی، میں بنتے

فیروز فقیر نظامانی کا بیان ہے کہ ایک روز میں نے حضرت والاکے خدمت میں گذارش کی: "یا حضرت! میں نے مثنوی کا یہ شعر سنا ہے یہ کیسے ہے؟"

ہنکے شیر انرا کند رو بہ مزاج

احتیاج و احتیاج و احتیاج

جو چیز کہ شیروں کو لومڑی صفت بنا دیتی ہے وہ محتاجی ہے۔ محتاجی

ہے۔ محتاجی۔!

آپ نے فرمایا: "یہ شعر دوبارہ پڑھو!" میں نے شعر دوبارہ پڑھا۔ فرمایا: "جوشیر ہیں وہ لومڑی نہیں بنتے اور جو ضرورت اور احتیاج کی وجہ سے لومڑی بن جاتے ہیں وہ اصل میں شیر ہوتے ہی نہیں۔ مثنوی میں یہ شعر اس طرح ہے۔"

شیر نر کے کند رو بہ مزاج

احتیاج و احتیاج و احتیاج

یعنی شیر نر کو لومڑی صفت کیونکر بنا سکتی ہے؟ احتیاج و

احتیاج و احتیاج۔

## پیوستہ شجر سے امید رکھو

خلیفہ محمود نظامانی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت پیرائیں قدسنا اللہ باسرارہ العزیز و لاڑ، کا سفر کرتے ہوئے علاقہ "ولاسی"



دیجہ جہان خان ٹاپیر میں تشریف فرما ہوئے تھے اور یہ عاجز بھی آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر تھا۔ ایک ہندو فقیر دھرم داس نامی جو اسی دیجہ کا باشندہ تھا وہ حضرت والا کی قدم بوسی کے لیے حاضر خدمت ہوا۔ آپ نے بہت دیر تک اس سے بات چیت فرمائی۔ فقیر نے تصوف کے بارے میں ہندی زبان کے بیت پڑھے۔ ان ابیات کو آپ نے پسند فرما کر لکھوا لیا۔

پھر اس فقیر نے کہا: حضور! دریائے دجلہ کے کنارے ایک درخت ہے۔ اس درخت میں مچھول لگے ہیں اور وہ درخت دریا کے پانی سے بہت سرسبز و شاداب ہے اسی طرح اس کے مچھول بھی تازہ و شاداب ہیں۔ پھر اگر اس درخت میں سے کوئی مچھول مچھل بننے سے پہلے ٹوٹ کر دریائے دجلہ میں گر پڑتا ہے تو وہ مچھول گندا ہو جاتا ہے اور بدبودار ہو جاتا ہے۔ پھر بولا کہ: ”درخت سے مراد ہے مُرشد اور مچھول سے مراد ہے مرید۔ جو مُرشد کے رابطہ سے مربوط ہے اور اس درخت کے نیچے دریا وحدت بہ رہا ہے پھر اگر طالبِ پختگی و کمالیت سے پہلے مُرشد سے رابطہ توڑ کر تم آگے بڑھائے گا تو اس مچھول کی طرح گندا ہو جائیگا۔“

## مومن کی مثال کھجور کے درخت کی سی ہے

خلیفہ میاں لہقان علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ حضرت پیرسائیں قنبراہ باسراہ نے حدیث شریف سے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے پوچھا وہ کون سا درخت ہے جسے خزاں اور بہار میں یکساں سرسبز و تروتازہ رہتا ہے۔ نہ تو وہ کھلتا ہے اور نہ ہی اس



کے پتے جھڑتے ہیں۔ صحابہ کرام میں سے کسی کو اس کا جواب نہ دیا  
 مگر ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سمجھ لیا لیکن چونکہ وہ اس وقت کم عمر تھے اس  
 لیے خاموش رہ گئے۔ پھر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی ارشاد  
 فرمایا کہ وہ درخت دکھو، ہے جو ہمیشہ تروتازہ رہتا ہے۔ اس پر حضرت  
 ابن عمر رضی اللہ عنہما نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ میرے دل کی آگیا تھا مگر  
 اصحاب کبار کے سامنے میں نے جواب دینے کی جرأت کرنا مناسب نہ  
 سمجھا۔

حضرت پیرسائیں قدس سر نے اس حدیث کی تشریح و توضیح میں ارشاد  
 فرمایا کہ کھجور سے مراد ہے انسان کامل، جو مصائب و تکالیف اور بیماریوں  
 وغیرہ کی خزاں وارد ہونے پر بھی خوش و خرم رہتا ہے۔ ان سے اسکو کوئی دکھ یا  
 تکلیف محسوس نہیں ہوتی۔ جیسا کہ قرآن مجید میں وارد ہے۔ **الْآيَاتُ**  
**اٰلِیٰہِ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا حَٰزِنٌ**۔ خبردار، بیشک اللہ تعالیٰ  
 کے جو دوست ہیں ان کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہی ہوں گے۔  
 اور دوسرے عوام الناس دوسرے درختوں کی مانند ہیں۔ جس  
 طرح دوسرے درخت ذرا سی تکلیف پہنچنے پر اپنے پتے جھاڑ دیتے  
 اور کلا جاتے ہیں۔ انہیں ایک حالت پر قرار نہیں ہوا کرتا بلکہ کبھی  
 ان پر خزاں کا اثر ہوتا ہے تو کبھی بہار کا۔ اسی طرح عوام الناس بھی  
 تھوڑی سی تکلیف پہنچنے پر ہی ہمت ہار بیٹھتے اور ہتھیار ڈال دیتے  
 ہیں۔ وہ ایک حال پر قائم نہیں رہتے۔ کبھی خوش ہوتے ہیں تو  
 کبھی رنجیدہ۔



## شیخ بہلول اور خلیفہ ہارون رشید

حضرت پیرسائیں قدسنا اللہ باسمرارہ نے فرمایا کہ ایک دن شیخ بہلول قدس سرہ ایک راستہ پر بیٹھے بچوں کی طرح ریت کے گھروندے بنا رہے تھے۔ اتفاقاً وہاں سے ایک بادشاہ کا گزر ہوا۔

بادشاہ نے پوچھا: بہلول! یہ بیٹھے ہوئے کیا کر رہے ہو؟ بہلول نے جواب دیا: گھر بنا رہے ہیں! بادشاہ نے کہا: بچو گے؟ انہوں نے کہا: ہاں! بادشاہ نے پوچھا: کتنے میں دو گے؟ بہلول نے کہا: ہر گھر پانچ روپے میں! بادشاہ نے اس کو پانچ روپے دے دیئے اور ایک گھر خرید کر چلا گیا۔ رات کو بادشاہ نے خواب میں دیکھا کہ میں جنت میں پہنچ گیا ہوں۔ بادشاہ نے جنت میں ایک نورانی محل دیکھا جو اس قدر خوبصورت تھا کہ سورج کی مانند چمک رہا تھا۔ پوچھا: یہ کس کا محل ہے؟ اسے بتایا گیا کہ یہ محل آپ کا ہے! بادشاہ بولا: یہ مجھ سے تو ایسا کوئی نیک کام ہو ہی نہیں سکا کہ ایسے محل کے قابل بن سکوں! اسے بتایا گیا کہ یہ وہ محل ہے جو تو نے کل بہلول سے پانچ روپے میں خرید کیا تھا! بادشاہ حیرت میں ڈوب گیا!

دوسری مرتبہ بادشاہ پھر اسی راستے سے گذرنا تو دیکھا کہ بہلول پہلے کی طرح بیٹھا ریت کے گھروندے بنا رہا ہے۔ بادشاہ نے پوچھا: بچو گے؟ شیخ بہلول نے کہا: ہاں! پوچھا: کتنے میں دو گے؟ بہلول نے کہا: ایک

۱۔ یہ بادشاہ خلیفہ ہارون رشید تھا۔ (ابو الحسن قادری)



گھر پانچ لاکھ روپے میں یہ بادشاہ نے کہا۔ کل تو تم نے ایک گھر پانچ روپے میں بیچا تھا اور آج پانچ لاکھ کیونکر مانگتے ہو؟ شیخ بہلول نے جواب دیا یہ اسوقت تم نے اس گھر کی کیفیت کو دیکھا تھا اور اب جو دیکھ کر آرہے ہو۔ اس لیے ہم نے پانچ لاکھ روپے قیمت مقرر کر دی ہے۔

## مُرشد سے برکتیہ شخص کی توبہ قبول نہ ہوگی

ایک مرتبہ حضرت پیرسائیں متدنا اللہ بامرہ نے فرمایا یہ مُرشد اگر کوئی شخص دل میں یہ ارادہ کر لے کہ میں دین سے پھر گیا اور پھر اس ارادہ سے توبہ کرے تائب ہو اور پشیمان ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے اس گناہ کو معاف کر دے گا۔ لیکن اگر دل میں یہ خیال لائے کہ میں اپنے مُرشد سے پھر گیا تو پھر اس کے بعد خواہ وہ ہزار مرتبہ توبہ کر لے پھر بھی اسکی توبہ ہرگز قبول نہ ہوگی اور وہ شخص گندے انڈے کے مانند ہے کہ خواہ اس کو سو مرغیوں کے نیچے رکھا جائے تو بھی اسے میں سے بچہ پیدا نہ ہوگا۔ اور نہ ہی وہ کسی کے کام آسکے گا۔

مُحَمَّد بِنَحْشِدِ گنہگارِ حَقِّ رَا  
وَلِی حَقِّ نَحْشِدِ خَطَا ئِی مَحْمُودِی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حَقِّ کے گنہگار کی بخشش کرا دیتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ و بے ادب کو نہیں بخشے گا۔



## اب میں طرح تیرا دن چاہئے دیکھ لے

حافظ فقیر ساکن گنگھر علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت پیرا میں  
 قدسنا اللہ باسرارہ العزیز سید متار و شاہ اور منگھن فقیر کی دعوت پر دیکھ کا تیار  
 میں تشریف لے رہا ہوں۔ وہاں ایک بوڑھی ضعیف عورت ہاتھ میں لٹھی کھڑے  
 حضرت والا کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ اس وقت وضو فرما رہے تھے۔  
 بڑھیا نے ٹھنڈی سانس بھر کر عرض کی: یا حضرت! میرے دل میں آپ کی زیارت  
 کا شوق بے حد تھا۔ لیکن درگاہ مبارک پر پہنچنے کی طاقت نہ تھی۔ ہر وقت اللہ  
 تعالیٰ کے دربار میں التجا کیا کرتی تھی کہ یا اللہ! مجھ کو حضرت والا کی زیارت یہاں  
 کرادے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانی سے آپ کی زیارت کرادی۔ حضرت  
 والے نے اس بڑھیا کی بات سن کر سلطان العارفین شیخ بایزید بسطامی قدسنا اللہ  
 باسرارہ العزیز سے یہ واقعہ ارشاد فرمایا کہ: ایک شرب قضاے حاجت کے لئے  
 حجرہ سے باہر تشریف لے گئے۔ برسات کا موسم تھا۔ حضرت شیخ فارغ ہو  
 کر جب واپس ہوئے تو اندھیرے کے باعث اپنے حجرے کا راستہ بھول کر  
 ایک تاجر کی دوکان پر حب اکھڑے ہوئے۔ اندر سے ایک آدمی نے آواز  
 دے کر کہا: اے چور یہاں سے مھاگ جا۔ حضرت شیخ نے فرمایا: میں  
 مسافر ہوں۔ چور نہیں ہوں۔ گھر والے کہا: تو چور ہے۔ حضرت شیخ سردی  
 اور بارش کی وجہ سے دوکان سے نہ ہٹے۔ تیسری بار۔ دوکاندار باہر نکلا اور حضرت  
 شیخ کے سینہ پر ہتھ مار کر آپ کو دوکان سے باہر زمین پر گرادیا۔ پھر وہاں  
 سے اٹھا کر آپ کو ایک گھوڑے پر لایا۔

حضرت شیخ نے وہاں ایک آواز سنی کہ ایک شخص دعا مانگ رہا ہے۔ اور سوال



کر رہا ہے کہ ”یا اللہ! مجھے سلطان العارین شیخ بائزید بسطامی کی زیارت  
اسی جگہ کرا دے“

حضرت شیخ اس شخص کے پاس پہنچے اور فرمایا ”شیخ تو اسی شہر میں تھا پھر  
تو اس کی زیارت کے لیے کیوں نہ گیا؟“ وہ بولا ”میرے پاؤں نہیں ہیں“  
حضرت شیخ نے فرمایا ”اگر تو کسی سے سوال کرتا تو وہ تجھ کو اپنے کندھے پر  
اٹھا کر اس کے پاس لے جاتا اور زیارت کراتا“

وہ بولا ”میں نے یونہی کیا تو تھا لیکن میری بات کسی نے نہ سنی“ حضرت  
شیخ نے فرمایا ”میں بائزید ہوں۔ تجھ کو دیکھنا ہے تو دیکھ لے۔ ورنہ پھر دوبارہ  
مجھ کو دھکے دلو اور شرمسار نہ کرنا“

یہ واقعہ بیان فرما کر حضرت والد نے اس بڑھیا عورت سے فرمایا کہ ”میرا  
اس طرف آنے کا ہرگز ارادہ نہ تھا۔ لیکن تیرے دل کی کشش مجھ کو یہاں لے  
آئی ہے۔ اب جس طرح تیرا دل چاہے۔ دیکھ لے“

## سیدپ میں ڈبے مہا کنبو کو پر پید ہوتا ہے

حسین فقیر عمرانی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت پیر سائیں  
قدسنا اللہ بامرہ کی زیارت کے لیے درگاہ مبارک پر حاضر ہوا۔ ایک شب  
گزار کر میں نے واپسی کے لیے اجازت طلب کی۔ فقیروں نے کہا ”یہ کیا بات  
ہوئی؟“ صرف ایک رات رہ کر واپس جا رہے ہو؟“ حضرت والد نے فرمایا  
”صرف (سیدپ) ہمیشہ پانی میں رہتا ہے۔ جب تک اس میں بارش کے قطرہ  
کی کشش پیدا نہیں ہوتی اس وقت تک اس میں کچھ بھی پیدا نہیں ہوتا۔ جب  
اس میں بارش کے قطرہ کی کشش پیدا ہوتی ہے تب وہ نکل کر اوپر آتا



ہے۔ بارش کا قطرہ جب اسکے منہ میں پڑ جاتا ہے تو وہ منہ بند کر کے نیچے اتر جاتا ہے۔ کچھ مدت گزرنے کے بعد اس سیپ میں بے مثال موتی پیدا ہو جاتا ہے۔ اگرچہ یہ دونوں پانی یکساں ہیں لیکن بارش کے پانی کی کشش اس میں بے بہا موتی پیدا کر دیتی ہے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ یہ کشش ہونی چاہیئے پھر خواہ جہاں بھی رہے خوش رہے۔

اے عزیز! سیپ سے مراد ہے، طالب، پانی علم دنیا ہے اور بارش کے قطرہ سے مراد ہے محبت الہی اور کمال مرشد کا رابطہ۔ اور بے بہا موتی سے مراد ہے حصول معرفت الہی۔ طالب۔ کشش جذبے اور محبت الہی سے اس دنیا کے کھارے پانی سے باہر نکل کر ترک الدنیا اس کمال عبادت (ترک دنیا ہر عبادت کی اصل ہے۔) پر عمل کر کے مرشد کے رابطہ کے قطرے سے مشرف ہو کر آخری مقصود تک پہنچ کر بے بہا موتی بن جاتا ہے۔

## ایک آہ، کا ثواب!

خلیفہ محمود نظامانی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت پیر میں قدسنا اللہ باسرارہ رلاڑ، کے سفر میں محراب فقروستان کی دعوت پر تشریف لے گئے اور میں دعوت کا تمام سامان تیار کر کے آپ کے استقبال کے لئے حضور کی خدمت میں پہنچا۔ دیکھو دستان کا خلیفہ محمد ملوک بھی آکر زیارت سے مشرف ہوا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ اگر حضرت والا دیکھ کر بیسے میں تشریف لے چلیں تو کیا ہی خوب ہو۔ وہاں ہر چہا طرف سے لوگ آپ کے انتظار میں ہیں۔ یہ بات حضرت والا نے سنی تو فرمایا: کیا ہے؟ میں نے تمام بات عرض کر دی۔ خلیفہ محمد ملوک نے بھی میری دعوت قبول کر لینے کی استدعا کی۔



اس نے عرض کی: یا حضرت! زیارت کے لیے لوگ بڑی تعداد میں جمع ہیں اور دعوت کا سب سامان بھی تیار ہے۔ اگر حضور جلد تشریف لے چلیں تو کرم ہوگا! حضرت والد نے مسکراتے ہوئے فرمایا: خلیفہ کا خزانہ خرچ کرنے سے کبھی خالی نہ ہوگا! اس کے بعد آپ نے دونوں ہاتھ مبارک میرے کندھے پر رکھ کر فرمایا کہ: ایک بزرگ کئی سال حرم مبارک میں مقیم رہا۔ اس نے متعدد حج اکبر ادا کئے۔ اور مسکنت سے گزارہ کرتا رہا۔ ایک دفعہ حج کے دن ایک اور شخص حج کے ارادہ سے عرفات پہنچا۔ لوگوں نے اسے بتایا کہ حج کا وقت ختم ہو چکا ہے۔ حج کے فوت ہو جانے کے صدقے سے اس نے درد ناک آہ کی۔ اس شخص سے اُس بزرگ نے فرمایا: تو نے یہ آہ کیوں کی؟ وہ بولا: میرا حج قضا ہو گیا! بزرگ نے فرمایا: اس آہ کا ثواب تو مجھے دیدے، جتنے اکبری حج میں نے کئے ہیں اور جو مسکنت کے ساتھ یہاں رہا ہوں ان سب کا ثواب میں تجھ کو دے دیتا ہوں!

دونوں نے یہ سودا قبول کر لیا۔ رات کو اس بزرگ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو نے خوب سودا کیا۔ اگر اُس ایک آہ کے مقابلے میں عرفات میں تمام حاجیوں کے حج آجائیں تو بھی اُس آہ کا ثواب ان سے زیادہ ہے! اس کے بعد حضرت والد نے خلیفہ محمد بلوک سے فرمایا: یہ خلیفہ بھی ایسا ہی سودا کرتا ہے۔ اگر تمام جہان والے لوٹنا شروع کر دیں تو بھی خلیفہ کا ذرہ بھر نقصان یا کمی نہ ہوگی! پھر لاٹ، کی تمام دعوتوں سے فارغ ہو کر حضرت والد امیری دعوت پر تشریف فرما ہوئے۔ اس وقت تک مشفقانہ دیدی اسی طرح وہیں بیٹھے رہے تھے۔ اے عزیز! ہر کوئی اپنے حوصلے کے مطابق کام کرتا ہے۔



مترے است دریں سینہ کہ گفتن نہ تو انم  
 ورتے ست دریں بحر کہ گفتن نہ تو انم  
 اس سینہ میں ایک ایسا راز ہے کہ جسے میں کہہ نہیں سکتا۔ اس دریا  
 میں ایک موتی ایسا ہے جس کو پرو نہیں سکتا۔  
 خوش دل ایاز باش کہ محمود عاشق است  
 ملک و ملوک ہمہ ملک تو لاشک است  
 اے ایاز خوش رہ کہ سلطان محمود تجھ پر عاشق ہے۔ سارنگ اور  
 تمام بادشاہ تیری ملک میں ہیں۔

## امتحان عشق اور کشمیر عشق

خلیفہ محمود نظامانی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ حضرت پیرسائیں قب سنا اللہ  
 باسراہ بموعہ اہل خانہ دریا کے اُس پار میاں سید مرتضیٰ شاہ (حضرت والا  
 کے برادر خور) کے ہاں فاتحہ خوانی کے لیے تشریف فرما ہوئے۔ فقیر بھی آپ  
 کے ہمراہ تھا۔ آپ کا معمول تھا کہ نماز ظہر کے بعد مثنوی معنوی پڑھا کرتے تھے  
 اس دن بھی آپ نے مثنوی لانے کو کہا مگر نہ ملی۔ کسی شخص نے عرض کی کہ  
 یا حضرت! گلستان اور بوستان موجود ہیں۔ آپ نے بوستان منگا کر  
 عشق کے باب سے کچھ بیان فرماتے رہے۔ آپ کے ارشادات سے مجھ پر  
 ذوق و شوق اور وجد کا عالم طاری ہو گیا۔ اس وقت بندہ نے عرض کی کہ یا حضرت!  
 جو کچھ ہے ظاہر و باہر کر کے مخلوق کو بتادیں۔ اشارات سے کیوں کام لے  
 رہے ہیں؟ حضرت والہ نے ارشاد فرمایا: مثلاً کوئی ایسا شہر جو مرجح  
 خاص و عام ہو تو اس شہر کی طرف عموماً مشہور اور بڑے راستے سے ہی پہنچا



جائیگا۔ جنگل اور غیر معروف راستے سے کسی کو پہنچا دینا شانزدہ نادر ہے۔  
بمصدق: «النَّادِرُ كَالْمَعْدُومِ» نادر نفسی کے حکم میں ہے۔ یہی وجہ ہے  
کہ ہم پہلے بزرگوں کے کتاب دکھاتے ہیں۔ اس کے بعد تمثیلاً ارشاد فرمایا  
کہ: پروانوں نے ملکر مشورہ کیا کہ چل کر کسی شمع پر خود کو جلا لیں۔ اس وقت  
ایک ٹڈی بھی وہاں موجود تھی وہ بولی: میں بھی تمہارے ساتھ شمع پر خود کو جلانے  
اور دیکھنے کیلئے چلتی ہوں۔ پروانوں نے اس سے کہا کہ: اے ٹڈی جلنا تیرا  
کام نہیں ہے۔ لیکن ٹڈی نے ان کی بات نہ مانی اور ان کے ساتھ روانہ ہوئی  
جب شہر کے قریب پہنچے اور سورج بھی غروب ہو گیا تو پروانوں نے مشورہ کیا  
کہ: ہم میں سے کوئی ایک جا کر دیکھ آئے کہ شمع کہاں پر جل رہی ہے۔ سب نے  
انکار کیا مگر ٹڈی نے کہا: میں دیکھ کر آتی ہوں۔ ٹڈی شہر گئی۔ دیکھ کر واپس  
آئی۔ اس نے پروانوں سے کہا کہ: ایک سو داگر کے گھر میں ایک بہت بڑی شمع  
روشن ہے اور اسکی روشنی بھی بہت زیادہ ہے۔ پروانے بولے: اے ٹڈی  
تیرا کام اگر جتنا ہوتا تو تو واپس نہ آجاتی۔ یہ ستنے ہی مجھے وجد آ گیا اور حضرت  
والا کے سامنے سر دیکھی کی وجہ سے جو آلاؤ ہلایا گیا تھا میں کپڑوں سمیت اس  
میں جاگرا۔ لیکن آگ نے میرے بدن یا کپڑوں پر کچھ بھی اثر نہ کیا۔ جب میں  
ہوش میں آ گیا تو حضرت والا نے بندھ سے فرمایا: یہ مثال اس آگ کے لیے  
ہیں ہے یہ آگ طالع البانِ حق کو ہرگز نہیں جلائے گی۔ پھر آپ نے ایک  
دوسرا بیان فرمایا کہ: کافروں کا کوئی بادشاہ خود کو اللہ کہلاتا تھا اور  
کافروں کی جماعت اس کے تابع تھی۔ اس قوم میں ایک لڑکی تھی جو حق سبحانہ و  
تعالیٰ کی پوجا کرتی تھی۔ مگر کفار کے خوف سے وہ چھپ کر عبادت کیا کرتی تھی۔  
ایک شب اس پر ذوق و شوق بہت زیادہ ہی غالب آ گیا اور وہ مراقبہ میں



بہوش ہو گئی۔ وہ اسی حالت میں تھی کہ سورج نکل آیا۔ اس وقت اس کا باپ اس کے پاس آیا اور اس کی یہ حالت دیکھ کر سمجھ گیا کہ یہ کسی دوسرے خدا کی پوجا کرتی ہے۔ یہ ماجرا اس نے دوسرے کفار کو بتا دیا۔ وہ اکٹھے ہو کر اس لڑکی کے پاس آئے اور اسکو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے سے منع کیا۔ مگر لڑکی باز نہ آئی تو اس کے باپ نے ایک بڑے تنور میں لکڑیاں بھر کر لڑکی کو ان کے درمیان میں بٹھا دیا۔ اور چاروں طرف سے آگ لگا دی۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ نے آگ کو حکم فرمایا: اے آگ! اس سچی طالبہ کو اپنی حرارت سے جلا نا نہیں ورنہ میں تجھ کو بھی آتش عشق سے جلا دوں گا۔ وہ آگ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے بردا و سلاما ہو گئی تھی اس طالبہ صادقہ پر بھی ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو گئی اور اسکو کچھ بھی گدندہ پہنچایا۔

## مذہب عشق میں یہ بے دلی ہے

عبداللہ فقیر کھوڑا لی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت پیر سائیں و تدرنا اللہ باسرارہ العزیزہ کچھ کے سفر سے لوٹے، بھج، شہر سے سوار ہو کر مہر، شہر کی طرف آتے ہوئے آپ نے اپنے گھوڑے کو بہت تیز چلایا۔ جسکی وجہ جو فقیر پیدل تھے سب پیچھے رہ گئے۔ میں بھی پیدل میں تھا۔ راستے میں ابو بکر شاعر مل گیا، جو کہ حضرت والا کے مخلص مریدوں میں سے تھا۔ گھوڑوں کی تیز رفتاری کے باعث پیچھے رہ گیا تھا۔ تنہائی کی وجہ سے رنجیدہ ہو کر رو رہا تھا۔ وہ ہمارے ساتھ چلنے لگا۔ اس نے راستہ چلتے ہوئے ایک کافی تیار کی جس کا مطلع ہے۔



سسی کی نال نیند اخان خون پیدائند  
 جب حضرت والا کی خدمت میں پہنچا تو اس نے یہ کافی پڑھ کر لی  
 آپ نے شکر فرمایا۔ ابو بکر! تو نے یہ کیا کہا ہے؟ اگر سسی جیسے  
 لاکھوں عشاق جان بھی قربان کر دیں تو بھی معشوق کو کیا پرواہ؟ یہ عجیب  
 بات ہے کہ تو نے معشوق کو شکایت سنائی ہے۔ مذہب عشق میں یہ  
 بے ادبی ہے! س

عاشقاں کشتگان معشوق اند  
 بر نیاید ز کشتگان آواز  
 عشاق، کشتگان معشوق ہیں۔ مقتولوں سے آواز نہیں نکلا کرتی۔  
**جہاں پر عشق ہو گا وہاں قرار کیونکر رہے گیگا**

حافظ قرار علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت پیرسائیں قد  
 سنا اللہ باسم اللہ العزیز موضع رکھیاری، میں تشریف فرما ہوئے۔ فقیر  
 ہالے، نے آدمیوں کے مجمع میں میرا نام لیکر زور سے آواز دی  
 کہ: اوحا فظ قرار!

یہ سن کر حضرت والا نے فرمایا: جہاں  
 پر عشق ہو گا وہاں قرار کیونکر رہے گا؟

**یہ خدا کو پا کر آرام سے سو رہے ہیں**

حضرت پیرسائیں قد سنا اللہ باسم اللہ نے ارشاد فرمایا: مخدوم  
 نوح ساکن ہالا کنڈی۔ علیہ الرحمۃ کو ابتداءً فوق و شوق اس قدر شدید



تھا کہ رات دن بیقرار گاؤں میں گھومتے پھرتے رہتے تھے۔ جب آپ  
گاؤں کے لوگوں کو سوسے ہوئے دیکھتے تو فرماتے: "یہ خدا کو پا کر آرام  
سے سو رہے ہیں۔"

اے نوح! تو نے کچھ نہ کیا اور نہ ہی تجھے خدا ملا اس لئے تو قریہ  
پر قریہ پھر رہا ہے۔ اس طرح کہنے سے ان کی آتشِ عشق فرید تیز ہو جایا  
کرتی اور آپ اور بھی زیادہ بے قرار ہو جایا کرتے تھے۔  
کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

راہ طلب منزلِ آرام نہ وارد  
ہم سفرِ رنگِ رواں قافلہٴ مسافر  
راہ کا متلاشی آرام کی منزل نہیں رکھتا۔ ہمارا قافلہ رنگِ رواں

## کاہم سفر ہے۔ نماز بغیر محبت اور ذوق کے بیجا ہے۔

خلیفہ محمود نظامانی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک دن حضرت پیرسائیں  
قدس اللہ بامرہ العزیز نے "کچھ" کے سفر میں بندہ کو خطاب کر کے  
فرمایا کہ: "نماز بغیر محبت اور ذوق کے بے فائدہ ہے۔" میں نے عرض کی  
یا حضرت! ہماری بھی مرضی نماز نہ پڑھنے کی ہے۔ اگر حکم ہو تو نماز چھوڑ  
دیں؟

آپ نے چندے توقف کے بعد فرمایا: "چھوڑنی تو بہر حال نہیں۔" یہ  
نماز عابدانِ فقہہ و سجدت نماز عاشقانِ ترک و جودت  
عابدوں کی نماز فقہہ اور سجدت ہے مگر عاشقوں کی نماز ترک و جود ہے



## تم میں بھی کچھ سا پن باقی ہے

میںڈھرو فقیر علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک دن حضرت پیرسائیس قدسنا اللہ باسرارہ العزیز کے حضور میں ایک فقیر عشق و محبت میں ٹھنکا ہوا بقیارو پریشان ہو کر چیخا چلا تا حاضر ہوا۔ اور عرض کی۔ یا حضرت میرے اندر جو آگ بھڑک رہی ہے اس نے میرا کچھ نہیں چھوڑا۔ عاجز آچکا ہوں۔ اس سے زیادہ کی مجھ میں کچھ بھی سکت نہیں ہے۔ اب میں جینیو (زنار) پہن کر برہمنوں کی دوکان پر بیٹھ رہتا ہوں؟

حضرت وال نے ہاتھ سے صبر کا اشارہ فرماتے ہوئے ایک قصہ بیان فرمایا کہ۔ ایک عورت نے دھچکی میں پانی اور چنے ڈال کر نیچے آگ جلائی۔ آگ کی تپش سے جب چنے اچھلنے کو دئے لگے تو عورت نے چچے سے ان کے کچے یا پکے ہونے کی خبر لے کر کہا۔ تم میں ابھی کچا پن باقی ہے۔ گھڑی بھر صبر کرو اور آگ کی تپش سے ٹھیک ہو جاؤ۔ پھر میں تم کو اپنی جان میں سما لوں گی۔

## محبت ذاتی، محبت صفاتی اور محبت الٰہی

حضرت پیرسائیس قدسنا اللہ باسرارہ نے محبت ذاتی، محبت صفاتی اور محبت الٰہی کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ۔ ایک شخص کو کسی بزرگ سے اس کے افعال مثلاً عبادت، زہد اور اخلاق حسنہ کی وجہ سے محبت ہوگئی۔ اتفاقاً اس بزرگ سے کوئی ایسا کام سرزو ہوگیا جس کی وجہ سے بزرگ سے اسکی محبت ختم ہوگئی۔ اور ایک دوسرے



شخص کو ایک گھوڑے کے ساتھ اس کی عمدہ رفتار دیکھ کر صفائی محبت ہو گئی۔ اتفاقاً وہ گھوڑا ننگڑا ہو گیا۔ جس کی وجہ سے اسکی محبت بھی ختم ہو گئی اور دوسرے ایک شخص کو اپنے حسین و جمیل بیٹے سے ذاتی محبت ہو گئی۔ وہ اسکو بہت عزیز رکھتا تھا۔ قضائے الہی سے اچانک اسکو چھپک نکل آئی۔ جس کی وجہ سے وہ لڑکا اندھا اور ننگڑا ہو گیا نیز اس کا حسین و جمیل چہرہ داغدار ہو گیا۔ لیکن باپ کی محبت زائل نہ ہوئی۔ جیسی تھی ویسی ہی برقرار رہی۔

اے عزیز معلوم ہوا کہ محبت افعالی اور محبت صفائی، شد سے بدل جایا کرتی ہے۔ مگر محبت ذاتی کو تغیر و تبدل نہیں ہے۔

## کمال دوستی

فیروز فقیر نظامانی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ مجھ پر حال وارد ہوا۔ میں نے ارادہ کیا کہ حضرت پیرسائیں قدسائے سرارہ کے حضور عرض کر دوں۔ لیکن دو ماہ گزر گئے پھر بھی عرض نہ کر سکا۔ ایک دفعہ حضرت وال، روٹھری سے واپسی پر جب ”بھنڈ“ کے پاس سے گزرے تو مجھے حکم فرمایا کہ ”فیروز! تو اپنی گھوڑی کو ہمارے گھوڑے کے قریب کرتا کہ ہم آپس میں باتیں کریں“ میں قریب ہو گیا تو آپ نے میرے کندھے پر ہاتھ مبارک رکھ لیا۔ دوران گفتگو میں نے عرض کی ”یا حضرت! مجھ کو حال نصیب ہوا ہے جس چاہتا تھا کہ عرض کروں لیکن دو ماہ گزر گئے عرض نہ کر سکا۔ اس کا کیا سبب ہے؟“ آپ نے فرمایا ”یہ کمال دوستی، کیونکہ دوستی میں ایک کو نہ محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ خوف یا خطرہ کی وجہ سے نہیں ہوتی بلکہ عاشق کہتا ہے کہ میں ہر وقت محبوب کی حضوری اور قرب میں رہوں مگر اس کو



بات کرنے کی ہمت نہیں ہوتی۔ پھر یہ رباغی ارشاد فرمائی ہے  
 ہمے خواہم کہ رازِ دل تو گوئیم ولے جائے نمے نیم  
 اگر جلے کتم پیدا ترا تنہا نمے بی نیم  
 اگر تنہا تر ایام و جائے ہم شو دپا  
 ز شامی دست و پا ہم میز نم خود رانہ مے نیم  
 میں چاہتا ہوں کہ تجھ سے رازِ دل بیان کر دوں مگر میں منوں جگہ  
 نہیں پاتا۔ اور اگر ایسی جگہ تلاش کر لیتا ہوں تو میں تجھ کو تنہا نہیں پاتا۔  
 اور پھر اگر میں تجھ کو تنہا پالیتا ہوں اور موزوں جگہ بھی مل جاتی ہے تو  
 خوشی سے ہاتھ پاؤں بھی مارتا ہوں لیکن خود کو نہیں پاتا۔

## ایک بڑھیا عورت کحل کی کشش

عبداللہ فقیر مبین علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک دن پیرسائیں قدس  
 سرہ القدس "قصبہ فقیر چاندیہ" سے عالی فقیر سہیہ کی دعوت پر روانہ ہوئے۔  
 جب بارہ کوس طے کر چکے تو راستہ ہی میں ایک آدمی آیا اس نے پیغام دیا  
 کہ "عالی فقیر نے دعوت کو ملتوی کر دیا ہے؟ آپ نے جب یہ خبر سنی اس  
 وقت دن گرم ہو چکا تھا۔ آپ نے وہیں پڑاؤ ڈال دیا۔ برسات کے  
 دن تھے۔ وہاں گھاس بہت تھا۔ کچھ لوگ گھاس کے آس پاس بیٹھے تھے  
 چرا رہے تھے۔ حضرت والانے مجھ سے چھری لیکر کریر کے ایک درخت  
 کی شاخیں کاٹیں اور اس کے نیچے آرام فرمانے لگے۔ آپ کے ہمراہی  
 بھی درختوں کے نیچے بیٹھ رہے۔ تھوڑی دیر بعد ایک بڑھیا عورت  
 آئی۔ اس نے عرض کی "میں آپ کی مریدنی ہوں۔ فلاں مقام پر میں نے



آپ سے بیعت کی تھی۔ بڑی مدت سے میرے دل میں شوق تھا کہ کسی بھی طرح حضرت دلائی زیارت کر لوں۔ مگر کیا کروں میرا کوئی بھی مرد محرم نہیں ہے نہ خاوند ہے نہ بھائی ہے نہ اور کوئی دوسرا کہ جس کے ہمراہ درگاہ شریف پہنچ کر زیارت کر سکتی۔ اس لیے جب بھی ذکر سے فارغ ہوتی تھی تو دامن پھیلا کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگا کرتی تھی کہ یا اللہ! اپنے کرم سے مجھ ضعیفہ کو اسی جگہ پر میرے پیر و مرشد کریم کی زیارت کر دے۔ پھر اس بڑھیلے دعوت کے لیے ایک گائے حضرت وال کی خدمت میں نذر کی۔ فقیروں نے گائے ذبح کی اور گوشت پکایا۔ بڑھیا اپنے گھر گئی اور کچھ روٹیاں پکا کر حضرت دلائی کی خدمت میں لے آئی۔ حضرت وال جب طعام سے فارغ ہوئے تو ارشاد فرمایا کہ "بڑھیا عورت کے اکب دل نے سینکڑوں آدمیوں اور گھوڑوں کو زین کی طرف پھرا کر رکھ دیا۔ عالی فقیر کا کچھ بھی تصور نہیں

## اب دیکھی دیدے

حضرت پیر سائیں قدسنا اللہ بابر نے ارشاد فرمایا کہ "بی بی رابعہ قدس اللہ سرہا۔ جب بیمار ہوئیں تو کہا کرتی تھیں کہ "اے خدا! تو روٹی تو دیدی پس سالن بھی دیدے۔ بیماری تو دیدی پس اب درد بھی دیدے۔"

اے عزیز! یہ ظاہری درد نہیں بلکہ یہ ذوق و شوق تھا جسکو مانگا کر لیا کرتی تھیں۔

ہر کہ درد راں درد و درد راہ!

سوز او بر حساب او باشد گواہ



جو شخص درد کا سلیقہ اور راہ کا درد رکھتا ہو۔ اس کا سوز اس کے مقام کا گواہ ہوتا ہے۔

گردوائے وصل اومے بایت

دردخواہ و دردخواہ و دردخواہ !

اگر تجھے اس کے وصل کی دوا کی ضرورت ہو تو درد مانگ اور درد مانگ اور درد مانگ۔

## طالبِ حق بیمار ہو تو کیا کرے؟

حضرت پیرسائیں قدسنا اللہ بآسرارہ نے ارشاد فرمایا یہ ایک دن بزرگانِ زمانہ بی بی رابعہ بصری قدس اللہ سرہا کے پاس آئے ہوئے تھے۔ باہم گفتگو شروع ہوئی تو انہوں نے سوال اٹھایا کہ "اگر طالبِ حق بیمار ہو تو کیا کرے؟" ایک نے کہا "صبر کرے" دوسرے نے کہا راضی ہے! پھر انہوں نے رابعہ بصری سے پوچھا۔ حضرت رابعہ نے فرمایا: اس طرح لذت و ذوق لینا چاہیے کہ صبر اور رضا دونوں فراموش ہو جائیں۔

## اب تیرا عشق اور محبت سرد پڑ گئی ہے کیا؟

خلیفہ میاں محمود نظامانی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک دن ہم حضرت پیرسائیں قدسنا اللہ بآسرارہ کی موجودگی میں حرم خانہ سے مٹی اٹھا رہے تھے کہ اتنے میں سالک مجذوبہ (حاجی ابراہیم فقیر کی والدہ) جو حضرت والاکے مقربہ مریدی تھی وہاں آگئی۔ حضرت والاکے اسکو دیکھتے ہی فرمایا کہ یہ اے مجذوبہ! اب تیرا عشق اور محبت سرد پڑ گئی ہے کیا؟ کہ عشق



کی بیخ پکار نہیں کرتی آج کچھ سنا دے۔ اس پر اس مجذوب نے محبتِ الہی میں  
یہ سندھی بیت جوش و درو میں ڈوب کر بہ آواز بلند پڑھا۔

دسین تان دس، عالم لگتی آسری

ہائی حسیم ترس، مندون مٹی آبیون

یعنی۔ اگر تجھ کو برسا ہے تو اب برس، سارا جہان تجھ پر اس لگائے ہوئے  
ہے۔ اب دیر نہ کر کہ موکم آ گیا ہے۔

یہ بیت سنتے ہی، حرم خانہ میں جو فقرا مٹی اٹھا رہے تھے ان پر گریہ اور  
وجد طاری ہو گیا۔ حضرت والے اپنے ہاتھ کے اشارے سے اس مجذوب  
کو دوسرا بیت پڑھنے سے روک دیا۔

## حال اور کمال

خلیفہ محمود نظامانی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت پیر سائیس قدسنا  
اللہ بامرہ العزیز میری دعوت پر ”کڑیے“ میں تشریف فرما ہوئے۔ وہاں  
حال اور کمال کی باتیں چل نکلیں۔ دوران گفتگو حضرت والے نے شاہ عبد اللطیف مہٹائی  
علیہ الرحمۃ کا یہ سندھی بیت پڑھا۔ اور آپ کی مبارک آنکھوں سے بے اختیار  
آنسوؤں کے موتی برسنے لگے۔

جھڑی آیس جین، تھڑی حیات تن ڈی

ماڑی پگی مہ مھو، سپ جماندر سین

تیس کاٹاری کاندھی، مت اچی ہینٹن

کند کڈیس کین، جڈھن ڈسندیس ماگ ملیر جا

جیسی آئی ہوں ان کے پاس ویسی ہی جاؤں مجھے محل میں، کا طعنہ نہ لگے جب تک  
زندہ رہوں یہاں آکر اپنے خاوند کی میار دار بنی ہوں جب وطن جاؤنگی تو منہن کیسے اٹھاؤنگی۔



## طالب صادق کا پیر عشق ہے

خلیفہ محمود نظامانی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک دن شام کے وقت درگاہ مبارک پر میں نے حضرت پیر سائیں قدس اللہ سرہ الاقدس کو اپنے حالات سنائے۔ تو اپنے ٹھنڈی سانس لے کر فرمایا کہ یہ طالب صادق کا پیر سفید دار مٹھی والا نہیں ہے بلکہ اسکا پیر عشق ہے۔

## عشق آیا۔ عقل گئی

حضرت پیر سائیں قدسنا اللہ باسرارہ نے ارشاد فرمایا کہ یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانے میں ان کی خدمت میں پھر فریاد لیکر آئے کہ یہ یا نبی اللہ! ہم پر ہوانے ظلم کیا ہے۔ ہمیں اپنے وطن سے در بدر کر دیا ہے۔ اسکو تنبیہ فرمائیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: تمہارے دعوے کا تدارک ظالم مدعی علیہ کی موجودگی کے بغیر نہ ہو گا۔ کیونکہ پہلے فریقین کے بیان ایک دوسرے کے سامنے لے لیے جائیں تو اس کے بعد ہی حق کا حساب ہو سکے گا۔ تم یہیں بیٹھ جاؤ، ہم ہوا کو طلب کرتے ہیں، جب ہوا آئی تو پھر ٹھہرنے کے اور وہ اُڑ گئے۔ لہذا ان کی فریاد ناقابل سماعت ٹھہری، اس مقام پر حضرت والا نے فرمایا کہ پھر کی مثال عقل ہے اور ہوا کی مثال عشق ہے۔



جب عشق آیا۔ عقل گئی سے  
 عشق آمد عقل زاحیراں کند  
 بلکہ از وطن خودش ویراں کند  
 عشق آتا ہے تو عقل کو حیران کر دیتا ہے۔ بلکہ اسکو اسکے وطن سے  
 جدا وطن کر دیتا ہے۔

## انتظارِ محبوب

حضرت پیرسائیں و تَدَنَا اللہ بآسرارہ نے فرمایا کہ "طالب کو  
 چاہیے کہ وہ اپنا دل ہمیشہ محبوب حقیقی کے انتظار میں اس طرح رکھے جیسے  
 کہ عاشق اپنے بچھڑے ہوئے محبوب کے دیدار کے لیے ہمیشہ پریشان و  
 بیقرار رہتا ہے" سے

معلق را چہ صبر و چہ تراس

مبتدائے عشق کو صبر و تراس کیسا؟

یہاں پر آپ نے یہ سنہی بیت بھی پڑھا۔ سے

صائم سحی حیئن اذان جی آواز کی

مون تن آھی تیئن سکالو سچپین

یعنی جس طرح روزہ دار مغرب کی اذان کا منتظر ہوتا ہے اسی طرح

میں بھی دوستوں کا منتظر ہوں۔



## ہم دھوبی کالٹر کا نہ بنے

ایسا ہی بیان سید الطائف حضرت جنید بغدادی قدسنا اللہ بامرہ سے منقول ہے۔ کہ ایک دھوبی کے لڑکے کے پاس شہزادی کے کپڑے دھونے کے لیے آیا کرتے تھے۔ لڑکا شہزادی کے لباس پر ایسا عاشق ہو گیا کہ چین و قرار کھو بیٹھا۔ ایک دفعہ وہ شہزادی کا لباس پتھر پر ٹک کر صاف کرنے کی خاطر دریائیں ڈبچار ہاتھا کہ ایک لہرائی اور کپڑے بہا کر لے گئی۔ عاشق کے لیے یہ کپڑے یوسف علیہ السلام کی قمیص کی طرح دیدہ و دل کا نور تھے۔ لڑکے نے بے اختیار ہو کر دریائیں چھلانگ لگا دی اور جان، حضرت عشق کے نذر کر دی۔ حضرت جنید قدسنا اللہ سرہ القدس فرمایا کرتے تھے: ہم سب کچھ بن گئے لیکن دھوبی کالٹر کا نہ بنے۔

## یہ پھولا آنکھ میں پلے ہی تھا

مرید فقیر نظامانی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک دن حضرت پیرسائیں قدسنا اللہ بامرہ نے ارشاد فرمایا کہ یہ مائی سوہنی تیر کر دریا عبور کر کے مہینوال کے پاس آیا کرتی تھی۔ ایک دن اس نے مہینوال سے کہا: اے مہینوال! تیری آنکھ میں پھولا ہے۔ مہینوال بولا: اے سوہنی! یہ پھولا آنکھ میں پہلے ہی تھا لیکن تجھے نظر آج ہی آیا ہے۔ آج کے بعد پھر میرے پاس نہ آنا۔ اگر آئیگی تو دریا ہی میں ڈوب جائیگی! اے عزیز! اگر عشق مجازی، عشق حقیقی تک پہنچ جائے، شہباز ہے۔ اور اسکی سیر اور شکار گاہ لامکان۔ اور اس کا مقصود بے مثال



ہے۔ اور اسکی حالت هل من مزيد ہے۔ ورنہ بے بنیاد اور فساد ہے۔  
اور ایسے عاشق کا انجام سوہنی کی طرح تباہی ہے۔

## عشق مجازی جائز ہے لیکن.....

سید مولے ڈنہ علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک دن حضرت پیر سائیں  
قدسنا اللہ بامرارہ نے فرمایا: ہمارے جس مرید نے عشق مجازی کیا وہ  
ہمارا مرید نہیں ہے۔ یہ سنتے ہی حاضرین مجلس ڈر گئے۔ اور کانپ کر  
رہ گئے۔ اس کے بعد آپ نے خود ہی ارشاد فرمایا یہ عشق مجازی جائز ہے  
لیکن اس طرح جیسے ایک بزرگ کے مرید نے کیا۔ جسے فیض حاصل نہیں ہوا  
تھا۔ باوجود اس کے کہ وہ بہت مدت خدمت میں رہا اور حصول فیض کے  
لیے عرض کرتا بھی رہتا تھا۔ ایک دن اسکو مرشد نے فرمایا کہ: جا۔ اور جا  
عشق مجازی اختیار کر۔ اپنے پیر و مرشد کے حکم کی تعمیل میں مرید بازار میں  
آیا۔ بازار میں اسکو ایک ہندو عورت نظر آئی (جو دوکان پر بیٹھی تھی) یہ  
اس کے سامنے جا بیٹھا اور اس کو دیکھنے میں محو ہو گیا۔

اس عورت نے جب یہ دیکھا کہ یہ شخص مجھے گھور رہا ہے تو وہ اسکی  
طرف پیٹھ پھیر کر بیٹھ گئی۔ تاہم وہ شخص اس کی جانب سارا دن دیکھتا ہی  
رہا۔ جب شام ہو گئی تو وہ اپنے مرشد کے پاس آیا۔ تمام ماجرا عرض  
کر دیا۔ جب دوسرا دن ہوا۔ تو وہ پھر وہیں جا پہنچا اور دوکان کے  
سامنے کھڑا ہو کر اس عورت کا نظارہ کرنے لگا۔ وہ عورت دوکان  
چھوڑ کر اپنے گھر میں جا بیٹھی۔ فقیر وہیں کھڑا رہا اور اسی جانب دیکھتا  
رہا۔ گاہ بگاہ وہ باہر نکلتی تھی اور اس کو باہر کھڑے دیکھ کر پھر واپس



چلی جاتی تھی۔ سارا دن یونہی گزر گیا۔ جب شام ہو گئی تو اس شخص نے سارا قصہ مرشد کے حضور حاضر ہو کر بیان کر دیا۔ اسی طرح تیسرے دن بھی وہ گیا اور بجنوں کی طرح بے قرار ہو کر اس کی جانب دیکھنے میں مشغول ہوا۔ یہ دیکھ کر وہ عورت اپنے گھر سے نکلی اور مہسایہ کے مکان میں جا کر بیٹھ رہی۔ تاہم وہ فقیر وہاں ہی کھڑا رہا۔ وہ عورت اپنے گھر کی نگرانی کی خاطر تھوڑے تھوڑے وقفے سے باہر آتی اور اس فقیر کو وہیں کھڑا دیکھ کر واپس چلی جاتی رہی۔ اسی طرح یہ تیسرا دن بھی یونہی ختم ہو گیا۔ فقیر نے پوری حقیقت مرشد کو سنا دی۔ چوتھے روز بھی وہ آیا اور اسی مقام پر بیٹھ گیا۔ وہ عورت یہ سمجھ کر کہ یہ عاشق صادق ہے۔ خود بھی اسکی محبت میں گرفتار ہو گئی۔ دونوں جانب سے حجاب اٹھ گئے اور باہم بات چیت شروع ہو گئی اور اسی طرح جب یہ دن بھی پورا ہوا اور اس شخص نے یہ ماجرا مرشد کو سنایا تو مرشد نے فرمایا: صبح کو جا کر اس عورت کو کہنا کہ آج رات ہم دونوں فلاں درخت کے نیچے ملاقات کریں گے۔ یہ وعدہ کرنے کے بعد میرے پاس آ جانا۔ پانچویں دن بھی فقیر وہاں پہنچا۔ تو وہ عورت بھی اس کے پاس آ کر دوستی اور خلوص و محبت کا اظہار کرنے لگی تو فقیر نے اس سے کہا: آج رات فلاں درخت کے نیچے میں تیری ملاقات کے لیے آؤں گا۔ یہ کہہ کر وہ اپنے مرشد کے پاس آ گیا۔ مرشد نے فرمایا: آج رات جا کر اس درخت کے اوپر چڑھ کر بیٹھ رہنا۔ جب وہ عورت آ کر تجھے ڈھونڈ ڈھونڈ کر واپس چلی جائے تو پھر تم میرے پاس آ جانا۔ فقیر کو جس طرح مرشد نے فرمایا تھا۔ اسی رات اس نے اسی طرح عمل کیا اور پھر مرشد کے پاس آ کر سب کچھ عرض کر دیا۔ اب مرشد نے اس کو مکان



میں تنہا بٹھا کر دروازہ بند کر دیا۔ جب چالیس دن پورے ہو گئے۔ باہر سے ہی اس فقیر کا نام لیکر اسکو لپکا گیا۔ فقیر نے جواب دیا کہ میں وہ نہیں ہوں۔ میں تو ہندو ٹورت ہوں! سے

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی  
تا کس نہ گوید بعد ازین من دیکھ سرم تو دیکھیری  
میں تو ہو گیا، تو میں ہو گیا، میں بدن ہو گیا تو جان ہو گیا۔ اس  
کے بعد کوئی یہ نہ کہے کہ میں اور ہوں، تو اور ہے۔

اس کے بعد مرشد نے اس سے فرمایا کہ: اب اس خیال کو  
چھوڑو۔ اور میری صورت کا تصور چھتہ کر۔

جب چالیس دن گزر گئے اور مرشد کی صورت مستحکم ہو گئی تو  
اس نے خود کو ہی مرشد سمجھ لیا۔ دیکھ لیا جو کچھ اس نے دیکھنا تھا۔ پایا  
جو کچھ اس نے پانا تھا۔ یعنی اس نے وہ کچھ دیکھ لیا جو تشریح میں نہ  
سمائے۔ پور اس نے وہ کچھ پایا جو بیان میں نہ آسکے۔ اس مقام  
پر ایک بزرگ نے فرمایا ہے۔

پیر رہ کبریت احمد آمدست

سینہ او بحر احضر آمدست

پیر طر لقیقت خالص کیمیا ہے۔ اس کا سینہ، سبز سمندر ہے

تانا آمد جان آدم آشکار

رہ نہ دانستند سوائے کردگار

جب تک حضرت آدم علیہ السلام کی روح آشکار نہ ہوئی۔ کسی نے

اشک کی جانب راہ نہ پائی۔



رہ پدید آمد چو آدم شد پدید  
 بہشت حنبت را کلید آمد پدید  
 جب آدم ظاہر ہو گیا تو راستہ بھی ظاہر ہو گیا۔ آٹھوں جنتوں  
 کی چابیاں ظاہر ہو گئیں لے

اور حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ نے بھی کیا خوب فرمایا ہے۔ سے  
 بہ مئے سجادہ رنگیں کن گرت پیرمغاں گوید  
 کہ سالک بے خبر نہ بود ز راہ و کم و منتر لہا  
 اگر تجھ کو پیر کا حکم ہو تو مصدے کو شراب میں ڈب دے۔ اس لیے کہ سالک  
 راستہ، رسم اور اس کی منزلوں سے بے خبر نہیں ہو۔

(فقیر ابوسحان قادری عفرک)



## مجنوں کا لسی کو پیغام بھیجنا

حضرت پیرسائیں قدسنا اللہ باسرارہ نے ارشاد فرمایا کہ یہ ایک شخص اُونٹ پر سوار مصر کو روانہ ہوا۔ اور مجنوں اسکولیل کی طرف سلام دیتا ہوا اس کے ساتھ چلتا گیا۔ اور اسکولیل ایک پیغام پہنچانے کا طریقہ سکھاتا رہا۔ اسی طرح ساری رات گزر گئی۔ جب صبح ہوئی اور مصر کے قریب پہنچ گئے تو مجنوں نے واپسی کی اجازت چاہی۔ اس وقت اُونٹ سوار نے انگلی سے اشارہ کر کے کہا: "یہ شہر مصر ہے۔"

اے عزیز! یہ بے خودی اور شوق عشق مجازی کا ہے۔ عشق حقیقی تو عجیب منزلوں کا حاصل ہے۔ کہ زبانِ قال بیانِ حال سے قاصر ہے۔

ذوقِ ایں مئے نہ شناسی بخداتانہ چشتی

خدا کی قسم اس شراب کی لذت کو اس وقت تک نہ پہنچانے کا جو تک کہ تُو چھ نہ لے۔

## اگر تو میرا عشق ہوتا.....

حضرت پیرسائیں قدسنا اللہ باسرارہ نے فرمایا کہ یہ راستہ چلتے ایک شخص کی نگاہ ایک خوبصورت عورت پر پڑ گئی اور اس کا دل اس پر فدا ہو گیا۔ وہ شخص دل سے مجبور ہو کر اس عورت کے پیچھے لگ گیا۔ عورت نے جو اس کو اپنے پیچھے لگے دیکھا تو پوچھا: "تو میرے پیچھے کیوں لگا رہا ہے؟" وہ بولا: "تو نے میرا دل لوٹ لیا ہے۔ میں بے اختیار ہو کر تیرے پیچھے



آ رہا ہوں! عورت عقلمند تھی۔ بولی یہ اگر تو میری اس بہن کا حسن دیکھ لے۔ جو تیرے پیچھے چلی آ رہی ہے۔ جس کے سامنے میری وہی حیثیت ہے جیسی کہ ذرہ کی آفتاب کے سامنے۔ تو یقیناً تو مجھ کو مہول جاٹے! اس شخص نے مڑ کر پیچھے دیکھا۔ اس کے پیچھے دیکھتے ہی عورت نے اس کے منہ پر تھپڑ مار کر کہا: اوجھوٹے مدعی! تو زمرہ عشاق میں سے نہیں ہے۔ دُور سٹ! میرے پیچھے نہ آ۔ جب تو نے مجھ سے عشق کا اظہار کیا تھا تو پھر مڑ کر پیچھے کیوں دیکھا؟ تیری یہ حرکت اوجھوٹے عشق کی دلیل ہے۔ اب میرے پیچھے ایک قدم بھی آیا تو تیری جان کھینچ لوں گی!

عشق آسان نسبت جاناں کو وہ بہ شرکاں کنن است  
کشتی کا غنڈ درون قعر دریا برون است  
سارے! عشق بازی آسان نہیں، پلکوں سے پہاڑ کھودنا ہے  
کاغذ کی کشتی دریا کی گہرائی میں لے جانا ہے۔

دار و معراج میدانند سرداران عشق  
زیں سبب ہر بوالہوس بردار کے سرور  
عشق کے سردار۔ دار کو معراج جانتے ہیں۔ اس وجہ سے ہر بولہو  
دار پر اپنا سر کیونکر رکھ سکتا ہے۔

## ششیر عشق کا کمال

ایک دن حضرت پیرسائیں قدسنا اللہ باسرارہ نے ارشاد فرمایا:  
ایک شخص 'ادون' نامی ریسٹ کی گڈی پر بیٹھا کنوئیں سے کھیت کو پانی دے  
رہا تھا۔ اتفاقاً ہندو ستاروں کی برات وہاں آئی اور کنوئیں کے قریب



ایک درخت کے سایہ میں سارے براتی آرام کرنے بیٹھ گئے۔ جب کھاپی کر فارغ ہوئے تو سب لیٹ کر سو گئے۔ لیکن دلہن اور اڈن کی آنکھیں چار ہو گئیں۔ یعنی دونوں جانب محبت پیدا ہو گئی۔ جب دوپہر کو برات روانہ ہوئی تو قاتل عشق بے قرار ہو گیا اور لَا یَسُوْتُ وَلَا یُجِیءُ کے عالم میں آ گیا۔ کھڑا ہو کر دیکھتا رہا۔ جب وہ نظروں سے اوجھل ہونے لگے تو وہ اسی درخت پر چڑھا اور انہیں دیکھتا ہوا آہستہ آہستہ اوپر چڑھتا چلا گیا۔ بالآخر جب وہ نظر سے غائب ہو گئی تو محبوب کے مشاہدے سے بخود ہو کر اوپر ہی سے مھلانگ لگادی اور جان آفرین کے سپرد کر دی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

پھر جب وہی سنار دلہن کے ساتھ اپنے عزیزوں سے ملنے جا رہے تھے تو بھی انہوں نے اسی مقام پر قیام کیا۔ دلہن نے رہٹ کی گدی پر قاتل عشق کی بجائے ایک عورت کو بیٹھے دیکھا۔ جب سب سو گئے تو اس نے اس عورت سے پوچھا کہ ۛ اس رہٹ کی گدی پر پہلے جو مرد بیٹھا تھا وہ کہاں گیا ۛ؟ اس عورت نے سارا قصہ بیان کر دیا۔ یہ ماجرا سن کر محبت کی ماری دلہن کے سینہ میں عشق کی آتش شوق بھڑک اٹھی۔ اس نے پوچھا ۛ اس کی قبر کہاں ہے ۛ؟ عورت نے انگلی سے اشارہ کر کے بتایا کہ ۛ وہ اسکی قبر ہے ۛ۔ دلہن اس کی قبر پر پہنچی اور مٹی کے ڈھیر پر جاگری اور اپنی جان اپنے محبوب کے حوالے کر دی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

کچھ دیر بعد جب سنار بیدار ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ دلہن موجود نہیں ہے۔ ادھر ادھر تلاش کرنے پر بھی دلہن نہ ملی تو انہوں نے اس عورت سے پوچھا۔ اس عورت نے پوری حقیقت بیان کر دی اور



بتایا کہ وہ ہے شہید عشق کی قبر۔ ستاروں نے قبر پر آکر دیکھا تو  
 بھی دلہن نظر نہ آئی۔ بالآخر انہوں نے قبر کو کھولنا شروع کیا۔ جب  
 کچھ کھول چکے تو انکو دلہن کی صورت اور طہنی دکھائی دی۔ دلہن اپنے محبوب  
 سے مل چکی تھی وہ انہیں نظر نہ آئی فقط ایک اذن۔ سویا ہوا نظر آیا۔ یہ  
 سب بکری کی عشق مجازی کی ہے جو دو، کو ایک، کر دیتا ہے۔ لیکن  
 عشق حقیقی کا جو اثر ہے وہ قلم اور زبان سے بیان نہ ہو سکے گا۔

بسیار دیدم کہ یکے را دو کردہ تیغ  
 شمشیر عشق ہیں کہ دو کس را یکے کند  
 میں نے بارہا دیکھا ہے کہ تلوار ایک کو دو کر ڈالا۔ تو شمشیر عشق کو  
 دیکھ کہ یہ دو افراد کو ایک کر دیتی ہے۔

ہم سب کچھ بن گئے لیکن اذن نہ بن سکے

حضرت مخدوم صاحب "پریالونی" قدس اللہ سرہ الاقدس فرمایا کرتے  
 تھے ہم سب کچھ بن گئے لیکن اذن نہ بن سکے۔  
 عاقلان را شرع تکلیف آسودہ      بیدلان را عشق تشریف آسودہ  
 عقل والوں کے لیے شرع کی تکلیف آئی اور بیدلوں کے پاس عشق تشریف لایا۔  
 کفر کا فرادیں دیندار را      ذرہ درد دے عطیہ را  
 کافر کو کفر اور دیندار کو دین مدار (علیہ رحمۃ) کو درد دل کا ایک ذرہ عطا ہوا  
 گزہ باشد درد تو عطیہ را      او نخواہد کافر و دیندار را  
 اگر عطیہ علیہ الرحمۃ کو تیرا درد حاصل نہ ہو تو وہ نہ کسی کافر کو چاہے۔ نہ  
 دیندار کو۔



## مخالفتِ نفس کی فضیلت

حضرت والانے فرمایا کہ خلیفہ میاں اھو رکھیہ علیہ الرحمۃ کو طعام کی اشتہا بالکل باقی نہ رہی تھی۔ بھوک کی صفت ان کی طبیعت سے نکل چکی تھی۔ یہاں تک کہ دس، دس اور بیس بیس دن بغیر کچھ کھانے گزر جاتے تھے۔ جب گھر کے یا دوسرے کچھ آدمی زور و زبردستی سے کچھ کھلانا چاہتے تو آپ مجبوراً کوئی ایک آدھ لقمہ اٹھا لیتے ورنہ یوں ہی دن گزرتے رہتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارے دل میں بھی خیال آیا کہ ہم بھی طعام کی اشتہا کو مندر چھوڑیں۔ مگر پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے اعلام و الہام فرمایا کہ بہتر یوں ہو گا کہ طبیعت کی اشتہا ہوتے ہوئے بھی نفس کی خواہش کو تار کر اس کے برخلاف عمل کیا جائے۔

اور اگر طبیعت کی اشتہا کو مندر دیا گیا تو وہ درجہ حاصل نہ ہو سکے گا۔ جو کہ خواہش کے ہوتے ہوئے نفس کی مخالفت سے حاصل ہوتا ہے۔ مثلاً آپ دیکھیں کہ ملائکہ اگرچہ بارگاہ الہی کے مقرب ہیں مگر جبکہ خواہشاتِ نفسانی ان کے وجود میں ہیں ہی نہیں اسی لئے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء اللہ کو جو قرب اور اعزاز اور درجہ حاصل ہے وہ ملائکہ سے برتر اور اعلیٰ ہے۔

حضرت بوعلی قلندر علیہ الرحمۃ کیا خوب فرماتے ہیں۔

نفس کا فرما بود ہمراہ تو !!! آتش دوزخ بود جانکاہ تو  
مرد باید تا نہد بر نفس پا بگذرد از شہوت و حرص و ہوا  
نفس کا فرجیب تک تیرا سا تھی بنا رہے گا۔ دوزخ کی آگ تیری جان کو کھاتی



جلاتی رہے گی۔  
 مرد حق کو چاہیے کہ نفس پر پاؤں رکھ دے اور شہوت و حرص و  
 ہوا سے گذر جائے۔ (ابو یحسان قادری غفرلہ)

## لیکن مرد وہ ہیں تو.....

حضرت والا نے فرمایا کہ ظاہری معاشی کے اسباب کے تارک تو بہت  
 مل جائیں گے لیکن مرد وہ ہیں جو اپنے نفس کی خواہشات اور حرص و ہوا  
 کے تارک ہوں۔ کیونکہ اسباب کے تارک تو سندوؤں کے جوگی بھی ہوتے  
 ہیں۔ مگر وہ خواہشات نفسانی میں گرفتار ہوتے ہیں اس لیے ترک اسباب  
 سے انکو کچھ بھی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔

ترا با نفس کا فریضہ کارست  
 بدام آرش کہ اس طرفہ شکارست  
 تجھے نفس کا فرخصلت سے واسطہ پڑا ہے تو اس کو جاں میں بھینا  
 لے کہ یہ بھی ایک عجیب شکار ہے۔

لے کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

نہنگ واژدھا و شہر نزارا تو کیا مارا  
 بڑے موذی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا  
 نہ مارا آپ کو جو خاک ہو اکیسر ہو جاتا  
 اگر پارے کو اسے اکیسر گر مارا تو کیا مارا

(فقیر ابو یحسان قادری غفرلہ)



## خیالِ جمالی و خیالِ جلالی

حضرت والا نے فرمایا: ایک دن ہمارے دل میں خیال آیا کہ جو ار کی روٹی مولیٰ کے ساتھ کھائی جائے۔ مگر پھر ہم نے خیال کی متابعت سے منہ موڑ لیا اور صبر میں رہے اور ہم نے دل میں کہا کہ یہ خیال اگر جمالی ہوگا۔ تو از خود واقع ہو جائے گا لیکن اگر یہ خیال جلالی ہے۔ تو اس سے احتراز لازم ہے۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ ایک شخص جو ار کی بہت سی روٹیاں اور بہت سی مولیاں لے کر آیا اور لا کر ہمارے سامنے پیش کر دیں۔

پھر فرمایا کہ طالبِ حق کو اپنے خیال کا پہنچانا لازم ہے۔ اگر خیال جلالی ہو تو اس سے کنارہ کش ہو جائے۔

## دعوت کا کھانا اپنے نفس کے لئے نہ ہو

خلیفہ محمود نظامانی کا بیان ہے کہ ایک دن میں درگاہ مبارک پر حضرت والا کے حضور حاضر تھا۔ ایک آدمی نے حضرت والا کی خدمت میں دعوت قبول کرنے کی درخواست کی اور ان کیساتھ مجھے بھی مدعو کیا۔ حضرت والا، مجھے سمراہ لے کر دعوت دینے والے کے گھر تشریف لے گئے۔

صاحبِ دعوت نے طعام پیش کیا۔ حضرت والا نے تھوڑا سا طعام کھایا اور ہاتھ کھینچ لیا۔ لیکن میں نے اور دوسرے فقراء نے خوش کم سیر ہو کر کھانا کھایا۔ جب سب کھانے سے فارغ ہو گئے تو حضرت والا نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی۔ اور رخصت ہو کر درگاہ مبارک کی طرف روانہ ہو گئے۔



راتے میں میں نے عرض کی۔ یا حضرت! دعوت کا حق ہے کہ خوب شکم سیر ہو کر کھایا جائے۔ مگر آپ نے بہت کم کھایا۔ اس میں کیا حکمت تھی؟  
حضرت والانے جواب دیا کہ ہم پہلے ہی اپنے گھر سے کھا کر نکلے تھے۔ تاکہ دعوت کا کھانا محض نفس کے لیے نہ ہو۔ بلکہ خاص اللہ تعالیٰ کی خاطر

## ہو! نفس کس طرح اعمال برباد کرتا ہے

حضرت والانے فرمایا ہے طالب کو چاہیے کہ اس سے کوئی نیک عمل صادر ہو تو وہ یوں سمجھے کہ مجھ سے یہ نیک عمل صحیح طور پر ادا نہ ہو سکا۔ دوبارہ اسی کام کو خوب اچھی طرح کرے۔ اور جب دوبارہ کر چکے تو پھر یہی کہے کہ ابھی یہ کام مجھ سے کما حقہ نہ ہوا۔ پھر تیسری مرتبہ اسی کام کو بڑی کوشش کے ساتھ بجالاتے اور پھر بھی اپنے نفس پر یہی الزام رکھے کہ تو نے یہ کام کیا ہی نہیں۔ اور اگر کیا بھی ہے تو نہ کرنے جیسا۔

اے عزیز! اگر اپنے نفس پر یہ الزام نہ رکھے گا تو وہ دشمن تو ہے ہی اصل حیاتی۔ سو وہ عجب تکبر اور خود بینی پیدا کر کے اس عمل ہی کو برباد کر ڈالے گا۔

## تو بھی زندہ ہو گیا ہے

ایک مرتبہ حضرت والا، دوران سفر ایک گاؤں میں پہنچے۔ وہاں آپ نے نفس امارہ کی مذمت میں وعظ ارشاد فرمایا۔ ایک مست نے جو کچھ کے علاقے سے آیا تھا۔ بولا۔ "یا حضرت! جب تک میں علاقہ کچھ میں رہا۔



نفس امارہ کی برائیاں تو کیا اس کا نام بھی نہ سنا تھا۔ اور اب جو آپ کے حضور حاضر ہوا ہوں تو نفس و شیطان کی برائیاں سن رہا ہوں! حضرت والائے فرمایا یہ اس علاقے کے سارے لوگ اندھے ہیں جو نفس و شیطان کو دیکھ ہی نہیں سکتے۔ تو وہ ان کا بیان کیا کریں گے۔؟ اور تو بھی نفس کا غلام بن کر اندھا ہو گیا ہے۔

تو نے اپنے رب باندھ کر

پیٹھ پیچھے ڈال رکھا ہے؟

خلیفہ میاں امید کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت والائے کے ساتھ سفر میں ہمارا کام تھا اور فقرا کی بڑی جماعت بھی ساتھ تھی۔ راستہ میں حضرت والائے کی نظر مبارک اتفاقاً ایک فقیر پر پڑ گئی۔ جس نے کچھ روٹی کپڑے میں باندھ کر کندھے پر سے پیٹھ پیچھے ڈال رکھی تھی۔

حضرت والائے اس کی اس گھٹری پر ہاتھ مار کر فرمایا: تو نے اپنے رب کو گھٹری میں مضبوط باندھ کر پیٹھ پیچھے ڈال رکھا ہے؟

اے عزیز! آپ کا اشارہ۔ اس آیت مبارکہ کی جانب تھا۔ اَفَرَأَيْتَ مَنْ اتَّخَذَ الْعُدَّ هَوَاهُ۔ آیا تو نے اس شخص کو دیکھا۔؟ جس نے اپنی خواہش کو معبود بنا رکھا ہے!۔

پلے رزق نہ بھدے پیچھی تے درویش  
جنہاں تقویٰ رب دا اونہاں رزق ہمیش

(فقیر ابوالحسان قادری غفرلہ)



## نفسِ امّہ کی مثال

حضرت والانا نے فرمایا: ایک گیدڑ نے دیکھا کہ ایک بیل کچھڑ میں مھنسا کھڑا ہے۔ وہ فوراً شیر کے پاس آیا اور بڑے آداب بجالا کر بولا: اے جانور! کے شہنشاہ! تو تو اپنے دن بڑے آرام کے ساتھ بسر کر رہا ہے۔ اور کم غریب فاقوں سے سر رہے ہیں۔ اگر آپ کی ہمت و بہادری سے کہیں ہم مسکینوں کا بھی کچھ گزارہ چل جائے تو کیا ہی خوب ہو!

شیر نے غرّا کر جواب دیا۔ او گیدڑ! اگر تجھ کو کہیں موٹا شکار نظر پڑے تو ہمیں مطلع کر دینا تاکہ میں بھی جی بھر کے کھا لوں اور تجھے بھی شکم سیر کر دوں! گیدڑ بولا: میں ایک ایسا ہی موٹا شکار دیکھ کر آ رہا ہوں۔ آئیے میرے ساتھ چل کر فوراً شکار کر لیجئے! شیر اس کے ساتھ چل پڑا۔ گیدڑ نے دور سے اشارہ کر کے بتایا۔ وہ دیکھو، کتنا موٹا شکار ہے۔ جو کچھڑ میں مھنسا کھڑا ہے۔

شیر نے کہا۔ لیکن یہ شکار جہاں مھنسا کھڑا ہے اس کے چاروں طرف کچھڑ ہے۔ میں وہاں تک پہنچوں کیسے؟ گیدڑ نے مشورہ دیا۔ آپ ایسا کریں کہ چھلانگ لگا کر بیل کی پیٹھ پر سوار ہو جائیں اور جی بھر کے کھا چکنے کے بعد پھر وہیں سے چھلانگ لگا کر ادھر آجائیں!

شیر نے فوراً چھلانگ لگا دی لیکن بد قسمتی سے بیل سے آگے جا کر خود بھی کچھڑ میں جا پھنسا۔ شیر کچھڑ میں پیٹ تک بڑی طرح دھنس گیا۔ یہاں تک کہ پلنے جلنے کی ہمت بھی نہ رہ گئی۔ تب تو وہ بڑا پریشان ہوا اور گیدڑ کو پکار کر بولا۔ او گیدڑ! میں تو بڑی مصیبت میں مھنس گیا ہوں! گیدڑ نے وہیں سے جواب دیا۔ مصیبت کہاں ہے ابھی تو آپ بڑی عافیت سے ہیں۔



اصل مصیبت تو اس وقت ہوگی جب اس بیل کے مالک ڈنڈے، سوتے اور کلہاڑے لیکر آ پہنچینگے !

یہ تمثیل بیان فرما کر حضرت والائے وضاحت فرمائی کہ یہ گیدڑ سے مراد ہے "نفسِ امارہ" اور شیر سے مقصود ہے "طالب" جو کہ ابھی خواہشاتِ نفسانی سے پوری طرح آزاد نہیں ہوا اور بیل کی مثال، دنیا داروں کی ہے جن کے بارے میں ارشاد وارد ہے۔ اولئذ کلامنا مبل ہم اصل سببلا پس یہ گیدڑ مکار و بد کردار۔ اول تو اپنے گرفتاروں کو لاپچ و کچر مگرد فریب سے دنیا کے کچھڑ میں پھنسا دیتا ہے۔ پھر جب وہ مبتدعی طالب۔ اس کچھڑ میں بڑی طرح سے پھنس کر رہ جاتا ہے تو اس کا دل چاہتا ہے کہ باہر نکلوں مگر تعلقاتِ دنیاوی چکنے کچھڑ کی طرح اسکو اس بڑی طرح جکڑ لیتے ہیں کہ وہ کوشش کے باوجود نکل نہیں سکتا۔ پھر ایسے وقت میں نفسِ امارہ اس کی حالت پر مذاق اڑا کر کہتا ہے۔ ابھی تو تو خیر سے عافیت سے ہے۔ خبر تجھ کو اس وقت لگے گی جب قیامت کے سمیت تاک دن کو دیکھے گا۔

## طالب کو ہمت کرنی چاہیے

ایک روز حضرت پیرسائیں قدسنا اللہ باسرارہ نے فرمایا۔ ایک پیاسا آدمی کنوئیں پر پہنچا۔ اس کنوئیں پر ڈول نہ تھا۔ اس لئے پیاسے آدمی نے ایک جگہ سے اینٹیں نکال کر اس کنوئیں میں ڈالنی شروع کر دیں۔ جب کنوئیں اینٹوں سے بھر گیا تو پانی اوپر آ گیا۔ پیاسا دونوں ہاتھوں سے پانی پی کر سیراب ہو گیا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ طالب کو ایسی ہی ہمت کرنی چاہیے۔ جس ہمت سے پیاسا اپنے مقصد میں کامیاب ہوا۔ پھر آپ نے



یہ شعر ارشاد فرمایا۔  
 پچھنی تا پاثر + نہ تہ پچٹی نہ ہوہ پرینا تون۔  
 پوچھا ہے تو پورا کرو، ورنہ محبوب سے پوچھا ہی نہ کرو۔

## کنوئیں کس طرح پاک کیا جائے؟

حضرت والانے ارشاد فرمایا کہ مثلاً ایک کنوئیں ہے جس میں چار چشمے پلید پانی کے جاری ہیں اسکو پاک کس طرح کیا جائے گا۔؟ خود جواب ارشاد فرمایا کہ اس کنوئیں کو اس طرح پاک کرنا چاہیے کہ پہلے سب پلید چشموں کو بند کیا جائے پھر کنوئیں کا تمام پانی نکال کر خشک کیا جائے۔  
 اس کے بعد جو پانی کنوئیں سے آئے گا مطلقاً پاک ہے۔

لے دراصل حضرت والا کا یہ ارشاد تزکیۂ قلب کے متعلق تمثیلاً ہے۔ دل کو پاک کرنے کے لیے ضروری ہے کہ پہلے نفسانی خواہشات، شیطانی و شہوانی خیالات۔ فاسد ارادوں اور شرکیہ و کفریہ عقائد وغیرہ کے جو ناپاک چشمے قلب میں جاری جاری ہیں۔ ان کو قطعاً بند کیا جائے اور دل کو ماسوی اللہ سے خالی کر دیا جائے۔ اس کے بعد دل میں نورِ ایمان جلوہ گر ہوگا۔ انوارِ الہی سے دل روشن ہو جائے گا۔ اور معرفت و حقیقت کا چشمہ قلب سے جاری ہو جائے گا۔  
 (ابو الحسن تارکی عفرک)



## قرآن پڑھ کر مہلادینے کی سزا

ایک مرتبہ حضرت پیرسائیں قدسنا اللہ باسرارہ ہمارے فقیر بوٹر کی دعوت پر ان کے گاؤں تشریف لے گئے۔ جب زیارت کرانے گھر میں تشریف فرما ہوئے۔ تو آپ نے عاقل اور حبدال فقیر بوٹر کے بارے میں پوچھا کہ انہوں نے کچھ پڑھا بھی ہے یا نہیں؟ ہمارے فقیر نے عرض کی یہ یا حضرت! قرآن شریف پڑھا تھا مگر پھر انہوں نے مہلادیا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ دوزخ کا ایک طبقہ ہاوی ہے جو دوزخ کے تمام طبقات سے زیادہ ہولناک ہے اور اس میں ایک ایسا خوف ناک سانپ ہے کہ خود ہاویہ، بھی اس سے خوف کھاتا اور کانپتا ہے۔ پس جو شخص قرآن شریف پڑھ کر یاد کر کے مہلادیتا ہے۔ وہ اس سانپ کے منہ میں ہوگا۔

## صحابہ اول کو تنبیہ

ایک مرتبہ حضرت پیرسائیں قدسنا اللہ باسرارہ درگاہ شریف والی مسجد میں فقراء کے ساتھ مجلس میں تشریف فرما تھے۔ آپ کے بڑے صاحبزاد حضرت صبغت اللہ شاہ اول قدس اللہ سرہ العزیز ایک جانب بیٹھ کر نہایت ادب کے ساتھ بیٹھے تھے۔ آپ نے فرمایا: اے بابا۔ ہم نے تمہاری تعلیم کی خاطر بیس روپیہ ہوار پر علم مقرر کر کے تمہیں پڑھایا ہے۔ شادی کا حق بھی ادا کر دیا ہے۔ اب اگر تم اللہ تعالیٰ کی طلب میں کوشش کرو گے اور طلبگار بنو گے تو اچھلے۔ ورنہ جو بھی اللہ تعالیٰ کی طلب سے عاری ہوگا۔ پھر خواہ وہ ہمارا بھائی یا بیٹا ہو تو بھی اس سے ہماری کچھ نسبت نہیں ہے۔ وہ نہ



ہمارا بھائی ہے اور نہ بیٹا۔ پھر آپ نے واحد ڈنہ فقیر کو فرمایا کہ جاؤ میاں  
محمد حسن شاہ (آپ کے صاحبزادہ والا تبار قدس سرہ) کو بلا کر لاؤ۔ ان دنوں حضرت  
صاحبزادہ میاں محمد حسن شاہ قدس سرہ کو کچھ الی نکلی ہوئی تھی جسکی تکلیف کی وجہ  
سے نماز باجماعت میں شامل نہ ہو رہے تھے۔ جب صاحبزادہ صاحب حضور  
عافر خدمت ہوئے تو آپ نے بڑے جوش کے ساتھ فرمایا۔ تم نماز ادا کرنے  
میں سستی کیوں کرتے ہو؟ حضرت صاحبزادہ صاحب نے عرض کی۔ یا حضرت  
میں نماز پڑھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا تم کہا کرتے ہو کہ ہم آپ کے غلام  
ہیں۔ مگر یہ صرف خالی باتیں اور بے فائدہ دعوے ہی ہیں۔ ہم حضرت  
مرشد معظم والد مکرم کی خدمت میں غلاموں کی طرح تھے۔ کہ سارا دن مزدوروں  
سے مل کر کام کاج میں مشغول رہا کرتے تھے۔ اور جب کام سے واپس آتے  
تھے تو ادھی یا چوتھائی باسی اور سوکھی روٹی جو ملتی تھی اسی پر قناعت  
کئے رہتے تھے۔ اور کبھی بھی کسی کپڑے یا آپ کی کسی چیز میں طمع نہ رکھتے  
تھے۔ پھر جب آپ راضی ہوئے تو آپ نے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ تمھیں جو غیر  
کی محتاجی سے امن میں رکھے گا۔ لیکن تمہارا یہ حال ہے کہ صرف کچھ الی ہی  
نکلی ہے تو نماز کی ادائیگی میں سستی کرتے ہو۔ پھر سکرات کی تلخی و سخی میں  
اور قیامت کی ہولناکیوں کے وقت تم کیا کرو گے؟



## ہم نے صرف اسکو روشن کیا ہے

حضرت پیرسائیں قدسنا اللہ باسرارہ نے ارشاد فرمایا یہ حضرت خواجہ  
عبید اللہ احرار قدس سرہ نے حضرت خواجہ یعقوب چرخمی قدس سرہ کے دست  
مبارک پر بیعت کی۔

حضرت خواجہ یعقوب چرخمی نے عبید اللہ احرار کو حکم فرمایا کہ آپ  
طالبوں کو تربیت دیں۔ بلکہ ان کو اتنا اختیار دے دیا کہ جس بھی طریقے سے  
آپ چاہیں مُریدوں کی تربیت کریں۔ یعنی جذب سے خواہ سلوک سے  
یہ حکم سنتے ہی خواجہ یعقوب چرخمی کے دوسرے مُریدوں کو رشک پیدا ہوا۔  
انہوں نے عرض کی: یا حضرت! عبید اللہ احرار آتے ہی اس مرتبے کو پہنچ  
گیا۔ لیکن ہم نے اتنا زمانہ آپ کی خدمت میں گزار دیا پھر بھی ہم اس مرتبہ  
تک نہ پہنچے۔ اس میں کیا حکمت ہے؟

خواجہ یعقوب چرخمی نے فرمایا: عبید اللہ دیا، بتی اور تیل سب کچھ  
تیار کر کے لایا تھا۔ ہم نے صرف ایک روشن کیا ہے۔

## اپنی ماں کو متسل کر

حضرت پیرسائیں قدسنا اللہ باسرارہ العزیز نے ارشاد فرمایا: ایک  
شخص کی ماں بدکار تھی۔ شب و روز اس کے گھر میں بدکار آدمیوں کی آمد  
رفت تھی۔ اس شخص نے ایک ولی کامل سے مشورہ طلب کیا کہ میری ماں  
میرے لئے خانہ کعبہ کے بجائے ہے لیکن اس کا کردار سجد خراب سے اسکی  
بدکاریوں کی وجہ سے مجھ کو سخت پریشانی اور شرمندگی ہوتی ہے۔ میرے



دل میں خیال آتا ہے کہ جو بھی شخص اس کے پاس بُرے خیال سے آئے۔ اسکو قتل کر دوں؟

بزرگ نے جواب دیا۔ تو کتنے آدمیوں کو قتل کرے گا۔؟ ایک کو قتل کر دے گا تو دوسرا آجائے گا۔ اس لیے بہتر یہ ہے کہ اپنی ماں کو قتل کر تاکہ دوسروں کے قتل کے گناہ سے بھی بچ رہے!

اے عزیز! یہاں 'ماں' سے مراد 'مستی' موسوم ہے اور بدکاروں کی آمد و رفت سے مراد ہے 'خیالاتِ فاسدہ'، جو باقی رہتے ہیں۔ جیسا کہ کسی بزرگ نے فرمایا ہے۔

نفس خود راکش تو دل راہ زندہ کن

خواجہ راکشہ است اورا بندہ کن

اپنے نفس کو مار۔ اور دل کو زندہ کر، جس نے خواجہ (دل) کو مارا

ہے تو اسکو قید کر۔ لے

## بے ہمتی اور نصیبی کی بات

حضرت پیرسائیس قدسنا اللہ باسراہ نے ارشاد فرمایا۔ ایک شخص کا یہ معمول تھا کہ وہ گلیوں، بازاروں میں جھاڑو دیتا اور کوڑا کرکٹ صاف کیا کرتا تھا۔ بادشاہ کو اس کے حال پر رحم آیا۔ اور اس نے اس شخص کے لیے کچھ موتی کسی گلی میں بکھیر دیئے۔ چند روز بعد بادشاہ نے دیکھا وہ

بُرے موذی کو مارا نفس امارہ کو گراما

اگر پارے کلاے اکیس گراما تو کیا مارا

نہنگ واژدھا و شیر زمارا تو کیا مارا

نہ مارا نفس کو جو خاک ہو اکیس ہو جاتا



شخص حسب معمول جھاڑو دے رہا ہے۔ پوچھا: تجھے کوئی چیز دستیاب ہوئی تھی؟ وہ بولا: ہاں!۔

بادشاہ نے کہا: جب تجھ کو ایسے موتی مل گئے تھے۔ جسکی قیمت شمار سے باہر ہے تو پھر اب نگلیوں اور بازاروں میں جھاڑو دینے کی تکلیف کس لئے اٹھاتا ہے؟ اس شخص نے جواب دیا: جس کام کے کرنے میں ایسے موتی ملتے ہوں۔ اس سے منہ موڑنا بے ہمتی اور بد نصیبی کی بات ہے!۔  
اے عزیز! طالب کو چاہیے کہ طلبِ مولا میں اپنی کوشش تیز تر کرتا جائے۔ اور اپنی ہمت کچھ ملنے یا نہ ملنے سے بلند رکھے۔

ہمت بلند با پید عشاقِ مستِ مئے را

مردِ خسیں ہمت در عاشقانِ گنجد

مئے توحید کے عشاق کو بلند ہمت ہونا چاہیے۔ کم ہمت آدمی عشاق میں گنجائش نہیں پاتا۔

فاقہ سے جسمِ ناتواں لکینِ روح طاقتور ہوتی ہے

خلیفہ محمود نظامانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ جب کہ میں درگاہ مبارک پر حاضر تھا۔ فاقہ بہ کثرت ہو رہے تھے۔ حضرت پیر سائیں قدسنا اللہ باسرارہ کا معمول تھا کہ جب گھر کو تشریف لے جاتے شمالی دریچے کے پاس کھڑے ہو کر ہر ایک فقیر کا حال احوال پوچھتے پھر گھر کو جاتے تھے۔ ایک دن دریچے کے پاس مجھے آغوش میں لے کر اپنا ہاتھ مبارک میرے سینہ اور پیٹ پر رکھا اور کمال شفقت فرمایا: اگرچہ فاقہ سے جسم کمزور و ناتواں ہوگا لیکن روح تازہ اور طاقتور ہوگی۔



## دو مسافروں کی کہانی

ایک مرتبہ حضرت پیر سائیس قدس اللہ سرہ الاقدس نے ارشاد فرمایا: دو آدمی اکٹھے سفر کو چلے۔ ایک گھوڑے پر سوار تھا۔ دوسرا پیدل جس کے پاس ایک چارپائی بھی تھی۔ وہ چارپائی کو اپنے سر پر اٹھائے رہتا تھا۔ پھر جہاں کہیں وہ قیام کرتے۔ وہاں گھوڑے والا اپنے گھوڑے کی خدمت اور اس کی مالش کرنے لگتا۔ اور چارپائی والا پیدل، اپنی چارپائی بچھا کر بڑے آرام کے ساتھ بیٹھ جاتا تھا۔ اور آسودہ ہو کر اگلی منزل کو روانہ ہوتا۔ جو کوئی نو وارد آتا وہ یہی خیال کرتا کہ گھوڑا اس چارپائی والے کا ہے۔ اور وہ گھوڑے والا اس کا سائیس ہے جو گھوڑے کی خدمت کے لیے اس کے ہمراہ ہے۔ اس لیے سب نے والے آدمی، چارپائی والے شخص ہی کی تعظیم و تحکیم کرتے تھے۔ اور گھوڑے والے کی طرف کوئی توجہ نہ کرتا۔ اسکو کوئی پوچھتا تک نہ تھا! آپ نے یہ تمثیل بیان کر کے ارشاد فرمایا: اسی طرح جو شخص اس دنیا کے فانی میں اس چارپائی والے کی طرح مشقت اور بے سرومائی میں زندگی بسر کرے گا۔ اسے آخرت میں انواع و اقسام کے اعزاز و اکرام سے سرفراز کیا جائے گا اور جو شخص اس گھوڑے والے کی طرح اس دنیا میں اغراض نفسانی میں ڈوب کر عیش و عشرت کی زندگی بسر کرے گا وہ قیامت کے دن سخت تکلیف اور بے عزتی میں گرفتار رہے گا۔



## دیگر ان فضیحت خود فضیحت

ایک شخص نے حضرت پیر سائیس قدسنا اللہ باسرارہ کی خدمت میں عرض کی یہ یا حضرت! آپ کے ارشادات و پند و نصائح اگر دوسرے آدمیوں کو سنائی جائیں تو ان کو بہت فائدہ حاصل ہوگا، آپ نے فرمایا یہ اسے یاد انصیحت کی باتیں سننے کا مقصد یہ ہے کہ ان پر عمل کیا جائے۔ یہ مطلب نہیں کہ دوسروں کو بتایا جائے اور خود خالی ہاتھ رہا جائے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے آدمیوں کے متعلق فرمایا ہے۔ اَقَامُرُونَ النَّاسَ بِالْبُرِّ وَتَسُونَ اَنْفُسَكُمْ اَیَاکُمْ تَم دوسروں کو تونہکی کا حکم کرتے ہو۔ اور خود کو فراموش کئے رہتے ہو۔

## وہ طالبِ حق نہیں

حضرت والہ نے فرمایا جو شخص اپنے دل کو خطراتِ شیطانی و اوہامِ نفسانی اور وسوسوں سے پاک نہ کرے گا اور اپنے سینہ کو پر اگندہ خیالات کی کثافت سے صاف نہ کرے گا تو وہ شخص، اگر وہ طالبانِ حق تعلقے شانہ میں شمار نہ ہوگا اور اسے خود بھی چاہیے کہ وہ خود کو طالبانِ حق میں شمار نہ کرے۔

## اپنا احتساب خود کر

خلیفہ محمود نظامانی کا بیان ہے کہ حضرت والہ مجھے مخاطب کر کے فرمایا کرتے تھے: اِقْرَأْ کِتَابَکَ کَفَىٰ بِنَفْسِکَ۔ اپنی کتاب خود پڑھ۔ تیرا یہ خود پڑھنا تجھے کافی ہوگا۔ اور یوں بھی فرمایا کرتے تھے۔



پڑھیو سب وسار  
 و سر لو الف یاد کر  
 تمام پڑھا ہوا بھلا دے۔ بھولا ہوا الف یاد کر۔

## محبت کا پودا

حضرت والائے فرمایا یہ حضرت میاں صاحب قدس سرہ العزیز نے  
 ایک روز اپنے باغیچہ میں سیر کرنے آئے۔ میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔  
 آپ ایک پودے کی چکی کے پاس آن بیٹھے اور اس چکی کے گرد اُگے ہوئے  
 گھاس کو اپنے ہاتھ مبارک سے اُکھاڑنے لگے۔ آپ کی موافقت میں میں  
 نے بھی گھاس کو اُکھاڑنا شروع کیا۔ اس دوران آپ نے فرمایا: اے بابا!  
 اگر اس پودے کی چکی کے گرد اُگے ہوئے گھاس کو اُکھاڑا نہ جائے گا۔ تو  
 اس پودے کی نشوونما رک جائے گی۔ اسی طرح طالب کو چاہیے کہ اپنے  
 دل کی چکی کے گرد موجود ماسوی اللہ، کے خس و خاشاک کو اُکھاڑ کر صفائی  
 کر دے تاکہ محبت کا پودا نشوونما پا کر تناور درخت بن جائے۔

## حصولِ فیض کا طریقہ

حضرت والائے فرمایا جس طرح چھوٹا بچہ جب اپنی تختی پر پہلے لکھے  
 حروف کو دھو کر تختی کو صاف کر کے استاد کے پاس لانا ہے تو استاد اسکی  
 تختی پر نئے حروف لکھ دیتا ہے۔ اسی طرح طالب مبتدی کو بھی چاہیے کہ  
 اپنے دل کی تختی کو بُرے اخلاق، خراب عادتوں اور خیالات واپس سے  
 پاک و صاف کر کے مُرشِدِ مکرّم کے حضور حاضر ہو۔ اس طرح کرنے سے



ہی وہ فیوضاتِ غیبیہ سے جلد بہرہ ور ہو سکے گا۔

## نفس کو بارگاہِ الہیہ سے کچھ نسبت نہیں

حضرت والا کی خدمت میں خلیفہ محمد فقیر نے عرض کی۔ یا حضرت! آپ کی نظر کرم کے صدقے میں اس دنیا کی تمام خواہشات اور امیدوں کی جڑ کٹ چکی ہے تاہم، کبھی نہ کبھی۔ نفس، بھوک کی ذلت کے خیال میں ڈال ہی دیتا ہے اور خیالات میں الجھا دیتا ہے۔

آپ نے فرمایا۔ اس نفسِ کافر کو اس بارگاہِ الہیہ سے اصلاً کچھ نسبت ہی نہیں ہے کیونکہ اس کی خلقت اس علمِ خلق سے ہے اس لئے چاہیے کہ روح ہمیشہ ذاتِ پاک کی طرف متوجہ رہے کیونکہ روح و علمِ علوی سے ہے۔ باقی۔ رہا نفس، تو چونکہ یہ علمِ سفلی سے ہے اس کو اس علمِ علوی کی طرف راستہ ملنا ہی نہیں۔

## خواہشاتِ نفس کا علاج

حضرت والا نے فرمایا۔ جو شخص خواہشاتِ نفس کے پیچھے لگتا ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھنی چاہیے کہ گویا کہ وہ ایک کتا ہے جو سردار کی بو پر دوڑتا چلا جا رہا ہے۔ بلکہ درحقیقت وہ اس کتے سے بھی بدتر ہے۔ مولانا رومی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

گر گئی یک آرزوئے خود تمام از تو صد ابلیس زاید و السلام  
اگر تو نفسِ پلیدی کی طرف ایک آرزو پوری کر دے گا تو تجھ سے شکر پل  
شیطان پیدا ہو جائے گا۔



## اس درخت کو جڑ سے اکھاڑ دے

حضرت والہی خدمت میں ایک مزید نے عرض کی یہ یا حضرت! میں اپنے کھیت سے چڑیوں کو بار بار ہٹاتا ہوں مگر وہ بار بار پھر لوٹ کر آ جاتی ہیں۔ اس پر ایک مگر نے کہا یہ چڑیاں تو ہیں ہی نہیں۔ یہ سن کر حضرت والہ نے فرمایا۔ اے فلاں! تو ابھی نیند میں ہے۔ تجھے چڑیوں کا پتہ ہی نہیں۔ پھر حضرت والہ نے سائل سے فرمایا۔ تیرے کھیت میں ایک درخت ہے۔ جس پر چڑیاں آ کر بیٹھتی ہیں۔ تو اس درخت کو جڑ سے اکھاڑ دے۔ پس جب یہ درخت نہ رہے گا۔ تو کوئی بھی چڑی وہاں آ کر نہ بیٹھ سکے گی۔ اور تو چڑیوں سے مامون ہو جائے گا۔ مولانا رومی علیہ الرحمۃ نے یہ فرمایا ہے۔

ہر خیال غیر حق را درد داں!

ایں ریاضت سالکوں را فرض داں!

ماسوی اللہ کے ہر خیال کو حزنِ زانہ دل کا چور سمجھ لے۔ چوروں کو بھگانے کی ریاضت سالکوں پر فرض جان۔

## اولاد کا سوال کیا، ایمان طلب نہ کیا

حضرت والہ کی خدمت میں ایک بوڑھا آدمی حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی۔ یا حضرت! دعا فرمائیں کہ مجھے اولاد عطا ہو۔ آپ نے بارگاہِ رب العزت میں ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی اور وہ بوڑھا آدمی رخصت لیکر چلا گیا۔ آپ سر جھکائے کچھ دیر سوچتے رہے۔ پھر سر اٹھا کر فرمایا۔ اے یار! دیکھو تو



ہی کہ اس بوڑھے نے اس آخری عمر میں بھی اولاد کے لئے سوال کیا، ایسا  
 طلب نہ کیا۔ اولاد بھی اگر نیک ہو تو ٹھیک ہے ورنہ اس میں بھی سینکڑوں  
 فتنے اور زحمتیں ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اِنشَاءً مَوَالِكُمْ  
 وَاَوْلَادِكُمْ فَفِتْنَةٌ۔ یعنی تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہارے لئے  
 فتنہ ہیں۔ یعنی راہِ حق سے روکنے والی ہیں۔

## حرام سے بچنے پر حلال التما ہے

حضرت والانے فرمایا: جو شخص اللہ تبارک و تعالیٰ کے خوف سے  
 حرام طعام اور ناجائز شہوت رانی سے خود کو بچاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسکو  
 یہ چیزیں حلال ذرائع سے عطا فرماتا ہے۔

## نفس بدکار سے بھلائی کا نتیجہ

حضرت والانے فرمایا: اگر کوئی شخص کسی سے بھلائی کرتا ہے پھر خواہ  
 مسلمان سے بھلائی کرے یا کافر سے کسی نیک سے اچھائی کرے یا کسی  
 بُرے سے تو بالآخر اس بھلائی کا نتیجہ بھلا ہی دیکھے گا۔ مگر یہ نفس پلید  
 ایسا دشمن ہے کہ اس کے ساتھ جتنی زیادہ بھلائی کرو گے اتنا ہی اسکی دشمنی  
 اور بُرائی میں اضافہ ہوگا۔ پس جو شخص اس سے زیادہ بھلائی کر لگا۔ اس  
 کے نتیجہ میں وہ اس سے کچھ زیادہ ہی بُرائی دیکھے گا۔



## زندگی کس طرح گذارنی چاہیے؟

حضرت والانے دورانِ وعظ ارشاد فرمایا کہ آدمی جب پیدا ہوتا ہے تو وہ روتا ہوا آتا ہے تو پھر اگر وہ مرتے بھی روتا ہوا گیا تو کہا جائیگا کہ وہ آدمی نہیں بلکہ حیوان ہے۔ بلکہ یوں سمجھنا چاہیے کہ وہ شخص بڑے خطرے میں ہے۔

زندگی اس طرح بسر کرنی چاہیے کہ آدمی مرتے وقت خوشی سے ہنستا ہوا جائے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

یاد داری کہ وقتِ زادِ ن تو  
ہمہ خنداں بودند تو گریاں  
آنچنان زکی کہ وقتِ مردن تو  
ہمہ گریاں شوند تو خنداں

آیا۔ تجھے یاد ہے کہ جب تو پیدا ہوا تھا۔ سب ہنس رہے تھے اور تو رورہا تھا۔

اس طرح زندگی بسر کر کہ تیرے مرتے وقت سب رو رہے ہوں اور تو ہنس رہا ہو۔

مکتوباتِ خواجہ یحییٰ منیری قدس سرہ الاقدس میں منقول ہے کہ۔  
ایک بزرگ کی وفات کا جب وقت آیا۔ تو لوگوں نے دیکھا کہ وہ ہنس رہا ہے۔ لوگوں نے پوچھا۔ آپ کا نما بھی عجیب ہے کہ آپ نے سکرات کے وقت ہنسا شروع کر دیا ہے۔  
بزرگ نے جواباً یہ شعر پڑھا۔



خوب رویاں جوں پردہ برگیرند  
 پیش شاں عاشقاں چناں میرند  
 محبوب جب پردہ اٹھا دیتے ہیں۔ تو عاشق ان کے سامنے  
 اسی طرح مرتے ہیں۔

## حاکم صم کی بیٹی

حضرت والائے ارشاد فرمایا کہ حضرت حاکم صم قدس سرہ کی بیٹی  
 دیا جلائے اپنے گھر کے سامنے سوت کات رہی تھی۔ اتفاقاً حاکم شہر  
 کا وہاں سے گذر ہوا۔ اس کے ساتھ تیز روشنی والا ایک چراغ تھا۔  
 بی بی صاحبہ نے جلدی میں اس کے چراغ کی روشنی میں دو چارتندکات  
 لئے۔ دو تین دن بعد اس کے دل میں تردد پیدا ہوا۔

بی بی صاحبہ نے ایک آدمی کے ذریعہ ایک پرہیزگار عالم سے سول  
 پوچھا کہ میں نے حاکم شہر کے چراغ کی روشنی میں دو چارتندکات  
 لئے اور وہ تند دوسرے سوت میں مل گئے ہیں۔ اب اس سوت کے  
 بارے میں کیا حکم ہے؟

محترم عالم نے اس کے فرستادہ شخص سے پوچھا۔ یہ مسئلہ پوچھ  
 کون رہا ہے؟ اس شخص نے کہا۔ حاکم صم کی بیٹی نے پوچھا ہے۔  
 عالم نے فرمایا۔ تو، اس کے لئے یہ سوت استعمال کرنا درست نہیں۔



## ہم خود کھا کر خوش نہیں ہوتے

خلیفہ میاں لقمان رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ جب کہ ہم درگاہ مبارک پر حاضر تھے۔ شبِ بَرَات آگئی۔ میرے ساتھ جو فقرا رکھے انہوں نے حضرت پیر سائیس قدس اللہ سرہ الاقدس کی دعوت کی اور چاول پکائے۔ اتفاقاً چاولوں میں نمک زیادہ پڑ گیا۔ حضرت والا اپنے صاحبزادوں اور قاضی عبدالرحمان اور قاضی میڈنہ سمیت دعوت پر تشریف فرما ہوئے۔ فقیروں نے چاول پیش خدمت کر دیئے آپ نے حسبِ خواہش چاول تناول فرمائے۔ مگر نمک کے بارے میں کوئی لفظ تک زبان مبارک پر نہ لائے۔ دوسرے بھی سب ادبا خاموش رہے۔ لیکن عارف کامل میاں قابل شاہ علیہ الرحمۃ جو حضرت والا کے اعتراف میں سے تھے۔ انہوں نے فرمایا: نمک حد سے زیادہ ہے اس پر دوسروں نے بھی اس کی تائید کی اور کھانے سے ہاتھ کھینچ لئے۔

تاہم آپ مسکراتے بھی رہے اور کھاتے بھی گئے۔ جب قارغ ہوئے تو ہاتھ مبارک دھو کر وہاں سے اُٹھے۔ اتنے میں حاجی آدم بروہی نے عرض کی کہ فقیر کی بھی دعوت قبول فرمائیں اور براہِ کرم میرے گھر میں قدم رنجہ فرمائیں۔ آپ مبعہ صاحبزادگان و قاضی صاحب اس کے گھر تشریف لے گئے۔ جب طعام حاضر خدمت کیا گیا تو آپ نے پوچھا: کیا پکایا ہے؟ فقیر نے کہا: گوشت اور روٹی ہے۔ آپ نے فرمایا: اے خلیفہ! شبِ بَرَات میں گوشت کھانا درست نہیں۔ قاضی میڈنہ نے کہا: حضور! یہ روایت ضعیف ہے۔ آپ نے فرمایا: ضعیف حدیثوں میں بھی جن امور کی



ممانعت ہو انہیں چھوڑ دینا چاہیے اور جن امور کے لیے عمل کا حکم ہو ان پر عمل کرنا چاہیے۔ تمام حاضرین نے گوشت سے ہاتھ کھینچ لئے۔ اور روکھی روٹی کھانے لگے۔ پھر حضرت والانے فرمایا: لوگوں کو علم نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مَسْكِينًا وَيَتِيمًا أَسِيرًا لَعْنِي (نیکو کار مومن) اللہ تعالیٰ کی محبت میں مسکینوں، یتیموں اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔ لیکن لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ ملا اور مشاہیر اور خیرے یعنی خیرات صرف ملاؤں اور مشہور لوگوں کو دے دی جاتے۔ باقی بیچارے مسکین یونہی بظرف :-!

خلیفہ حاجی آدم پر حال طاری ہو گیا۔ اس نے بہت عاجز کی اور زاری کی۔ آپ نے فرمایا: اے مہمانی! مسجد شریف میں بہت سے مسکین مہو کے بیٹھے ہیں۔ انہیں کیوں نہیں کھلاتے؟ اور جو پہلے ہی کھا کر آئے ہیں انکو کھلا رہے ہو۔ تم لوگ سمجھتے ہو کہ پیر کو کھلا نہیں گے تو وہ خوش ہوگا۔ لیکن ہم خود کھا کر خوش نہیں ہوتے بلکہ مسکینوں کو کھلانے سے خوش ہوں گے۔ سب نے کھانے سے بس کی۔ پھر خلیفہ آدم نے ان کی ہونٹوں کے ساتھ دوسری روٹیاں بھی پکوائیں۔ اور مسجد شریف میں لے جا کر فقرا کو تقسیم کر دیں۔



## ہدیتِ حق

ایک مرتبہ حضرت پیرسائیس قدسنا اللہ باسرارہ نے فرمایا: قیصر روم کا قاصد امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آ رہا تھا۔ جب وہ مدینہ منورہ پہنچا تو اس نے ایک خاتون سے پوچھا کہ: خلیفہ کا محل کہاں ہے کہ میں ان سے ملاقات کا شرف حاصل کروں؟ وہ بولی کہ ہمارا خلیفہ محل میں نہیں رہتا۔

قوم گفتندش کہ اورا قصر نیست

مر عمر را قصر حسان روشنی ست

لوگوں نے اسے بتایا کہ اس کا کوئی بھی محل نہیں ہے۔ عمر فاروق کا محل، روح کی روشنی ہے۔

خلیفہ بذات خود مشک بھر کر مسافروں، صحیفوں اور بیوہ عورتوں کو پانی پلایا کرتا ہے۔ یہ سن کر قاصد کو ان کی زیارت کا شوق اور بھی بڑھ گیا۔ قاصد نے دیکھا کہ امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ ایک کھجور کے نیچے سوئے ہوئے ہیں۔ دیکھتے ہی اس کے دل پر دشت طاری ہو گئی۔ جیسا کہ مشنوی میں مولائے روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

آمد او آنخب اواز دور ایستاد

مر عمر را دید لرزہ برفتاد

وہ وہاں آیا۔ اور زور سے کھڑا ہو گیا۔ حضرت عمر کو دیکھا تو اسپر لرزہ

طاری ہو گیا۔



ہیبتِ زراں خفتہ آمد بر رسول  
حالتِ خوش کرد بر جانِ نرس زول  
اس سوئے ہوئے سے قاصد پر رعب چھا گیا۔ اس کے باوجود اس  
کی روح پر ایک طرح کی خوشی بھی وارد ہو گئی۔

مہر وہیبت بست ضدِ مدگر  
اسی دو ضدِ راجع دید اندرِ جگر  
اگرچہ محبت وہیبت ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ لیکن اس نے  
ان دونوں ضدوں کو اپنے جگر میں اکٹھا پایا۔

گفت با خود من شہاں را دیدہ ام  
پیش سلطان نامہا بجزیدہ ام  
اپنے دل میں کہا میں نے بادشاہوں کو دیکھا ہے اور سلطانوں  
کے دربار میں نامے بھی پیش کر چکا ہوں۔

از شہانم ہیبت وتر سے نہ بود  
ہیبتِ این مرد ہوشم را ر بود  
مجھے بادشاہوں سے ہیبت نہ آئی اور نہ خوف محسوس ہوا۔ مگر  
اس مرد کی ہیبت نے میرے ہوش گم کر دیئے ہیں۔  
بے سلاح اس مرد خفتہ بر زمیں  
من بہفت اندام لرزاں چیتِ این  
یہ مرد غیر مسلح زمین پر سویا ہوا ہے اور میرا تمام جسم اس کو دیکھ  
کر کانپ رہا ہے۔ یہ ماجرا کیا ہے؟



ہمیتِ حق است ای از حلقِ نیت  
 ہمیتِ ای مردِ صاحبِ دلِ نیت  
 در حقیقت یہ حق ہی کا رُعب ہے۔ مخلوق کا نہیں۔ یہ رُعب  
 اس گڈڑی پوش مرد کا نہیں۔

ہر کہ ترسید از حق و تقوے گزید  
 ترس از دے جن و انس و ہر کہ دید  
 جو کوئی حق تعالیٰ سے ڈرا اور تقویٰ کو اختیار کیا۔ اس سے  
 جن و انس اور جو بھی اسے دیکھے ڈرنے گا۔

— یہ روپے کوئی عجن چوری کر کے لایا ہوگا —

ایک دفعہ حضرت پیرسائیں قدسنا اللہ باسرارہ الغریبہ کے ہاں گھر میں  
 اور فقرارگی جماعت میں تین دن فاقہ سے گذر گئے۔ چوتھے دن حضرت  
 پیرسائیں تاجر دھنی (حضرت صبغت اللہ شاہ اول قدس سرہ) کی والدہ  
 ماجدہ نے مصلے کے نیچے پانچ روپے پائے۔ انہوں نے اٹھائے۔ جب  
 حضرت والا، مسجد شریف سے گھر تشریف لائے تو معصومہ بی بی صاحبہ نے  
 وہ روپے حضرت والا کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ حضرت والا نے پوچھا یہ  
 یہ روپے کون سے ہیں؟ انہوں نے عرض کی یہ مجھ کو مصلے کے نیچے سے  
 ملے ہیں؟

حضرت والا نے فرمایا یہ روپے کسی جن نے کسی کے گھر سے چوری  
 کر کے لائے ہوں گے۔ اس لیے یہ حلال نہیں ہیں! حضرت معصومہ نے  
 وہ روپے اسی جگہ رکھ دیئے۔ انہیں یقین آگیا کہ حضرت والا کا ارشاد



برحق ہے۔ اس کے بعد اسی روز ایک شخص نے ایک بیل اور حواری کی ایک بولہ کی حضرت والا کی خدمت میں بطور نذرانہ پیش کی۔ فقیروں نے اس بیل کو ذبح کیا۔ اور آدھا گوشت اور حواری کا نصف حصہ حضرت والا نے گھنٹیج دیا، اور باقی آدھا لپکا کر فقیروں کو کھلا دیا۔

## ہمیشہ با وضو رہا کر

فتح محمد فقیر نظامانی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں سفر میں حضرت پیر سائیں قدس سفر کے ہمراہ تھا۔ ایک دن میں پیشاب کر کے استنجا کئے بغیر آپ کے حضور حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا یہ ہمیشہ با وضو رہا کر۔ میں نے عرض کی۔ یا حضرت! پانی موجود نہ تھا۔ آپ نے فرمایا یہ اگر پانی نہ ہو تو ستم کر لینا چاہیے۔ اس کے بعد میں حضرت والا کی بھرت سے کبھی بھی بے وضو نہ رہا۔



## ایک حضرت دوسری پشتیانی

ایک دن حضرت والا کے دوسرے کمال فقیر ٹھالپیر اور کرم فقیر ٹھالپیر، آپس میں بیٹھے گفتگو کر رہے تھے۔ کہ دوسرے فقیروں کی جماعت کو جذب و حال کی حالت نہوجاتی ہے، مگر ہم رات دن لا الہ الا اللہ کا ذکر بھی کرتے رہتے ہیں۔ اس کے باوجود نہ ہمیں جذب ہوا اور نہ کوئی حال نکلا اور نہ ہوا ہے۔

حضرت والا نے ان کی گفتگو سن لی۔ فرمایا کہ ابھی رات ہے جب سحر طلوع ہو جائے گی۔ اس وقت ہر شخص کو پتہ چل جائیگا کہ وہ کس قدر سربا یہ جمع کر کے لایا ہے۔

پھر آپ نے ان دونوں سے پوچھا: کیا تمہیں سکندر بادشاہ کے غار والے حال کا کچھ پتہ ہے؟ انہوں نے عرض کی یہ حضور ہمیں تو کچھ پتہ نہیں ہے آپ نے فرمایا: جب سکندر ظلمات والے غار سے واپس ہوا تو رات کا اندھیرا تھا۔ یوں محسوس ہوا کہ گھوٹی کے پیروں سے کنکر پتھر ٹکرا رہے ہیں۔ سکندر نے لشکریوں کو حکم دیا یہ ہر شخص یہاں سے کنکر پتھر اٹھا کر چلے۔ لشکریوں میں سے کسی ایک نے خور زینیں اور توبرے بھر لئے۔ کسی ایک نے صرف خور زینیں بھر لیں اور کسی ایک نے صرف توبرے بھر لینے پر اکتفا کر لی۔ عرض کسی نے زیادہ کسی نے کم کنکر پتھر اٹھا لئے۔ تاہم کچھ ایسے بد نصیب بھی تھے جنہوں



نے کچھ بھی نہ اٹھایا تھا۔ خالی ہاتھ چلے آئے۔ جب سفر کرتے ہوئے بہت دو  
 نکل آئے اور دن کی روشنی پھیل گئی تو یہ دیکھ کر سب حیران رہ گئے کہ یہ کنکر پتھر  
 نعل و جواہرات تھے۔ جو چمک دک رہے تھے۔ یہ دیکھ کر جنہوں نے بہت  
 اٹھائے تھے وہ پشیمان ہوئے کہ اگر اسکی خبر ہوتی تو وہ اور زیادہ اٹھاتے،  
 پلو میں باندھ لیتے اور جیبیں بھی بھر لیتے۔ جنہوں نے کم اٹھائے تھے وہ  
 پشیمان ہو رہے تھے کہ انہوں نے دوسروں جتنے ہی اٹھائے ہوتے  
 تو اچھا تھا۔ لیکن جو بد نصیب کچھ اٹھائے بغیر چلے آئے تھے انہیں دوسری  
 پشیمانی ہوئی۔ ایک یہ کہ اُس مُفت کی دولت بے بہا سے محروم رہ گئے  
 اور دوم بادشاہ کی حکم عدولی۔ غرضیکہ سب کے سب حسرت و پشیمانی میں  
 مبتلا تھے۔ پھر فرمایا کہ یہ دنیا بھی اندھیرے غار کی مانند ہے۔ پس  
 جو شخص یہاں زہد و تقویٰ اختیار کر کے جس قدر اعمال صالحہ کرے گا۔ اسی  
 قدر اسے آخرت میں اجر و ثواب حاصل ہوگا۔ اور اجر و ثواب کو دیکھ کر  
 حسرت ہوگی کہ کاش اور بھی زیادہ کچھ کر لیتا۔ اور جو شخص دنیا میں کچھ  
 بھی نیک عمل نہ کرے گا۔ اُسے دوہرا رنج ہوگا۔ ایک اجر و ثواب سے  
 محرومی اور دوم، اللہ و رسول کی نافرمانی کا رنج۔ تاہم افسوس سب ہی کریں  
 گے: "اے"

اے شہوت و خواب و خورشاداری مدام از عبادت کاہلی و نامت م  
 اے در لیا عمر تو رفتہ بہ خواب اندر کے ماندست اور از دیا  
 تو ہمیشہ خواہشات اور نیند اور کھانے پینے میں لگا رہتا ہے۔ عبادت سے کاہلی  
 ہے اور نامت م ہے۔ وائے افسوس کہ تیری عمر خوابِ غفلت میں گذر گئی۔  
 تھوڑی سی رہ گئی ہے اسکو جلدی سے حاصل کر لے۔



## کمال زہد و تقویٰ

جب سلطان شجاع الملک سندھ پر حملہ کرنے آیا اور اس نے سندھ کی سرحد پر پڑاؤ ڈال دیا۔ تو سندھ کے حکمرانوں نے حضرت والا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ قبلاً شجاع الملک کا مقابلہ کرنے کی ہم طاقت نہیں رکھتے۔ اگر سلطان نے سندھ پر حملہ شروع کر دیا تو باشندگان سندھ تباہ و برباد ہو جائیں گے۔ اسوقت سندھ کو تباہی سے آپ ہی بچا سکتے ہیں۔ براہ کرم آپ سلطان سے ملاقات کریں اور حملہ کرنے سے باز رکھیں۔

حضرت والا۔ اپنے چند فقراء کو ہمراہ لیکر سلطان کی لشکرگاہ میں پہنچے تو آپ نے اپنے ہمراہوں کو تاکید کی کہ تم میں سے کوئی بھی لشکرگاہ کے بازار سے کوئی چیز خرید نہ کرے۔ جتنے دن آپ وہاں تشریف فرما رہے آپ نے نہ تو سلطان کے دسترخوان سے کچھ کھایا پیا اور نہ لشکرگاہ کے بازار سے کوئی چیز خرید کر استعمال کی۔ بلکہ درگاہ مبارک سے جو سامان رسد آپ ساتھ لائے تھے اسی پر اکتفا کی۔

## امراء و حکام کے طعام سے گریز

بعض اوقات حیدرآباد سندھ کے حکام حضرت والا کی جب دعوت کرتے تو آپ وہاں تشریف فرما ہو جاتے۔ لیکن ان کے ہاں سے کچھ کھاتے نہ پیتے۔ اگر آپ کا کوئی مرید طعام تیار کر کے حاضر خدمت کرتا تو اسے تناول فرمالتے۔ ورنہ اپنے ساتھ لائے ہوئے سامان رسد پر



ہی اکتفا فرماتے تھے۔

آپ فرمایا کرتے تھے ۛ دنیا دار حکام و امراء کے طعام سے فقراء کو  
پرہیز کرنا لازم ہے ۛ لہ

لے  
گر غور کی ایک لقمہ از وجہ جلال  
گر شو کی از لقمہ شبہ نفس  
دل شود روشن ز نور آئینہ وار  
نور تا بد بردل از مہر کمال  
نفس را سازی بفضل حق امیر  
پر تو اندازد در آئینہ نگار

(بوعلی قلندر علیہ الرحمۃ)

اگر تو ایک لقمہ جلال ذریعہ سے کھائے گا۔ آفتاب کمال سے  
دل پر نور چمکے گا۔

اگر تو شبہ کے لقمہ سے نفرت کرنے لگے گا تو نفس اتارہ کو خدا کے فضل سے  
قید کی بنا لے گا۔

دل نور سے آئینہ کی مانند روشن ہو جائے گا۔ محبوب کا عکس دل کے  
آئینہ میں نظر آنے لگے گا۔

(ابو الحسن قادری)



## اللہ کی راہ میں اپنے منہ

ایک مرتبہ حضرت والا، دیکھ "جلوچی" علاقہ شہداد پور میں تشریف فرما ہوئے۔ وہاں کی سب سے تورات بہترین لباس اور زیورات پہن کر اور ہارسنگار کر کے آپ کی زیارت کرنے آئیں۔ آپ نے ان کو دیکھا تو فرمایا: "اے عورتو! اس ہارسنگار کے بجائے اگر تم اللہ کی راہ میں اپنے منہ سیاہ کر کے آتیں تو بہتر تھا۔"

اے عزیز، آپ کا ارشاد مبارک سلف صالحین کے قول کے مطابق ہے کہ ظاہری زیب و زینت سے باطنی خرابی پیدا ہوتی ہے اور نفس کے مطالبے پورے کرنے سے روح کی خرابی ہوتی ہے اور نفس کی خرابی سے روح کی آبادی حاصل ہوتی ہے۔

کسی بزرگ نے فرمایا ہے۔

گر کئی ایک آرزوئے خود تمام

از تو صد ابیس زاید و السلام

یعنی، اگر تو اپنے نفس کی ایک خواہش پوری کرے گا تو تجھ

سے سو ابیس پیدا ہوں گے۔



## کیا تم اپنے خالق و رازق پر بھروسہ نہیں رکھتے

حضرت تاجر دہنی (پیرسائیں روٹھے دہنی کے فرزند و خلیفہ حضرت سید صبغت اللہ شاہ اول) علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت والا، سفر پر گئے ہوئے تھے۔ ان کی غیر موجودگی میں "میرزنگی ٹاپور" نے پانچ خوار اناج درگاہ شریف بھیجا اور حضرت والا کے مکان میں حسب حصص تقسیم کر کے بھیج دیا گیا تھا۔ حضرت والا جب واپس تشریف لائے تو اپنے گھر والوں سے پوچھا کہ جو اناج میرزنگی ٹاپور نے بھیجا تھا وہ کس طرح خرچ کیا گیا۔؟ آپ کو بتایا گیا کہ ہر گھر کو تقسیم کر کے دے دیا گیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ ہر گھر کو کتنے دنوں کا خرچ ملا۔؟ عرض کیا گیا کہ پانچ چھ دن کا۔ اس پر آپ نے جوش میں آ کر فرمایا یہ کیا تم اپنے خالق و رازق پر بھروسہ نہیں رکھتے کہ تم لوگوں نے اتنے دنوں کی خوراک جمع کر رکھی ہے آئندہ اپنے رازق پر ہرگز ایسی بے اعتمادی نہ کرنا، حضرت والا کی ناراضگی کو دیکھ کر گھر کے سب افراد نے توبہ کی۔

برسر ہر دانہ بنو شتہ عیاں

اس نصیب ابن الفداں ابن الفداں

ہر دانہ پر صاف لکھا ہوا ہے کہ یہ حصہ فلاں بن فلاں۔ فلاں

بن فلاں کا ہے۔



## ہمارا رزق اس وقت کھلے گا جب تو مرے گا

ایک دن حضرت والا کے کچھ مہمان آگئے۔ کھانے کا کچھ سامان موجود نہ تھا۔ آپ کا خادم، واحد ڈنہ، اپنے طور بازار گیا تاکہ کچھ سامان ادھار لے آئے۔ بازار سے واپس آکر اس نے حضرت والا سے کہا۔ یا حضرت! بازار میں کوئی بھی ادھار نہیں دیتا، آپ نے فرمایا: اے واحد ڈنہ! فقراء اصلاً متوکل ہو کرتے ہیں تو بھی اپنی کوشش چھوڑ دے اور زمام اختیار اپنے ہاتھ سے نکال دے۔

بمشکل ایک ہی گھڑی گزری ہوگی کہ خادم نے آکر عرض کی۔ یا حضرت اڑھائی روپے نذرانہ آیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ان میں سے ایک روپیہ گھر بھیج دو اور ایک روپیہ سے فقراء کے لیے طعام تیار کر لو اور آٹھ آنے مہمانوں کے لئے خرچ کر دو۔ پھر تھوڑی ہی دیر بعد خادم واحد ڈنہ فقیر پھر آیا اور عرض کی۔ جناب! اڑھائی روپے اور بھی نذرانے کے آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ بھی پہلے کی طرح تقسیم کر کے خرچ کر دو۔ اس نے عرض کی۔ یا حضرت! سردی کا موسم ہے۔ ان میں سے صبح کو مہمانوں پر خرچ کرنے کے لیے کچھ رکھ لینا چاہیے۔ آپ نے جوش میں آکر فرمایا: اے واحد ڈنہ تو ہمارے رزق کی راہ بند کر دے گا۔ ہمارا رزق اس وقت کھلے گا جب تو مرے گا۔ تعجب ہے کہ اس سے پہلے تجھ کو کوئی ادھار بھی نہیں دیتا تھا اور اب تو صبح کے لیے بھی رکھنے لگا ہے!



## ادھر ادھر التفات نہ کر

حضرت والا فرمایا کرتے تھے کہ طالب کو چاہیے کہ تمام کاموں سے دل توڑ کر محبوب حقیقی سے جوڑ لے۔ ادھر ادھر التفات نہ کرے کیونکہ ظاہری کاموں اور اسباب میں مشغول ہونا ایمان کی کمزوری کا سبب ہے۔

کار سازِ ما بفکرِ کارِ ما

فکرِ ما در کارِ ما آزارِ ما

ہمارا کار ساز ہمارے کام کے فکر میں ہے۔ اپنے کام میں ہمارا فکر کرنا ہمارے لئے آزار ہے۔

## تم علم و زاہد ہو، متوکل نہیں ہو

ایک دن حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ حضرت بی بی رابعہ بصری علیہا الرحمۃ کی خدمت میں فیقروں کی ایک جماعت مہمان ہوئی۔ بی بی صاحبہ کی یہ عادت تھی کہ کھانے پینے کا سامان جمع کر کے نہ رکھتیں تھیں۔ آپ کا یہ معمول تھا کہ روزانہ مزدوری کرتیں۔ اسی سے اپنا اور مہمانوں کا گزارہ چلاتیں اور جو کچھ بچ رہتا فی سبیل اللہ خیرات کر دیا کرتی تھیں۔

اس دن آپ کے پاس کچھ موجود نہ تھا۔ مزدوری سے بچا ہوا تھوڑا سا اٹا تھا۔ آپ نے اس کی دو روٹیاں لپکائیں۔ اتنے میں ایک سائل نے دروازہ پر صدادی : اللہ کے نام ایک روٹی دیدو : بی بی صاحبہ نے ایک روٹی سائل کو دیدی۔ اسی وقت کوئی دوسرا سائل بھی دروازے پر پہنچا۔ اس نے بھی صدادی : تو بی بی صاحبہ نے دوسری روٹی بھی اس



سائل کو دے دی۔

مہمان یہ سارا ماجرہ دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے عرض کی۔ اے بی بی صاحبہ، ہمیں آپ کی کامل ولایت میں کچھ شک نہیں ہے۔ مگر ولایت کے ساتھ علم ظاہری بھی ضروری ہے۔ از روئے شریعت ان دونوں روٹیوں پر ہر حق زیادہ تھا۔ راجہ لہری نے ان کو کچھ جواب نہ دیا۔

تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ کسی امیر کی نوکرانی آئی اور اس نے بیس روٹیاں بی بی صاحبہ کی خدمت میں پیش کیں۔ بی بی صاحبہ نے روٹیاں شمار کیں اور فرمایا یہ روٹیاں ہماری نہیں ہیں کیونکہ یہ بیس ہیں۔ ہماری ہوتیں تو بیس ہوتیں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ۱۰ وہ دنیا ستر آخرت ۱۰

یہ دیکھ کر اس نوکرانی نے جو ایک روٹی چھپا کر رکھ لی تھی۔ وہ بھی پیش خدمت کر دی۔

جب پوری بیس روٹیاں ہو گئیں تو بی بی صاحبہ نے مہمانوں کو کھلا دیں۔ مہمان جب کھا کر فارغ ہو گئے تب بی بی صاحبہ نے فرمایا تم لوگ علم وزاہد اور عابد بے شک ہو پر تم اللہ تعالیٰ پر توکل نہیں رکھتے۔

## ۱۔ سے واپس لے جاؤ

ایک روز حضرت والہ نے فرمایا۔ میری زندگی خان مالپور ہمارا بڑا متعقد تھا۔ ایک مرتبہ اس نے کچھ اناج فقراء کے لیے بھیجا وہ ہم نے قبول کر لیا۔ اگلی فصل کے موقعہ پر ہم رلاڑ، کے سفر پر گئے ہوئے تھے تو اس نے پھر کچھ اناج درگاہ مبارک پر بھیج دیا۔ جسے صاحبزادگان نے خرچ کر دیا۔



تیسری دفعہ اس نے پھر اناج بھیجا۔ اس وقت ہم مسجد میں بیٹھے تھے کہ اس کے ملازم نے آکر کہا یا حضرت! میرا زنگی خان نے کچھ اناج بھیجا ہے۔ جہاں حکم ہو رکھ دیا جائے۔ یہ دیکھ کر ہمیں سخت کوفت ہوئی۔ ہم نے کہا: یہ اناج واپس لے جاؤ۔ ہم نہیں لیں گے۔ ملازم نے بیچارگی سے عرض کی: یا حضرت، میرا صاحب آپ کے بڑے معتقد ہیں، ہم نے ہنس کر کہا کہ ہم میرا صاحب سے ناراض نہیں ہیں۔ مگر تم لوگوں نے ہر فصل پر یہ اناج ہمارے لیے مقرر کر دیا ہے۔ اس لئے ہمیں اسکو نہیں لینا ہے۔ کیونکہ گذشتہ مشائخ جو تارک الدنیا۔ متوکل اور بے طمع تھے۔ ان کے مزید ان کو نذرانے پیش کیا کرتے تھے۔ لیکن ان مشائخ کی اولاد نے مزیدوں میں طمع رکھنا شروع کر دیا کہ ہم فلاں کی اولاد ہیں۔ اس لئے ہمکو اتنا رتاوان، دو۔ چونکہ ہماری بھی اولاد ہے اسی لئے ہم ہر فصل پر نہیں لینا چاہتے۔

## سپردم بہ تو مسایہ خویش را

حضرت والا نے فرمایا: ہماری کشتی توکل کے سہارے چل رہی ہے۔ وہ جہاں چاہے لے جائے اور جہاں چاہے ٹھہرا دے، اور پھر یہ شعر پڑھ کر سنایا۔

سپردم بہ تو مسایہ خویش را

تو دانی حساب کم و بیش را

میں نے اپنا تمام سرمایہ تیرے سپرد کر دیا۔ اب کم و بیش کا حساب تو ہی جانے۔



## کھانے والا کیسا ہے۔ کھلا والا موجود ہے

حضرت والا نے فرمایا۔ حضرت حاتم اہم علیہ الرحمۃ نے حج کا ارادہ فرمایا۔ او بیوی سے فرمایا میں حج کو جا رہا ہوں۔ بتاؤ کہ میں تم کو کتنے عرصہ کیلئے کھانے پینے کا خرچہ دوں؟

بیوی نے کہا۔ مجھے میری عمر کے جتنے دن دے سکتے ہو۔ اتنے ہی دن کا خرچہ بھی دیتے جاؤ!

حضرت حاتم اہم نے فرمایا۔ عمر کا دنیا تو اللہ کے ذمے ہے۔ بیوی نے جواب دیا۔ رزق بھی اللہ ہی کے ذمہ ہے۔ آپ حج پر تشریف لے گئے۔ اس کے بعد ایک دن شہر کی چند خواتین، حضرت حاتم اہم کے گھر آئیں۔ اور پوچھا۔ تمہیں کھلانے والا تو حج پر چلا گیا ہے۔ اب گزارہ کیسے کرتی ہو؟ حضرت کی بیوی نے جواب دیا۔ کھانے والا گیا ہے کھلانے والا موجود ہے۔

## اپنی مرضی سے نہیں کھاؤ گے تو

حضرت والا نے فرمایا۔ سلطان العارفین بایزید بسطامی قدس سرہ ایک دن ایسے بیابان میں گئے۔ جہاں کسی انسان کا گذرنا مشکل تھا۔ وہاں پہنچ کر انہوں نے اپنے رب سے وعدہ کیا کہ یہ نہ میں کسی شہر میں جاؤں گا۔ نہ کسی سے سوال کروں گا اور نہ ہی اپنے ہاتھ سے کچھ کھاؤں گا۔ اگر کسی نے گھی میں شہد ملا کر میرے منہ میں ڈالا تو پھر کھاؤں گا!

یہ عہد کر کے بایزید ایک جگہ لیٹ رہے۔ اسی طرح دو راتیں گذر گئیں۔



جب تیسری رات آئی تو ایک بھولا بھسکا قافلہ ادھر آنکلا۔ حضرت بایزید نے جب آدمیوں کو دیکھا تو لیٹے لیٹے منہ بند کر کے دانتوں پر دانت مضبوطی سے جمائے۔ قافلہ والوں کا ایک آدمی لکڑیوں کی تلاش میں ادھر کو آیا تو دیکھا کہ ایک آدمی بیہوش پڑا ہے۔ اس نے جلدی سے جا کر قافلہ سالار کو بتایا۔ قافلہ سالار چند مہراہویوں کو لیکر پہنچا۔ اور بولا، یہ شخص کوئی بھولا بھسکا آدمی ہے جو بھوک پیاس کی شدت سے بیہوش ہے۔ اس لئے اسکو گھسی میں شہد ملا کر کھلانا چاہیے۔ مگر اس کے دانت جمے ہوئے ہیں۔ کھلا میں تو کیسے کھلا میں۔ پھر قدرے سوتھ کر بولا۔ اچھا تو اس طرح کرتے ہیں کہ اس کے دانت توڑ دیتے ہیں پھر اس کے منہ میں گھی اور شہد ڈالتے ہیں۔ جب وہ گھی میں شہد ملا کر لے آئے تو اللہ تعالیٰ نے شیخ بایزید کو الہام فرمایا کہ اگر اپنی مرضی سے نہیں کھاؤ گے تو ہم تیرے دانت توڑوا کر بھی تجھ کو کھلا دیں گے۔

حضرت بایزید علیہ الرحمۃ اسی وقت ہنس پڑے اور بیٹھ کر گھی شہد کھا لیا۔

مولانا رومی قدسنا اللہ باسراہ فرماتے ہیں۔

ہیں توکل کن مسرزاں پاؤ دست

رزق تو برتوز تو عاشق تراست

اللہ تعالیٰ پر توکل رکھ۔ اپنے ہاتھ پاؤں نہ لرزا۔ تیرا رزق تجھ پر تجھ سے

بڑھ کر عاشق ہے۔



## حلال چیز وہ ہے جس میں اپنی خواہش کا دخل نہ ہو

خلیفہ محمود نظامانی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک دن میں نے حضرت والا کی خدمت میں عرض کی یا حضرت! پہلے میں کمائی کیا کرتا تھا۔ جب سکرو بے خبری کی حالت طاری ہو گئی تو کمانارہ گیا۔ اب صحو کی حالت میں ہوں۔ ہوش اچھلے ہے اگر اجازت ہو تو کمانا شروع کروں۔؟

حضرت والا نے فرمایا: اپنے نفس سے پوچھ، اگر وہ کسی چیز کی خواہش رکھتا ہے تو کمائی کرنا بہتر ہے اور طمع کرنی بڑی بات ہے۔ اگر دل میں کوئی بھی خواہش نہیں ہے۔ تو پھر توکل بہتر ہے۔

میں نے عرض کی۔ یا حضرت! حالات تو سب آپ پر روشن ہیں۔ میرے دل میں کوئی خواہش نہیں تاہم ظاہر والے کہتے ہیں کہ اپنے ہاتھ سے کما کر کھانا حلال ہے۔!

حضرت والا نے فرمایا: اے بھائی! حلال چیز تو وہ ہے جس میں خواہش کا دخل نہ ہو۔ جو کام اپنی خواہش سے کیا جائے وہ سب حرام ہے۔ ایسی چیز اللہ تعالیٰ طالبان حق کو نہیں کھلاتا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے۔

الْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ (سورۃ النور)

خراب چیزیں خراب اشخاص کے لئے اور پاکیزہ چیزیں پاک اشخاص کے لئے ہیں۔



## بغیر بادل کے پانی اور بلا سبب کھانا

حضرت پیرسائیں قدس سرہ نے فرمایا: آٹھ آدمی قافلہ کے ساتھ زیارت حرمین شریفین کے لیے سفر کر رہے تھے۔ راستے میں اتفاقاً قافلے سے بھڑ گئے اور راستہ بھی کھو بیٹھے۔ تین دن اور تین رات اجاڑ میں سفر کرتے گذر گئیں۔ دریں اثنا انہوں نے نہ کچھ کھایا اور نہ پیامتا۔ بھوک اور پیاس نے ان کو نڈھال کر دیا۔ تیسرے دن چلتے ہوئے ایک پہاڑ کے پاس سے گذر رہے تھے کہ پہاڑ کے دامن میں ان کو ایک بزرگ شخص نظر آیا۔ جو تازہ بہ تازہ وضو کر کے بیٹھاتا پانی کے قطرے ہنوز اس کی ریش مبارک سے ٹپک رہے تھے اور ہاتھ پاؤں بھی تر تھے۔ یہ دیکھ کر انہوں نے بزرگ کی خدمت میں التجا کی۔ یا حضرت! ہم تین دن سے بھوک کے پیاسے مسافر ہیں۔ اس بیابان میں رُلتے ہوئے مر رہے ہیں۔ آپ تازہ وضو کئے بیٹھے ہیں۔ اللہ! ہمیں بھی پانی کا پتہ دیں اور یہ بھی فرمائیں کہ اس بیابان میں آپ کو پانی اور طعام کہاں سے سیسرا آتا ہے؟

بزرگ نے جواب میں فرمایا۔ ہمیں کھانا اور پانی دونوں اللہ تعالیٰ کے ہاں سے ملتے ہیں! وہ بولے اس وقت تو ہمیں کوئی کھانا یا پانی آپ کے پاس دکھائی نہیں دے رہا۔ اگر ہم آپ کی بات پر یقین نہیں کرتے تو ایمان کی خیر نہیں۔ لیکن پہلے ہمیں پیاس سے چھڑائیں تو پھر دوسری باتیں بھی ہوں گی! اس بزرگ نے ہاتھ اٹھائے اور دعا مانگی۔ ابھی وہ دعا سے بمشکل فارغ ہی ہوئے تھے کہ ایک چھوٹا سا بادل ظاہر ہوا۔ اور وہ اتنی بارش برسائی کہ جل تھل کر دیا۔



ان اٹھوں نے سیر ہو کر پانی پی لیا۔ تو اس بزرگ نے فرمایا: میاں! یہ بادل بھی تم لوگوں ہی کے لیے آیا ہے ورنہ ہم کو تو اللہ تعالیٰ بغیر بادل کے پانی اور بغیر سبب کے کھانا پہنچا دیا کرتا ہے۔  
اے عزیز! دیکھ کہ جو شخص خود کو فنا کر دیتا ہے تو وہ جو کچھ بھی چاہے کر سکتا ہے۔

ایک بزرگ نے فرمایا ہے

آسمان وزمین طفیل تواند  
تو امیری و جملہ خلیل تواند  
تو ہمائی کہ گر بجویم باز!  
عالمت سجدہ آورد بہ نیاز

آسمان وزمین تیرے ہی طفیل ہیں۔ تو امیر ہے اور جملہ موتوبات تیرا لشکر ہیں۔ تو تو وہ چیز ہے کہ اگر واشگاف کروں تو سارا جہان نیاز مندی سے تجھ کو سجدہ کر دے۔

دوسروں سے ہمارا کیا واسطہ؟

ایک مرتبہ حضرت پیرسائیں قدسنا اللہ باسراہم ملاڑا کے سفر کے دوران حیدرآباد میں سید مقبول شاہ والی مسجد میں تشریف فرما ہوئے۔ چونکہ حضرت والا کو ہمیشہ سے ترک و توکل مرغوب تھا۔ اس لئے دوران گفتگو کتنے والوں کو جن ڈرہائے اسرار الہی سے نوازا رہے تھے ان میں سے ترک و توکل کے متعلق گوہر افشائی فرمانے لگے۔ اس پر سید مقبول شاہ، حویبہ عبید اللہ احرار قدس سرہ تعالیٰ سرہ اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا ذکر درمیان میں لائے تو اپنے فرمایا:



بلاشبہ ایسے انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام بھی ہیں جنہیں ظاہری اسباب  
ہیسا تھے۔ مگر ہم کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کسی بھی دوسرے  
کے قول و فعل کی طرف نہیں دیکھنا ہے۔ اس لیے کہ جب کہ ہمیں انہی کا قرب اور  
انہی کی محبت زیادہ مطلوب ہے تو پھر ہمیں انہی کی پیروی اختیار کرنی ہوگی  
دوسروں سے ہمیں کیا واسطہ؟

## معمول حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

ایک مرتبہ حضرت پیرسائیس قدسنا اللہ باسراہ العزیز نے حدیث شریف  
سے بیان فرمایا کہ حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول مبارک یہ تھا کہ دن  
کو صبح کے وقت گھر تشریف لایا کرتے۔ اپنے حرم محترم سے دریافت فرماتے: ”  
کھانے کے لیے کچھ موجود ہے؟“ پھر اگر موجود ہوتا تو کھالتے اور اگر موجود  
نہ ہوتا تو فرما دیا کرتے: ”انا صائم“۔ ”میں روزہ سے ہوں“ مطلب یہ کہ  
کھانے کو کچھ موجود نہ ہونے کی صورت میں آپ روزے کی نیت کر لیا کرتے  
تھے۔“

## مسئلہ مقصود

خلیفہ امیر علی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ خلیفہ میاں لقمان علیہ الرحمۃ  
نے توکل کے بارے میں حضرت پیرسائیس روضہ دہنقا قدسنا اللہ باسراہ  
العزیز کی خدمت بابرکت میں عرض کی: ”یا حضرت! منہ کو حرکت دینا بھی تو کھانے  
والے کے اختیار میں ہے۔ پھر کیا کیا جائے؟“  
حضرت والہ نے اس کے گھٹنے پر ہاتھ مار کر فرمایا: ”اے بزرگ! مقصود۔“



اپنے ”امام“ کی متابعت ہے۔ اور توکل بھی وہی ہے جو ”امام“ یعنی حضرت سرور کائنات۔ امام الموجدات صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کے موافق ہو۔ جیسا کہ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے

بہ زہد و ورع کوش صدق و صفا

ولیکن میف زائے بر مصطفیٰ

یعنی، زہد، ریاضت، پرہیز اور صفائی میں بلاشبہ کوشش کر۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھا کر زیادتی نہ کر۔

تم طعام لطیف کسے کہتے ہو۔؟

خلیفہ میاں نعمان علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ماہ رمضان شریف کے دوران فاقوں کا بڑا زور تھا۔ کئی کئی دن کھانے کو کچھ نہ ملتا تھا۔ یہاں تک کہ عید کا دن بھی فاقے ہی سے گذر گیا۔ حضرت پیرسائیں قدسنا اللہ بآسارہ کا جسم مبارک بھی بہت لاغر ہو گیا۔ جب ہم نماز عید سے فارغ ہو کر آئے اور آپ ایک درخت کے نیچے آکر بیٹھ گئے تو میں نے آپ کی خدمت میں عرض کی۔ یا حضرت! میں نے کسی کتاب میں دیکھا ہے کہ خواجہ محمد مصوم قدس سرہ کے ایک وقت کے کھانے پر چالیس روپے خرچ آیا کرتے تھے۔ کھانا کھانے کے بعد خواجہ صاحب فرمایا کرتے تھے کہ اس لطیف طعام سے بڑی ترقی حاصل ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا ”تم طعام لطیف کسے کہتے ہو“؟ ہم خاموش رہ گئے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر طعام لطیف، سالن، پلاؤ اور سلوہ کو کہا جائے تو پھر ”میر سہراب ٹالپر“ کو بڑی ترقی حاصل ہو جاتی۔ مگر یہ طعام لطیف، نہیں ہے بلکہ طعام لطیف، کہا جاتا ہے، بھوک کو جسے ”طعام العاشقین“ کہا جاتا ہے



اور یہ ہے بھی مسنون ہے! پھر فرمایا ہے جماعتی کی نماز امام کی اقتداء میں درست ہوگی۔ لیکن اگر وہ امام کی اقتداء و پیروی سے روگردانی کرے گا تو نماز درست نہ ہوگی۔ ہمیں بھی بہر حال اپنے امام یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت پسند ہے۔

## صاحبزادوں کو نصیحت

عبداللہ فقیر علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت پیرسائیں قدسنا اللہ بامرہ مسجد شریف سے باہر بیٹھے وضو کر رہے تھے۔ میں نے ان کے بیٹھنے کے لئے اپنی چادر بچھا دی۔ آپ نے ایک فقیرنی سے فرمایا ہے جا کر میاں محمد یاسین شاہ (قدس سرہ) اور محمد صادق شاہ (قدس سرہ) سے اس کو بلا کر لے آئے۔ جب صاحبزاد آگئے تو آپ نے ان کو دو عطا و نصیحت کے طویلوں سے فرمایا ہے ابے بابا! کچھ کر لو تاکہ ہمارے بعد آسودہ رہو۔ اور دیگر مشائخ کی طرح مریدوں کے دروازوں پر بھیک مانگنے نہ جاؤ۔ پھر فرمایا ہے ہم اتنا جو تمہیں کہتے ہیں۔ وہ اس لیے نہیں کہ ہمارے بعد تم ہمارے سرلمبندی کرو گے۔ بلکہ خاص تمہارے ہمارے فائدے کی خاطر یہ کوشش کرتے ہیں۔ اور ہمارا ایک مرید سے جس سے ہمارا دل بے حد راضی اور مطمئن ہے پھر فرمایا ہے ہمارے بڑے فرزند (یعنی مسند نشین اول قدس سرہ) نے ہمیں بہت راضی کیا ہے۔ یہ آپ نے تین مرتبہ فرمایا اور فرمایا کہ ابتہ، دنیا کی جانب قدرے مائل ہے لیکن وہ بھی زیادہ و انشمنڈی کے باعث۔ مگر اللہ تعالیٰ وہ دن بھی لائے گا کہ وہ خود ہی دنیا کو ترک کر دے گا۔



## اللہ سے قُرب کی دلیل

خلیفہ میاں لہمان کا بیان ہے کہ جب حضرت والا ریگتان کے سفر میں تھے۔ میں نے قاضی عبدالرحمان ساکن سید پور کا پیغام عرض بحضور کیا کہ۔ یا حضرت! قاضی عبدالرحمان کہتا ہے کہ میرا بیٹا بہت حسین اور خوش اطوار تھا۔ وہ قضائے الہی سے وفات پا گیا ہے۔ اس کی جدائی اور فراق نے دل کی جمعیت چھین لی ہے۔ حضور دعا فرمائیں، حضرت والہ نے فرمایا۔ ہمارا صاحبزادہ میاں محمد یاسین۔ بہت خوبصورت اور خوش اخلاق تھا۔ وہ بچپن میں ہی روشن ضمیر اور صاحب کشف تھا۔ شب بیدار بھی تھا یہاں تک کہ وہ علی الصبح ہمیں جگایا کرتا تھا۔ وہ ہمیں بہت عزیز اور منظور نظر تھا۔

ایک دن میں نے اسکو شفقت و محبت سے اس خوشی میں لے کر پایا کیا۔ مجھے احساس ہوا کہ میں یہ کیا کر بیٹھا ہوں کہ اپنے بیٹے سے اتنا قرب کر لیا۔ اور اللہ تعالیٰ عفو تر ہے۔ میں نے چاہا کہ اپنی اس لغزش سے استغفار کروں۔ لیکن پھر سوچا کہ توبہ کرنے کا یہ مطلب ہو گا کہ خود کو لغزش کی پاداش سے بچانا چاہتا ہوں۔ حالانکہ گناہ کی جزا نفس پر بہت گراں گذرا کرتی ہے۔ تو گویا لغزش کر کے توبہ کر لینے سے نفس کی مراد پوری ہو جاتی ہے۔

یہ سوچ کر میں نے توبہ نہ کی اور اس لغزش کی جزا کا منتظر رہا۔ میں نے کہا۔ اگر اللہ تعالیٰ کو ہم سے قُرب ہو گا تو صاحبزادے کو دوست رکھنے پر غیرت کرے گا۔ پھر دوسرے ہمارے ہمارے ایک مرید نے



اللہ تعالیٰ کی غیرت کا خواب سنا دیا۔ صاحبزادے کو بخار چڑھا اور سخت بیمار ہو گیا اور اسی بیماری میں محبوبِ حقیقی سے جا ملا۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

اس پر میں نے اللہ کا شکر کیا اور اس کی حمد بجالایا۔ کہ اس جزا کا ظہور اللہ تعالیٰ کے قرب کی دلیل ہے۔

## تمہارا دین بھی عجیب ہے

خلیفہ میاں لقمان کا بیان ہے کہ ایک دفعہ جبکہ میں حضرت والا کی خدمت میں حاضر تھا۔ ایک آدمی ایک سو روپے حضرت والا کی خدمت میں پیش کرنے کو لایا۔ مولے ڈنہ فقیر نے ان روپوں کو رومال میں باندھ کر چار پائی پر تکیہ نیچے رکھ دیا۔ حضرت والا ایسے حقیر امور سے بہت بلند و بالا تھے۔ ان کو روپوں کی خبر نہ تھی۔ کسی آدمی نے ان میں سے پچاس روپے نکال لئے اور باقی پچاس روپے رومال میں چھوڑ گیا۔ مولے ڈنہ فقیر کو خبر لگی تو اس نے کہا آدھے روپے نکال لے جانا۔ کسی یہیں رہنے والے کا ہی کام ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی چور ہوتا تو سارے روپے اٹھالے جاتا۔

حضرت والا نے اس بارے میں کچھ نہ فرمایا۔ پھر فقیر مولے ڈنہ اور دوسرے فقراء نے آپس میں مشورہ کیا کہ فلاں فال نکالنے والے سے اس کا نام نکلوائیں۔ اس پر حضرت والا نے غصہ ہو کر فرمایا۔ تمہارا دین بھی عجیب ہے جو نام نکلواتے ہو۔ وہ روپے اصلاً ہمارے تھے ہی نہیں۔ جو ہمارے تھے وہ بچے رہے تاہم اگر تمہارے دل کی تسلی نہ ہو تو یوں ہی سمجھ لو کہ دراصل اتنا ہی نذرانہ آیا تھا۔



## فقیر وہ ہے جو بدلہ کی نہ سوچے

سید محمد شاہ ساکن پلپاہ، حضرت والا کا مرید تھا۔ اس نے کچھ زمین میں کاشت کر رکھی تھی۔ وہ زمین بزرگان لواری کے قریب تھی۔ ان بزرگوں کے آدمی اس کاشت میں سے گھاس کاٹ لے جایا کرتے تھے۔ سید محمد شاہ نے ان کو روکا تو انہوں نے اس کی بے حرمتی کی۔ سید محمد شاہ نے مخدوم محمد زمان کلاں کے نولے سے اور سجادہ نشین کے پاس پہنچ کر ان کی شکایت کی تو اس نے بھی سید محمد شاہ کو برا بھلا کہا۔ اور اس کے ان آدمیوں نے جو مٹی گارے کے کام میں لگے ہوئے تھے۔ گارے سے لٹھڑے ہوئے ہاتھوں سے اسے مار پیٹ کر باہر نکال دیا۔ اس کے بعد جب حضرت والا لاہور کا سفر کرتے ہوئے اس علاقے میں تشریف فرما ہوئے تو سید محمد شاہ نے یہ سارا ماجرا عرض کیا اور فریاد کی۔ یہ حضرت سید محمد شاہ نے میرے ساتھ صرت اس لئے کیا کہ میں حضرت والا کا مرید ہو گیا۔ اور آپ کی دعوت کیا کرتا ہوں۔ اسی لئے انہوں نے مجھے اس قدر ایذا پہنچائی ہے۔ جیہ تک آپ کا مرید نہ ہوا تھا یہ لوگ میری بڑی عزت کرتے تھے اور ادب سے پیش آیا کرتے تھے۔

حضرت والا نے فرمایا۔ اے شاہ! خود کو خواہ مخواہ دو نقصانوں میں نہ ڈال۔ ایک تو یہ کہ انہوں نے آپ کو مار پیٹ کی اور دوسرا یہ کہ تو بے صبری کا مظاہرہ کرتا ہے۔ کہ یہ بھی نقصان ہی ہے۔ تو ان کے حق میں دعا کر۔ اللہ تعالیٰ ان سے خود بخود تیرا بدلہ لے لے گا۔

پھر تمثیلاً بیان فرمایا کہ یہ ایک شخص کے دو غلام ہوں۔ وہ دونوں اپنے مالک کے سامنے آپس میں لڑیں جھگڑیں اور مالک دیکھ رہا ہو کہ وہ ایک دوسرے



کو مار پیٹ رہے ہیں۔ دریں اثنا وہاں کوئی دوسرا آدمی آ پہنچے۔ تو اگر وہ عقلمند ہوا تو وہ یہ سوچے گا کہ جب کہ مالک اپنے غلاموں کو لڑتے مہکتے اور ایک دوسرے کو مار پیٹ کرتے دیکھ رہا ہے۔ اور پھر بھی خاموش ہے تو جبکہ مالک ان کو کچھ نہیں کہتا تو اسے بھی چاہیے کہ وہ بھی خاموش ہو رہے۔ لیکن اگر وہ دخل دے گا تو اپنی بے عقلی کا ثبوت دے گا۔

حاضرین مجلس میں سے بعض نے عرض کی یہ یا حضرت! ظاہری بدلہ تو لینا ہی چاہیے اور بعض نے کہا یہ یا حضرت! کرامت کے ذریعہ اس کا بدلہ لینا چاہیے یہ سن کر حضرت والانے فرمایا: *الصَّبْرُ مِفْتَاحُ الْفَرَحِ* (صبر خوشی کی کنجی ہے) فقیر وہی ہے جو بدلے اور کرامت کا دم نہ مارے۔ اللہ کی رضا پر راضی ہے بدلے کا معاملہ اس کافی اہمیت کے اختیار میں ہے۔

## مخدوم نوح اور ہزار روپیہ کی تھیلی

حضرت والانے مخدوم نوح علیہ الرحمۃ کا واقعہ بیان فرمایا کہ ان کے مریدوں میں سے ایک مرید نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی یہ یا حضرت! آپ کی ایک ہزار روپیہ کی تھیلی گم ہو گئی ہے۔ حضرت مخدوم چند لمحے خاموش رہے۔ پھر فرمایا: الحمد للہ۔ دوسرے دن اسی شخص نے حاضر ہو کر عرض کی یہ یا حضرت! کل والی گمشدہ تھیلی مل گئی ہے۔ حضرت مخدوم چند لمحے خاموش رہے۔ پھر فرمایا: الحمد للہ۔ اس رویش نے پوچھا: یا حضرت! آپ نے تھیلی گم ہو جانے اور پھر مل جانے پر بھی الحمد للہ فرمایا۔ اس کا کیا سبب ہے؟ آپ نے جواب دیا: ہمارے الحمد للہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ تھیلی کی گمشدگی اور واپس مل جانے پر دونوں حالتوں میں ہمارے دل نے ان دنیاوی معاملات کی جانب التفات نہ کی۔ گمشدگی پر



غم یا مل جانے پر خوشی کا کچھ بھی اثر ہمارے دل پر نہ ہوا۔ دونوں حالتوں میں ہمارا دل مضبوطی سے اللہ تعالیٰ سے متعلق رہا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ لَا تَأْسُوا عَلَىٰ مَآفَاتِكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ جو کچھ تم سے فوت ہو جائے اس پر افسوس نہ کرو اور جو کچھ مل جائے اس پر خوش نہ ہو۔

## صبر اور بے صبری

حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام، اولیاء اور عوام الناس موت کی تقدیر واقع ہونے، بیماریوں اور دیگر حادثات میں برابر ہیں۔ لیکن انبیاء اولیاء اور عوام آدمیوں میں فرق یہ ہے کہ انبیاء اولیاء مصائب پر صبر کرتے ہیں وہ اس پر یقین رکھتے ہیں کہ لَا سَاءَ لِلتَّقْدِيرِ۔ یعنی تقدیر نلتی نہیں۔ جو ہونا ہے ضرور ہو کر رہے گا۔ اور وہ رضا و تسلیم سے گردن جھکا دیتے ہیں۔ چون و چرا نہیں کرتے۔

اور عوام الناس کا حال یہ ہے کہ تقدیر الہی سے کوئی حادثہ واقع ہوتا ہے تو پہلے تو اس کو روکنے کی بے سود تدابیر کرتے ہیں۔ آہ و فغاں بھی کرتے ہیں حتیٰ کہ صبر و رضا کا دامن چھوڑ کر شرکیہ الفاظ تک منہ سے نکال دیتے ہیں۔ اور کہنے لگتے ہیں کہ اگر ایسا نہ کرتے تو یہ تکلیف ہم کو نہ پہنچتی۔ اگر ایسا کر لیتے تو ایسا ہوتا۔ مسبب حقیقی سے روگردانی کرتے ہوئے بیکار اسباب میں الجھ کر حیران و پریشان ہو جاتے ہیں۔

مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔



چوں قضا آید طبیب ابلہ شود  
اں دوا در نفع خود گم سرہ شود

جب قضا آتی ہے۔ طبیب بے وقوف ہو جاتا ہے۔ اور وہ دوا جو تجویز کی جائے نفع نہیں دیتی۔

## شیوہ سالکین

خلیفہ محمود نظامانی کا بیان ہے کہ ایک دن میں حضرت والا کے روبرو بیٹھا تھا آپ نے میری جانب منہ کر کے فرمایا۔ اکثر لوگوں کا تکیہ کلام یہ ہے کہ

جاوٹی ساواھ کلون قریبین کی

میرے دل میں خیال آیا کہ اس کے ساتھ کچھ اضافہ کر دوں۔ تو میں نے یہ الفاظ بڑھا دیئے۔

لا ہوتی لا ہوتی برترہن سنجہ حبیب \* ذک سک برابان کی اورن ساٹ اللہ  
سکن ہر سالک سی سو کو مکن نہ ساہ \* ماندانی ہر مرشد چوی چلن منجھا لون چاہ  
جاوٹی ساواھ کلون قریبین کی

ترجمہ :- لا ہوتی لا ہوتی کی طرف صبح و شام چلتے ہیں۔ اللہ سے باتیں کرتے ہیں ان کے لیے دکھ سکھ ایک ہے۔ وہ سالک اپنی جانوں کو سکھوں میں خوش نہیں رکھتے مرشد نے کہا وہ پریشانی میں بھی چاہ سے چلتے ہیں۔ کہتے ہیں جو دوست کو پسند ہے وہ ہی سب سے اچھا ہے۔



## صبر و تحمل کا امتحان

حضرت والانس نے ارشاد فرمایا کہ ایک شخص حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ کی خدمت میں مرید ہونے آیا۔ خواجہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ تو اس نعمت کے لائق نہیں ہے۔ میں تجھے مرید نہیں کروں گا۔

جب اس شخص نے بڑا اصرار کیا تو فرمایا۔ ایک شرط پر مرید کروں گا۔ اور وہ یہ ہے کہ تو بخارا کے قلعہ کے فلاں دروازے پر جا کر کھڑا ہو۔ شام کے وقت ایک بوڑھا آدمی لکڑیاں اٹھائے ہوئے جب دروازہ سے گذرے تو، تو اس کے منہ پر ایسا زور کا مٹکا مارنا کہ وہ زمین پر گر پڑے۔ اس کے بعد جو کچھ وہ کہے مجھے آکر بتانا۔ پھر تجھ کو مرید کر لیں گے۔

وہ شخص حضرت خواجہ کے فرمان کی تعمیل میں قلعے کے اسی دروازے پر آ کر کھڑا ہو گیا۔ بہت سے آدمی لکڑیاں اٹھائے ہوئے گذرتے رہے۔ کچھ دیر بعد اس نے دیکھا کہ ایک کمزور سا بوڑھا آدمی سر پر لکڑیوں کا گٹھا اٹھائے دروازے سے گذرا۔ وہ سر سے پیر تک سینہ میں غرق تھا۔

اس بوڑھے آدمی کو دیکھ کر اس شخص کو اس پر رحم آ گیا۔ اس کا دل نہیں کرتا تھا کہ اس کو مٹکا مارے لیکن خواجہ کے حکم کی تعمیل بھی کرنی تھی۔ اس نے زور کے ساتھ مٹکا اس کے منہ پر مارا کہ وہ بوڑھا بے ہوش ہو کر گرا۔ اور مٹکا مارنے والے فوراً بھاگ نکلا۔ اس نے دیکھا کہ بوڑھا اس کا نعائب کر رہا ہے۔ بوڑھے نے دوڑ کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور بولا، تیرے ہاتھ کو تکلیف پہنچی ہوگی تجھ کو جو تکلیف مٹکا مارنے سے پہنچی خدا کے لیے مجھے معاف کر دے۔

اس بات سے اس شخص کو بڑا تعجب ہوا۔ اور اس نے یہ تمام ماجرا، حضرت خواجہ



کی خدمت میں آکر بیان کر دیا۔

حضرت خواجہ نے فرمایا یہ یہ مرد ضعیف ہمارے مریدوں میں سے ہے  
اگر تو بھی ایسی بردباری کر سکے۔ تو میں تجھے مرید کر لوں گا۔ وہ شخص بولا! ایسی  
بردباری مجھ سے نہ ہو سکے گی۔ یہ کہہ کر چلا گیا۔

## صبر و تحمل کی تلقین

حضرت والد نے فرمایا: تقدیر اگر کسی کے موافق نہ ہو تو اسے صبر و تحمل سے  
کام لینا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا منتظر رہنا چاہیے۔ اور دو  
مثال بیان فرمائے۔ پہلا یہ کہ جب درزی کے پاس کپڑا سلانے کے لیے جائیں  
تو درزی کپڑے کو کاٹ کر ٹکڑے کر دیتا ہے۔ گویا کہ اس نے نقصان کر ڈالا۔  
لیکن کپڑا سل جانے کے بعد طبیعت کو پسند آتا ہے۔

دوسرا یہ کہ، جب گائے کا دودھ دوہنے لگتے ہیں تو اس کے بچے کو  
گائے کے قریب باندھ دیتے ہیں تاکہ دودھ دوہنے کے بعد بچے کا جھد  
چھوڑ کر بچے کو کھول کر پلائیں۔ لیکن بچہ پڑا، جلد بازی کرتا ہے اور اچھلتا کودتا  
ہے تو رت سے کی گریں مزید مضبوط ہو جاتی ہیں اور کھولنے میں دیر لگ  
جاتی ہے۔

پس طالب کو چاہیے کہ۔ اپنی سب تدابیر تقدیر الہی کے سپرد کر دے  
اور اس پر عمل کرے۔

سپردہ بہ تو مسایہ نوش را تو دانی حساب کم و بیش را  
میں نے اپنا سب کچھ تیرے حوالے کر دیا ہے۔ کم و بیش کا  
حساب تو ہی جانے۔



قوله تعالى - وَاقْوِضْ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ -  
میں نے اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا۔ بے شک اللہ اپنے بندوں  
کو دیکھ رہا ہے۔

## ہجر سال میں شکر خندا

حضرت والا کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ جب آپ کا کوئی صاحبزادہ فوت  
ہو جاتا تو آپ یہی فرماتے تھے۔ اَلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ عَلَى كُلِّ حَالٍ  
مَا كَانَ۔ اور پھر فوت ہونے والے سے فرماتے یہ میری طرف سے رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کرنا۔ اس کے بعد یہ سندھی بیت پڑھتے  
تھے۔ سُنْ سَانِيْتَرْنَ جِي مِيْتُو مِنْبِي جِي مِيْتُو۔

## اسباب ناقص الایمان کے لیے ہیں

خلیفہ میاں لقمان علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں سخت بیمار ہو گیا  
حضرت پیرسائیں روضے دھنی قدر سنا اللہ بامرہ کو درگاہ شریف پر میری عیادت  
کی خبر ملی۔ تو ارشاد فرمایا، ہم خلیفہ کے لیے دوا بھیجیں گے۔ جو فقرا میرے وقت  
تھے انہوں نے عرض کی یہ یا حضرت! خلیفہ کوئی بھی دوا استعمال نہیں کیا کرتا،  
آپ نے فرمایا یہ وہ بیمار اصاب رہے۔ آپ نے میرے لیے دہر منزہ،  
تجوزیہ فرمایا اور فرمایا یہ وہ ہماری بھیجی ہوئی دوا استعمال کرے گا۔ اگر لاڑ،  
کا کوئی فقیر موجود ہو تو ہم اسے دوا دیدیں تاکہ وہ خلیفہ کو پہنچا دے۔  
لیکن اس وقت لاڑ، کا کوئی فقیر حاضر نہ تھا۔ میں جب بیماری سے شفا یاب  
ہوا تو حضرت والا کی قدمبوسی کے لیے درگاہ مبارک کو روانہ ہوا۔ جب وہاں



پہنچا تو حضرت والا خلیفہ میاں اللہ رکھیہ کی دعوت میں تشریف فرما تھے۔ ظہر کی نماز کے وقت میں وہیں جا پہنچا اور حضرت والا کی زیارت سے مشرف ہوا۔ حضرت والا، شہر سے باہر سواک کر رہے تھے۔ آپ کا چہرہ انور مغرب کی جانب تھا۔ میں ادباً حضرت والا کے پیچھے بیٹھ رہا۔ حاضرین نے مجھے دیکھ کر فرسبا کہی اور خیر و عافیت دریافت کی۔ یہ سن کر حضرت والا میری جانب متوجہ ہوئے اور کھڑے ہو کر بغلیگر ہوئے۔ اور مجھ سے پوچھا: اب تندرست ہوئے؟

میں نے عرض کی: یا حضرت! آپ کی توجہ سے بیماری رفع دفع ہو گئی۔ پھر آپ نے مسکرا کر پوچھا: تم نے کوئی دوا استعمال نہ کی؟ میں نے کہا: یا حضرت! ہم جھوٹے ہیں، حضرت والا یہ سن کر بڑے مسرور ہوئے۔ اور حال احوال دریافت فرمایا۔ میں نے عرض کی: یا حضرت! سید پور شہر میں ایک بزرگ عبد الرحمان نامی طالب علم ہے۔ وہ میری بیماری کی خبر سن کر، بیمار پرسی کے لئے آیا۔ اس نے میرے لیے دوائیں تجویز کیں۔ فقروں نے اسے بتایا کہ خلیفہ کوئی دوا استعمال نہیں کرتا۔ یہ سن کر وہ بزرگ جوش میں آ گیا اور بولا کہ: ”صحیح بخاری میں ایک پورا باب دواؤں کا منضبط ہے۔ پھر آپ دوا کیوں نہیں کرتے؟“ میں ڈر گیا کہ کہیں حدیث کا منکر نہ ٹھہروں! حضرت والا۔ جوش میں آ گئے اور فرمایا کہ: ”تم نے یہ جواب کیوں نہ دیا کہ یہ حدیثیں ان لوگوں کے لئے ہیں جن کا ایمان ناقص ہے۔ اور جن کا ایمان کامل ہے ان کے لئے توکل کی حدیث وارد ہے۔ انہوں نے یہ حدیث نہیں دیکھی۔“ جو حدیث مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ جو شخص علاج نہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے صدقے میں ستر ہزار گنہگار جہنمیوں کو بخش دے گا۔ اور حدیث قدسی میں ہے۔ مَنْ لَدَّ يَرْحَنَ بِقَضَائِيْ وَ لَدَّ



يُضِرُّ عَلَىٰ بِلَادِيٍّ وَلَدٌ لَشَاكِرٍ عَلَىٰ نِعْمَائِيٍّ فَلْيُخْرِجْ مِن تَحْتِ سَمَائِيٍّ وَلْيَطْلُبْ  
رَبِّي سَوَائِيٍّ

جو شخص میری قضا پر راضی نہ ہو اور میری بھیجی ہوئی مصیبت پر صابر  
نہ ہو اور میری دکی ہوئی نعمتوں پر شاکر نہ ہو تو وہ میرے آسمان کے  
نیچے سے نکل جائے اور میرے علاوہ کوئی اور دوسرا رب تلاش کرے۔



## اللہ سے بھی احتیاج نہ رکھ

حضرت والائے فرمایا۔ کچھ طالب ایسے ہوتے ہیں جو ترک (کا دعویٰ) کرتے ہیں مگر طمع ان سے چھوٹی نہیں۔ تارک یوں ہو جائے کہ مخلوق سے تو طمع منقطع کر چھوڑے مگر خود خالق سے بھی طمع نہ رکھے۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے۔

زبان بند دفتر زحمت بشوئے

طمع بگسل و ہرچہ خواہی بگوئے

زبان (سوال) بند کر دے۔ چالاکی کے دفتر دھو ڈال۔ طمع کو توڑ دے

پھر جو چاہے کہتا رہ۔

طمع را نہ حرف است ہر سہ تہی

ازاں نیست مرطمعہا را بھسی

طمع کے تین حرف (ط، م، ع) ہیں اور تینوں خالی ہیں۔ اسی لئے طمع

رکھنے والے خوبی سے خالی رہتے ہیں۔ بزرگوں کا فرمان ہے کہ اَلْفَقِيْرُ

لَا يَحْتٰجُ اِلٰى اللّٰهِ - حقیقی فقیر، اللہ تعالیٰ سے بھی احتیاج نہیں رکھتا

(بلکہ حقیقی فقیر، کا مقصود فقط رضائے الہی ہوتا ہے۔)

## مال و زر کوڑا کر کے

خلیفہ محمود نظامانی کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں اور میاں سلطان،

فقیر نظامانی اور سید میر عیاشاہ درگاہ شریف حاضر ہوئے۔ اس دفعہ حضرت

والا کے مریدوں نے حضرت والا کی خدمت میں نذرانہ پیش کرنے کے لیے۔



کپڑا، سونا، چاندی بصورت زیورات اور دیگر تحائف ہمیں دیئے تھے۔  
حضرت والا اس وقت ایک باغیچہ کے چؤدرے میں تشریف فرما تھے۔ ہم نے  
وہ سارے تحائف پیش خدمت کر دیئے۔ حضرت والے نے یہ تحائف دیکھ کر  
بندہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: (واہ واہ) تو جانتے ہو جتنے ہوئے بھی اس  
طرح کر رہا ہے۔ اپنے گھر سے کوڑا کرکٹ سمیٹ کر ہمارے گھر میں پھینکتا ہے؟  
اس طرح کرنا نہیں چاہیئے۔

میں نے عرض کی: "حضرتا! میں یہ چیزیں اپنے گھر سے نہیں لایا ہوں  
درگاہ مبارک کے مُردوں نے بطور نذرانہ بھیجی ہیں۔ مجھے تو جو کچھ ملتا ہے۔  
درویشوں کو خیرات کر دیا کرتا ہوں" آپ نے فرمایا: "جو بھی مال و زر ہمارا ہو  
یا تیرا سب کچھ درویشوں کو خیرات کر دیا کر" اس کے بعد پھر کبھی کوئی نذرانہ  
لیکر حاضر خدمت نہ ہوا۔ جو کچھ ملتا وہی خیرات کر دیا کرتا تھا۔"

## اس نامراد کو میرے ہاتھ پر نہ رکھ

قاضی شفیع کا بیان ہے کہ ہم ایک دن درگاہ مبارک میں حضرت والا کے  
حضور بیٹھے تھے کہ ایک آدمی نے چار روپے اور کچھ الائچیاں بطور نذرانہ  
پیش کیں۔ میں نے الائچیاں اور روپے باندھ کر رکھ لئے۔ حضرت والا جب  
حویلی مبارک کو روانہ ہوئے۔ میں نے عرض کی: "یا حضرت! کچھ نذرانہ آبلے ہے؟"  
آپ نے ہاتھ بڑھایا۔ میں نے الائچیاں پیش کیں۔ آپ نے رومال میں رکھ لیں۔  
میں نے عرض کی کچھ نذرانہ اور بھی ہے آپ نے دوبارہ ہاتھ مبارک بڑھایا۔  
میں نے چار روپے ان کے ہاتھ مبارک پر رکھ دیئے۔ رکھے ہی آپ نے ٹھنڈی سانس بھر کر  
فرمایا: "اے بھائی! اس نامراد کو میرے ہاتھ پر نہ رکھ" اس کے بعد میں نے کبھی نہ نہ اٹھایا۔



## دنیا دار کسی کا میں مخلص نہیں ہوتا

ایک روز حضرت والا نے فرمایا کہ حضرت میاں صاحب (سید محمد تقی شاہید علیہ الرحمۃ) نے دنیا داروں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: یا با۔ اگر کوئی دنیا دار اپنے بیٹے کے متعلق کہے کہ میں نے اسکو خالص خدا کی رضا کے لئے ذبح کیا ہے تو بھی ہرگز یقین نہ کرنا۔ اس میں بھی اس نے ضرور اپنی کوئی غرض رکھی ہوگی۔

## عبادت کر کے دنیا کی دعانا لگنا

ایک مرتبہ حضرت والا نے فرمایا کہ عبادت کر کے دنیا کی دعانا لگنا ایسے ہے جیسے کہ قرآن شریف پر پاؤں رکھ کر الماری میں سے شراب کی بوتل اٹھانا۔

## لاپچی کستی

ایک روز حضرت والا نے فرمایا۔ ایک کستی مہکار یوں کے ساتھ رہتی تھی جہاں بھی ڈھول کی آواز سنتی وہ کھبھتی کہ وہاں شاد کی ہو رہی ہے۔ اور ہڑیاں کھانے کے لئے وہیں جا پہنچتی تھی۔ ایک دن دو قصبوں میں شادیاں تھیں اور دونوں قصبوں کے درمیان ایک نہر تھی۔ ایک قصبے میں ڈھول بجنے لگا اور کستی وہاں پہنچنے کے لئے نہر میں کود گئی۔ جب تیرتے ہوئے کنارے کے قریب پہنچی تو دوسری طرف سے ڈھول کی آواز آنے لگی۔ کستی وہیں سے مڑ کر دوسرے قصبے کی جانب تیرنے لگی۔ جب اس کنارے کے قریب پہنچی تو موعا پہلے قصبے میں ڈھول بجنے لگا۔ وہ وہیں سے اس قصبے کی جانب تیرنے لگی۔ بالآخر اسی جدوجہد میں تیرتے تیرتے اسی نہر میں ڈوب



یہ لاپچی دنیا دار کی مثال ہے وہ بھی دنیا کے حصول کے لئے اسی طرح اپنی عمر عزیز ضائع کر بیٹھا ہے۔

## گتے ہی کی مثال کیوں؟

ایک مرتبہ حضرت والا نے حاضرین مجلس کی طرف دیکھ کر یہ حدیث پڑھی  
 "الدُّنْيَا جِيفَةٌ وَطَالِبُهَا كَلَابُ" یعنی دنیا مردار ہے اور اس کے طلبکار  
 گتے ہیں۔ پھر حاضرین سے پوچھا کہ مردار تو دوسرے جانور بھی کھا لیتے  
 ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طالبان دنیا کو گتوں ہی کے  
 مثل کیوں فرمایا؟ اس کا جواب کوئی بھی نہ دے سکا تو آپ نے فرمایا  
 دوسرے مردار خور پرندے اور درندے مردار کو مل کر کھاتے ہیں مگر گتے  
 کی خصلت ہے کہ وہ اکیلا کھاتا ہے۔ دوسرے گتوں کو قریب نہیں آنے دیتا۔

نہ خدا، کی ملا، نہ وصال صنم  
 نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے  
 حضرت شاہ شرف الدین ابو علی قلندر دستارنا اللہ بامرارہ فرماتے ہیں  
 دین و دنیا ہر دو کے آید بہت  
 ایں فضول سہا مسکن اے خود پرست  
 دین بھی اور دنیا بھی یہ دونوں کیونکر حاصل ہو سکتی ہیں۔ اے خود پرست  
 ان فضولیات سے باز آ۔

دورنگی چھوڑ کر یک رنگ ہو جا  
 سراسر موم ہو، یا سنگ ہو جا

(ابو اسحاق قادری)



اگر کوئی دوسرا گتّا بھی جائے تو آپس میں لڑنا شروع کر دیتے ہیں۔

مولائے روم قدسنا اللہ باسرارہ فرماتے ہیں۔

چوں سسگال بر حیفیہ فی آیند جمع

ہر یحی دارد بخور دن لحم طمع

گتے جب مُردار پر اکٹھے ہوتے ہیں تو ہر ایک یہ طمع رکھتا ہے کہ مُردار کا گوشت میں ہی کھا لوں۔ کسی دوسرے کو ہرگز نہ کھانے دوں۔

## ترک دنیا ہر عبادت کی بنیاد ہے

حضرت والائے ارشاد فرمایا۔ بچہ جب تک ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے اسکی خوراک حیض کا خون ہوتا ہے۔ اور اس کی جائے رہائش ”رحم مادر“ تنگ مقام وقت ولادت جب اسکو شکم مادر سے باہر نکالنا چاہتے ہیں۔ وہ وہاں سے نکلنا نہیں چاہتا۔ کہتا ہے میں اس جگہ آرام میں ہوں۔ اگرچہ اسے کہا جاتا ہے کہ تیری جائے رہائش تنگ ہے اور تیری غذا خون ہے۔ اگر تو باہر آئے گا تو تجھکو کشادہ جگہ ملے گی اور خون کے بجائے تجھے دودھ ملے گا۔ تو بھی وہ قبول نہیں کرتا۔ پھر جب اسے کسی صورت باہر لایا جاتا ہے اور وہ اس دنیا کی وسعت کو دیکھتا ہے اور خون کے بجائے شیر مادر پیتا ہے تو بڑا خوش ہوتا ہے اور پہلی جائے رہائش ”رحم مادر“ کو تنگ تصور کرتا ہے۔ پھر جب اس سے دودھ چھڑایا جاتا ہے اور اسکو کہا جاتا ہے کہ دودھ چھوڑ دے تاکہ تجھے مصری کھلا میں تو وہ دودھ چھوڑنے پر رضامند نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ جب اسکو مصری چٹائی جاتی ہے تو مصری کی مٹھاس چکھ کر پھر دودھ چھوڑتا ہے۔ اس کے بعد فرمایا۔ دنیا



کی وسعت بہ مقابلہ عالم برزخ شکم مادر کی طرح تنگ ہے۔ اور عیش و عشرت کی چیزیں خونِ عیض کے مانند ہیں۔ اب اسکو مالکِ حقیقی کی وسعت اور اسکی نعمتوں کا شوق دلایا جائے تو وہ مقام دنیا اور دنیا کی نعمتوں کو چھوڑ دینے پر آمادہ نہیں ہوتا۔ دنیاوی خواہشات کو پسند کرتا ہے۔ بمصدق آیت مبارکہ۔ اَفَرَأَيْتَ مَنْ اتَّخَذَ اللّٰهَ هَوَاۗءَ ۙ کِیَا تُوْنِے دِکْھَا اِسْ نَخْصْ کُوْجِسْ لَے اِپْنی خَوَاہِشَاتْ کُو اِپْنا مَعبُو دِنْبا لِیَا ہِے۔ ؟ وہ دنیاوی خواہشات کا بندہ بن جاتا ہے۔ پس جو شخص ان خواہشات سے آزاد ہو گیا وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لطف و لذت پاتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ تَرَبَّعَ الدُّنْیَا سِوَّ کُلِّ عِبَادَةٍ۔ یعنی ترک دنیا ہر عبادت کی بنیاد ہے۔ 'ناس' سے مراد اللہ تعالیٰ کی معرفت و محبت ہے۔ اور پیٹ سے مراد ہستیِ موہوم ہے۔ جو اس میں رہ گیا وہ رہ گیا اور جو اس سے چھوٹ گیا وہ وصلِ باندہ ہو گیا۔ مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

چوں ز خود رستی ہمہ حق گشتم رفت ظلمت نور مطلق گشتم  
جب تو خود سے چھوٹ گیا۔ تو تمام حق ہو گیا۔ ظلمت جاتی رہی۔ نور مطلق بن گیا

اے اگر گردی تو در توحید فانی ز حق یابی بقائے جاودانی

فنا ترک ہوا را نام کر دند بقا جسم صفاتش را سمر دند

اگر تو توحید میں فنا ہو جائے حق سے بقائے جاودانی پائے گا۔

ترک خواہشات کا نام فنا ہے۔ بقا۔ صفاتِ الہی سے متخلق ہونا ہے۔

دماغ رہے کہ شکم مادر کے مقابلہ میں دنیا بہت وسیع ہے۔ اور عالم برزخ کے مقابلہ میں عالم دنیا شکم مادر کی طرح تنگ ہے۔ عالم دنیا کے مقابلے میں عالم برزخ اور برزخ کے مقابلے میں عالم آخرت بدرجہا وسیع ہے۔ (ابو الحسن قادری غفرلہ)



## بڑے بھنگی، دنیا دار ہیں

ایک روز حضرت والانے ارشاد فرمایا یہ محمد علم، ایک بزرگ تھے ان سے میرا بہرام ٹالپور نے پوچھا کہ بھنگی کا ذبح کیا ہوا جانور کھانا، جائز ہے یا ناجائز؟ بزرگ نے فرمایا کہ بڑے بھنگی کے متعلق پوچھتے ہو یا چھوٹے بھنگی کے متعلق؟ میرا صاحب نے عرض کی یہ بزرگ صاحب! چھوٹے اور بڑے بھنگی خدا جانے کون ہیں! بزرگ نے فرمایا یہ بڑے بھنگی تم ہو اور چھوٹے بھنگی وہ ہیں جو مشہور ہیں۔ کیونکہ وہ مردار کھاتے ہیں جو بیکار پڑا ہوتا ہے اور تم تیمیوں کا مال زبردستی اور ظلم سے چھین کر حلال سمجھ کر کھاتے ہو۔

## دنیا داروں کے تعلق رکھنے والے درویش

ایک روز حضرت والانے فرمایا اگر کوئی دنیا دار شخص کسی درویش سے رابطہ رکھتا ہو اور اس کے پاس اسکی آمد و رفت ہو تو سمجھ لینا چاہیے کہ اس درویش کے دل میں خیال دنیا کا تعلق باقی ہے۔ اسی لئے وہ دنیا داروں سے تعلق رکھتا ہے۔ یہی تعلق اس کو تباہ کر سکتا ہے۔

## دنیا دار فیض سے محروم رہتے ہیں

ایک روز حضرت والانے فرمایا اب سے پہلے ہم سمجھتے تھے کہ دنیا داروں کا فیض سے محروم رہنا ہماری (کسی خامی کی) وجہ سے ہے مگر اب معلوم ہوا کہ باطنی فیض سے ان کی محرومی اہل اللہ سے نسبت نہ رکھنے کی وجہ سے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام دنیا دار ہمارے فیض باطنی اور رابطے سے مایوس



اور محروم ہیں۔

اہل دنیا چوں گے دیوانہ اند  
دنیا دار باؤ لے گئے کی مانند ہیں۔

## دنیا مکار بڑھا ہے

ایک روز میر مبارک ٹالپور نے حضرت والا کے حصور میں اپنے والد  
میر سہراب خان کی بڑی تعریف کرتے ہوئے کہا: "یا حضرت میرا باپ بڑا  
دانا اور عقلمند ہے وہ ہمیں نصیحت کیا کرتا ہے کہ دنیا اچھی چیز ہے جو ہمیں  
ہماری زندگی اور موت میں کام آتی ہے لہذا اسکی حفاظت کرنی چاہیے!"  
حضرت والا نے ارشاد فرمایا: "اے میاں مبارک! ایک عورت نہایت  
بد صورت تھی جس کا پیٹ ڈھول جیسا اور آنکھیں چوہے کی آنکھوں کی طرح  
اور جسم کی کھال گوہ کی کھال کی مانند تھی۔ اس سے شادی کرنے پر کوئی رضامند  
نہ ہوتا تھا۔ اس لئے اس کو ایک اندھے کے ساتھ بیاہ دیا گیا۔

جب یہ میاں بیوی خلوت میں بیٹھے تو وہ عورت اپنی بڑی تعریف کرنے  
لگی کہ میری آنکھیں ہرنی کی آنکھوں جیسی ہیں۔ میرا منہ چاند کی طرح ہے۔ اسی  
طرح اپنی خوبیاں بیان کرتی رہی۔ سب کچھ سن کر وہ اندھا بولا: "اگر تو  
واقعی ایسی ہی خوبصورت ہوتی تو کسی سیٹھ شاہوکار کی بیوی بنتی۔ مجھ جیسے  
معذور اندھے کے نکاح میں ہرگز نہ آتی!"

اسی طرح یہ جھوٹی دنیا اندھوں کی آنکھوں میں خود کو خوبصورت کہلاتی  
ہے۔ لیکن اہل اللہ اسکو خوب پہنچانتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ اولیاء اللہ  
دنیا کے قریب بھی نہیں پھٹکتے۔



حضرت ابو علی قلندر قدسنا اللہ بامرارہ فرماتے ہیں سے  
 بہت دنیا پیر زال و پیر فریب  
 مے کند پیر و حوال را ناشکیب  
 عارفاں و ادند اورا صد طلاق  
 ہر کہ عاشق شد برو او گشت عاق  
 دنیا مکار بڑھیا ہے جو ناز و خسرے دکھا کر بوڑھوں اور جوانوں  
 کو بے قرار کر دیتی ہے۔ لیکن عارفوں نے اسکو سو طلاق دے رکھی ہے  
 اور جو اس پر عاشق ہو گیا وہ اللہ کا باغی ہو گیا۔ (ابو اسحاق قادری)

## حرمیں گستا

حضرت والا نے فرمایا۔ ایک گستا منہ میں ہڈی دبائے نہر کے کنارے  
 جا رہا تھا۔ جب اس کی نظر پانی پڑی تو اسے پانی میں نظر آیا کہ کوئی دوسرا  
 گستا منہ میں ہڈی دبائے جا رہا ہے۔ اس نے اس سے ہڈی چھیننے کی  
 خاطر مھونک کر چھلانگ لگائی۔ اس کے اپنے منہ والی ہڈی پانی میں گر  
 گئی اور خود بھی پانی میں جا گیا۔ لیکن دوسرا گستا منہ بھی اس کی نظر سے غائب  
 تھا۔ اس صورت حال سے وہ بڑا مایوس اور پریشان ہوا۔ یہی حالت  
 طالبان دنیا کی ہے۔

حال دنیا سر بہ سر پیدم از فرزانہ!  
 گفت یا خوابے ست یا باکے ست یا افسانہ!  
 میں نے کسی دانا سے دنیا کی حقیقت پوچھی۔ اس نے کہا۔ یہ خواب  
 ہے یا ہوا کا جھونکا ہے یا افسانہ ہے۔



حال اور بازگو کو دل بہ بند اندرون  
گفت یا بومے ست یا دیوے ست یا دیوانہ  
پھر میں نے اس سے کہا کہ اس شخص کا حال بتا جو دنیا میں لگاتا ہے۔  
اس نے کہا، ایسا شخص یا تو اٹوٹ ہے یا شیطان ہے یا دیوانہ ہے۔  
برِ مثال تو وہ برف است و فصل بہار  
یہی عاقل در حینیں جائے نہ شد و خانہ  
دنیا کی مثال ایسی ہے جیسے موسم بہار میں برف کا ٹکڑا ہو۔ کوئی  
عقل مند ایسے مقام پر اپنا گھر نہیں بنا لیتا۔

## بیوقوف کتّا

حضرت وال نے ارشاد فرمایا: ایک کتّا۔ ایک ہڈی پر دانت مار  
رہا تھا۔ اچانک ہڈی اس کے دانتوں کی جڑھ میں جا لگی اور اس میں  
سے خون نکلنے لگا۔ کتّا یہ سمجھا کہ یہ خون اس ہڈی سے نکلا ہے۔ اس نے  
خون کو چاٹنا شروع کر دیا۔ اپنی بے وقوفی سے نہ سمجھا کہ یہ خون خود  
اسی کے جسم کا ہے۔

سگِ دوں ہمت استخوان جوید  
بچہ شیر مغز جاں جوید  
کمینہ کتّا ہڈی کی تلاش میں رہتا ہے۔ اور شیر کا بچہ مغز جان  
کی تلاش کرتا ہے۔



## دنیا دار خود فریبی میں مبتلا نہیں

حضرت والہ نے فرمایا کہ ایک شہباز ہوا میں اڑ رہا تھا۔ ایک ضعیف کوئل نے شہباز کو دیکھا تو اس غلط فہمی میں مبتلا ہو گئی کہ شہباز اسے شکار کرنے نکلا ہے۔ اس خوف سے وہ گرتی پڑتی دوڑتی ہوئی تنکوں میں جا چھپی۔ شہباز نے کہا: اے کوئل! تو خواہ مخواہ پریشان نہ ہو، میری خوراک تو نہیں ہے۔ یہ تمہیں بیان فرما کر ارشاد فرمایا: یہی مثال دنیا داروں کی ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اللہ والوں کی خوراک ہیں۔ اللہ والے سمجھو کھا جائیں گے۔ ان کا یہ خیال باطل ہے۔ دنیا داروں کو یہ عزت و حرمت نصیب ہی نہیں ہوتی۔ جو یہ مردانِ خدا کی خوراک بن سکیں کیونکہ طالبانِ دنیا مردِ خور ہیں اور اہل اللہ، مردار سے اور مردِ خوروں سے دور ہیں۔ اس پر حکمِ گواہی موجود ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: **اللّٰہُ نِیَا مَلْعُوْنٌ وَّمَلْعُوْنَةٌ مَا فِیْہَا اِلَّا ذِکْرُ اللّٰہِ**۔ یعنی دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے سب کچھ ملعون ہے۔ سوائے ذکرِ خدا کے۔

گر سچے خواہی کہ باشی سُرخِ سر

ذکر اوکن، ذکر اوکن، ذکر او

اگر تو دنیا و آخرت میں سُرخ و ہونا چاہتا ہے۔ تو اس کا ذکر کر۔

اس کا ذکر، اسی کا ذکر۔

اہل دنیا کا فرمانِ مطلق اند

دائمًا در بق و در بق اند

کافر مطلق، دنیا دار ہیں۔ ہمیشہ بک بک اور جھک جھک میں رہتے ہیں۔



## رات تو ایک قدم کا تھا

حضرت والائے فرمایا کہ ایک شخص سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوا۔ حضرت شیخ کی توجہ سے اس کے دل سے دنیا کی محبت یک لخت نکل گئی۔ اس شخص کے پاس ایک ہزار روپے تھے۔ اس نے سوچا کہ یہ تمام مرشد کی نذر کر دے معاول میں خیال پیدا ہو کہ ایسی بڑی چیز اپنے محبوب کو دینا بجائے خود بڑی کمالات ہوگی۔ پھر سوچا کہ یہ روپے درویشوں کو تقسیم کر دے لیکن پھر خیال ہوا کہ مخلوق خدا کو فساد میں ڈالنا بھی ٹھیک نہیں۔

وہ شخص ایک ہزار روپے اٹھا کر دریا پر پہنچا۔ تاکہ یکبارگی دریا میں پھینک دے۔ لیکن اس نے سوچا کہ یکبارگی پھینک دینے کی بجائے ایک ایک کر کے پھینکے تاکہ نفس کو خوب تکلیف پہنچے۔ اس نے ایک ایک روپیہ دریا میں پھینکنا شروع کر دیا۔ جب سارے روپے پھینک چکا تو اسی وقت اسکو حق تعالیٰ کا مشاہدہ نصیب ہو گیا۔ وہاں سے وہ اپنے مرشد کے پاس آیا اور عرض کی: یا حضرت! خدا تعالیٰ کی راہ کا فائدہ کس قدر ہے۔؟

حضرت شیخ نے فرمایا: رات تو ایک قدم کا تھا مگر تو نے ہزار قدم

کا کر دیا!



## درویش کی بے نیازی

حضرت والا نے ارشاد فرمایا: ایک بادشاہ اپنے وزیر اور چند خدام کو ساتھ لیکر ایک بزرگ کی زیارت کو گیا۔ وہ بزرگ بے نیازی کے ساتھ بادشاہ کی طرف اپنے پاؤں پسا کر بیٹھ رہا۔ وزیر کو درویش کی یہ حرکت سخت ناگوار گذری۔ اس نے درویش سے پوچھا: اے درویش! آپ نے یہ پاؤں پسانا کب سے شروع کیا ہے؟ بزرگ درویش نے جواب دیا: اس دن سے جب کہ میں نے طمع سے اپنے ہاتھ دھولے! ما

مصلح الدین شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

ہر کہ بر خود در سوال کشاد

تا بہ میر دنیا مند بود

از بگذار و پادشاہی کن!

گردن بے طمع بلند بود!

جس نے خود پر در سوال کھول دیا۔ وہ مرتے دم تک نیاز مند ہی رہتا ہے۔ حرص و لالچ چھوڑ اور بادشاہی کر۔ بے طمع آدمی کی گردن ہمیشہ اونچی رہتی

(فقیر البھان قادری)

ہے:



## حضرت والا کی دریا ولی

سوفیئر کھوکھر کا بیان ہے کہ 'روٹری' کے سادات کرام کے ذمہ چار سو روپیہ سرکاری مالیہ کے واجب الادا تھے۔ جن کی وصولی کیلئے سرکاری اہلکار نہایت سختی سے پیش آ رہے تھے۔ لیکن سادات کرام اتنی بھاری رقم ادا کرنے سے عاجز تھے۔ (واضح رہے کہ اس وقت سندھ پریسوں کی حکومت تھی۔ اس زمانہ کے چار سو روپے موجودہ زمانے کے چالیس ہزار روپے سے بھی کہیں زیادہ تھے۔ ابو الحسن قادری)

ادائیگی کی کوئی صورت نہ دیکھ کر پریشانی کے عالم میں حضرت والا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا حضرت آپ ہمارے ساتھ میرٹھراب کے پاس چل کر ہماری سفارش کریں۔

حضرت والا نے فرمایا: میرٹھراب سے مالیہ چھڑانا اور اس کا احسان ہونا بہت مشکل ہے۔ اس لیے آپ صبر کریں۔ بمصدق الصبر وفتح الفرج (صبر فرحت وکشائش کی کنجی ہے) کام آسان ہو جائے گا۔ حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے بموجب اگر اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف کچھ بھیج دیا تو ہم تمہیں دے دیں گے۔

مگر سادات کرام بدستور پریشان رہے۔ انہوں نے خیال کیا کہ حضرت والا تو ایک درویش اور فقیر ہیں۔ ان کے پاس چار سو روپے کہاں سے آئیں گے؟ اس پریشانی کے عالم میں انہوں نے حضرت والا سے واپس چلے جانے کی اجازت مانگی۔ آپ نے ان کو تسکین دیتے ہوئے کچھ وقت انتظار کرنے کو کہا۔ لیکن سادات کرام واپس جانے



پر اصرار کرتے رہے۔ دریں اثنا حضرت والا کے تصرفات اور آپ کی برکت سے ایک آدمی حاضر بحضور ہوا۔ اور اس نے چار سو روپے حضرت والا کی خدمت میں نذر کر دیئے۔

آپ نے اسی وقت چار سو روپے ساداتِ کرام کو عطا فرما دیئے اور جانے کی اجازت دے دی۔

## جمع کرنے کی مشاہدہ

ایک روز حضرت والا نے ارشاد فرمایا، ایک مرتبہ ہم نے اپنے گھوڑوں کے چارہ کے لئے جو کاشت کئے تھے۔ ان کا مہر کاری مالیہ جو دس روپے بنتا تھا۔ ہم نے اسکی ادائیگی کے لئے دس روپے بطور امانت اپنے پاس رکھ لئے۔ آٹھ دس دن گزر گئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں کچھ بھی نہ بھیجا۔ یہاں تک کہ فقرا فاقے کرنے لگے۔ بالآخر یہ اظہار ہوا کہ ہم نے جو دس روپے اپنے پاس رکھ چھوڑے ہیں یہ انہی کی شامت ہے۔ پھر ہم نے وہ دس روپے راہِ خدا میں خیرات کر دیئے تو انہی دنوں میں اللہ تعالیٰ نے بند کردہ قفل کو احسان کی گنجی سے کھول دیا۔

ہرچہ داری صرف کن در راہ او

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا

تیرے پاس جو کچھ بھی ہے راہِ خدا میں صرف کر دے۔ نیکی کو تب ہی پائیں گے اگر وہ راہِ خدا میں خرچہ کریں گے۔



## اپنے ہاتھ سے چھوڑ

حضرت والا، جمعہ کے دن وعظ فرمانے کے بعد گری پر بیٹھے تھے کتاب آپ کے مبارک ہاتھوں میں تھی۔ ایک شخص نے آپ سے مسئلہ پوچھا: یا حضرت! بے نماز اور فاسق کو کھانا کھلانا یا کوئی چیز دینا جائز ہے یا نہیں؟ آپ نے فرمایا: نیک اور مرد صالح کو دینا چاہیے، اس پر ایک بلوچیا نے کھڑے ہو کر کہا: یا حضرت! آپ کے مرید کہتے ہیں کہ بے نماز کو کھانا کھلانا بالکل جائز نہیں ہے؟ آپ نے یہ سن کر جماعت پر نظر ڈالی۔ کتاب اپنے گھٹنوں پر رکھی اور فرمایا: اے مار! تو اگر ہم سے پوچھتا ہے تو ہم یہ کہتے ہیں کہ، اپنے ہاتھ سے چھوڑ، پھر جسے چاہے وہ۔

## سخاوت اور اعتماد علی اللہ

خلیفہ میاں لقمان کا بیان ہے کہ ایک روز حضرت والا نے خدام سے فرمایا: ہمارے سامان میں کوئی چیز موجود ہے؟ وہ بولے: بہت کچھ موجود ہے۔ فرمایا: جو کچھ بھی ہے سب لے آؤ۔ خدام نے سب چیزیں ملا کر حاضر کر دیں۔ آپ نے سو سو روپیہ نکال کر میرے پاس بطور امانت رکھ دیئے۔ اور باقی سب کچھ سوالیوں کو تقسیم کر کے دے دیا۔ پھر فرمایا: اے خلیفہ! جماعت میں ایسا کوئی آدمی ہے جو یہ ایک سو روپیہ، مرید فقیر جو یہ کو جس نے پہلے سوال کر رکھا ہے اسے پہنچا دے؟ قاضی محفوظ وہاں موجود تھا۔ آپ نے



اسکو یہ دوپے سے کر فرمایا کہ یہ ٹریڈ فیچر جو یہ کو دے آؤ۔ اس کے بعد درگاہ مبارک پر تشریف لائے۔

اس سے پہلے آپ کا یہ معمول تھا کہ جب بھی سفر مبارک سے واپس آتے۔ پہلے قرض خواہوں کا قرض ادا کرتے تھے اور جو باقی بچتا گھروالوں نے جو قرض لیا ہوتا وہ بھی اس سے ادا فرما دیا کرتے تھے۔ اس کے بعد جو کچھ بچتا وہ سب شہر کے مساکین اور صاحبزادوں کو تقسیم فرما دیا کرتے تھے۔

اس مرتبہ شیخ گلاب جس کی دوکان سے حضرت والا ادھار لیا کرتے تھے۔ وہ حاجی ٹھارے سے ملاقی ہوا، حاجی ٹھارے نے اسکو کہا یہ اس دفعہ ہمارے پاس آنے سے تجھے کچھ نہیں ملے گا۔ شیخ گلاب بولا۔ شاید اس سفر میں فتوحات نہیں ہوں گی؟ حاجی نے جواب دیا یہ نذرانے تو بہت زیادہ ملے تھے۔ مگر حضرت والا نے سب کچھ سوالیوں اور مسکینوں کو عطا فرما دیا ہے۔ شیخ گلاب گھبرا کر حضرت والا کی خدمت میں آیا۔ اور عرض کی یہ یا حضرت! ہم بھی سائل ہیں۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے سوال کو بھی ضرور پورا فرمادے گا۔ شیخ گلاب نے پھر عرض کی یہ یا حضرت! ہمسایہ سوالیوں کا حق دوسرے سوالیوں سے زیادہ ہوتا ہے۔

پھر حضرت والا نے عقد سے اسکو کچھ خواب نہ دیا۔ وہ جب چلا گیا تو فرمایا: ان قرض خواہوں کو اللہ تعالیٰ پر مہربوسہ نہیں ہے۔ آئندہ ہم اس سے ادھار نہیں لیا کریں گے۔ حاضرین خادم نے بھی عرض کیا: یا حضرت! ہم اس سے ہرگز ادھار نہیں لیں گے۔



پھر حضرت والا کی توجہ و برکت اور اللہ کے فضل سے جلد ہی اس مقصد آمدنی ہو گئی کہ تمام قرض خواہوں کے قرض ادا کرنے اور لین دین کے معاملات نمٹانے کے بعد بھی شہر کے مساکین اور سوائیوں اور صاحبزادوں اور خدمت گاروں کو پہلے سے بھی زیادہ تقسیم کیا جانے لگا۔

شیخ گلاب حضرت والا کی یہ کرامت و سخاوت دیکھ کر بڑا نادام ہوا۔ حضرت والا کی خدمت میں روتے ہوئے حاضر ہو کر بولا: یا حضرت! اس غلام کی دوکان سے آپ کے لین دین کا معاملہ رکھنے سے جو برکت مجھے حاصل ہوتی رہی ہے مجھے اس سے محروم نہ فرمائیں۔ حضرت والا نے فرمایا: "تو نے جو بدگمانی کا اظہار کیا تھا اسکی وجہ سے ہم تجھ سے ادھار نہیں لیں گے۔ تم نے ہمارے سفر کو محض حصول دنیا کا ذریعہ سمجھ رکھا ہے۔ یہ صحیح نہیں۔ ہمارے سفر پر جانے کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ ہم امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی خدمت کریں۔ اور اللہ تعالیٰ ہمارا کی وجہ سے کسی کو ہدایت دیدے۔"

شیخ گلاب بولا: یا حضرت! بے شک آپ حق فرماتے ہیں۔ ہم سو قوفوں کا یہی خیال تھا۔ مگر اب ہم نے اس خیال سے توبہ کی۔ پھر شیخ گلاب کی منت سماجت کو دیکھ کر حضرت والا نے اس کے قصور کو معاف کر دیا۔ اور حسب سابق اس کی دوکان سے سودا سلف لیا جانے لگا۔

حضرت والا نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ یٰۤاٰمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ۔ وہ جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ طالبِ خدا کو اسبابِ ظاہر کا پرہیز کرنا چاہیے۔"



## میں العباد میں ہو کر کیسے تمھک جاؤں؟

ایک روز حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام، کوہ طور پر تشریف لیا جا رہے تھے۔ راستے میں ایک آدمی ملا۔ اس نے عرض کی: یا کلیم اللہ! میں بید مسکین اور تنگدست ہوں۔ میں اور میرے گھروالے بھوکوں مر رہے ہیں۔ آپ اللہ کے دربار میں میری درخواست پیش فرمائیں کہ میرے رزق میں کثادگی ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے تو اس آدمی کی درخواست بھی پیش کر دی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا: اے موسیٰ! اس شخص کی عمر لمبی اور رزق کم مقدر ہے۔ اس لیے اسکو اسکی عمر کے لحاظ سے تھوڑا تھوڑا رزق عطا کیا جاتا ہے۔ واپسی پر وہ شخص ملا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد سنا دیا۔

وہ شخص بولا: حضور! دوبارہ جب آپ اللہ سے ہم کلام ہوں تو میری یہ التجا پیش کریں۔ کہ میری پوری عمر کی جہتد رزق کا مقدر ہے وہ سب مجھ کو ایک ہی دفعہ عطا فرمادی جائے تاکہ دو چار دن تو پیٹ بھر کر کھالیں آخر مرنا تو ہے۔ پھر اگر ہم بھوک کی شدت سے مر گئے تو کچھ ہرج نہ ہوگا۔

حضرت موسیٰ جب دوبارہ کوہ طور پر تشریف فرما ہوئے تو انہوں نے اس شخص کی التجا بارگاہ الہی میں پیش کر دی۔ اللہ تعالیٰ نے اسکی درخواست قبول فرمائی اور باقی ماندہ عمر کا تمام رزق ایک بارگی اسکو عطا فرمایا۔



وہ شخص ہاتھی کی مانند بھوکا تھا۔ اس نے وہ سارا رزق ایک ہی دن میں چکوا لیا اور شہر کے اور گرد و نواح کے تمام مسکینوں اور محتاجوں کو دعوت عام دیکر فی سبیل اللہ کھلا دینے کے بعد اپنے بال بچوں کو کھلایا اور خود بھی خوب اچھی طرح شکم سیر ہو کر زندگی سے ہاتھ دھو کر سو گیا۔

جب وہ اگلی صبح اٹھا تو دیکھا کہ جب قدر رزق پکا کر کھلا دیا تھا اس کی قدر رزق پھر موجود ہے۔ اس نے پھر اسی طرح کیا۔ سارا رزق چکوا کر مسکینوں اور محتاجوں کو کھلا دیا اور خود بھی مبعہ اہل و اعیال شکم سیر ہو کر سو رہا۔ اس کے بعد روزانہ اسی طرح ہونے لگا وہ سارا رزق روزانہ چکوا کر کھلاتا اور کھاتا رہا۔ کچھ مدت بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس آدمی کو خوش حال اور آسودہ دیکھا تو حیران رہ گئے اور جب کوہ طور پر اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہوئے تو عرض کی: "یا اللہ! اپنے اسرار سے صرف تو ہی واقف ہے۔ تو نے تو یہ فرمایا تھا کہ اس شخص کی پوری عمر کی روزی یہی ہے جو اس کو بیکبارگی عطا فرمادی گئی۔ اس کو کھالینے کے بعد وہ مر جائیگا لیکن وہ شخص تو ابھی تک نہ صرف یہ کہ زندہ ہے بلکہ خوشحال بھی ہے!" اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا: "اے موسیٰ! میں اس کے فرض سے سبکدوش ہی نہیں ہو رہا۔ اس لئے کہ وہ ہر روز سارا رزق پکا کر میرے نام پر مسکینوں اور محتاجوں کو کھلا دیتا ہے اور میں اس کے معاوضہ میں جب اور رزق اسے عطا فرماتا ہوں تو وہ پھر میرے نام پر خیرات کر دیتا ہے۔ پھر جب وہ میرے نام پر دینے نہیں تمھکتا تو میں جو رب العالمین ہوں اس کو مزید عطا فرمانے سے



کیونکر تمہک جاؤں ؟

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ مَا عِنْدَ اللَّهِ بَاقٍ

یعنی جو کچھ تمہارے پاس ہے ختم ہو جائیگا اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے۔

یہ سودا نقد بہ نفع دی ہے۔

ایک روز حضرت والا، درگاہ مبارک والی مسجد میں تشریف فرما تھے۔ ایک آدمی نے ایک روپیہ آپ کی خدمت میں بطور نذرانہ پیش کیا۔ آپ نے وہ روپیہ ایک سائل کو دیدیا۔ پھر کوئی دوسرا آدمی آیا اس نے بھی ایک روپیہ نذر کیا۔ آپ نے وہ روپیہ بھی کسی دوسرے سوالی کو عطا فرما دیا۔ پھر اٹھ کر گھر کو چلے۔ راستے میں ایک شخص نے چار روپے پیش خدمت کیے۔ آپ نے یہ چاروں روپے، واحد ڈنہ فقیر کو دے دیئے اور فرمایا، ان سے فقراء کے لئے طعام پکا کر کھلا دو۔ پھر فرمایا۔ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں سوا بیوں کو روپے دے دیئے اور اللہ تعالیٰ نے فقراء کے لئے مزید روپے عطا فرما دیئے۔



## بصرہ کے کتوں کا بھتیجی ہی حال ہے

حضرت والہ نے فرمایا، ایک دن بزرگوں کی ایک جماعت حضرت رابعہ بصری علیہا الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ حضرت رابعہ نے ان سے پوچھا: تمہارا گزارہ کس طرح ہو رہا ہے؟ انہوں نے کہا: اس طرح کہ اگر اللہ تعالیٰ کچھ بھیج دیتا ہے تو کھالیتے ہیں ورنہ صبر کر لیتے ہیں۔

حضرت رابعہ نے فرمایا: بصرہ کے کتوں کا بھی یہی حال ہے۔ اس کے بعد مہانوں نے پوچھا: مائی صاحبہ! آپ کا گزارہ کس طرح ہوتا ہے؟

حضرت رابعہ نے فرمایا: مزدوری کرتی ہوں پھر جو کچھ ملتا ہے اس کے چار حصے کر کے تین حصے کھالیتی ہوں اور ایک حصہ جلا دیا کرتی ہوں۔ وہ بولے، یہ کیوں؟ تین حصے کھا کر ایک حصہ جلا کیوں دیتی ہیں؟

حضرت رابعہ نے فرمایا: تین حصے راہ خدا میں خیرات کر دیا کرتی ہوں اور ایک حصہ کھالیتی ہوں۔ پس حقیقتہً جو تین حصے راہ خدا میں دیتی ہوں وہ کھاتی ہوں اور ایک حصہ جو کھاتی ہوں گویا وہ جلا ڈالتی ہوں۔

## دونوں اونٹ سائل کو دیدو

حضرت والہ، ایک روز رازہ کے سفر میں ”ٹنڈہ بہادر خاں نظامانی“ میں تشریف فرما ہوئے۔ جب سورج بلند ہو گیا تو آپ آرام کی خاطر کچھ



دیر کے لیے لیٹ گئے پھر اٹھ کر جب معمول وضو کیا۔ اتنے میں سعد اللہ  
 فقیر نے گائے کے گوشت کا پلاؤ حاضر خدمت کیا۔ آپ نے تھوڑا سا  
 پلاؤ کھایا۔ وہیں پر محمد حسین فقیر نظامانی نے دو اونٹ بطور نذرانہ  
 خدمت میں پیش کئے۔ آپ نے دونوں اونٹ اسی وقت ایک سائل کو  
 عطا کر دیئے جو آپ کے ہمراہ ہی تھا۔

نظامانی فقیر نے عرض کی یہ یا حضرت! ان میں ایک اونٹ ہارڈاری  
 کے لیے بہت اچھا ہے وہ آپ رکھ لیں ۽ فرمایا یہ دونوں اونٹ سائل  
 کو دیدو ۽

نظامانی فقیر نے دوبارہ عرض کی یہ یا حضرت! ان میں ایک اونٹ بہت  
 خوبصورت اور طاقتور ہے وہ آپ رکھ لیں ۽ آپ نے فرمایا یہ پہلے  
 بھی ایسے ہی ہوا کرتا ہے ۽

## سخنی قاسق بھی اللہ کو پیارا ہے

ایک روز درگاہ مبارک میں فقرا بیٹھے آپس میں باتیں کر رہے تھے  
 ایک فقیر نے کہا یہ مستی خان مری لوگوں کو کھانا بکثرت کھلاتا ہے۔ اس  
 نے اپنے شہر میں دو مہمان خانے بنا رکھے ہیں۔ دونوں مہمان خانوں  
 میں، فقیروں، مسکینوں اور دنیا داروں کو بھی کھانا کھلایا جاتا رہتا  
 ہے ۽

دوسرے فقیر نے کہا یہ دنیا دار جو مسکینوں اور مسافروں کو کھانا  
 کھلاتے ہیں، فقط نام و نمود کی خاطر اور اپنی مشہوری کے لیے ہی ایسا کرتے  
 ہیں۔ خالصتاً اللہ کے لئے نہیں کرتے ۽



حضرت والائے یہ گفتگو سن کر ارشاد فرمایا: یہ عبادت جو ہم فقراء کرتے ہیں اور خود کو بڑے مشائخ سمجھتے ہیں۔ اس سے ان دنیا داروں کی یہ سخاوت جو خواہ وہ نام و نمود کی خاطر ہی کرتے ہوں۔ بہت بہتر ہے (کہ اس سے خلق خدا کو نفع تو پہنچتا ہی ہے)

حدیث شریفہ میں ہے۔ السخی حبیب اللہ ولو کان فاسقاً  
والبخیل حذو اللہ ولو کان من اهل ہدا۔

یعنی سخی اللہ کو پیارا ہے اگرچہ وہ فاسق ہی ہو اور بخیل اللہ کا دشمن ہے اگرچہ زاہد ہی ہو۔

شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے

بخیل اگر بود زاہد بحر و بر

بہشتی نہ باش حکم خیر

بخیل خواہ بحر و بر میں عبادت کرنے والا ہو مگر حدیث پاک کے حکم کے بموجب جنتی نہیں ہو سکتا۔

## مجذوب نے ہمارا امتحان لیا

حضرت والا ایک سفر میں تھے کہ ستید پور کے مجذوب داؤد فقیر نے آپ سے کپڑے کا سوال کیا۔ آپ نے اپنے پہننے کا کپڑا اس کو دیدیا۔ پھر فرمایا: "اس مجذوب کو کپڑے کی ضرورت نہ تھی۔ مگر اس نے ہمارا امتحان لیا ہے"



## بحرِ سخاوت

میاں قابل شاہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ درگاہ مبارک کے فقراء اور حضرت والا کے گھرواں مسلسل سات دن سے فاقے کر رہے تھے۔ کھانے کے لیے کچھ نہ ملا تھا۔ آٹھویں دن، نہال فقیر ٹالپر جو حضرت والا کا مرید تھا۔ ساڑھے تین ہزار روپے لایا۔ یہ روپے حضرت والا کے گھوڑوں کی قیمت تھی جو اس کے پاس بطور امانت رکھے ہوئے تھے۔ حضرت والا نے اسی وقت پانچ سو روپے قرض خواہوں کو ادا کئے اور باقی تین ہزار روپے درگاہ مبارک کے فقراء اور سکیڑوں اور محتاجوں کو تقسیم کر کے دے دیئے۔ سب روپے تقسیم ہو جانے کے بعد آپ کے گھر سے ایک مریدنی بڑھیا حاضر حضور ہوئی۔ عرض کی یہ یا حضرت! آپ کے چھوٹے چھوٹے بچے بھوک کی شدت سے ٹڈھال ہو چکے ہیں۔ وہ مزید فاقہ برداشت کرنے کے قابل نہیں رہے۔ اگر آپ ایک چوٹی عنایت فرما دیں تو کیا ہی اچھا ہو!

حضرت والا نے مسکراتے ہوئے فرمایا: اے اماں! اگر تو ذرا دیر پہلے آجاتی تو میں ایک چوٹی کے بجائے پانچ چوٹیاں دے دیتا۔ اس وقت تو ہم سب کچھ تقسیم کر چکے ہیں۔ اب تو کچھ بھی موجود نہیں! اے

قرار در کفِ آزادگان نہ گیر دمال

نہ صبر در دلِ عاشق نہ آب در غزال

سجیوں کے ہاتھ میں مال و زر ٹھہرتا نہیں۔ جیسے کہ عاشق کے دل میں صبر اور چھلنی میں پانی نہیں ٹھہر سکتا۔



## ضرورت مندوں کی خاطر قرض لینا

خلیفہ لقمان کا بیان ہے کہ میں نے ایک دن حضرت والا کی خدمت میں عرض کی: "یا حضرت! مہمانوں اور سوائیوں کی خاطر ہمیں قرض لینا پڑتا ہے۔ یہ قرض لینا کیسا ہے؟"

فرمایا: "تم بھی قرض لیتے ہو؟" میں نے عرض کی: "یا حضرت خواہ مخواہ ضرورت پڑ جاتی ہے" فرمایا: "پسند سوال کی ضرورت نہیں رکھتا۔ پھر فرمایا: ایک دن حضور علیہ السلام کے حضور ایک سوالی آیا۔ حضور نے فرمایا: اس وقت کچھ موجود نہیں ہے" سوالی نے پھر عرض کی: "یا رسول اللہ! میں سکین عیال دار ہوں۔ میں اپنے بال بچوں کو مچھو کا چھوڑ کر آیا ہوں اور انہیں آپکے دل سے دیکر آیا ہوں کہ تمہیں کچھ کھلانے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لیکر آتا ہوں"

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جا! اور جب کہیں سے قرض لے کر گزارہ کرے اور اس قرض کو ادا کرنا ہمارے ذمہ ہے" حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: "یا رسول اللہ! سوائیوں کے سوال پورے کرنے کی خاطر قرض لینا آپکے ذمے نہیں ہے" یہ بات حضور عیدہ الصلوٰۃ والسلام کو سخت ناگوار گزری تو حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اے عمر! اللہ تعالیٰ کے خزانے بھر پور ہیں۔ تو کس لیے حضور کو منع کرتا ہے؟"

یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت پسند آئی۔ اور حضور مسکرا دیئے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس کا دل



وسیع ہے اور قرض لیتے وقت اور ادائیگی کے لیے کوئی پوسہ  
 پیدا نہیں ہوتا تو اس کے لیے کچھ مفاہقہ نہیں۔ اور جو شخص  
 پہلے قرض لے لے اور پھر دوسروں میں طمع رکھے اور دل میں سوچے  
 پیدا ہوں تو اسے قرض لینا جائز نہیں۔“



## پیر کیسا ہونا چاہیے اور مُرد کیسا؟

حضرت والانے فرمایا کہ، ایک مُرد نے اپنے مرشد سے پوچھا پیر کیسا ہونا چاہیے اور مُرد کیسا؟ مرشد نے فرمایا۔ تیرے اس سوال کا جواب پھر کسی وقت دوں گا۔ کچھ وقت بعد ایک دن وہ مُرد اپنے مرشد کی خدمت میں حاضر ہوا تو مرشد نے حکم دیا کہ اس طرف کو چلا جا۔ حسبِ حکم مُرد اسی طرف کو روانہ ہو گیا۔ چلتے چلتے ایک شہر میں جا پہنچا اس شہر میں اسکو ایک پیر بھائی مل گیا۔ اس نے پوچھا، کہاں جا رہے ہو؟

اس نے بتایا کہ مجھے مرشد نے صرف یہ کہا تھا کہ اس طرف کو چلا جا۔ میں حکم کی تعمیل میں اسی طرف چلا جا رہا ہوں۔ یہ سن کر وہ پیر بھائی اسکو اپنے گھر لے گیا۔ جب رات گزر گئی تو صبح کو پیر بھائی نے اسکو ایک ہزار روپے دیکر کہا۔ بھکو مرشد نے اس نذرانہ کی وصولی کے لیے ہی بھیجا ہے۔ تم یہ نذرانہ لیجا کر مرشد کی خدمت میں پہنچا دو اور چلتے وقت ایک سو روپے مزید دیکر کہا۔ یہ سو یہ تیرا سفر خرچہ ہے۔

وہ شخص اپنے پیر بھائی سے رخصت ہو کر روانہ ہوا تو اسے معلوم ہوا کہ اس شہر میں ایک فاحشہ عورت ہے جو بے حد حسین ہے۔ اور وہ صرف اپنا منہ دکھانے کے عوض ایک سو روپیہ فیس لیتی ہے۔ اس شخص کے دل میں اشتیاق پیدا ہوا۔ اور اس نے ارادہ کر لیا کہ میں بھی ایک سو روپیہ دیکر اس حسینہ کا منہ دیکھ چلوں۔



وہ اس فاحشہ کے پاس گیا اور اسکو ایک سو روپیہ دیکر اس کا منہ  
جو دیکھا تو دیکھتے ہی اس پر عاشق ہو گیا اور اسکی زلف گرہ گیر کا  
امیر سو کر رہ گیا۔ از خود وارفتہ ہو کر اس نے وصل کی خواہش کا اظہار  
کیا تو وہ فاحشہ بولی " میں ایک رات کی صحبت کے عوض ایک ہزار

روپیہ فیس لیا کرتی ہوں " اس شخص نے اپنے پیر صاحب والی نذر  
کی رقم ایک ہزار روپیہ اس فاحشہ کے نذر کر دی اور وہیں شب بابت  
ہو گیا۔ رات کے وقت جب اس نے صحبت کا ارادہ کیا تو اچانک  
غیب سے ایک آواز آئی کہ یہ اس بُرے کام سے بچ جا، لیکن اس نے  
بدبستی میں اس شعر کے مصداق کچھ پر دانہ کی۔  
کافر گرسنہ درخانہ خالی پر خوانا!  
عقل باور نہ کند کہ رمضان اندیشہ

محبو کا کافر جب دیکھے کہ گھر میں اور کوئی نہیں اور دسترخوان پر  
طعام رکھا ہوا ہے تو عقل تسلیم نہیں کرتی کہ وہ ماہ رمضان کا احترام  
کرے گا۔

اس نے دوسری مرتبہ دست درازی کی۔ تو اس نے خوفناک آواز  
سنی کہ اوبے شرم! ہوش کر، خود کو غضب میں مبتلا نہ کر۔ پھر بھی  
اس نے کچھ پرواہ نہ کی۔ تیسری مرتبہ جو اس نے اس عورت کی طرف ہاتھ  
بڑھایا تو اس کے منہ پر اس زور کا غائبانہ طمانچہ پڑا کہ بے ہوش  
ہو کر گرا۔ کچھ دیر بعد جب وہ ہوش میں آیا تو اس عورت نے پوچھا  
تیرا کوئی مرشد بھی ہے؟ وہ بولا! ہاں ہے وہ بولی یہ تیرا مرشد، کامل  
اور مکمل ہے جو تجھکو بدکاری میں مبتلا ہونے نہیں دے رہا۔ تجھے بھی



چاہیے کہ تو اس بُرے فعل سے باز آجائے۔ تو میں بھی تیرے ساتھ چل کر اس مرشدِ کامل کی مرید ہو جاؤں گی۔ ہوں ۱۰ وہ شخص مان گیا۔ اس فاحشہ نے ایک ہزار اور ایک سو روپیہ واپس کر دیا۔

دونوں چل کر پیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ اس وقت پیر صاحب نے اپنے مرید سے فرمایا: پیر ایسا ہونا چاہیے۔ اور مرید بھی ایسا ہونا چاہیے۔ وہ عورت تائب ہو کر مرید ہو گئی۔ اور پیر صاحب نے نکاح پڑھ کر ان دونوں کو رشتہ ازدواج میں منسلک کر دیا۔ اور اس طرح اپنے مرشدِ کامل کے کرم سے وہ شخص جرمِ زنا سے بچ رہا اور اپنے مقصد میں بھی کامیاب ہو گیا۔

**آدمی اسی کیساتھ ہوگا جس سے اس کی محبت ہے**

حضرت دالہ علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا کہ ایک عابد و زاہد شخص اور ایک بادشاہ یکے بعد دیگرے فوت ہو گئے۔ کسی ولی اللہ نے خواب میں دیکھا کہ عابد و زاہد جہنم میں ہے۔ اور بادشاہ جنت میں ہے۔ اس وں اللہ نے بارگاہِ الہی میں عرض کی۔ یا اللہ! میں کیا راز ہے؟ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب ملا کہ عابد و زاہد دنیا داروں سے محبت رکھنے کی وجہ سے جہنم میں ہے اور بادشاہ فقراء کی محبت اور ان سے صحبت اختیار کرنے کی وجہ سے جنت میں ہے۔ حدیث شریف میں ہے **السُّرُّ مَعَ مَنْ أَحَبَّ**، آدمی اس کے ہی ساتھ ہوگا جس سے اس کی محبت ہے۔



## لگاہ ولی کی تاثیر

خلیفہ محمود کا بیان ہے کہ حضرت والا کا ایک مرید بمقام جھوک رہتا تھا۔ جھوک کے قریب نہر کے کنارے صوفی فضل اللہ فقیر نے کچھ دن آکر قیام کیا۔ اتفاقاً حضرت والا کا یہ مرید صوفی فضل اللہ کے پاس چلا گیا تو صوفی مذکور کو دیکھتے ہی اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھا۔ نماز ذکر و فکر اور سب عبادت میں بھلا بیٹھا حتیٰ کہ اس کو اپنے بستر تک ڈھانکنے کا احساس بھی نہ رہا۔

ایک روز خلیفہ میاں علی بخش اور خلیفہ میاں سعید خان اس شخص کو میرے پاس لے کر آئے اور بولے کہ اسے حضرت والا کی خدمت میں حاضر کر کے اس حالت سے نجات دلائیں۔ احباب کے کہنے پر میں نے اسکو لیا کر حضرت والا کے حضور پیش کر دیا۔ صورت حال عرض کر کے میں نے التجا کی کہ یہ یا حضرت! اس پر توجہ فرمائیں تاکہ یہ شخص پھر ہوش و حواس میں آکر ذکر و فکر کرنے اور نماز پڑھنے لگے۔

حضرت والا نے فرمایا: "یہ اس حال میں بھی اللہ تعالیٰ سے مشغول ہے۔ اللہ تعالیٰ واحد ہے" لیکن جب میں نے بڑی منت سماجت کی تو آپ نے اس شخص پر شفقت کے ساتھ توجہ فرمائی۔ حضرت والا کے توجہ فرماتے ہی، اس پر سے صوفی فضل اللہ کا اثر زائل ہو گیا وہ جذب کی حالت جاتی رہی اور ہوش و حواس میں آکر پہلے کی طرح، ذکر و فکر، نماز اور روزہ میں مشغول ہو گیا۔



## ولی اللہ کا تصدیق

حضرت والائے ارشاد فرمایا کہ، ایک ولی اللہ جنگل بیابان میں رہتا تھا۔ اسکو کسی شرعی مسئلہ میں کچھ اشکال درپیش ہوا۔ اس مقام سے دور ناصیلے پر ایک قافلہ حج کو جا رہا تھا۔ اس قافلے میں ایک متبحر عالم بھی شامل تھا۔ اس ولی اللہ کے تصرفات سے وہ قافلہ راستہ بھول کر اسی مقام پر پہنچا۔ اس ولی اللہ نے اس متبحر عالم سے اپنا اشکال حل کرایا۔ اس کے بعد اس عالم نے ولی اللہ سے کہا کہ آپ کسی بڑے شہر میں جا کر قیام فرمائیں۔ جہاں بہت سے علما موجود ہوں گے۔ تاکہ آپ کو جب کبھی کسی مسئلہ کے دریافت کرنے کی ضرورت پیش آئے وہیں آپ علمائے مسئلہ حل کرایا کریں۔

اس بزرگ نے جواب دیا۔ ہمیں اسی جگہ قیام کرنا مناسب ہے۔ اگر پھر کبھی ہمیں کسی مسئلہ میں کوئی اشکال پیش آیا تو اللہ تعالیٰ خود ہی کسی آپ جیسے عالم کو راستہ بھلا کر ہمارے پاس پہنچا دے گا اور ہم اس سے یہیں مسئلہ حل کرائیں گے۔

## مرشد کا فیض ضرور رنگ لاکر رہتا ہے

ایک روز حضرت والائے ارشاد فرمایا کہ مرشد کامل کا فیض اور توجہ اس سانپ کے زہر کی مانند ہے۔ جس نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ڈنگ لگایا تھا جبکہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غارتور میں تھے۔ اس سانپ کے زہر کا اثر بوقت وصال ظاہر ہوا تھا۔



اسی طرح مرشدِ کامل کا فیضِ مرید کو فی الحال مل جائے گا اور اگر فی الحال  
 نہ ملا تو بھی مرید کی وفات کے وقت ضرور بالضرور اس سانپ کے زہر  
 کی طرح مرشد کے فیض کا اثر ظاہر ہو کر رہے گا۔

مولانا روکی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

دامنِ اوگیر زوتر لے گماں

تاری از آفتِ آخرِ زماں

مرشد کا دامنِ حبلِ از حبلِ کپڑے۔ تاکہ تو آخری وقت کی آفت

سے بچ سکے۔

## فیض اپنے مرشد ہی سے مل سکتا ہے

نظر علیٰ ٹاپپور کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ لاٹ، کے سفر میں میں  
 حاضر تھا۔ میں نے حضرت والا پیر سائیس روٹے دھنی کی خدمت میں  
 عرض کی: "یا حضرت میں اگرچہ 'لواری' والے بزرگوں کا مرید ہوں  
 تاہم میں آپ سے آپ کے مریدوں جیسی عقیدت رکھتا ہوں۔ مجھ  
 پر بھی توجہ کی عنایت فرمائیں۔" آپ نے تمہیں میں جواب دیا کہ  
 بھینس دودھ دیتے وقت اپنے بچے کو پہچان کر ہی سارا دودھ  
 تھنوں میں اتارا کرتی ہے۔ اس کے بعد دودھ دوسنے والا نکال  
 کرتا ہے۔ بھینس کسی دوسری کے بچے کو دیکھ کر تھنوں میں دودھ  
 نہیں اتارتی۔ اس تمہیں میں بچے سے مراد نسبت والا مرید ہے  
 وہ جب مرشد کے حضور آتا ہے تو اس کا مرشد نہایت خوش ہوتا  
 ہے۔ اور اس وجہ سے مرشد پر علمِ غیبی اور فیض نازل ہوتا ہے۔



اور پھر مُرشدِ مرید کو فیض عطا فرماتا ہے یہاں تک کہ اس مرید کے طفیل  
حاضرین مجلس بھی بہرہ یاب ہوتے ہیں جس طرح بھینس کے بچے  
کے سبب دودھ دوسروں کو ملتا ہے۔

اگر دنیا دار اے نسبت، قبض والا کسی ولی کے حضور آتا ہے تو  
نہ صرف یہ کہ ولی اللہ کی طبیعت پر گراں گذرتا ہے۔ بلکہ قبض کے  
سبب دوسرے بھی فیض سے محروم رہ جاتے ہیں۔

۷۔ بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد

بلکہ آتش در ہمہ آوناق زد!

(مولائے روم علیہ الرحمۃ)

در فیض حق بند جب تھا نہ اب کچھ  
فقروں کی جھولی میں اب بھی ہے سب کچھ  
یہ اللہ والے ہیں دیتے ہیں سب کچھ  
مگر چاہیے ان سے لینے کا ڈھب کچھ

(ابوالحسن قادری)



## حیوانات بھی اولیائے محبت رکھتے ہیں

خليفة ميار غازی خان کا بیان ہے کہ میں درگاہ مبارک پر حاضر رہا کرتا تھا۔ ایک دن حضرت والا نے فرمایا۔ کل لاڑ، کے سفر پر روانہ ہوں گے۔ اس رات آدھی شب گزرنے کے بعد درگاہ شریف کی مسجد میں کوٹوں نے بہت شور مچایا۔ ان کا شور سن کر سب جاگ پڑے۔ تھوڑی دیر بعد کوٹے حضرت والا کے مکان کی طرف چلے گئے اور وہاں شور مچانے لگے۔ صبح حضرت والا، فقیروں کی جماعت کے ساتھ سفر پر روانہ ہو گئے۔ جب "مہسین" کے گاؤں کے قریب پہنچے تو محمد شریف مہسین نے عرض کی۔ یا حضرت! گاؤں میں چل کر ہمارے گھروں میں بھی زیارت کرادیں۔

حضرت والا، جب اس کے گھر میں داخل ہوئے میں آپ کی گھوڑی کو چر کر باہر کھڑا رہا۔ جب باہر تشریف لائے تو میں نے اپنی گھوڑی پر سے ہٹائی اور حضرت والا کی گھوڑی آپ کے سامنے کر دی۔ آپ سوار ہوئے تو میری گھوڑی حضرت والا کے قریب آگئی۔ میں نے اپنی گھوڑی کو برے ہٹایا تو آپ نے فرمایا۔ "یہ بھی ہماری محبت کی وجہ سے ہمارے نزدیک آئی ہے۔ پھر فرمایا۔ "اے غازی خان! رات کو جب کوٹے شور مچا رہے تھے تم اس وقت جاگ رہے تھے۔ یا نہیں؟ میں نے عرض کی۔ ہاں جناب۔" فرمایا۔ "یہ کوٹے بھی ہمیں، الوداع، کہنے آئے تھے۔ اگرچہ حیوانات، آدمیوں کی بولی نہیں بولتے تاہم وہ بھی اولیاء اللہ سے محبت اور دوستی رکھتے ہیں۔"



## جیسا اعتقاد مُرشد سے ہو مُرید بھی ویسا ہو جائیگا

خلیفہ میاں نعمان کا بیان ہے کہ ایک روز حضرت والا نے فرمایا۔ اگر مُرید مُرشد کو کامل سمجھے گا تو مُرید بھی کامل ہو جائیگا۔ اور اگر مُرشد کو مُرئی سمجھے گا تو خود مُرید بھی مُرئی بن جائیگا۔ جیسا اعتقاد مُرشد سے رکھے گا مُرید بھی ویسا ہی ہو جائے گا لیکن یہ اعتقاد اپنے دل میں ہی رکھنا چاہیے۔ زبان پر نہ لائے۔ اور شریعت کی حد سے گزرنا نہیں چاہیے۔

## مُرشد کی محبت کہی ہو؟

حضرت والا علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے کہ مُرشدِ کامل کی ظاہری صورت حضرت یوسف علیہ السلام کے جتنے کی مانند ہے جس سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی بنیادی دوبارہ بحال ہو گئی تھی سچے مُرید کو اپنے مُرشد کے ساتھ ایسی محبت اور عشق ہونا چاہیے۔ جیسے حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام سے تھا۔ پس مُرشد کی صورت کو جتنے کی طرح اپنے دل کی آنکھوں پر رکھے تاکہ اسے حقیقی دید حاصل ہو جائے اور یوں کہنے لگے۔

بہر چہ مے نگرم صورت تو مے بنم

ہر آنچہ در نظرم جملگی تو مے آئی

جس چیز پر بھی نگاہ ڈالتا ہوں، مجھے تیرا ہی صورت دکھائی

دیتی ہے۔ میری نظر میں جو کچھ کہ آتا ہے فی الجملہ تو ہی آتا ہے۔



## جس نے مجھے دیکھا پھر اس پر اس دن دوزخ حرام ہے

ایک دن حضرت والا علیہ الرحمۃ دیکھ رہے تھے دریاخان نظامانی "میں صادق فقیر نظامانی کی دعوت پر تشریف فرما ہوئے۔ مجلس میں باقر فقیر نظامانی نے آپ کی خدمت عرض کی: "یا حضرت! سلطان العارفین بایزید سطاوی قدس سرہ کا ارشاد ہے کہ جس نے مجھے دیکھا اس پر دوزخ کی آگ حرام ہے" مجھے تعجب ہے کہ حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے والوں میں سے بھی کتنے ہی منافق رہ گئے۔ سب کے سب صحابی نہ بن سکے!

حضرت والا نے فرمایا: "یہ سچ بایزید سطاوی کا ارشادِ برحق ہے لیکن یہ خصوصیت صرف بایزید سے ہی نہیں بلکہ یہ خصوصیت ہر ولی کامل کو حاصل ہے۔ کفار و منافقین نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہرگز نہیں دیکھا۔ اس پر قرآن مجید کی نص شاہد ہے کہ فرمایا: "وَتَرَاهُمْ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ" آپ انہیں دیکھیں گے کہ گویا وہ آپ کو دیکھ رہے ہیں حالانکہ وہ دیکھتے نہیں ہیں۔"

کافراں دیدند احمد را بشر

چوں نہ دیدند از وے اشق القمر

(مولائے روم علیہ الرحمۃ)

کفار نے احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو محض ایک بشر کی حیثیت سے دیکھا۔ جب کہ وہ یہ نہ دیکھ سکے کہ اس لباسِ بشریت میں وہ کونسی قوت پوشیدہ ہے جس نے چاند کے ٹکڑے کر ڈالے۔



## حق کو دیکھنے سے حق یاد آتا ہے

حضرت والا علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ لوگ کہتے ہیں کہ اولیا کی زیارت سے خدا یاد آتا ہے۔ اس میں ایک نکتہ ہے۔ وہ یہ کہ بندہ کو دیکھنے سے خدا یاد نہیں آتا بلکہ حق کو دیکھنے سے حق یاد آتا ہے۔ اس کے لیے حدیث شاہد ہے۔ اِذَا مَرَّ لَوْ ذَكَرَ اللّٰهَ۔ اسی طرح مشنوی شریف میں بھی ہے۔

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا  
 اول نشیند در حضور اولیا  
 جو شخص خدا سے ہم نشینی چاہتا ہے وہ اولیاء کے حضور میں بیٹھا کرے۔  
 ہر کہ شد دور از حضور اولیا  
 در حقیقت گشت او دور از خدا  
 جو شخص اولیاء کے حضور سے دور ہوا۔ در حقیقت وہ خدا سے دور ہو گیا۔

## فَاِنَّهُ يَنْظُرُ بِبُؤْرِ اللّٰهِ

کنگھا فقیر کا بیان ہے کہ ایک رات بعد از نماز عشاء حضرت والا مصطفیٰ پر بیٹھ رہے۔ میں نے آگے بٹھ کر مٹھی چا پی شروع کر دی اسی دوران میرے دل میں خیال آیا کہ جس نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی گویا کہ اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہو بہو دیکھ لیا۔ اور جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام سنا اسے



بھی لطف آجاتا ہے پس اللہ تعالیٰ کا ہم پر بیکرا احسان ہے کہ ہم اپنے  
پیر و مرشد کے وجود میں ذات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مشاہدہ کر کے  
روبر و زیارت کر رہے ہیں!

حضرت والائے میرے دل کے اس خیال پر مطلع ہو کر، لیکر ایک  
مجھے اپنی آغوش میں لیکر فرمایا: اس میں کچھ بھی شک نہیں۔ یقیناً ایسا ہی  
ہے!

مولانا رومی عیدہ الرحمۃ کیا خوب فرماتے ہیں:۔  
حال تو دانند یک یک مومبو  
زانکہ پڑستند از اسرار ہو  
اولیاء اللہ تیرے ایک ایک حال کو مومبو جانتے ہیں۔ اس لیے  
کہ یہ نفوس قدسیہ اسرار الہی سے پڑھیں۔

## اولیاء منظر ذات وصفات الہی ہیں

خلیفہ محمود نظامانی کا بیان ہے کہ حضرت والائے نے ایک روز فقیر کو  
مخاطب کر کے فرمایا: کہ اے محمود! جو مرید یوں سمجھے کہ میرا مرشد  
مجھ سے دور ہے اور میرے احوال کو نہیں جانتا تو وہ فیض سے  
محروم رہ جاتا ہے۔

اس جہاں صورت است معنی دوست  
در بہ معنی نظر کنی ہمہ اوست

یہ جہاں "صورت" ہے۔ معنی "دوست" ہے۔ اور اگر تو اس  
معنی میں نظر کرے تو سب کچھ "وہی" ہے۔



## اولیاء اللہ کی مثال

حضرت والائے ارشاد فرمایا یہ ولی اللہ کی مثال اس شکار کی ہے جو پرندوں جیسا لباس سر پر رکھ کر پرندوں کا شکار کرتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ اسے بشریت کا لباس پہنا کر دنیا میں اہل محبت کا شکار کرتا ہے۔

در بشر رو پوش گشت است آفتاب  
فہم کنن واللہ اعلم بالصواب  
لباس بشر میں آفتاب حقیقت چھپا ہے۔ سمجھنے کی کوشش حال  
کو صحیح طور پر اللہ ہی جانتا ہے۔

### جن آنکھوں میں نے دیکھا ہے

## تو نے نہیں دیکھا

حضرت والائے فرمایا کہ ایک بزرگ کسی شہر میں وارد ہوا۔ وہاں ایک کوڑھی شخص کو دیکھا تو بڑا پریشان ہوا۔ اسپر حرم کھا کر یوں دعا کی: یا اللہ! جس بزرگ ہستی کو میری آنکھوں نے دیکھا ہے اسی کے صدقے میں اس کوڑھی کو تندرستی عطا کر!۔

یہ دعا مانگ کر بزرگ روانہ ہو گیا اور وہ کوڑھی اسی وقت تندرست ہو گیا اور تندرست ہوتے ہی اس بزرگ کے پیچھے دوڑا۔ اس کے پاس پہنچ کر بولا: اے مرد خدا! تیری آنکھوں نے کس کو دیکھا ہے۔ جس



نے صدقے میں مجھے تندرستی کی نعمت حاصل ہو گئی ہے؟

بزرگ نے فرمایا: شیخ بایزید بسطامی کو (قدسنا اللہ بلسرادہ)  
وہ بولا: میں نے شیخ بایزید بسطامی کی بارہ برس خدمت کی تو مجھ

کو کوڑھ کی بیماری لگی۔

بزرگ نے فرمایا: جن آنکھوں سے میں نے دیکھا ہے ان آنکھوں

سے انہیں تو نے نہیں دیکھا۔

## چپ رہ، کہیں اغیار نہ سن لیں

غلام محمد نظامانی کا بیان ہے کہ ایک دفع جبکہ حضرت والی علیہ الرحمۃ  
لاڑ، کے سفر میں تھے۔ میں نے جذبہ عشق سے مغلوب ہو کر حضرت  
والی کو آغوش میں لیکر عرض کی: یا حضرت! آپ عین منظر رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حضرت والی نے اپنا ہاتھ مبارک میرے منہ پر رکھ  
دیا اور فرمایا: چپ رہ، کہیں نامحرم اور اغیار نہ سن لیں!۔  
حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

در حرابات مغار نور خدا سے نیم

اس عجب میں کہ چہ نورے ز کجا بینم

مستوں کے مے کہہ میں نور خدا دیکھ رہا ہوں، یہ عجیب

بات دیکھ کہ کیسا نور، کہاں سے دیکھ رہا ہوں۔



## فِيْمَلِكِ غَوْثِ الْعَظْمِ

حضرت پیر سائیں روضے دھنی عیدہ الرحمۃ نے فرمایا۔ حضرت غوث الاعظم  
 قدسنا اللہ بامرارہ کے مناقب میں ہے کہ آپ کا ایک مرید فوت ہوا  
 قبر میں اس کے منکر نکیر نے سوال کیا۔ مَنْ رَبُّكَ وَمَنْ نَبِيُّكَ وَمَا دِيْنُكَ  
 تیرا رب کون ہے تیرا نبی کون ہے اور تیرا دین کونسا ہے۔؟  
 اس نے تینوں سوالات کا جواب دیا۔ عبد القادر، عبد الفتا اور  
 عبد القادر!

ملائکہ بارگاہ رب العزت میں حاضر ہوئے۔ بولے "یا اللہ! یہ  
 بندہ ہمارے سوالات کے جواب میں کہتا، عبد القادر، عبد القادر، عبد القادر،  
 حکم ہوا۔ اسے جا کر عذاب دو۔"

ملائکہ اسے عذاب دینے جب قبر میں آئے۔ دیکھا کہ غوث اعظم  
 قبر میں تشریف فرما ہیں۔ آپ نے ملائکہ سے فرمایا کہ اسے عذاب  
 نہ دو۔ لیکن، ملائکہ نہ رُکے، تو آپ نے ملائکہ سے گرز چھین کر فرمایا  
 بارگاہ الہی میں جا کر کہو کہ یہ شخص میرا مرید ہے۔ اس نے مجھ کو پہچانا  
 ہے۔ اور میں نے تجھ کو پہچانا ہے۔ ملائکہ نے بارگاہ الہی میں یہ واقعہ  
 عرض کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ جاؤ، اور شیخ عبد القادر سے معذرت  
 کر کے اپنے گرز اٹھا لو۔"

پیرہ کبریت احمد  
 سینہ او بکر اختر ام دست



## مزاراتِ اولیائے علوم ظاہری و باطنی کا حصول

حضرت والا فرمایا کرتے تھے کہ حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی نے ایک مرتبہ فرمایا کہ یہ میرے بعد، بڑی مدت کے بعد، شہر خرقان، میں ایک ایسا شخص پیدا ہوگا جو ظاہری و باطنی علوم میری قبر سے حاصل کرے گا۔ جب حضرت ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمۃ پیدا ہوئے تو آپ بچپن میں ہی سلطان العارفین کی قبر پر حاضری دینے لگے اور ان سے ظاہری و باطنی علوم حاصل کر لیے اور حضرت ابوالحسن خرقانی کے فرزند نے بھی اپنے والد بزرگوار کی طرح سلطان العارفین بایزید بسطامی علیہ السلام کے مزار مبارک سے ظاہری و باطنی علوم حاصل کئے اور ان کو سلسلہ نقشبندیہ کی نسبت بھی انہی سے حاصل ہوئی۔

## مُرشد اور مُرید کی مثال

حضرت والائے ارشاد فرمایا کہ مُرشد کامل کنویں کی طرح ہے۔ اس کنویں میں جو پانی ہے وہ نورِ خدا کی مانند ہے۔ اور مُرید گھڑے کے مانند ہے۔ اس کی ارادت رستے کی مثل ہے۔ پس اگر گھڑے کو مضبوط رستے سے باندھ کر کنویں میں ڈالا جائیگا۔ تو پانی سے بھر کر نکلے گا۔

حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا ہے۔ ہ



در خراباتِ مغاں نورِ حندانے بینم  
 وایں عجب میں کہ چہ نور ز کجا بینم  
 مستوں کے شراب خانہ میں نورِ حندا کا مشاہدہ کر رہا ہوں  
 اور یہ عجب بات دیکھ کہ کیسا نور کہاں سے دیکھ رہا ہوں۔

## لعاب دہن لگانے سے سانپ کا

### زہر کا فور ہو گیا

فضل فقیر نظامانی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ بہادر فقیر کھوکھرنے  
 بتایا کہ ایک دن حضرت پیر سائیس قدسنا اللہ بامرہ ہماری دعوت  
 سے فارغ ہو کر آگے گوروانہ ہوئے۔ راستہ میں آپ کی سواری کے  
 عین سامنے ایک فقیر کو سانپ نے ڈس لیا۔ اور فقیر چلنے سے بے بس  
 ہو کر رہ گیا۔ حضرت والائے اخلاق محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام  
 کے مطابق اس فقیر پر رحم کرتے ہوئے اس سے پوچھا: اس فقیر نے  
 عرض کی یہ کیا حضرت مجھ کو سانپ نے کاٹ لیا ہے۔ اسی وقت دریائے  
 رحمت جوش میں آ گیا۔ آپ اپنے گھوڑے سے اتر آئے اور اپنا  
 لعاب دہن ڈنگ کے مقام پر مل دیا۔ اسی وقت سانپ کا زہر کا فور  
 ہو گیا اور فقیر بالکل تندرست ہو کر دوسرے پیدل فقروں کے  
 ہمراہ گھوڑے کے آگے آگے دوڑنے لگا۔



## بارش تھم گئی، بادل چھٹ گئے

رمضان فقیر سہتہ علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں درگاہ مبارک پر حاضر تھا کہ تین چار دن بارش مسلسل برستی رہی۔ حضرت پیر سائیں قدسنا اللہ باسرارہ العزیز نماز اشراق کے بعد چند فقروں کے ہمراہ مسجد شریف میں تشریف فرما تھے اور بارش برس رہی تھی۔ آپ نے فرمایا: آج ہاں کے جولاہوں میں سے کوئی بھی نہیں آیا ہے۔ معلوم کس کام میں مشغول ہیں۔ ہم یہاں نہیں رہتے، مدینہ منورہ چلے جاتے ہیں۔ اتنے میں ایک جولاہا فریاد کرتا ہوا آیا بولا۔ یا حضرت! بارش زیادہ ہونے کی وجہ سے ہمارے گھر منہدم ہو گئے ہیں۔ بچے بھوکے مر رہے ہیں۔ حضرت والے نے فرمایا: پہلے تو یہ لوگ بارش طلب کرتے ہیں اور پھر بیزار بھی ہو جاتے ہیں! یہ ارشاد فرما کر آپ مسجد شریف کے صحن میں آئے۔ انگلی مبارک سے آسمان کی طرف اشارے کے ساتھ کچھ لکھا اور کچھ پڑھا بھی۔ اسی وقت بارش تھم گئی اور بادل بھی چھٹ گئے

## قلیل طعام کثیر ہو گیا

سید کمال شاہ علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت پیر سائیں قدسنا اللہ باسرارہ العزیز کی دعوت کی۔ میرے پاس صرف گیارہ ٹوپے چاول اور دس سیر گھی موجود تھا۔ موسیٰ فقیر نظامانی نے کہا کہ جماعت بہت زیادہ ہے اور سامان بہت کم ہے۔ حضرت والے نے فرمایا: جو کچھ موجود ہے۔ جا کر پکواؤ۔ انشاء اللہ العزیز بہت ہو جائیگا۔



میں نے جا کر طعام تیار کرایا۔ آپ تشریف لے آئے اور فرمایا کہ یہ فقیروں کو کھانا کھلاؤ۔ آپ کی برکت سے ساری جماعت نے شکم سیر ہو کر کھایا اور دوسرے آدمیوں نے بھی خوب کھایا۔ بہت سے آدمی کھانا اپنے گھر والوں کے لیے بھی اٹھا لے گئے۔ پھر بھی طعام جوں کا توں پڑھ رہا۔

## قَمِّ بِإِذْنِ اللَّهِ أَوْ قَمِّ

### بِإِذْنِي كِتَابِي

ایک دن حضرت پیرسائیس قدسنا اللہ بامرہ کے حضور عرض کی گئی: ”یا حضرت! حضرت شاہ شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ نے بادشاہ کے مردہ بیٹے کو زندہ کرنے کے لئے دو مرتبہ ”قَمِّ بِإِذْنِ اللَّهِ“ کہا۔ تو بادشاہ کا بیٹا زندہ نہ ہوا۔ تیسری مرتبہ جب انہوں نے جوش میں آکر ”قَمِّ بِإِذْنِي“ کہا تو وہ زندہ ہو گیا۔

اسکا کیا سبب تھا؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ”قَمِّ بِإِذْنِ اللَّهِ“ اللہ کے حکم سے اٹھ) کہتے وقت حضرت تبریزی کی نظر اپنی ہستی پر تھی۔ مگر قَمِّ بِإِذْنِي (میرے حکم سے اٹھ) کہتے وقت آپ کی ہستی موبہوم حق میں گم تھی۔ اس لیے بادشاہ کا بیٹا زندہ ہو گیا۔

اے عزیز! ایسے ہی مقام کے بارے میں کسی بزرگ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے: ”

من زعمے گویم انا الحق یارے گوید بگو  
چوں نئے گویم، مراد دلاں میگوید بگو



انا الحق (میں حق ہوں) میں خود نہیں کہتا۔ مگر میرا یار کہتا ہے کہ کہو۔  
اگر میں نہیں کہتا تو کہتا ہے کہ ضرور کہو۔

## علم مافی الارحام

خلیفہ غازی خان ٹالپر علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میاں قابل  
شاہ نے حضرت پیر سائیں قدسنا اللہ باسرارہ کی خدمت میں عرض  
کی: "یا حضرت! اجازت ہو تو آپ کے گھوڑے سے اپنی گھوڑی کا ملاپ  
کرا دوں؟" حضرت والہ نے فرمایا: "سفر کے بعد اجازت دیں گے۔ جب  
آپ دوسرے شہر میں تشریف فرما ہوئے تو میاں صاحب نے مہر  
اجازت چاہی۔ آپ نے اس سے فرمایا: "دیکھ لو۔ کہیں یہ گھوڑی حاملہ  
ہی نہ ہو؟" میاں صاحب نے عرض کی: "مجھ کو یقین ہے کہ گھوڑی حاملہ  
نہیں ہے۔" بالآخر اس نے گھوڑی کے ساتھ گھوڑے کا ملاپ کرا دیا۔  
جب رات آئی تو گھوڑی نے حمل ساقط کر دیا۔ دوسرے دن حضرت والہ  
نے میاں قابل شاہ سے فرمایا: "گھوڑی نے حمل ساقط کر دیا ہے، کیا؟"  
میاں صاحب نے عرض کی: "جی ہاں، مگر یا حضرت! اب تک اس گھوڑی  
کے حاملہ ہونے کے بارے میں کسی نے بھی نہ بتایا تھا!"  
حضرت والہ نے فرمایا: "ہم نے تو کہہ دیا تھا کہ گھوڑی حاملہ ہے۔"  
میاں صاحب نے عرض کی: "یا حضرت! میں نے یہ سمجھا تھا کہ آپ مذاحا  
فرماتے ہیں۔" آپ نے فرمایا: "ہم جھوٹ کے ساتھ ہرگز خوش طبعی نہیں  
کیا کرتے۔"



## ایسا کشف تو گدھی کو بھی ہوتا ہے

خلیفہ محمود نظامانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ابتداً سلوک میں فقیر کو کشف صدور و کشف قبور بہت حاصل تھا۔ میں نے یہ کیفیت حضرت پیرسائیں قدسنا اللہ بامرارہ کے حضور عرض کی تو آپ نے فرمایا ۛ میاں ناصر علی شاہ کو بکثرت کشف ہوتا تھا۔ انہوں نے یہ کیفیت بڑے فخر کے ساتھ میاں قابل شاہ کے سامنے بیان کی۔ میاں قابل شاہ نے جواب دیا کہ ۛ ایسا کشف تو گدھی کو بھی ہوتا ہے۔ جب وہ لڑکوں کو دیکھتی ہے تو بھاگ اٹھتی ہے۔ جب آدمیوں کو دیکھتی ہے تو بھاگتی نہیں ۛ

پھر حضرت والائے فرمایا ۛ طالب کو ان امور میں کچھ نہیں ہو جانا، چاہیے کہ ان سے وہ عجب میں گرفتار ہو جائے۔ یہ طالب کیلئے روکاؤں میں ہیں ۛ

## خواجہ محمد بابا سماسی کی پیش گوئی

حضرت پیرسائیں قدسنا اللہ بامرارہ نے بیان فرمایا کہ ۛ ایک مرتبہ خواجہ محمد بابا سماسی علیہ الرحمۃ بخارا میں تشریف لائے تو فرمایا ۛ بخارا کے فلاں محلے سے ہم کو ایک ۛمرد، کی خوشبو آرہی ہے۔ جس سے ساری دنیا فیض یاب ہوگی۔ کچھ وقت کے بعد بخارا میں خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدسنا اللہ بامرارہ تولد ہوئے۔ تیدا میر کلال علیہ الرحمۃ (جو خواجہ سماسی کے مرید اور خلیفہ تھے) نے فرمایا ۛ وہ ۛمرد



پیدا ہو گیا ہے۔

ایک مرتبہ خواجہ بہاؤ الدین نقشبند علیہ الرحمۃ کو ان کے بچپن میں کسی بیماری کی وجہ سے ان کے والد ماجد علیہ الرحمۃ خواجہ محمد بابا سماکی علیہ الرحمۃ کے حضور دعا کرانے کے لیے لیکر آئے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ یہ لڑکا وہی مرد ہے جسکی خوشبو ممکو آیا کرتی تھی۔ اسے دوستو! اس کا دیدار کرو۔

## پیرسائیس کے خلیفہ کی کرامت

ایک دن حضرت پیرسائیس قدسنا اللہ بامرارہ نے ارشاد فرمایا کہ "خلیفہ میاں الہ رکھیہ علیہ الرحمۃ نے بیان کیا کہ ایک دفعہ دوران سفر مغرب کے وقت ایک پیالہ دودھ سے بھرا ہوا نذرانہ ملا۔ اس وقت مجھ کو یہ حدیث شریف یاد آگئی کہ ایک دن کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دودھ کا ایک پیالہ پیش کیا۔ آنحضرت نے اس میں سے پہلے کچھ وہ دھ پی لیا۔ پھر صحابہ کرام علیہم الرضوان کو شکم سیر کر کے پلایا تو بھی وہ پیالہ دودھ سے اسی طرح بھرا ہوا خلیفہ صاحب نے کہا کہ میرے دل میں بھی خیال آیا کہ حضور علیہ السلام کی متابعت کی خاطر یہ پیالہ بھر دودھ ساری جماعت کو پلانا چاہیے۔ سو اس میں سے پہلے میں نے خود پیا۔ اس کے بعد میں نے جماعت کو دودھ پینے کو کہا۔ بفضلہ تعالیٰ سب فقروں نے دودھ پیا۔ پھر بھی وہ پیالہ اسی طرح دودھ سے بھرا ہوا۔



## اولیاء اللہ انتقال فرماتے ہیں

### ماتے نہیں

خلیفہ محمود نظامانی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ میں حضرت پیرسائیں قدسنا اللہ باسراہم العزیز کی خدمت بابرکت میں حاضر تھا کہ آپ نے ارشاد فرمایا: "خلیفہ محمد حسین اس دنیا سے رحلت کرنے کے بعد بھی ہر شب جب عنقریب کے ساتھ اپنے گھر آتا اور اپنی اہلیہ سے ملاقات کیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تو نے اس راز کو ظاہر نہ کیا تو میں ہمیشہ تیرے پاس آتا رہوں گا۔ بعد میں اسکی اہلیہ نے خلیفہ کی والدہ (اپنی ساس) سے جو اس کا ذکر کیا تو اس کا آنا بند ہو گیا۔"

إِلَّا أَنْ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا يُمُوتُونَ وَلَا كُنْ يَنْتَقِلُونَ مِنْ دَارِ الْإِلٰهِ  
خبردار! اولیاء اللہ مرتے نہیں بلکہ وہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں انتقال فرماتے ہیں۔

## اولیاء را ہست قدرت انزلہ

خلیفہ محمود نظامانی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت پیرسائیں قدسنا اللہ باسراہم العزیز قلات سے واپسی پر کشتی میں سوار ہو کر دریا پار کر رہے تھے۔ ملاحوں نے کشتی کو چلایا تو اچانک کچھڑ میں جا پھنسی۔ کشتی میں سوار جماعت مع سادات کرام نیچے اتر پڑے۔



حضرت والا کشتی کے مہرے پر بیٹھے رہے، میں بھی بجا رمد بخار و  
 اہمال مرلضی ہونے کے باعث آپ کے سامنے بیٹھا رہا۔ چند فقروں  
 نے کشتی کے رسوں کو پکڑ کر کھینچا اور چند نے کشتی کے دونوں اطراف  
 سے دھکا دیکر کچھڑے نکلانے کی کوشش کی لیکن کشتی کچھڑے نہ نکلتی  
 ہی نہیں تھی۔ بالآخر جب سب تھک ہار کر رہ گئے تو حضرت والا نے  
 وہیں بیٹھے ہی کشتی کی کئی میں ہاتھ ڈال کر اپنی طرف کھینچا تو کشتی کچھڑے  
 نکل آئی اور پانی میں تیرنے لگ گئی۔ معر کسی کو اس ماجرا کی خبر نہ لگی۔  
 اس امر کا صرف مجھے ہی علم تھا جو کہ آپ کی خدمت میں روبرو بیٹھا ہوا تھا۔

## دریائے اپنارخ مورلیسا

حیدر فقیر نظامانی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ (پرپان لو  
 شریف کے قریب) دریائے "اُرا بند" کو توڑ ڈالا۔ وہاں کے  
 زمینداروں نے میری صلاح پوچھی کہ اب کیا کیا جائے۔؟ ان لوگوں  
 میں میر غلام حیدر کا کامدار تھا۔ میں نے انہیں مشورہ دیا کہ تم حضرت  
 پیرسائیں قدس اللہ سرہ الاقدس کی خدمت میں جا کر یہ ماجرا عرض  
 کرو۔ اس کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ وہ لوگ حضرت  
 والا کے حضور حاضر ہوئے اور عرض کی "یا حضرت! خدا کے واسطے  
 ہمارے ساتھ دریا کے کنارے تک تشریف لے چلیے۔ آپ نے  
 ان کی درخواست قبول کر لی اور دریا کے کنارے پر آئے۔ جہاں  
 سے پانی زمین کو چیر رہا تھا۔ حضرت والا، زمین کے چمکے ہوئے  
 ایک ٹکڑے پر جا پہنچے۔ آپ نے وہاں دو رکعت نماز پڑھ کر



دعا فرمائی۔ اسی دن دریائے اپنارخ موڑ کر اس زمین کو چھوڑ دیا اور سات کوس دوسری جانب ہٹ کر بیٹے لگا۔ پھر آج تک دریائے اس طرف کا رخ نہیں کیا۔ اور ابھی تک اسی بہاؤ پر بہ رہا ہے تاہم وہ کٹی پھٹی زمین آج تک اسی حال میں موجود ہے۔

## وفات کے بعد، زندگی

ایک دن حضرت پیرسائیس قدسنا اللہ باسرارہ نے بوڑھی فقیر ٹاپر سے فرمایا کہ: ہمارا ایک مرید تکیو نامی دیکھ سناری کا باشندہ تھا۔ وہاں کے شاہ صاحبان اس سے عناد رکھتے تھے۔ اسپر بجائے اعتراضات کرتے رہتے تھے۔ جب وہ فقیر وفات پا گیا تو ان سادات کرام میں سے ایک سید صاحب جنازے میں شریک ہو کر قبرستان گیا۔ جب اس فقیر کو قبر میں اتار کر لحد کو اینٹوں سے بند کر کے پاؤں کی جانب سے کفن پر لپٹا ہوا کپڑا کھینچ کر نکالا گیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ فقیر لحد میں سر ہانے کی طرف دیکھ رہا ہے۔ یہ واقعہ اس سید صاحب نے بھی دیکھا اور اس نے یہ واقعہ اپنے دوسرے عزیزوں کو آکر سنایا۔ یہ سن کر وہاں کے سیدوں نے عناد چھوڑ دیا اور حضرت والا کے حضور حاضر ہو کر مرید ہو گئے۔



## توبارش بر سنا شروع ہو گئی

خلیفہ محمود نظامانی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ حضرت پیر سائیس قدس سرہ  
 باسرارہ العزیز قذات کے سفر سے واپس ہوتے ہوئے دیکھ، شادی میں  
 تشریف فرما ہوئے۔ وہاں کے باشندے تین سال سے بارش ہونے  
 کی وجہ سے نہایت پریشان تھے۔ فاقوں میں وقت بسر کر رہے تھے  
 وہ حضرت والا کو دیکھ کر بڑے خوش ہوئے۔ اور فقیروں کے لیے حسب  
 توفیق طعام بھی لے آئے اور گھوڑوں کے لیے گھاس دانہ بھی اٹھالائے  
 انہوں نے حضرت والا کے حضور درخواست پیش کی: "یا حضرت! ہم  
 آپ کی آمد مبارک کے بڑے مشتاق تھے۔ اب آپ ایسی توجہ  
 فرمائیں کہ تشنگی ختم ہو جائے اور فراوانی وارزانی ہو جائے۔ حضرت  
 والانے ان کی حالت پر رحم فرماتے ہوئے دعا کے لیے ہاتھ اٹھادیے  
 اور یوں دعا کی۔"

"ہم کو دشت و سیا بان سے گذر جانے کی مہلت مل جائے"  
 اس کے بعد آپ سوار ہو کر روانہ ہوئے۔ دشت و سیا بان سے گذر  
 کر جب آپ بمقام "دڈھ" پہنچے تو بارش بر سنا شروع ہو گئی اور  
 اس قدر بارش ہوئی کہ جب تک کہ ہم درگاہ مبارک پر پہنچے بدستور  
 برستی ہی رہی۔



## تو نے ڈھول، کو کہاں چھوڑا؟

حسن فقیر نظامانی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ حضرت پیرسائیں قدسنا  
 باسرارہ الغزیز سفر میں تھے کہ ایک عورت مرید ہونے کی نیت سے اپنے  
 گھر سے روانہ ہوئی۔ سفر کرتی ہوئی وہ ایک ایسے مقام پر پہنچی جہاں نہ  
 کوئی آبادی تھی اور نہ پانی دکھائی دیتا تھا۔ وہاں پہنچ کر اسکو پاس  
 نے اسقدر نڈھال کیا کہ بے اختیار زمین پر گر پڑی۔ اور اپنی زندگی  
 سے مایوس ہو گئی۔ اتنے میں کیا دیکھتی ہے کہ کوئی شخص پانی سے بھری  
 ہوئی مشک لے کر اس کے پاس آیا اور اسکو پانی پلا دیا۔ عورت نے اس  
 سے پوچھا تیرا نام کیا ہے۔؟ وہ بولا: میرا نام 'ڈھول' ہے۔ جب وہ  
 عورت حضرت والا کے حضور پہنچی تو آپ کے پاس بہت سے آدمیوں  
 کو دیکھ کر دُور کھڑی ہو کر رونے لگی حضرت والا نے فقروں سے  
 فرمایا: اسکو جگہ دیدو۔ آپ نے اس کا نام لیکر فرمایا: اماں! آگے  
 آؤ۔ جب وہ آگے آکر حاضر خدمت ہو گئی تو آپ نے فرمایا: تو نے  
 'ڈھول، کو کہاں چھوڑا؟' یہ سنتے ہکا وہ عورت وجد میں آگئی اور  
 جذبے کی شدت سے بیہوش ہو گئی۔

## اپنی اور دوسروں کی فتا کا علم

فیروز فقیر نظامانی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ میں درگاہ مبارک  
 پر حضرت پیرسائیں قدسنا اللہ باسرارہ کی خدمت میں حاضر تھا  
 حضرت والا نے بعد نماز عشاء گھر تشریف لے جاتے وقت مجھ ضعیف



سے فرمایا کہ "باغیچہ میں آ کہ تجھ سے کچھ مشورہ کرنا ہے" فقیر و فوز سرت  
سے اسی وقت اٹھ کر باغیچہ میں پہنچ گیا اور انشطار میں بیٹھ رہا۔ وہ  
۱۸ ذی الحجہ ۱۲۲۳ ہجری کی شب تھی۔ حضرت والا آدھی رات کے بعد باغیچہ  
میں جلوہ افروز ہوئے۔ بندہ آپ کے حضور حاضر تھا۔ سرتوں پر تیسری  
اور فرحتوں پر فرشتیں نصیب ہوئیں۔ اور اس کے بعد ہدائی کا وقت یاد آیا  
جو وقت کہ ہر کسی پر ضرور آنے والا ہے۔ میں نے اس بارے میں حضرت  
والا سے عرض کرتے ہوئے یہ سندھی شعر پڑھا۔

اگسی آء عہد مران پوہ مابجیاں پریناریا

اسان پر پریمان ہون برابر ڈین ہسترا

نہ تو میں محبوب سے پہلے مڑوں اور نہ ہی اس کے بعد زندہ رہوں۔  
مثلاً یہ ہے کہ ہمارے اور محبوب کے دن ایک برابر ہوں۔

یا حضرت! اس جہان سے جانا ضرور ہے۔ ہم مرید و کیلئے  
دولت دیدار جو ہر دو عالم میں بے مثل ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم  
اس سے محروم ہو کر مبتلائے فراق ہو جائیں " حضرت والا کچھ دیر خاموش  
رہے پھر فرمایا کہ "یہ ہمارے اختیار میں تو نہیں ہے لیکن تو ہمارے  
بعد آئے گا۔ ہم تیرے استقبال کے لیے اور مرجھا کئے آئیں گے"  
اس کے بعد اگلے سال حکیم شعبان کو حضرت والا انتقال فرما گئے۔

انا لله وانا الیہ راجعون!



## توہمارا نشان بڑے

عبداللہ فقیر ساکن ٹھٹھہ علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک دن حضرت پیر سائیں قدسنا اللہ بامرارہ الغزنیہ کشتی میں سوار تھے۔ میں بھی حاضر بخصور تھا۔ میرے دل میں خیال آیا کہ "میرے بھی کیا نصیب ہیں کہ سارا جہان تو حضرت والا کے فیوض برکات سے سیراب ہو گیا ہے اور میں ہوں کہ محروم ہوں اور پیاسا اور رنگ و دم سے میری آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ حضرت والا تو ظاہر اور باطناً روشن ضمیر تھے۔ آپ نے اپنی مہر مبارک لعاب دہن مبارک سے تر کر کے میرے رخسار پر لگا دی اور فرمایا "توہمارا نشان بڑے ہے۔"

## گفتگو کا مضمون

حسین فقیر عمرانی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ درگاہ مبارک کی طرف جا رہا تھا۔ جب بہت قریب پہنچ گیا تو یکایک دل میں خیال پیدا ہوا کہ یہ اللہ تعالیٰ تو سہار کی شہ رنگ سے بھی قریب تر ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں وارد ہے (اعوذ باللہ من الشطن الرجیم) نحن اقرب من عند الوردید۔ تو میرا مرشد بھی قریب ہے اور ہم مریدوں کے حال احوال سے بخوبی واقف ہے۔ پھر ان کی خدمت میں جانے کی کیا ضرورت ہے "اس خیال پر اعتماد کر کے میں وہیں سے واپس ہو گیا۔ اور ایک دن کانفرنس کر کے جب دیکھ رہا تھا



پہنچا تو وہاں میرے ایک پیر بھائی نے مجھ سے پوچھا: "تو واپس کپوں  
 آگیا ہے۔؟" میں نے اسکو ساری بات بتا دی۔ تو اس نے کہا: "یقیناً ایسے  
 ہی ہے۔" تاجم مرشد کے حضور ظاہر کی زیارت سے زیادہ فہم حاصل ہوتا  
 ہے۔ "جب میں نے پیر بھائی سے یہ سنا تو وہاں سے پھر درگاہ مبارک  
 کو روانہ ہو گیا۔ یہاں تک کہ میں نے حضرت پیر سائیں قدس اللہ سرہ اللہ علیہ  
 کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کی زیارت کی۔ اور اللہ تعالیٰ کا شکر بجا  
 لایا: "حضرت والا نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے۔ مَخْنُ اقْرَبُ  
 الیہ من حبل الورد تو یہ بالکل صحیح ہے۔ بیشک اللہ جل شانہ  
 انسان کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ لیکن جو اسکو پہچانتا  
 ہو اسے لازم ہے کہ وہ دوسروں پر اعتماد و ارادت رکھے۔  
 پھر آپ نے فرمایا: "گذشتہ بادشاہوں کا یہ دستور تھا کہ جو شخص  
 اسکو پہچانتا ہوتا وہ انکو تنگ راستے سے گزارا کرتے تھے۔ اس کے  
 بعد میرے ساتھیوں نے جو مسواکیں لائی تھیں۔ حضرت والا کے  
 حضور نذر میں۔ آپ نے ان سے گفتگو فرمائی اور پوچھا کہ یہ مسواکیں  
 کہاں سے لائے ہو؟" وہ ادب کی وجہ سے خاموش رہے اور کچھ  
 جواب نہ دیا: "میرے پاس بھی ایک ٹیڑھی میڑھی مسواک تھی۔ جو کہ  
 حضرت والا کی خدمت میں پیش کرنے کے قابل نہ تھی۔ میں نے  
 سوچا: "اگر میں بھی مسواک حضور میں پیش کر سکتا تو کیا ہی خوب ہوتا۔  
 مگر اپنے مسکراتے ہوئے فرمایا: "اگر کوئی ہمیں ٹیڑھی میڑھی مسواک  
 بھی دیکھا، تو ہم قبول کر لیں گے" تو میں نے بھی وہی مسواک نذر حضور  
 کر دی۔ آپ نے اسکو اپنے ہاتھ میں لیکر فرمایا: "ان مسواکوں میں



سے جو تجھ کو پسند ہوا اٹھالے۔ میں نے کوئی مسواک نہ اٹھائی۔  
آپ نے دو تین مرتبہ یہی ارشاد فرمایا۔ اور حاضرین نے بھی کہا  
کہ الامر فوق الادب تعمیل حکم ادب سے برتر ہے۔

امر بہتر از ادب گفتہ رسول

امر را بجزین تاگردی قبول

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ امر ادب سے  
بہتر ہے۔ امر کو قبول کرتا کہ تو مقبول ہو جائے۔

اس کے بعد میں نے ایک سیدھی مسواک اٹھالی۔ اس پر  
حضرت والا نے فرمایا یہ دیکھ! اللہ تعالیٰ کس قدر کریم ہے کہ اس نے  
ٹیڑھی کے بدلے میں سیدھی عنایت فرمادی۔ پھر اچھی چیز کے  
عوض نہ جانیں کیسی نعمت عطا فرمائے گا۔

**ہم تم کو معنوی مقصد حاصل کر کے بغیر نہیں چھوڑیں گے**

عمر فقیر علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں درگاہ مبارک پر  
حاضر ہو کر حضرت پیر سائیں قدسنا اللہ باسرارہ العزیز کی خدمت  
میں قدم بوس ہوا۔ اس کے بعد ایک دن مسجد شریف میں آپ کے حضور  
بیٹھا تھا کہ میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اس قدر فاصلہ  
طے کر کے آیا ہوں لیکن فائدہ تو کچھ بھی نظر نہیں آتا۔  
حضرت والا نے اس عاصی کے دل میں یہ خیال فاسد آتے  
ہے، یہ آواز بلند فرمایا۔ ہمارے دوستو! ہم تم کو معنوی مقصد



حاصل کرائے بغیر نہیں چھوڑیں گے۔ آخری ساعت میں بھی تمہیں شہر

تعالے کا دیدار کرا دیا جائے گا! سہ

جام جہاں مناسبت ضمیر منیر دوست

انہما را احتیاج خود آں جا چہ حاجت ہست

دوست کا روشن دل، جام جہاں نما ہے۔ اس کے حضور اپنی

حاجت بیان کرنے کی کیا حاجت ہے۔؟

## حضرت رابعہ بصری کی کرامت

حضرت پیر سائیس قدسنا اللہ بامرارہ نے ارشاد فرمایا کہ یہ ایک دن حضرت بی بی رابعہ بصری قدسنا اللہ بامرارہا ایک قافلے کے ساتھ گدھے پر سوار ہو کر سفر حجاز مقدس پر روانہ ہوئیں۔ اتفاقاً راستے میں گدھا مر گیا۔ بی بی صاحبہ وہیں بیٹھ گئیں۔ اہل قافلہ نے آپ کو ساتھ چلنے کے لیے کہا۔ مگر رابعہ بصری نے فرمایا کہ جس نے میرے گدھا کو مار ڈالا ہے وہی اسکو زندہ کر دے تو میں تمہارے ساتھ چلوں گی ورنہ یہیں بیٹھی رہوں گی۔ قافلہ روانہ ہو گیا اور بی بی صاحبہ وہیں رہ گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے ان کے گدھے کو زندہ کر دیا تو پھر بی بی صاحبہ گدھے پر سوار ہو کر قافلے سے آن ملیں۔ اور مکہ شریف پہنچ کر آپ نے اگر گدھے کو فروخت کر دیا۔



## اتباعِ شریعت سے انحراف نہ کرو

حضرت والا، ماہِ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف میں تھے۔ ایک دن نمازِ عصر کے بعد دعا مانگ کر مصلے پر کھڑے ہوئے اور فرمایا: "اے دوستو! اگر ہمت ہو تو اپنے رب کی طرف دوڑو۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ فَخَرُّوا إِلَى اللَّهِ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت سے ہرگز روگردانی نہ کرو۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب اس راہ کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں ہے۔" اتنا ارشاد فرما کر آپ! اعتکاف والی جگہ میں تشریف لے گئے۔ خلیفہ میاں نعمان کہتے ہیں کہ نمازِ مغرب کے بعد میں مسجد کے صحن میں کھڑا تھا کہ حضرت والا پھر اعتکاف والی جگہ سے باہر تشریف لائے۔ میں نے جو نہی آپ کو دیکھا۔ فرطِ مسرت سے بے تاب ہو کر میں نے اپنا بازو آپ کی جانب دراز کر کے کہا: "میرا مرشد آیا ہے۔" لیکن ایسا کرنے پر میں فوراً پشیمان ہوا کہ میں نے ایسا کیوں کیا۔ آپ آگے بڑھے اور مصلے پر بیٹھ گئے تو میں نے عرض کی: "یا حضرت! مرشد کی جانب بازو دراز کرنا درست ہے یا نہیں؟" آپ نے فرمایا: "ہم نے یہ مسئلہ کسی کتاب میں دیکھا نہیں ہے۔" پھر فرمایا: "قریب آؤ۔" میں قریب ہوا تو آپ نے مجھ سے بغلیں ہو کر فرمایا: "کھوکھروں کے گاؤں میں گئے تھے؟" میں نے عرض کی: "ہاں، جناب! آپ نے فرمایا: "وہاں کے لوگ کس حال میں ہیں؟" میں نے عرض کی: "وہ اچھی طرح ذکرِ فکر میں مشغول ہیں۔" یہ سن کر آپ نہایت مسرور ہوئے۔ دریں اثناء تمام جماعت کو پتہ چل گیا کہ حضرت والا تشریف لائے ہیں۔



اور سب اکٹھے ہو گئے۔

سلطان فقیر جو عالم استخراق میں تھا۔ اس نے عرض کی: یا حضرت! آپ نے فرمایا ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کرو۔ سو اگر پوری متابعت یعنی حقیقی متابعت حاصل ہوگی تو بڑی اچھی بات ہے ورنہ محض ظاہری متابعت تو ہم سے نہ ہو سکے گی۔

آپ نے اس پر اپنی ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ اور ارشاد فرمایا کہ ہم کو ظاہری متابعت ہی حاصل ہو جائے تو بھی غنیمت ہے اور آپ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ ترجمہ۔ اے محبوب! تم فرمادو کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار بن جاؤ۔ اللہ تم کو دوست رکھے گا۔ اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

۵ صد کتاب و صد ورق درنا رکن  
روئے دل را جانب دلدار کن

(مولائے روم علیہ الرحمۃ)

سینکڑوں کتب و سینکڑوں اوراق آگ میں جھونک اور اپنے دل کا  
منہ دلدار کی جانب کر لے۔



## دارُھمی کی مفت باز اور سر کھال

حضرت والد نے فرمایا کہ دارُھمی کی لمبائی کی مسنون حد ایک مشت برابر ہے۔ آپ بھی مشت بھر سے بڑھ جانے والے دارُھمی کے بال کترا دیا کرتے تھے۔ ایک دن آپ نے ایک مرید کی دارُھمی ذرا لمبی دیکھی تو آپ نے اپنے ہاتھ مبارک سے بالوں کا زائد حصہ کاٹ دیا تھا۔ سر کے بالوں کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ ان کا منڈانا بھی سنت ہے اور کچھ لینا بھی سنت ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے موقع کے سوا کبھی سر مبارک نہیں منڈایا تھا۔

## اس طعام کو خریدتے ہیں

ایک دفعہ حضرت والا ریگستان، تھر، کے علاقہ میں سفر کر رہے تھے کہ ایک فقیر نے آپ کی دعوت کی۔ اس فقیر نے چکی ہوئی یاہری جس میں گھی پڑا ہوا تھا۔ اور سالن اور دہی پیش کیا۔ آپ نے بکے کے دلیہ میں سالن اور دہی ملا دیا۔ اور فرمایا کہ عرب میں اس طعام کو خریدتے ہیں۔ پھر حدیث شریف کی یہ روایت بیان فرمائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ( اُمّ المؤمنین ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) کو تمام دنیا کی عورتوں پر ایسی فضیلت حاصل ہے۔ جیسے خرید کو تمام طعاموں پر۔



## طعام سے قبل پورے ہاتھ دھونے سے برکت ہوتی ہے

خليفة سيد غلام حسين کا بيان ہے کہ ایک سفر میں بندہ، حضرت والہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ جب کھانا لایا گیا تو میں نے صرف اپنے ہاتھوں کی انگلیاں دھوئیں۔ یہ دیکھ کر آپ نے میرے ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر کلائیوں تک دھوئے۔ فرمایا کہ اس طرح ہاتھوں کو دھونا سنت ہے۔ اس کے بعد فرمایا۔ جو شخص پورے ہاتھ نہیں دھوئے گا۔ اس کے طعام میں برکت نہیں ہوگی۔ اس کے علاوہ یہ تکبر کی علامت بھی ہے۔ اور جو شخص پورے ہاتھ دھوئے گا۔ اس کے طعام میں برکت بھی ہوگی اور تکبر سے بھی محفوظ رہے گا۔

## اتباع سنت، ظاہری و باطنی امراض کا علاج ہے

ایک مرتبہ حضرت والہ نے فرمایا: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی پیروی میں اس قدر خوبیاں اور بہتریاں ہیں جو حسد و شمار سے باہر ہیں۔ اتباع سنت سے باطنی فائدہ حاصل ہوگا کہ محبوب حقیقی تک وصال کی نعمت سے مشرف ہوگا۔ اور چونکہ سنت نبوی میں تمام طب کا خلاصہ آجاتا ہے۔ اس لئے سنت پر استقامت رکھنے والا ظاہری امراض سے بھی بچا رہے گا۔ تو ثابت ہوا کہ 'اتباع سنت' تمام امراض ظاہری و باطنی کا مکمل علاج ہے۔



## ہم سنت ترک نہیں کریں گے

ایک دفعہ آپ موسم سرما میں سفر کرتے ہوئے کسی گاڈن میں پہنچے۔  
 مولا ڈنہ فقیر نے حضرت والا کے وضو کرنے کے لئے آگ کے قریب جگہ  
 تیار کی۔ لیکن وہ جگہ ایسی تھی کہ جہاں قبلہ رخ بیٹھ کر وضو نہ کیا جاسکتا  
 تھا۔ حالانکہ آپ کا معمول تھا کہ آپ ہمیشہ قبلہ رخ بیٹھ کر وضو کیا کرتے  
 تھے۔ جب آپ وضو کرنے اٹھے تو مولا ڈنہ فقیر نے عرض کی: یا حضرت!  
 وضو کے لیے میں نے یہ جگہ تیار کی ہے۔ آپ نے اس جگہ کو دیکھ کر  
 فرمایا: یہاں بیٹھ کر قبلہ رخ وضو نہیں کیا جاسکتا۔ ہم سنت ترک  
 نہیں کریں گے۔ یہ فرما کر آپ باہر نکلے اور کھنڈی ہوا میں بیٹھ کر  
 آپ نے وضو کیا۔

## وہ ہمارا نہیں، طنبور کے مرید ہے

عبداللہ فقیر ساکن ”کھورواہ“ کا بیان ہے کہ احمد خان ولد حلال  
 خان نظامانی اور میری آپس میں دوستی تھی۔ احمد خان حضرت والا کے  
 خاص مریدوں میں سے تھا اور اسے فقیرانہ اشعار سننے کا بڑا شوق  
 تھا۔ اور میں ایسے اشعار سنانے میں بڑا متشاق تھا۔ ہم دونوں  
 نے آپس میں مشورہ کیا کہ ایک طنبورہ بنائیں اور پھر اس کو لیکر اشعار  
 گایا کریں۔ اور ہم نے یہ بات سچائی کر لی۔ اس کے بعد ایک دن ہم  
 حضرت والا کے حضور بیٹھے تھے کہ ایک فقیر نے فتح محمد شاعر کی طرف  
 سے حضرت والا کو سلام پہنچا کر عرض کی: یا حضرت! فتح محمد نے



عرض کی ہے کہ، میں درگاہ کا مرید ہوں، اس بندے کو اپنی توجہ فرما  
 سے بہرہ یاب فرمائیں۔ فتح محمد شاعر بھی تھا اور وہ اپنے پاس ایک  
 طنبورہ رکھتا تھا۔ جسکو وہ بجا کر اشعار گایا کرتا تھا۔ حضرت دالانے کی  
 فقیر کے جواب میں فرمایا: فتح محمد ہمارا مرید نہیں ہے بلکہ وہ طنبورے  
 کا مرید ہے۔ ہم سے اس کا کچھ بھی تعلق نہیں!۔  
 آپ کا یہ ارشاد سنتے ہی ہم نے طنبورہ بنانے کا خیال دل  
 نکال دیا۔

## ہم تمہارے ساتھ گناہ میں

### حصہ دار نہیں بنیں گے

ایک دن حضرت دالانے کی خدمت میں چند آدمی حاضر ہوئے  
 انہوں نے شکایت کی کہ آپ کے فلاں مرید ہمارے گاؤں میں  
 رہتے ہیں۔ ہم بیاہ شادی میں ڈھول بجاتے ہیں تو وہ ہم سے  
 جھگڑا نہ کیا کریں!۔

حضرت دالانے فرمایا: آئندہ وہ تمہارے ساتھ جھگڑا نہیں کریں  
 گے!۔ انہوں نے پھر عرض کی کہ آپ انکو یہ بھی تاکید کر دیں کہ وہ  
 ہمیں ڈھول بجانے سے بھی نہ روکیں!۔

آپ نے فرمایا: ہم تمہارے ساتھ گناہ میں حصہ دار نہیں بنیں  
 گے۔ باقی اتنا بچھا دیں گے کہ وہ تم لوگوں سے جھگڑا نہ کریں!۔



## المجوع طعام الله

ایک مرتبہ حضرت والانے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہمیں یہ توفیق دی ہے۔ کہ اگر ہم چاہیں تو پوری جماعت کو گوشت پلاؤ اور عمدہ کھانا کھلاتے رہیں۔ مگر اس طرح کرنے سے طالبان حق اور پیٹ پرستوں کا فرق ظاہر نہیں ہو سکے گا۔ اس لئے فقر و فاقہ کو اختیار کیا گیا ہے۔ کیونکہ حدیث شریف میں وارد ہے۔ **المجوع طعام الله**۔ یعنی بھوک اللہ تعالیٰ کا طعام ہے۔

اور دوسرے یہ کہ فاقہ کشی میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت بھی ہے۔ اس لیے بھوک کو بہتر سمجھا گیا ہے۔

تیرا خاک میں ہے اگر شر تو خیال فقر و غنا نہ کر  
کہ جہاں میں نان شیر پیسے ہمار قوت حیدری (اقبال)

## لاٹھی دائیں اور تسبیح بائیں ہاتھ میں رکھنی چاہیے

حضرت والانے فرمایا یہ علماء اہل ظاہر کہتے ہیں کہ تسبیح دائیں ہاتھ اور لاٹھی بائیں ہاتھ میں رکھنی چاہیے۔ یہ عجیب بات ہے کہ لاٹھی کا رکھنا سنت ہے اور اسکو یہ بائیں ہاتھ میں اور تسبیح جو کہ ایک بدعت ہے۔ اسکو دائیں ہاتھ میں رکھنے کا حکم دیتے ہیں۔ مگر ہم یہ کہتے ہیں کہ اس کے برخلاف عمل کرنا لازم ہے۔ پس لاٹھی دائیں ہاتھ میں اور تسبیح بائیں ہاتھ میں رکھنی چاہیے۔



# نماز باجماعت نہ پڑھنے

## والوں کی کوششیں

جامع ملفوظات خلیفہ محمود نظامانی کا بیان ہے کہ، حضرت والوں نے حکم دے رکھا تھا کہ جو شخص نماز باجماعت ادا نہ کرے اسکو پانچ کورے لگائے جائیں اور اس کام کے سرانجام دینے کیلئے چند آدمی مقرر کر دیئے گئے تھے۔ اور یہ آدمی حسب الحکم نماز باجماعت میں سستی کرنے والوں کو پوری پوری سزا دیتے تھے۔ مگر اس کے باوجود۔ کتنے ہی آدمی جماعت میں حاضری سے قاصر رہ جایا کرتے تھے۔ پھر آپ نے جماعت میں حاضر نہ ہونے والوں پر پانچ پیسے کے حساب سے جرمانہ مقرر فرما دیا (واضح رہے کہ اس زمانہ میں پانچ پیسے بھی بڑی رقم تھی۔ مترجم) یہ جرمانہ نماز باجماعت ادا نہ کرنے والوں سے وصول کیا جاتا رہا۔ لیکن اس کے باوجود جب ایسے لوگ راہِ راست پر نہ آئے۔ اور پیسے بھی بہت جمع ہو گئے تھے۔ یہاں تک کہ ایک ایک آدمی کے سات سات۔ آٹھ آٹھ روپے جمع ہو چکے تھے تو اب حضرت والوں نے حکم دیا کہ سب کو ان سے لئے گئے پیسے واپس کر دیئے جائیں۔

پھر اس بارے میں آپ نے بڑے صاحبزادے حضرت میاں صبغت اللہ شاہ علیہ الرحمۃ سے پوچھا یہ بھئی! آپ کیا کرنا چاہیے؟

صاحبزادے صاحب نے عرض کی یہ جناب! جو شخص آئندہ نماز کے لئے وقت پر حاضر نہ ہو تو اس کو پکڑ کر کمرے میں سارا دن



قید رکھا جائے۔ تاکہ جن نفسانی امور کی بنا پر وہ وقت پر پہنچ نہیں  
سکتا۔ ان سے رُکاوٹ ہے۔ اس لئے یہی سزا اس کے لئے مناسب  
ہے گی یہ حضرت والائے نے یہی حکم جاری فرما دیا۔

## ہم تمہارے گھر میں اکیلے نہیں جائیں گے

ایک مرتبہ حضرت والا در سٹڈو محمد خان ٹاپپور، میں تشریف فرما  
ہوئے۔ ایک سید صاحب نے عرض کی یہ یا حضرت! ہمارے گھر  
والوں کو زیارت کرانے تشریف لے چلیں۔ آپ اسکی درخواست قبول  
فرماتے ہوئے اس کے ساتھ روانہ ہوئے۔ جب گھر کے دروازے پر  
پہنچے تو سید صاحب نے عرض کی۔ یا حضرت! میں یہیں ٹھہرتا ہوں۔  
آپ اندر جا کر زیارت کرادیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر آپ ہمارے  
ساتھ چلیں گے تو ہم اندر بائیں گے ورنہ ہم بھی نہیں جائیں گے۔ کیونکہ  
شرعی کا یہی حکم ہے کہ کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے۔

کے کو در شریعت را سخ آید

طریقیت راہ خود بردے کشاید

شرعیّت را معتمد دار اکنوں

طریقیت از شریعت نیست بیرون

جو شخص شریعت پر پورا اترتا ہے۔ طریقت اس پر اپنی راہ  
کھول دیتی ہے۔

ہر امر میں شریعت کو مقدم رکھ۔ کیونکہ طریقت، شریعت سے  
باہر نہیں ہے۔



## شرعیّت سُرکاوتاج ہے

حضرت والی نے فرمایا۔ اہل ظاہر کہتے ہیں کہ شرعیّت۔ ازار (پاجامہ) اور طرعیّت کورتہ اور حقیقت چادر اور معرفت دستار کی طرح سمجھنا چاہیے۔ لیکن ہمارا مذہب اور طریقہ یہ ہے کہ شرعیّت، حسب کو اہل ظاہر ازار (پاجامہ) سمجھتے ہیں یہ ہمارے لئے دستار اور سُرکاوتاج ہے۔

## ترکِ نماز باجماعت پر تعزیر

مید نو فقیر پیلجو کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں درگاہ مبارک پر حاضر تھا کہ نماز باجماعت پڑھنے میں سستی کرنے والے ایک شخص کو پکڑ کر لایا گیا اور تعزیر دینے کے لئے اسکو شکنجہ میں کئے گئے۔ حضرت والی نے اسے لوگوں کے لئے یہی حکم صادر فرما کر رکھا تھا۔ فقیر نے عرض کی: "یا حضرت! اس شخص کے پاؤں پھنسی پھوٹوں سے پہلے ہی زخمی ہیں۔ اگر اسکو شکنجے میں دیا گیا تو اس کا خون پیپ بن جائے گا۔" آپ نے فرمایا: "اگر اسکو شکنجے میں کئے سے خون اور پیپ نکل آیا۔ تو بہتر ہے۔ آخرت کے عذاب سے تو نچ جائے گا۔" اسکے بعد جب آپ تلاوتِ قرآن سے فارغ ہوئے تو خلاف معمول اس گنہگار کی حالت پر رحم فرماتے ہوئے اس کے پاس کھڑے ہوئے اور فرمایا: "یار، ہم یہ فقط تم لوگوں کی خیر خواہی کے لئے کرتے ہیں۔ آپ کے اتنا فرمانے سے اس شخص کے دل میں اتنی محبت بھڑک اٹھی۔"



اور بے اختیار ہو کر حضرت والا سے بغلیگر ہو گیا حالانکہ اس کے پاؤں شکرچہ میں کئے ہوئے تھے اور پنڈ لیاں خون سے بھری ہوئی تھیں۔ حضرت والا نے بھی اسکو گلے سے لگا لیا۔

## عمل کے بغیر کمال حاصل نہیں ہوتا

ایک مرتبہ حضرت والا نے فرمایا کہ جس شخص کے شرعی اعمال ناقص ہیں یعنی وہ شریعت پر پورا عامل نہیں ہے۔ اس کے عقیدہ توحید میں خامی ہے۔ اسکی توحید کی کمالیت میں بھی نقص واقع ہوگا۔

## گورت شیشے کی مانند ہے

حضرت والا نے فرمایا۔ بیوی کی مثال شیشے کی مانند ہے۔ اور بیوی پر سختی کرنا ایسا ہے۔ جیسا کہ شیشے پر پتھر مارنا۔ اس لئے اسکے ساتھ زیادہ سختی کا رویہ نہ رکھا جائے۔ اور اسکو دین کے کام سکھانے میں زیادہ کوشش کرنی چاہیے۔ پھر اگر وہ فرماں برداری کرے تو بہتر ہے اور اگر دین کے کاموں میں سستی کرے تو اس کے ساتھ صحبت اور میل جول بند رکھا جائے۔ پھر اگر اسی سے سدھر گئی تو بہتر اور اگر اس پر بھی وہ نہ سدھرے تو اس کے نان و نفقہ میں کمی اور تنگی کی جائے۔ پھر اگر اس پر بھی نہ سدھرے تو پھر اسکو طلاق دے دینی چاہیے۔

اے یعنی اسکو معرفت الہی میں کمال حاصل نہ ہو سکے گا۔ (ابوالحسن قادری)



## اندھے صوفیوں

ایک دفعہ حضرت والا نے فرمایا۔ شریعت بڑی دولت ہے شریعت اللہ کی بڑی نعمتوں میں سے ایسی ایک نعمت ہے۔ جسکی تعریف سے زبان قاصر ہے مگر موجودہ زمانہ کے اندھے صوفیوں پر تعجب ہے جو کہا کرتے ہیں کہ یہ شریعت اور طریقت میں اختلاف ہے اور بڑا فرق ہے۔ مثلاً اگر کوئی چھوٹا سا نا سمجھ بچہ راستے سے مہٹ کر ایسے مقام پر چل جا رہا ہو کہ آگے کنواں ہو اور دوسرا کوئی شخص اسکا ہاتھ پکڑ کر اس غلط راہ سے مہٹا کر صحیح راستہ پر لے آئے۔ تو اسکو اختلاف کیونکر کہا جاسکتا ہے۔ بلکہ اس بچہ کی مخالفت تو یہ ہوگی کہ اسکو اس کے حال پر رہنے دیا جائے کہ بھلے وہ کنویں میں جا گرے۔ سو شریعت بھی گمراہوں کو سیدھے راستے پر لگانے والی ہے۔ پھر شریعت کو طریقت سے مختلف کیونکر قرار دیا جاسکتا ہے؟

## اتباع سنت ہی منزل مقصود

## تک پہنچنے کا راستہ ہے

حضرت والا نے فرمایا کہ حضرت میاں صاحب (والد ماجد) قدس اللہ سرہ مجھے اور میرے دوسرے بھائیوں کو اکثر یہی فرمایا کرتے تھے کہ ہم جو تمہیں ظاہری علم پڑھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ اس لئے نہیں کہ علم کی وجہ سے مخلوق میں تمہاری عزت و آبرو



یڑھے اور نہ اس لئے کہ تم قاضی یا عالم بنو بلکہ ہماری یہ کوشش صرف اس عرض سے ہے کہ تم سنت نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے واقفیت حاصل کرو اور تمہیں اپہر عمل کرنے کی استقامت حاصل ہو۔ اس لئے کہ دنیا و آخرت میں منزل مقصود تک پہنچنے کا صرف یہی راستہ ہے۔ اور بس ۛ

## بغیر ساز کے سنیں گنہیں

ایک دفعہ حضرت والا سفر کرتے ہوئے موضع دلاٹھے میں تشریف فرما ہوئے۔ یہ گاؤں جیلیمیر سے مشرق کی جانب تیس کوس کے فاصلے پر واقع ہے۔ ہمراہی فقراء زیادہ سفر کرنے اور لمبی مدت طے کرنے کی وجہ سے تھک کر چور ہو چکے تھے۔ اس دوران چند دنوں سے کوئی کافیاں گانے والا بھی موجود نہ تھا۔ اس لئے وہاں دعوت دینے والے سے حضرت والا نے فرمایا کہ اگر یہاں کوئی گلنے والا ہو تو ہم اس سے کوئی کافی سن ہی لیں۔ عرض کی گئی کہ حضور! یہاں ایک گویا ہے جو نہایت دلکش کافیاں سنایا کرتا ہے۔ اور سرود کے فن میں کمال رکھتا ہے۔ آپ نے اسی وقت اسکو بلایا۔ گویا آیا مگر اپنے ساتھ سارنگی، بھی لیتا آیا۔ آپ نے فرمایا ہم راگ سنیں گے لیکن ساز کے ساتھ نہیں۔ سارنگی رکھ دو اور بغیر ساز کے کچھ کہو تو سنیں ۛ گویا نے عرض کی ۛ یا فقیر! میں ساز کے بغیر گانہیں سکوں گا ۛ اس پر حاضرین مجلس نے عرض کی ۛ قبلہ! اس میں کوئی ہرج نہیں۔ اسکو اجازت دیجئے



کہ بھلے یہ ساز کے ساتھ ہی سنا دے۔ آپ نے چند ثنائیے غور کر کے فرمایا: ساز کے ساتھ راگ سنا خلاف شریع ہے۔ اس لیے ہم راگ ہی نہیں سنیں گے۔ ہاں اگر صرف زبان سے کچھ کہے گا تو سن لیں گے ورنہ نہیں۔ تب اس گوتیچے نے مندرجہ ذیل دو بیت ایک ہندی اور دوسرا سندھی ساز کے بغیر سنائے۔

کا ڈھ کلیجہ بھوں دھروں، لے کا گا اڈجاؤ  
بیت ہندی جس نگری میں سا جن بسے: اوہ دیکھے تم کھاؤ

بیت سندھی

کدی کالگا تو ذیان ہینا ترو منجم ہتن  
وہی کامر دلا ت پر اگیان مجھیں  
تو کمان پچن تہ ہی قربانی کیر تیر

ہندی اور سندھی بیت قریب قریب مترادف المعنیٰ ہیں۔ یعنی۔ اے کوتے میں اپنا کلیجہ نکال کر زمیں پر رکھ دیتا ہوں۔ تیرے ہاتھوں میں رکھ دیتا ہوں تو اسکو وہاں لیکر جا جہاں میرا محبوب رہتا ہے۔ پھر اسکے سامنے بیٹھ کر تو اسے کھا۔ تاکہ محبوب دیکھے اور شاید وہ تجھ سے یہ پوچھے کہ یہ کون قربان ہوا ہے۔ جس کا کلیجہ تو کھا رہا ہے۔

(فقیر ابوالحان قادری غفرلہ)



## لُطْفِ عِبَادَتِ

خلیفہ میاں لقمان کا بیان ہے کہ حضرت والا ایک دن ”سُنْدُہ“  
 قیصر نظامانی ”میں تشریف فرما ہوئے۔ نماز مغرب کے بعد انہوں نے  
 مجھ سے فرمایا کہ قاضی محمد اکرم نے اپنا کچھ حال بیان کرنا ہے لیکن وہ  
 خلوت کا متلاشی ہے۔ اس وقت فرصت ہے۔ اُسے تلاش کر کے لے آؤ۔  
 میں نے قاضی کو حاضر بجنور کر دیا۔ قاضی نے عرض کی۔ یا حضرت! ظاہری  
 عبادت گراں گزرتی ہے۔ یہ تکلیف محض ہے۔ تکلیف سے طبیعت  
 بیزار ہو گئی ہے۔ میرا خیال ہے کہ دل سے مشغول رہوں؟

آپ نے ارشاد فرمایا: ”اے یار! تمہیں عبادت کرنے میں کون سا  
 لطف آئے گا جو تم سرے سے عبادت کو تکلیف ہی سمجھتے ہو اور تمہارے  
 عقیدے میں فساد واقع ہو چکا ہے۔ حضرت والا فرماتے تھے کہ  
 طالب کو چاہیے کہ ظاہر کو نہ چھوڑے۔ منصور بحالت سکر جب انا الحق  
 کہتا تھا تب بھی وہ ہر رات تین سو نقل پڑھا کرتا تھا۔ اُن سے کسی  
 نے پوچھا: ”یہ کیسا ہے؟“ کہ انا الحق بھی کہتے ہو اور اس قدر عبادت  
 بھی کرتے ہو؟“

حضرت منصور علیہ الرحمۃ نے جواب دیا: ”جب وجودِ اصلی،  
 وجودِ کلی میں نزول کر کے خور و نوش اور نیند وغیرہ سے لطفاندوز  
 ہوتا ہے تو پھر عبادت سے کیوں لطف نہ اٹھائے؟“



## مرد دوسروں کا بوجھ اٹھایا کرتے ہیں

خلیفہ محمود نظامانی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ جبکہ ابھی مجھ پر سکر کی کچھ حالت طاری تھی۔ میں نے حضرت والا کی خدمت میں عرض کی: "یا حضرت! حالت سُکر و غفلت میں سالک کی جو نمازیں رہ گئی ہوں انکی قضا ہے یا نہیں؟" آپ نے فرمایا: "ہاں، ان کی قضا ہے!"

میں نے پھر عرض کی: "یا حضرت! سُکر و غفلت کی حالت میں جبکہ وہ خود سے بھی غافل ہوتا ہے۔ اور اپنی معرفت میں خود عارف ہوتا ہے۔ پھر اس پر قضا کیونکہ لازم ہوگی؟"

اس مسئلہ پر بہت طویل بحث چلی۔ آخر میں حضرت والا نے فرمایا: "مرد دوسروں کا بوجھ اپنے سر پر اٹھایا کرتے ہیں۔ وہ اپنا بوجھ کیوں کر رہنے دیں گے؟"

## درجہ کمال

حضرت پیر سائیں قدسنا اللہ ہا سرارہ العزیز جب مرضِ وفات میں نڈھال ہو گئے تھے۔ اس وقت بروز جمعرات بوقتِ سہ پہر آپ کا ایک مرید آپ کے ہاتھوں کے ناخن تراشنے لگا۔

آپ نے اسی روز کے گزرنے کے بعد جمعرات کو وصال فرمایا تھا۔ اس وقت آپ پر شدتِ عدالت اور کامل استغراق کی حالت طاری تھی۔ بہ ظاہر آپ کو دنیاوی امور کا کچھ ہوش نہ تھا۔ آنکھیں بند کیے آرام سے لیٹے ہوئے تھے۔ تاہم جب وہ مرید پہلے آپ کی خنجر اُٹکا



یعنی چھچھکاناخن تراشنے لگا حالانکہ ترتیب مسنون کے بموجب پہلے انگشت شہادت کا ناخن تراشنا چاہیے تھا۔ آپ نے فوراً چھچھکانے سے چھڑالی اور انگشت شہادت آگے کر دی۔ اور پھر اسی طرح ترتیب مسنون کے مطابق اسکو بہنی انگلیاں دیتے گئے۔ حالانکہ آپ کی مبارک آنکھیں بدستور بند تھیں اور بخار و استفراق میں غوطہ زن تھے۔

## صاحبزادہ صاحب شکنجہ میں

پیر صاحب باگارا علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ مولو خدمتگار نے بتایا کہ ایک مرتبہ میں اور صاحبزادہ والا تبارمیاں محمد شاہ علیہ الرحمۃ نماز باجماعت میں شریک نہ ہوئے تھے تو حضرت پیرسائیں قدس سرہ نے ہم دونوں کے لئے حکم صادر فرمایا کہ ان دونوں کو نماز میں سستی کرنے والوں کے لئے جو شکنجہ بنا ہوا ہے اس میں کس دیا جائے۔ جب ہمیں شکنجہ میں کس دیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اب ان سے پانچ پانچ پیسے جرمانہ وصول کر کے چھوڑ دیا جائے۔

مولو کا بیان ہے کہ میرے پاس پانچ پیسے تھے وہ میں نے دیکر آزادی حاصل کر لی۔ مگر صاحبزادہ صاحب کے پاس پیسے موجود نہ تھے۔ اس لئے انہوں نے اپنا کپڑا رہن رکھ کر آزادی حاصل کی۔ بعد ازاں پانچ پیسے دیکر اپنا کپڑا لے آئے۔



## سنت کی متابعت سادہ خوراک میں ہے

خلیفہ محمود علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت والا کی خدمت میں عرض کی: یا حضرت! میں نے کسی کتاب میں دیکھا ہے کہ حضرت غوث الثقلین قدسنا اللہ بامرہ کا طعام تیار کرنے کے لئے صرف سات تولہ غذا پر پینتالیس روپیہ لاگت آتی تھی حضور ایسا لطیف طعام تناول فرمایا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ: طعام لطیف کے کھانے سے ہم پر لطائف و اسرار منکشف ہوتے ہیں۔

اگر آپ بھی لطیف و عمدہ کھانا تیار کرایا کریں تو کتنا اچھا ہو! آپ نے فرمایا: غوث اعظم کا ارشاد صحیح و برحق ہے۔ لیکن سنت کی متابعت، سادہ خوراک میں ہے۔ جو بجائے خود تمام باتوں سے زیادہ لطیف اور اعلیٰ ہے۔ لہذا ہمیں سادگی ہی پسند ہے۔

## آپ کے مرید کیوں نہیں منڈاتے؟

ایک مرتبہ میاں عبد الجلیل شاہ نے جو مخدوم محمد زمان علیہ الرحمۃ (لواری) کا مرید تھا۔ حضرت والا سے پوچھا: یا حضرت! آپ کے مرید مر کیوں نہیں منڈاتے؟ فرمایا: فرعون کے پاس ایک مسخرہ تھا۔ جو حضرت موسیٰ علی نبیا وعلیہ السلام کا بہروپ بنا کر آپ کا مذاق اڑایا کرتا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام جس طرح عصا مبارک ہاتھ میں پکڑتے اور جیسا لباس پہنتے اور جس طرح اٹھتے بیٹھے اور چلتے پھرتے یا بات کرتے تھے تو وہ مسخرہ بھی اسی طرح کا لباس پہن کر، لاکھی ہاتھ میں پکڑتا



اور نقلیں اتارتا تھا۔ پھر جب فرعون غضب الہی میں گرفتار ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اسکو ان کے ساتھیوں سمیت دریائے نیل میں غرق کر دیا تو وہ مسخرہ ڈوبنے سے محفوظ رہ گیا۔ تب حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام نے بارگاہ رب العزت میں عرض کی، یا اللہ! جسقدر تکلیف واذیت مجھے اس مسخرے سے پہنچی اسقدر فرعون سے بھی نہ پہنچی تھی۔ اس کے باوجود یہ مسخرہ عذاب غرق سے بچ رہا۔ اسکی کیا وجہ ہے؟ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا: اے موسیٰ، اگرچہ یہ مسخرہ نہایت بُرا شخص ہے۔ تاہم چونکہ یہ تیری مشابہت کیا کرتا تھا۔ اور تو میرا دوست ہے پھر میں اسکو کیونکر غرق کر دیتا جو میرے دوست جیسی شکل بنایا کرتا تھا؟ یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد حضرت والا نے فرمایا: جب کہ ایسا مُوزی مسخرہ بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی محض ظاہری مشابہت بنانے کے سبب عذاب الہی سے محفوظ رہ گیا تو پھر حضرت سید المرسلین محبوب رب العالمین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنے والوں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مشابہت اختیار کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کے انعامات واکرام کی بارش کیوں نہ ہوگی؟

## ہم جب کرتیرا گھر جلا دیتے ہیں

ایک دفعہ درگاہ مبارک پر رہنے والا ایک شخص نماز کے لئے دیر سے آیا۔ اور جماعت میں شریک نہ ہوا۔ حضرت والا، اس پر سخت ناراض ہوئے۔ اور فرمایا: ہم جا کرتیرا گھر جلا دیتے ہیں“ اس طرح غصہ میں تین بار فرمایا۔ پھر فرمایا: ”ورنہ تو بکر کہ آئندہ



تو پھر نماز باجماعت ادا کرنے میں سستی نہیں کرے گا!! خلیفہ  
محمود کہتے ہیں کہ حضرت دالا کے اس قدر غصہ میں آنے اور اس طرح  
فرمانے سے مجھ کو سخت عبرت حاصل ہوئی۔ اور تعجب بھی کہ آپ فرماتے  
ہیں۔ تیرا گھر جلا دیں گے۔!

پھر کچھ عرصہ بعد۔ مجھے حدیث شریف کی کتاب میں ایک روایت  
نظر آئی۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی، اسی طرح ایک صحابی کو  
فرمایا تھا کہ ہم جا کر تیرا گھر جلا دیتے ہیں اس لئے کہ وہ صحابی بھی  
نماز باجماعت میں شریک نہ ہوا تھا۔

جانِ حکیم مصطفیٰ بود آں اسام  
زاں سبب یک قول و فعل آمد تمام  
ہر کہ خواہد سیرتس را آگہی  
گو شمائل را بخواں در صبح و شام



## صحبت کی قضا ممکن نہیں

صاحبزادہ میاں جمال شاہ علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت پیر سائیں قدسنا اللہ بامرہ نے فرمایا: "مرشد محترم حضرت میاں صاحب قدس اللہ سرہ الاقدس" دیکھ مزار" میں تشریف فرما ہوئے۔ حقائق آگاہ بزرگ میاں عبدالرحمان علیہ الرحمۃ اعلمکاف میں بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے جب سنا کہ حضرت میاں صاحب قدس سرہ تشریف لائے ہیں تو اتنا تمکون چھوڑ کر آپ کے حضور حاضر ہو گئے۔ ان کے متعلقین نے ان سے پوچھا: "حضرت! آپ نے اعلمکاف کو توڑ کر حضرت میاں صاحب کے حضور حاضر ہونے کو ترجیح دی۔ اسکا کیا سبب ہے؟" انہوں نے فرمایا: "اعلمکاف کی قضا ہے مگر صحبت کی قضا ممکن نہیں۔ اگر یہ وقت ہاتھ سے جاتا رہے تو پھر ہاتھ نہیں آتا۔ پھر آپ نے یہ شعر پڑھا۔"

صحبت سپرین جی ہی پٹ دڈی حاج

قضا شی نماز، وقت وراثت و بیجھتو

حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار قدسنا اللہ بامرہ اپنے مریدوں سے فرمایا کرتے تھے۔ نماز فوت ہو جائے تو اسکی قضا ہے۔ لیکن اگر صحبت کا وقت ضائع ہو جائے تو اسکی قضا نہیں ہے۔

صحبت شاں خاک را کسیر کرد لطف شاں در ہر دلے تاثیر کرد  
اولیاء اللہ کی صحبت نے خاک کو کسیر کر دیا۔ ان کے لطف نے ہر دل میں تاثیر کر دی۔



## ادبِ صحبت

صاحبزادہ والا تبار میاں محمد شاہ علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ نماز ظہر کے بعد درگاہ شریفی کی مسجد میں میں حضرت والا پیر سائیں قدسنا اللہ بامرارہ کے حضور میں حاضر تھا۔ بہت سے اور مرید بھی حاضر تھے۔ دریں اثنا، اوپر سے ٹڈی دل اڑتا ہوا گذرا۔ اور ٹڈیوں نے اڑتے ہوئے جو مینگنیاں کیں وہ حاضرین مجلس پر گریں تو حاضرین نے سر اٹھایا اور اوپر دیکھنا شروع کیا۔ یہ حرکت حضرت پیر سائیں قدسنا اللہ بامرارہ پر گراں گذری اور آپ نے رنجیدہ ہو کر فرمایا طالبانِ حق کو مرشد کے حضور اس طرح بیٹھنا چاہیے کہ خواہ ان پر آسمان ٹوٹ پڑے تو بھی وہ نظر پھیر کر ادھر ادھر نہ دیکھیں۔

## صحبتِ مرشد سے قلب کی

## صفائی ہوتی ہے

ایک دفعہ حضرت پیر سائیں قدسنا اللہ بامرارہ نے فرمایا یہ جو طالب اپنے مرشد کی صحبت اور حضور میں حاضر رہتا ہے۔ تو روز بروز اس کے دل میں ایک تیل برابر صفائی حاصل ہوتی رہتی ہے۔ اور ایک ایک تیل برابر سیاہی اس کے دل پر سے اترتی جائے گی۔ اس لئے اس کی صحبت سے ہرگز جدا نہ ہونا چاہیے۔ لیکن اگر یہ صحبت



میٹر نہ ہو تو پھر دو اڑھائی گھنٹے روزانہ اپنے مرشد کے ملفوظات پڑھتا یا سناتا رہے۔ اس طرح پڑھنے اور سننے والے کے دل پر تل برابر سیاہی بھی قائم نہ رہے گی۔ مگر تل برابر صفائی کا حصول صحبت مرشد کے بغیر محال ہے۔“

یک زمانہ صحیحے با اولیاء  
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا  
اولیاء اللہ کی گھڑی بھر صحبت اختیار کر لینا سو سالہ بے ریا طاعت  
(عبادت) سے بہتر ہے۔

## امر مردوں، عورتوں اور نابالوں کی صحبت سے بھاگو

حضرت پیر سائیس قدسنا اللہ باسرارہ العزیز فرمایا کرتے تھے کہ اپنے مرشد کی صحبت بالالتزام کرنی چاہیے۔ بلا ضرورت اس سے ایک گھڑی کے لیے بھی جدا نہ ہو۔ اور امر مردوں، عورتوں اور نابالوں کی صحبت سے یوں بھاگنا چاہیے جیسے کہ شیطان اور نفسِ بلید سے جو انسان کا اندرونی دشمن ہے۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ عورتوں کی زیادہ صحبت اختیار کر لینے سے قلب سیاہ ہو جاتا ہے۔“

صحبت صالح ترا صالح کند

صحبت طالح ترا طالح کند

نیک کی صحبت تمھ کو نیک بنا دے گی اور بُرے کی صحبت تمھ کو بُرا بنا دے گی۔



## اہل اللہ کی صحبت نقد سود ہے

حضرت پیرائیس قدس اللہ سرہ الاقدس نے فرمایا کہ اہل اللہ کی صحبت نقد سود ہے یعنی یکدم فائدہ پہنچانے والی ہے۔ اور اہل ظاہر کی صحبت ادھار کی مانند ہے۔ مطلب یہ کہ کالمین کی صحبت سے اس جہاں ہی میں ذوق، شوق اور روحانی فرحت حاصل ہوتی ہے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ "لا یشتقی حلیسہم" یعنی ان کے پاس بیٹھنے والا بد بخت اور بے نصیب نہیں رہتا۔ اور اہل ظاہر کی صحبت ادھار کی مانند یوں ہے کہ جو کوئی ان کی صحبت میں رہے گا۔ یہ اسکو موت و غلط نصیحت اور وعدے و وعید آخرت کے سنائیں گے۔ باقی وقتی ذوق و شوق اور اطمینان قلب جبکہ ان کے پاس ہی نہ ہو گا تو وہ دوسروں کو کہاں سے دیں گے۔؟

مخدوم میاں عبدالرحیم منگڑے قدس سرہ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے۔

ہی سدادار سکت ہٹان ہر ہٹاں ہٹ گھرن

یہ ادھار کے روادار ہیں اور وہ ہاتھوں ہاتھ ملنگتے ہیں۔

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا گونشید در حضور اولیا

ہر کہ شد دور از حضور اولیا در حقیقت گشت او دور از خدا

جو شخص اللہ تعالیٰ کی ہم نشینی چاہتا ہو اسکو کہو کہ وہ اولیاء اللہ کے

حضور بیٹھے۔

جو شخص حضوری اولیاء سے دور ہوا، درحقیقت وہ اللہ تعالیٰ سے دور ہو گیا۔



## اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور نارا کی ضحکی کا معیار

ایک دفعہ حضرت پیرسائیں قدسنا اللہ بامرارہ نے فرمایا: ایک مرتبہ اس وقت کے بزرگوں نے حضرت بی بی رابعہ بصری سے پوچھا: آپ اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور اس کا ناراضی ہونا کیونکر معلوم کر لیتی ہیں؟ بی بی صاحبہ علیہ الرحمہ نے جواب دیا: جب اللہ تعالیٰ کچھ دوست بن بلائے میرے گھر آجاتے ہیں تو میں سمجھ لیتی ہوں کہ اللہ جل شانہ ہم پر راضی ہو گیا ہے۔ اور جب وہ کئی کترا کر چلے جاتے ہیں اور سلام بھیج دیتے ہیں تو میں سمجھ جاتی ہوں کہ آج اللہ تعالیٰ مجھ سے خوش نہیں ہے۔

## ہم تو صرف یہ دعا مانگیں کہ.....

حضرت پیرسائیں قدسنا اللہ بامرارہ نے فرمایا: حضرت نادر الدین خواجہ عبید اللہ احرار قدس اللہ سرہ الاقدس کا ارشاد ہے کہ نماز فوت ہو جائے تو اس کی قضا ہے لیکن صحبت رہ جائے تو اس کی قضا ممکن نہیں۔ اسی بزرگ قدس سرہ نے ایک دفعہ اپنے مریدوں سے فرمایا کہ: اے یارو! جمعہ کے دن میں ایک ساعت ایسی ہے کہ اس میں جو دعائیں مانگی جائے وہ مقبول ہوتی ہے۔ پس تم میں سے کسی کو جب یہ ساعت دستیاب ہو جائے تو آیا تم اس ساعت میں اللہ تعالیٰ سے کیا مانگو گے؟ ہر شخص نے اپنے دل کی خواہش بیان کر دی۔ حضرت خواجہ قدس سرہ نے فرمایا: اگر وہ ساعت



اللہ تعالیٰ ہم کو میسر کر دے تو ہم صرف یہ دعا مانگیں کہ یا اللہ سمجھو اہل جمعیت کی نسبت عطا فرما۔

## صحبت کسی صاحب دل ہی سے کرنی چاہیے۔

حضرت پیرسائیں قدسنا اللہ باسرارہ نے فرمایا: ایک مرتبہ ہم کسی کام سے ”احمد پور“ گاؤں میں گئے۔ وہاں ایک بزرگ تھا۔ اس سے ملاقات کا اتفاق ہوا۔ اس بزرگ نے توحید کی بہت ہی باتیں بیان کیں۔ جن کے سننے سے ایسا ذوق و شوق حاصل ہوا کہ وہاں بہت سا وقت لگ گیا۔ پھر جب ہم وہاں سے واپس ہو کر حضرت میاں صاحب (والد ماجد و مرشد مکرم) قدس سرہ کے حضور پرنور میں حاضر ہوئے۔ تو آپ نے پوچھا کہ: ”اے بابا! اتنی دیر کہاں لگا کر آئے ہو؟“ میں نے عرض کی: ”یا حضرت! فلاں بزرگ سے ملاقات کا اتفاق ہو گیا تھا۔ جس نے توحید کے بارے میں بڑی باتیں سنائیں۔ ان کے سننے سے دل کو ذوق و شوق حاصل ہو رہا تھا۔ اسی لئے وہاں دیر لگ گئی!“

آپ نے چند ساعت خاموش رہ کر فرمایا: ”اے بابا! بزرگ اچھا ہے مگر اس کے پاس صرف ”قال“ ہے۔ ”حال“ سے وہ خالی ہے۔ صحبت کسی صاحب دل ہی سے کرنی چاہیے۔“



## ان کو دیکھنے سے خدایا داتا ہے

ایک دفعہ حضرت والا قدس سرف نے فرمایا: "حدیث شریف میں وارد ہے کہ قیامت کے دن جب مومن پل صراط سے گزریں گے تو دوزخ فریاد کرے گا کہ رَحِّ رَحِّ یا مومن نُؤذُکَ لیطفونادی۔ یعنی اے مومن جلد جلد گزر جا کیونکہ تیرا نور میری نار کو ٹھنڈا کئے دے رہا ہے۔ پھر فرمایا: دنیا داروں کے خیالات بھی دوزخ کی مثال ہیں۔ پھر جب وہ کسی اہل کمال کی خدمت میں آتے ہیں تو ان کے خیالات دہیہ کا دوزخ اہل کمال کے نور سے ٹھنڈا پڑ جاتا ہے۔ جیسا کہ ایلے اہل کمال کے بارے میں حدیث میں وارد ہے کہ اِذَا سَأَلَ عَمْرُوًا لِّرَبِّهِ يَعْنِي اَنْ يَّكْفُرَ بِمَا يَدَّ اٰتَاہُ"۔

## مرشد کی اولاد کا ادب

حضرت پیر سائیں قدسنا اللہ بامرہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ ہمارے استاد حافظ صاحب علیہ الرحمۃ درگاہ مبارک میں حضرت میاں صاحب قدس اللہ سرہ الاقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ کے لئے کھانا لایا گیا۔ آپ نے کھانا کھایا اور مسجد میں ہی شب باس ہو گئے۔ بعد نماز عشاء حضرت میاں صاحب نے مجھے اور میرے بھائی میاں مرتضیٰ حسین شاہ کو حکم فرمایا کہ تم رات کو حافظ صاحب کی خدمت میں رہنا تاکہ حافظ صاحب تنہائی محسوس نہ کریں۔ حضرت میاں صاحب کے حکم کی تعمیل میں ہم دونوں حافظ صاحب کی



خدمت میں حاضر ہو گئے۔ کچھ دیر بعد ہمیں نیند کا غلبہ ہوا اور ہم دونوں  
 ایک حافظ صاحب کے دائیں اور دوسرا بائیں طرف سو گئے۔  
 حافظ صاحب نے میاں مرتضیٰ علی شاہ سے فرمایا: بابا! تم بھی  
 اپنے مھائی کی طرف ہو کر سو رہو۔ مگر اس نے کہا کہ: میں یہیں سو  
 رہوں گا۔

اس رات حافظ صاحب شب بھر سوئے نہیں۔ ہم دونوں کے  
 درمیان بیٹھے رہے۔ رات کو جب بھی میری آنکھ کھلی تو میں نے دیکھا  
 کہ آپ بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس وقت تو ہمیں ان کے جاگتے رہنے  
 کا سبب معلوم نہ ہو سکا تھا مگر اب محدم ہوا کہ ہم دونوں بھائیوں  
 کے لحاظ اور ادب کی وجہ سے حافظ صاحب نہ سوئے تھے کہ کہیں  
 مرشد کی اولاد کی جانب پشت نہ ہو جائے۔

## بے ادبی کا نتیجہ بے نصیبی ہے

حضرت پیر سائیں قدسنا اللہ بامرارہ العزیز نے فرمایا کہ اسناد  
 ایک ہی رکھنا چاہیے کیونکہ استاد کے آداب بہت بڑے اور حقوق  
 بہت زیادہ ہیں۔ اگر اسناد زیادہ بنائے جائیں گے تو ان سب  
 کے حقوق و آداب کی نگہداشت مشکل ہوگی۔ اور بے ادبی کا نتیجہ بے نصیبی  
 ہے۔ اسی لئے اگرچہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے  
 اِنَّمَا لَوْلَا فَشَمَّ وَجْهَ اللّٰهِ كَا حَكْمٍ مَّيْ اَچھا تھا۔ جس کا مطلب یہ  
 ہے کہ جس طرف بھی منہ کرو گے اُدھر ہی اللہ تعالیٰ اجل شانہ کی ذات  
 مقدس تمہارے سامنے ہے۔ تو بھی۔ سجدہ کرنے کے لئے بیت اللہ



شریف کی سمت مقرر کر دی گئی۔ اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ اگر ہر طرف سجدہ کر لینا مقرر ہو جاتا تو تمام اطراف کے حضور آداب کسی سے پورے نہ ہو سکتے۔ باقی ایک طرف کے حقوق آسانی سے ادا کئے جاسکتے ہیں۔ اس لئے ایک ہی سمت مقرر کر دی گئی۔

## سلطان محمود غزنوی اور ایاز کا قصہ

حضرت پیر سائیس قدسنا اللہ باسرارہ فرمایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمۃ پر کچھ لوگوں نے اعتراض کیا کہ سلطان محمود کس لئے ایاز، پر عاشق ہو گیا ہے۔ ایاز تو بہ ظاہر کچھ خوبصورت بھی نہیں۔ اس لئے بادشاہ کا اس پر عاشق ہونا بے جا ہے۔

سلطان نے جب یہ اعتراض سنا تو فرمایا: میرا عشق ایاز کی خوب سیرتی ہے نہ کہ خوبصورتی پر۔ اس بات کی صداقت کے اظہار کیلئے، امتحاناً، ان اعتراض کرنے والے امراء، اور وزراء اور ایاز سمیت ایک کنویں پر آیا اور سب کو مخاطب کر کے فرمایا: آج میں تم سب کو اس کنویں میں ڈلوادوں گا۔ مگر یہ خیال رکھنا کہ خبردار کسی کے کپڑے پانی سے تر نہ ہوں۔ سب نے کہا: جسے سلطان کی مرضی ہے سلطان نے ایک ایک کر کے سب کے ہاتھ پاؤں بندھوا دیئے اور انکو کنویں میں ڈلو کر باہر نکلوا یا۔ جب وہ کنویں سے نکلے تو سب کے کپڑے پانی سے تر تھے۔ سلطان نے کہا: میں نے تمہیں کہا تھا کہ اپنے کپڑے تر نہ ہونے دینا۔ پھر تم نے میرے حکم کے برخلاف کیوں کیا؟ وہ بولے حضور! آپ نے ہم نے تو



ہمارے ہاتھ پاؤں بندھوا دیئے تھے۔ پھر ہم اپنے کپڑے تر ہونے سے کیوں کر بچا سکتے تھے!۔

اس کے بعد سلطان نے ایاز کو طلب کیا اور اسکو بھی وہی فہمائش کی جو امراؤں کو کی تھی۔ پھر اس کے ہاتھ پاؤں بندھوا کر کنوئیں میں ڈلوادیا۔ تھوڑی دیر بعد ایاز کو کنوئیں سے نکالا گیا تو اس کے کپڑے بھی تر تھے۔ سلطان نے دوسروں سے زیادہ سختی کے ساتھ عقاب فرمایا اور سخت ناراضگی کے ساتھ پوچھا کہ، ایاز! تم نے میرے حکم کی خلاف ورزی کیوں کی؟ ایاز نے بڑی عاجزی و بے چارگی کے ساتھ عرض کی، سلطان محترم! بے شک یہ میری غلطی ہے کہ میں کپڑوں کو تر ہونے سے نہ بچا سکا۔ تاہم میں، حضور کی مہربانی اور عفو و درگزر کا خواستگار ہوں۔

ہرچہ شہ گفت حق آں عین است

لیکن تقصیر بندہ بے غین است

جو کچھ سلطان نے فرمایا بے شک وہی حق و صحیح ہے۔ لیکن

بدامشبہ یہ اس بندے ہی کی تقصیر ہے۔

گناہ گرچہ نہ بود اختیار ماحافظ

تو در طریق ادب باش گو گناہ من

اے حافظ اگرچہ گناہ ہمارے اختیار سے نہیں۔ تاہم تو ادب

کے طریق پر رہ اور کہہ دے کہ میرا ہی گناہ ہے۔

اے عزیز! آپ کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ پیری،

مریدی کے ادب کو پوری طرح بجالانا چاہیے۔ پیر کو چاہیے



سلطان محمود کی طرح ہو جائے اور مرید کو چاہیے کہ ایاز بن کر رہے  
جیسے کہ وہ آزمائش کی کسوٹی پر خالص کھرا نکلا اور دوسرے  
کھوٹے نکلے۔ اسی طرح مرید کو بھی اپنے مرشد کے ادب والی کسوٹی  
پر کھرا ہونا چاہیے۔

## لہتمان حکیم نے ادب سے ادب سیکھا

خلیفہ میاں لہتمان علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ حضرت پیر سائیں قدسنا  
باسرارہ نے فرمایا۔ حضرت لہتمان حکیم علیہ الرحمۃ سے پوچھا گیا کہ درم آپ  
نے ادب کس سے سیکھا؟

فرمایا: بے ادبوں سے اور وہ اس طرح کہ ان کے جو کام میری  
نظر میں بُرے لگتے تھے تو میں سمجھ لیتا تھا کہ ان کے یہ کام کسی کو  
بھی پسند نہیں۔ پھر میں ان کاموں سے احتراز کرتا گیا۔ تو میں  
ادب والا بن گیا۔

## یہ طعام اس کتے کو کھلا دو

کرم فقیر ساند علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت  
پیر سائیں قدسنا اللہ باسرارہ کی خدمت میں عرض کی: "یا حضرت!  
اس غلام کو حضور کی ذات اقدس کے علاوہ دوسرے کسی بھی خلیفے یا  
مرید سے التفات نہیں رہی مگر آپ سے دل کا کلی تعلق ہے  
آپ نے جو ابا فرمایا: کوئی بزرگ اپنے کسی مرید کے ہاں مہمان  
ہوا۔ وہ مرید ان کے لئے مکلف طعام تیار کر کے لایا۔ اتنے میں ایک



کتا دروازے سے اندر آ گیا۔ بزرگ نے کہا: یہ طعام اٹھا کر اس کتے کو دے کہ وہ کھالے۔“ مرید نے عرض کی: یا حضرت! یہ طعام آپ کھائیں میں کتے کو دوسری روٹی چکوا دیتا ہوں۔ اس پر اس بزرگ نے اپنے ہاتھ سے وہ طعام اس کتے کو کھلا دیا۔ مرید نے پوچھا۔ اس کتے کی آپ اس قدر تعظیم و تکریم کیوں کرتے ہیں؟ بزرگ نے فرمایا: اس کتے کا ہمرنگ و ہم شکل ایک کتا ہمارے مرشد کی گلی میں رہتا تھا۔ اس لئے میں اس کا ادب کر رہا ہوں۔

## مفاد پرست کی دوستی

ایک دفعہ حضرت پیرسائیس قدسنا اللہ باسرا رہنے ارشاد فرمایا: کسی جولاہے کی ایک چرواہے کے ساتھ دوستی تھی۔ اس چرواہے نے ایک مٹے کی لکڑی جس سے تلے کا رسہ باندھتے ہیں۔ تنگل سے کاٹ کر اس جولاہے کو لاکر دی تھی۔ اتفاقاً ان دونوں قحط پڑ گیا جس کی وجہ سے چرواہے کی سب بھینسیں بھوک اور فاقوں سے نڈھال ہو گئیں۔

وہ چرواہا بھوک اور فاقوں سے مجبور ہو کر شرم دھیا کو بالائے طاق رکھتے ہوئے۔ روٹی کا آسرا کر کے روزانہ اس جولاہے کے گھر پہنچ جایا کرتا تھا۔ جولاہا بیچارہ خود قحط کی سختیاں جھیل رہا تھا۔ اور اس کے اہل و عیال بھی سخت تنگی کی حالت میں تھے۔ اس کے باوجود وہ تھوڑے بہت چاول پکاتے اس میں سے کچھ بھوکے چرواہے کو بھی دے دیتے تھے۔



چرواہا۔ چاول کھا کر اس لکڑی کے مُتے سے ٹیک لگا کر کہتا: میں یہ  
 مُتا ایسے جنگل سے کاٹ کر لایا تھا جس میں مست شیر رہتے ہیں۔ بیچار  
 بولا ہا، خاموشی سے انکی بات سنتا اور برداشت کرتا تھا۔ اور اس تھوڑے  
 سے طعام پر ناچار صبر کر لیتا تھا۔ بالآخر، اس چرواہے کے روز بروز آنے  
 سے وہ تنگ آگیا۔ ایک دن جبکہ وہ چرواہا یار، حسب معمول اس مُتے  
 کی تعریف کر رہا تھا۔ اور اس پر اپنا احسان بتا رہا تھا۔ جو اس نے  
 وہ مُتے کی لکڑی اکھاڑ پھینکی اور بولا۔ لے اٹھا اپنا مُتا اور ہماری جان  
 چھوڑ۔“

اے عزیز! اس ارشاد سے واضح ہوا کہ دنیاوی مطلب رکھنے  
 والے کی دوستی کو اتنی ہی بقا ہے۔ جتنی کہ اس چرواہے اور جو لہے  
 کی دوستی کو ہوئی۔

## شرائطِ دوستی

حضرت پیرسائیس قدس سرہ الاقدس نے فرمایا کہ دوستی و  
 محبت کے شرائط یہ ہیں۔ اپنے محبوب کی محبت میں کسی کو شریک نہ  
 کرے۔ محبوب کی صحبت کو بے مثال سمجھے۔ محبوب کے دوستوں کو  
 دست رکھے اور اس کے دشمنوں کو دشمن رکھے۔ اگر یہ شرائط نہیں ہیں  
 تو دوستی بھی نہیں ہے۔“

## عطا ذمہ دار نہیں ہے

حضرت پیرسائیس قدس سرہ الاقدس نے فرمایا کرتے تھے کہ اگر کوئی



شخص عطار (عطر فروش) کی دوکان پر جائے اور عطار اس کے بدن پر عطر خالص کا ایک قطرہ لگا دے۔ جس سے اس کا تمام بدن خوشبودار ہو جائے۔ پھر اگر وہ شخص خود کو گندگی سے آلودہ کر لے تو عطار ذمہ دار نہیں ہے۔

اے عزیز! عطار سے مراد مُرشدِ کامل ہے اور عطر خالص معنوی فیض اور شخص سے مراد ہے مُرید مبتدی جو کہ سہو زنا و بقاء کے مقام تک نہیں پہنچا۔ اور گندگی سے مراد ہے محبتِ دنیا۔

مُرشدِ کامل، فیض معنوی کے ایک قطرہ سے مُرید کے بدن اور روح کو معطر کر دیتا ہے۔ اور اس شخص کا گندگی سے آلودہ ہو کر لوٹنا، دنیا کی محبت میں ملوث ہونا ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ **الدُّنْيَا كَنْيْفَةُ الْآدَمِ** (دنیا آدمی کا بیت الخلاء ہے) اسکی محبت میں محو ہو جانا تمام بدن پر گندگی مل دیتا ہے۔

سگِ دوں ہمت استخوانِ جوید

بچہ شیر مغز جاں جوید

دوں ہمت مکینہ کتا ہڈی تلاش کرتا ہے۔ شیر کا بچہ مغز جاں تلاش کرتا ہے۔

## محبت اور دوستی کی شرائط

حضرت والا علیہ الرحمۃ نے فرمایا: دوستی اور محبت کی شرائط یہ ہیں کہ محبوب کی محبت میں کسی کو شریک نہ کرے اور محبت کو بے مثال سمجھے اور محبوب کے دوستوں کو دوست رکھے اور اس کے دشمنوں کو اپنا



دشمن سمجھے۔ اگر یہ شرائط موجود نہیں ہیں تو محبت اور دوستی بھی نہیں ہے۔

## ہمیشہ کا اثر

حضرت والائے ارشاد فرمایا کہ سید الطائفہ شیخ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ جمعہ کے دن منبر پر وعظ بیان فرما رہے تھے کہ یکا یک بلا اختیار آپ کی زبان پر توحید کے اسرار جاری ہو گئے۔ شیخ علیہ الرحمۃ نے کچھ دیر خاموش رہ کر ایک آدمی سے فرمایا۔ دیکھو تو اس مجلس میں کون آیا ہے۔ جس کی وجہ سے توحید کے یہ اسرار میری زبان پر جاری ہو گئے ہیں۔

وہ آدمی تعمیل ارشاد میں حاضرین مجلس کو دیکھتا گیا۔ بالآخر اس نے دیکھ لیا کہ مسجد کے ایک کونے میں شیخ منصور حلاج علیہ الرحمۃ بیٹھے ہیں۔

## صالحین کی صحبت کا یا پلٹ دیتی ہے

حضرت والائے فرمایا جس وقت اصحاب کہف، دقیانوس کے شہر سے نکل کر جنگل کو روانہ ہوئے۔ تو انہیں ایک چرواہا ملا اور پوچھا کہ یارو کہاں جا رہے ہو؟ انہوں نے کہا ہم اللہ تعالیٰ کی طرف جا رہے ہیں۔ چرواہا بولا۔ میں بھی تمہارے ساتھ اللہ کی طرف چلتا ہوں اور وہ ان کے ساتھ ہو لیا۔ چرواہے کا کتابھی ان کے ساتھ چلا۔ دو تین قدم چلنے پر جب انہوں نے دیکھا کہ کتابھی پیچھے آ رہا ہے۔ تو انہوں نے پوچھا تو کہاں جا رہا ہے۔ کتے نے زبان حلال



سے جواب دیا۔ میں بھی تمہارے ساتھ جاؤں گا۔ انہوں نے کہا تو ہمارے ساتھ نہ چل کیونکہ تو ہمارا ہم جنس نہیں ہے۔ کتے نے کہا۔ اللہ کی طلب کے لئے جنسیت شرط ہے تو تم بھی واپس ہو جاؤ۔ تم بھی اللہ کی جنس کے نہیں ہو۔ یہ کہہ کر ان کے ساتھ چلتا گیا۔

سگ اصحاب کہف روزے چند  
پئے نیکیاں گرفت سرد شد  
سگ اصحاب کہف نے چند روز نیک لوگوں کی صحبت اختیار کی  
تو وہ آدمی بن گیا۔

ایک نظر فرما کہ مستغنی شوم زانبا سے جنس!  
سگ کہ شد منظور نجم الدین سگاں را سراسر است  
ایک نظر فرما دین کہ انبا سے جنس سے مستغنی ہو جاؤں۔ جو کتہ  
حضرت نجم الدین کبریٰ علیہ الرحمۃ کا منظور نظر ہو گیا وہ کتوں کا سردار ہو گیا۔

## کفار سے دوستی نہ کی جائے

خلیفہ سیار لقمان علیہ الرحمۃ والاعتراف کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ تھڑ  
پیرسائیں قدنا اللہ باسر رہنے سیدسیاں بچل شاہ سے فرمایا: آج ہم ایک جگہ سے  
آ رہے تھے کہ آپ کے بیٹے سید سوڈھل شاہ کو دیکھا کہ وہ ایک بانے  
(ہندو) سے بات چیت کر رہا تھا۔ آپ اسے منع کر دیں کہ کہیں وہ ہندوؤں  
سے دوستی کی کوئی نسبت رکھتا ہو۔ پھر آپ نے یہ آیت مبارکہ  
تلاوت فرمائی۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّ**  
**عَدُوِّكُمْ أَوْلِيَاءَ**۔ یعنی، اے مومنو! میرے اور اپنے



دشمن یعنی کفار و شرکین کو دوست نہ بنالینا۔

## یہ سب احیاء کا اتحاد ہے

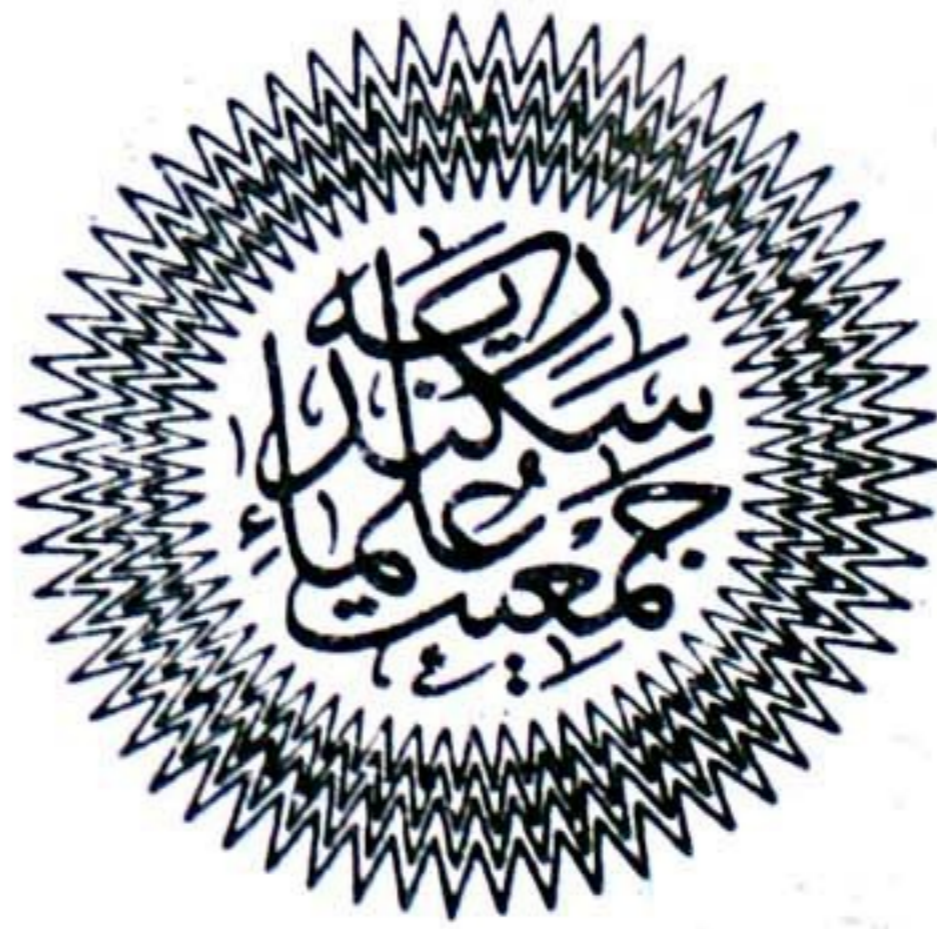
خلیفہ میاں لقمان علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت پریت میں قدسنا اللہ باسرارہ العزیز دریا پار دیکھ خجک کے سفر سے واپس ہو کر درگاہ مبارک کو تشریف لے جا رہے تھے۔ میں بھی ان کی خدمت میں حاضر ہو کر زیارت سے مشرف ہوا۔ اور ان کے ہمراہ درگاہ مبارک پر آ گیا۔ میرا معمول تھا کہ ہمیشہ رات کو آپ کے حضور حاضر ہا کرتا تھا۔ مگر اس دن فقراء کی کثیر جماعت مجتمع تھی اور جگہ بھی وسیع نہ تھی۔ اس لئے مجھے وہاں رہنے کی جگہ میسر نہ ہو سکی۔ اور میں خلیفہ میاں امید علی کے کہنے کے بموجب ایک علیحدہ مکان میں قیام پذیر ہو گیا۔ لیکن چونکہ میری طبیعت اس محبوب کریم مرشد مرثی کی نوازشات کی ہلی ہوتی تھی اس لئے آپ کی جدائی سے میری طبیعت اس طرح پریشان اور بے قرار ہو گئی جیسے پھلی گرم ریت پر تڑپتی اور بے قرار ہو جاتی ہے۔ بالآخر بے تاب ہو کر وہاں سے اٹھ کر حضرت والا کی مجلس میں حاضر ہو گیا۔ دیکھا کہ تمام مجلس آدمیوں سے کھچا کھچ بھری ہے۔ آپ کا چہرہ انور دیکھنے کے اشتیاق میں کئی آدمی ایک دوسرے پر چڑھے بیٹھے ہیں۔ اور کئی ایڑیاں اٹھائے کھڑے ہیں۔ گزرنے کی مطلق گنجائش نہ تھی۔ تاہم جوں توں کر کے آدمیوں کے درمیان سے گرتا پڑتا آگے بڑھ کر حضرت صاحبزادہ میاں عطا کے پیچھے دوڑا نو بیٹھ گیا۔ اس وقت فقیر مولود پڑھ رہے تھے۔ حضرت دالانے میری جانب متوجہ ہو کر فرمایا: یہ مولود پڑھنے



والے تمہاری جماعت میں سے ہیں؟ میں نے عرض کی "یا حضرت! میں  
 کون ہوتا ہوں۔ اس تمام موجودات کے ذروں کو آپ کے آفتاب  
 حقیقت کی شعاعوں نے وجود بخشا ہے۔ اور اپنے عشق اور محبت  
 میں رقصاں بنا رکھا ہے۔ یہ عاجز بھی درگاہ کا ایک غلام ہے۔"  
 آپ نے مسکرا کر فرمایا "تم میں اور ہم میں کچھ فرق نہیں ہے۔  
 یہ سب احدیت کا اتحاد ہے" میں نے جب دیکھا کہ حضرت والا حوش  
 خرم ہیں تو میں نے اپنا حال عرض کیا کہ "یا حضرت! لوگ ہمیں طعن دیتے  
 ہیں اور کہتے ہیں کہ تمہیں جو بظاہر نہ دیکھنے سے بے قراری ہوتی ہے  
 سو یہ بھی تمہاری کمی اور نقصان کی علامت ہے کیونکہ اس سے ثابت  
 ہوتا ہے کہ تم لوگ صورتوں کے مقید ہو۔ معنی ایک نہیں پہنچے ہو۔"  
 اس بات پر دلیل یہ دیتے ہیں کہ دیکھئے کہ حضرت اویس قرنی رضی  
 اللہ عنہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری رویت سے  
 مشرف نہ ہوئے تھے اس کے بعد باوجود کمالیت کو پہنچے ہوئے تھے۔  
 آپ نے فرمایا "حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی والدہ  
 کے حقوق کی ادائیگی میں پابند تھے۔ مگر دیکھئے کہ حضرت اویس  
 قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی خدمت میں کبھی بھی حاضر نہ ہوئے تھے۔ اور حضرت ابوبکر  
 صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی صحبت سے کبھی جدا نہ ہوئے تھے۔ پھر ان دونوں میں سے  
 سے تم کس کا مرتبہ بڑا اور کمال عالی سمجھتے ہو؟ میں نے  
 عرض کی کہ یا حضرت! حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضرت



اویں قرنی رضی اللہ عنہ پر بڑی فضیلت حاصل ہے ۛ آپ نے  
فرمایا ۛ اہل فضیلت کا سبب یہی صحبت شریفیہ ہی تو ہے ۛ!





## جبکہ اللہ ورسول بھی بان خلاق سے نہ کہے تو.....

ایک دفعہ حضرت پیر سائیس متدنا اللہ باسرا رہنے تمثیلاً ارشاد فرمایا کہ: ایک بزرگ اپنے بیٹے کو گھوڑے پر سوار کر کے خود پیڈل ایک راستے سے جا رہا تھا۔ چلتے چلتے راستے میں چند آدمیوں کی ایک جماعت ملی۔ انہوں نے بزرگ سے پوچھا: "یہ نوجوان کون ہے؟" وہ بولا: "یہ میرا بیٹا ہے۔" اس پر ان آدمیوں نے اس کو جھڑکتے ہوئے کہا: "تم نے یہ کیا، کلبے ادبی کی روش اختیار کر رکھی ہے۔ کہ تو باپ ہو کر پیادہ چل رہا ہے۔ اور تیرا بیٹا گھوڑے پر سوار چلا آ رہا ہے۔" بزرگ نے ان کی بات سن کر بیٹے کو اتارا اور خود گھوڑے پر سوار ہو گیا اور بیٹے کو پیادہ آگے آگے چلنے کو کہہ دیا۔ کچھ دور تک چلنے کے بعد ان کو کچھ دوسرے آدمی ملے۔ انہوں نے پوچھا کہ: "یہ لڑکا تیرا کیا لگتا ہے؟" بزرگ نے بتایا کہ: "یہ میرا بیٹا ہے۔" وہ کہنے لگے: "تو تو کوئی بڑا ہی بے جیا ہے بڑا بے حس آدمی ہے کہ اپنے کم سن بیٹے کو پیادہ چلا رہا ہے۔ اور خود گھوڑے پر سوار ہے۔" بزرگ نے ان کی یہ بات سن کر یوں کیا کہ اس نے اپنے ساتھ اپنے بیٹے کو بھی گھوڑے پر بٹھایا اور آگے بڑھا۔ راستے میں انہیں چند آدمیوں کی تیسری جماعت ملی۔ یہ لوگ ان دونوں کو گھوڑے پر اکٹھے سوار دیکھ کر بولے: "تم تو کوئی بڑے بے انصاف اور ظالم آدمی دکھائی دیتے ہو۔ تمہیں خدا کا بھی کچھ خوف نہیں کہ بیچارے مسکین صغیف گھوڑے پر دونوں چڑھ بیٹھے ہو؟" ان کا یہ اعتراض سُنکر۔



باپ اپنے بیٹے سمیت گھوڑے سے اتر پڑا۔ اور گھوڑے کی لگام ہاتھ میں لیکر خود گھوڑے کے آگے چلنے لگا۔ اسکا بیٹا گھوڑے کے پیچھے گھوڑے کو ہنکاتے ہوئے چلنے لگا۔ ذرا آگے بڑھے تو انہیں توڑھی جماعت ملی۔ انہوں نے جب یہ دیکھا کہ گھوڑا خالی چل رہا ہے اور یہ دونوں پیدل سفر کر رہے ہیں۔ تو دیکھ کر خوب سنسے۔ اور بولے یہ تم تو کوئی بڑے ہی مورکھ اور بیوقوف آدمی دکھائی دیتے ہو کہ خلی گھوڑے کو ہانکتے ہوئے خود پیدل چلے جا رہے ہو؟

اس پر باپ نے اپنے بیٹے کو سمجھاتے ہوئے کہا: اے بیٹے! میں تجھے اپنے ہمراہ اس لئے لایا ہوں کہ تجھ کو بطور امتحان لوگوں کا اختلاف دکھاؤں۔ سو دیکھتا جا اور ہوش کے ساتھ رہنا۔ کہ ان ظاہر بین صورت پرستوں کا یہ حال ہے کہ تو کسی بھی طرح ان سے اپنی جان چھڑا نہیں سکے گا۔ جیسا کہ کسی بزرگ کا ارشاد ہے۔

قِيلَ اِنَّ الْاِلٰهَ الذِّوٰلِہٖ  
مَا نَحْنُ اللّٰهُ وَالرَّسُوْلُ مَعًا  
قِيلَ اِنَّ الرَّسُوْلَ قَدْ كٰهَنًا  
مِّنْ لِّسَانِ الْوَمَرٰی فٰلِیْفَ اِنَا

یعنی۔ نالائق لوگوں نے اللہ تعالیٰ پر یہ افترا کیا کہ، معاذ اللہ، اسکا بیٹا ہے۔ جیسے کہ عیسائی اور یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت عزیر علیہ السلام کے بارے میں کہتے ہیں۔ اور کچھ مذہب ختوں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کہانت کا بہتان بانڈھا تھا۔ پس جب کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اور اس کا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بھی زبانِ خلق سے محفوظ نہ رہے تو پھر میں کیوں کر محفوظ رہ سکوں گا؟



اے عزیز! طالب کو چاہیے کہ لوگوں کے کہنے سننے پر کان نہ دھرے۔ ورنہ لوگوں کے اختلافات میں سرگرداں ہو کر غارِ ملامت میں جا گرے گا۔ اس لیے ان کے کہنے اور سننے سے گونجے بہرے ہو کر عمر بسر کرنی چاہیے۔

## صفاۓ قلب کا طریقہ

خلیفہ میاں لقمان علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت پیر پش قدسنا اللہ باسراہ العزیز نے تمثیلاً فرمایا: اگر کوئی حوضِ پلید پانی سے بھرا ہوا ہو اور اسکے چاروں طرف سے پلید پانی کی چار نایاں بہتی ہوئی آئیں پڑ رہی ہوں تو اس حوض کو پاک و صاف کرنے کی خواہ کتنی بھی کوشش کی جائے اور گھڑوں سے پانی نکالا جائے تو نہ اس کا پانی کم ہوگا۔ اور نہ حوض ہی پاک و صاف ہو سکے گا۔ لہذا اگر حوض کو پاک و صاف کرنے کی یہی ایک ترکیب کارگر ہو سکتی ہے کہ پہلے تو وہ پلید پانی کی بہتی ہوئی نایاں جو اس حوض میں پڑ رہی ہیں۔ انکو بند کیا جائے۔ پھر حوض میں جو پلید پانی موجود ہو اسکو نکال کر حوض کو دھو کر صاف کر دیا جائے۔ تو پھر پاک ہو جائے گا۔ پھر وضاحت کرتے ہوئے۔ ارشاد فرمایا کہ: "انسان کا دل حوض کے مانند ہے اور اس کے حواس اور رگیں جو افعال غیر مشروع اور پر اگندہ خیال سے پُر ہیں بہ بمتزلزلہ گندی نالیوں کے ہیں۔ اور اشغالِ ذکر و فکر حوضِ دل کو پاک و صاف کرنے کے لیے گھڑوں کے مانند ہیں۔ پس اگر کوئی شخص اپنے حواسِ ظاہری و باطنی کو افعالِ غیر مشروع سے



بند نہ کرے تو صفائی قلب کے لئے اشغالِ ذکر و فکر سے کچھ  
فائدہ نہ ہوگا۔ اس کے لئے چاہیے کہ پہلے اپنے حواس کو افعالِ  
ممنوعہ سے بند کرے۔ پھر دلا، کے گھڑے سے موجودہ پلیدی کو  
فنا کر دے تو پھر دل کا حوضِ پاک و صاف ہو جائے گا۔ کسی بزرگ  
نے کیا ہی خوب فرمایا ہے۔

لب بہ بند و چشم بند و گوش بند

گر نہ بینی ستر حوت بر من بخند

یعنی غیر مشروع اور افعالِ ممنوعہ سے اپنے لب، آنکھیں اور  
کان بند کر لے۔ اس کے بعد بھی اگر تجھ کو اسرارِ الہی دکھائی نہ  
دی تو پھر تو بے شک میرا مذاق اڑانا۔

## چھوٹی سراجی اور بھرے ہوئے مٹکے

خلیفہ میاں لقمان علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت  
پیر سائیں قدسنا اللہ بامرارہ نے فرمایا کہ "قصبہ لود کے بزرگان  
سادات نے ہمیں کہلا بھیجا کہ "تجھ کو ایک سراجی ہاتھ لگ گئی ہے  
اور اسی پر تو نے دنیا میں اس قدر جوش اور شورش برپا کر رکھی ہے"  
اور ہمارے پاس مٹکے بھرے رکھے ہیں تو بھی کچھ غوغا نہیں  
ہم نے اس کے جواب میں انہیں کہلا بھیجا کہ ہم کو جو چھوٹی سراجی  
عطا ہوئی ہے۔ اس کو ہم امت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے چھپا کر نہیں رکھیں  
گے۔ بلکہ ہم اس سے خلیقِ خدا پر ایشیا و بخشش کر رہے ہیں۔ لیکن اگر مٹکے  
بھرے ہوئے بھی کسی کو نے میں رکھے ہوں گے اور کسی کو



ان سے نفع نہ پہنچا تو ایسے بے سود مٹھے خواہ ہوئے یا نہ ہوئے۔

## اولین بدعت

ایک دن حضرت پیرسائیس تقدسنا اللہ بامرارہ نے ارشاد فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد جو اولین بدعت لوگوں میں پیدا ہوئی وہ شکم سیر ہو کر کھانے کی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں کسی ایک آدمی نے بھی پیٹ بھر کر کھانا نہ کھایا۔ اس بارے میں حدیث شریف وارد ہے۔ اَلْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ اَمْغَاةٍ وَالْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِي اَمْعَاةٍ وَاحِدَةٍ (یعنی کافر سات انٹریوں میں کھاتا ہے۔ اور مومن ایک آنت میں کھاتا ہے)

## دوسروں کے ہاتھوں کی طرف نہ دیکھو

خلیفہ میاں لقمان علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک روز حضرت پیرسائیس قدس اللہ سرہ الاقدس نے ارشاد فرمایا کہ یہ ایک دن حضرت حاتم اہم علیہ الرحمۃ نے اپنے مریدوں سے پوچھا کہ اگر تم سے کوئی یہ پوچھے کہ حاتم اہم کی مریدی سے تمہیں کیا حاصل ہوا ہے اور اس نے تمہیں کیا تلقین کی ہے تو تم اسکو کیا جواب دو گے؟ وہ بولے "ہم یہ جواب دیں گے کہ اس نے ہمکو علم سکھایا ہے" آپ نے فرمایا "ہم کو تو علم کچھ بھی حاصل نہیں ہے۔ تو تمہیں علم کیونکر حاصل ہو گیا؟" انہوں نے کہا یہ ہم کہیں گے کہ اس نے ہم کو حکمت سکھائی ہے۔ آپ نے فرمایا "حکمت تو مجھ کو بھی حاصل نہیں ہے" اس پر مریدوں



نے عرض کی: "یا حضرت! پھر ہم اس کو کیا جواب دیں جو حکم آپ فرمائیں؟" آپ نے فرمایا: "پوچھنے والوں کو یہ جواب دو کہ حاتم تم نے ہم کو یہ نکتہ سکھایا ہے کہ جو کچھ تمہارے ہاتھ میں ہو اسی پر راضی ہو۔ دوسروں کے ہاتھوں کی طرف نہ دیکھو۔"

## فخر اور تودینی کا انجام

حضرت پیرسائیں قدسنا اللہ باسرارہ نے فرمایا: ایک دن حضرت یوسف علیہ السلام نے آئینہ میں اپنا چہرہ مبارک دیکھا تو آپ نے سمجھا کہ میں سارے جہان سے زیادہ حسین ہوں۔ دل میں خیال گذرا کہ اگر مجھ کو فردخت کر رہیں تو بے انتہا قیمت ہاتھ آئے۔ اس لیے اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کو تھوڑی سی قیمت کے عوض بکوا دیا۔ جیسا کہ آیت مبارکہ میں ہے

وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُودَةٍ وَكَالُوا فِيهِ مِنَ الظَّالِمِينَ طه

یعنی حضرت یوسف کے بیچنے والوں نے آپ کو چند کھوٹے سکوں کے عوض بیچ دیا۔ جبکہ انہیں یوسف علیہم السلام میں کوئی دیکھی نہ تھی۔

اے عزیز! دیکھو خود یوسف علیہ السلام جو حسن میں یکتا اور نبی مکرم تھے۔ ان کو ذرا سے وہمی فخر پر جو کہ حقیقت میں آفتاب تھے۔ غیرت حق نے بے نیازی کے ساتھ تھوڑے سے کھوٹے سکوں کے عوض بکوا چھوڑا۔ پھر دوسری ایسی کون سی ہستی ہے جو یہاں پر دم مار سکے؟



## یہ تنگ رزق کا باعث ہے

محمد خان نظامانی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک دن حضرت پیرسائیس قدسنا اللہ باسراہ نے فرمایا: جو شخص چولہے میں ہاتھ دھوئے گا اور چارپائی پر روٹی کھائے گا اس کا رزق تنگ ہو جائے گا۔

## صاحبزادگان کو وصیت

حضرت پیرسائیس قدسنا اللہ باسراہ نے اپنے صاحبزادگان کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا:

۱۔ کسی شخص کی کسی بھی چیز میں خصوصاً مال میں لالچ نہ رکھنا۔

۲۔ کسی کے پاس رشتہ طلب کرنے نہ جانا۔

۳۔ دنیا داروں کی دوستی یا ان کی طرف میلان نہ رکھنا۔

۴۔ اہلیت کی عزت کرنے والے کو سب سے فوقیت دینا۔

۵۔ چور کی طرف داری ہرگز نہ کر کرنا کیونکہ بھڑیے پر رحم کرنا بھڑوں

پر ظلم کرنے کے مترادف ہے۔

## صاحبزادگان و خلفاء کو وصیت

خلیفہ میاں لقمان علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ حضرت پیرسائیس قدسنا اللہ باسراہ العزیز نے مرض وفات میں صاحبزادگان و خلفاء کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: تمام حاضرین اور غائبان خیردار رہیں کہ ہمارا طریقہ، مستمدی (عبدالصلوة و السلام) طریقہ ہے۔ جو جہالت



اور بدعت سے پاک ہے۔ اس سلسلہ میں اگر کوئی بدعتی بن جائے تو اس کو جماعت سے خارج رکھنا۔ اور اس کے ساتھ کوئی تعلق نہ رکھنا۔ اس ہدایت پر عمل کرنا اور استقامت رکھنا۔

## ظلم کا وبال - احسان کا فائدہ

حضرت پیر سائیس و تدرنا اللہ باسرا رہ نے مخلوق پر احسان کرنے کے فوائد بیان فرماتے ہوئے مثال دی کہ یہ لقمان تالیپر اگر چہ دیندار و پرہیزگار اور بزرگان لواری کا مرید ہے۔ لیکن غریبوں پر ظلم ڈھانے کی وجہ سے اسکی جاگیر ویران و غیر آباد ہو گئی ہے۔ اور "ستی خان مری، اگرچہ کسی طریقے میں داخل نہیں۔ اور اسقدر دیندار بھی نہیں ہے۔ مگر صاحب احسان و مروت ہے۔ اور غرباء و رعیت سے ہمدردی کرنے والا ہے۔ اس لئے اسکی تمام جاگیر آباد ہے۔

## خدمتِ خلق کا جذبہ بے مثال

خليفة مياں لقمان عليه الرحمة کا بیان ہے کہ ایک دفعہ "لاڑ" کے سفر میں تھے کہ جماعت فقراریں بخار آنے لگا۔ اور حضرت پیر سائیس قدس شمسره کو بھی بخت لائق ہوا۔ سر اور بدن میں درد کے ساتھ اہمال کی بھی شکایت ہو گئی۔ اس وقت آپ موضع "پنوترہ" میں تھے وہاں سے چلنے لگے تو آپ نے سینہ مبارک پر ایک کپڑا ڈال لیا۔ دوسرا کپڑا بدن پر لپیٹا اور تیسرا کپڑا سر پر مضبوطی سے باندھ کر سوار ہوئے۔ راستہ میں بھی آپکو متعدد بار اہمال آئے۔ مياں احمد خان نظامانی نے



جو کہ حضرت والاکے راسخ الاعتقاد مریدوں میں سے تھا۔ ایک اگالان  
 لئے آپ کے ہمراہ چل رہا تھا۔ جب حضرت والاکو تھوکنے کی حاجت  
 ہوئی تو وہ حضرت والاکے آگے اگالان کر دیتا تھا۔ الغرض اس قدر  
 تکلیف لاحق ہونے کے باوجود آپ فقیروں کی دعوتوں پر تشریف فرما  
 ہو رہے تھے۔ آپ نے جب فتح علی ساکن کھٹیان پر ان کی دعوت پر تشریف  
 فرما ہوئے۔ اس وقت مرض شدت اختیار کر چکا تھا۔ یہاں تک کہ قضائے  
 حاجت کے لئے جانا بھی دشوار ہو گیا۔ یہ دیکھ کر پوری جماعت متفکر ہو گئی  
 تاہم اس قدر عیال ہونے کے باوجود حضرت والاکے ریگستانی فقرا کی دعوتوں  
 پر پہنچنے کے لئے بالکل تیار ہو گئے۔ آپ کے مہمانی محمد سلیم اور میاں قابل  
 شاہ اور طریقہ کے مشائخ سب وہاں موجود تھے۔ ان سب نے آپس میں  
 صلاح کرنے کے بعد بندہ سے کہا کہ آپ حضرت والاکے عرض کریں  
 کہ یہ حضرت! آپ کی ناسازی طبع کے باعث پوری جماعت اور درگاہ  
 مبارک پر تمام اہل خانہ بہت متفکر اور بڑی تشویش میں ہیں۔ اگرچہ حضور  
 اپنی اس کیفیت عدالت سے مطلقاً بے نیاز ہیں۔ مگر ہم مسکینوں اور  
 اہالیان درگاہ مبارک پر حرم فرماتے ہوئے۔ درگاہ مبارک پر چلے چلیں  
 کہ سات آٹھ دن سفر کر کے درگاہ مبارک پر پہنچ جائیں۔ جب صحت  
 کلی حاصل ہو جائے تو اس کے بعد ریگستان کا سفر اختیار فرمائیں۔ انہی  
 دنوں حلیف میاں اسماعیل مٹھوڑے، کاباشندہ آیا تھا۔ جس نے  
 بتایا ہے کہ درگاہ مبارک کا راستہ پانی اور سیلاب سے محفوظ ہے۔  
 درگاہ مبارک پر پہنچنا آسان ہے۔ بندہ نے ان سب کی طرف سے یہ  
 ساری حقیقت حضرت والاکے خدمت میں عرض کر دی۔ آپ نے پوری



بات سن کر بڑے غصہ سے فرمایا: تم نے خوب سمجھا۔ ہم نے ریگستان کے مسکین فقرار سے دعوتوں پر پہنچنے کا وعدہ کر لیا ہے اور انہوں نے قرض وغیرہ اٹھا کر دعوتوں کی تیاری کر رکھی ہے۔ ان کے ساز و سامان کو ضائع کر دینا جائز نہیں ہے۔ ہم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مخلوق کی خدمت کرنے کا حکم ملا ہوا ہے۔ پھر اس وقت تو ہم سوار ہونے کی بھی طاقت رکھتے ہیں اور جاتے ہیں لیکن اگر سوار ہو کر چلنے کی بھی طاقت نہ رہے تو اس حالت میں بھی ہم خود کو چار پائی پر اٹھوا کر بھی وہاں پہنچیں گے۔ اور خلقِ خدا کی خدمت سے خود کو سبکدوش کریں گے اور تم نے جو یہ خیال کیا ہے کہ درگاہ مبارک پر صحت یاب ہو کر پھر سفر کریں۔ اللہ تعالیٰ شافی مطلق ہے۔ یہاں وہاں وہی ایک ہے! "

## حالت و استدراج

حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی صاحب حال کسی راستے پر چلا جا رہا ہو اور راستے میں کسی کتے کو بیٹھا پائے۔ اور وہ اس کتے کو اٹھا کر خود وہاں سے گزرے تو اسکی حالت سلب کر لی جائے گی۔ اگر سلب نہ ہوئی تو درحقیقت یہ حالت، نہ ہوگی۔ استدراج ہوگا۔

## حنزوری قلب اور لہنی ماسو کی اللہ

حسن فقیر کا بیان ہے کہ میں نے حضرت والا کی خدمت میں عرض کی: "یا حضرت! حنزوری قلب کے لیے بھی کوئی حد ہے یا نہیں؟" آپ نے جواب میں یہ سندھی بیت ارشاد فرمایا۔



اندر می آہین گرهٹ جہڑ لوینا گالھیون

پر سچا تازہ چین اٹ پھیرنا اے نہ چوان

ترجمہ :- جی میں بحث و تکرار کے لائق باتیں نہیں۔

محبوب پوچھتے نہیں۔ ایسے تو میں بھی نہیں کہوں گا۔

پھر فرمایا۔ طالب کا حضور قاب دوین ادقات میں پرکھا

جاسکتا ہے۔ ایک اس وقت جبکہ طوم کی طلب حد سے بڑھ جائے۔  
(شدت کی بھوک لگی ہو) پھر بھی کھانا کھاتے وقت اس کا قلب ماسویٰ  
میں مشغول نہ ہو۔ بلکہ اس وقت بھی دل کو حاضر رکھے۔

دوسرے اس وقت کہ جب کسی دور دراز کے سفر سے تھک

ہاں چکا ہو۔ اور ستر پر آئے۔ تھکاوٹ کی شدت سے نیند غلبہ سے

لیکن پھر بھی وہ حسب معمول اپنے قلب کو حاضر رکھے اور سوتے وقت

اس پر غفلت غائب نہ آجائے۔ تیسرے اس وقت کہ جب وہ اپنی

بیوی سے جماع میں مشغول ہو تو نفسانی لذتوں میں لگ کر دل کے

فکر سے غافل نہ ہو جائے۔ اگر ان حالات میں بھی اس کا دل حاضر ہے

تو پھر بے شک سمجھے کہ اسکو حضوری قلب حاصل ہے۔

میں نے عرض کی، یا حضرت! پھر اس کے آگے بھی کوئی فکر

ہے؟

آپ نے فرمایا یہاں، ایک یہ کہ جب طالب کا قلب حاضر ہو اور

ماسویٰ اللہ اسکی نظر میں نہ آئے تو اس وقت میں بھی بہت سے

طالب پھسل جایا کرتے ہیں کیونکہ ایسے وقت میں تکرار اور تودبنی پیدا

ہو جایا کرتی ہے اور وہ کچھ بیٹھے ہیں کہ میں تمام دوسروں سے



بہتر ہو گیا ہوں حالانکہ جب اس نے خود کو بہتر سمجھ لیا تو۔ اس کا یہ مطلب ہوا کہ اسکو ماسوی اللہ کی نفی حاصل ہی نہیں ہوئی ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا۔

پاٹ چاٹن پاٹ      پر کی چاٹن عین  
پیوا ہو جن گمان      تن میر سچوئی نہ سچو  
ترجمہ :- خود کو ہی جانا      اور کسی کو نہیں جانتے۔  
جن کو یہ گمان ہوا، انہوں نے پورا سیر نہیں کیا

## بایزید لبطامی کا اکسیر

ایک مرتبہ حضرت دالانے ارشاد فرمایا کہ حضرت بایزید لبطامی علیہ الرحمۃ کے وقت میں ایک عابد شخص تھا۔ وہ حضرت بایزید قدس سرہ کے مریدوں سے اسرار الہی اور معرفت کی باتیں سنتا رہتا تھا۔ اور گاہے گاہے حضرت بایزید قدس سرہ کے حضور حاضر بھی ہوا کرتا تھا۔ اس نے ایک دن حضرت بایزید قدس سرہ کی خدمت میں عرض کی: "یا حضرت میں ساری رات اللہ کی عبادت و بندگی میں گھڑا رہتا ہوں اور دن کو روزانہ روزہ سے رہتا ہوں۔ اور زہد و ریاضت اور مجاہدوں کی وجہ سے بھی مشہور ہوں۔ اس کے باوجود وہ اسرار و علوم جو آپ کے مرید بیان کرتے ہیں۔ میں انکو سمجھنے سے بھی قاصر ہوں اسکی وجہ کیا ہے؟" حضرت بایزید قدس سرہ نے فرمایا: "اے بھائی! تو نے ایسے مقامات میں وقت بسر کیا ہے جو عزت اور مرتبہ دالے ہیں۔ لیکن اگر تیری یہ مرضی ہو کہ تو بھی یہ اسرار و علوم حاصل کر لے۔"



تو یوں کر کہ شہر کے بچوں کو مٹھالی دے کر اپنے پیچھے لگا کہ وہ  
تجھے گالیاں دیں۔ اور تجھ کو بُرے ناموں اور بُرے القاب سے  
لکارتے اور خوار کرتے چلیں اور تو ایسی خواری و ذلت کی حالت میں  
گھر گھر سے بھیک مانگتا پھرے۔ یہ سب کچھ کر چکنے کے بعد تو پھر  
میرے پاس آتا تا کہ میں تجھ کو بھی ان اسرار و علوم سے بہرہ یاب کر دوں  
وہ بولا: یہ تو مجھ سے ہرگز نہ ہو سکے گا۔ ہاں اگر اور کوئی حکم  
فرمائیں تو حاضر ہوں۔ حضرت بایزید قدسنا اللہ باسرارہ نے فرمایا:  
اگر تجھ سے یہ نہیں ہو سکتا تو دوسرا بھی تجھ سے نہ ہو سکے گا۔  
اس کے بعد حضرت دالانے فرمایا کہ اس عابد و زاہد کی بیماری  
اور باطنی مرض کا علاج ہی یہی تھا۔ جو حضرت بایزید لبطامی قدسنا  
اللہ باسرارہ نے اسکو بتایا تھا۔ کیونکہ وہ تبرک تھا۔ اسکو اپنی برتری  
اور عزت و مرتبہ کا بڑا خیال رہتا تھا۔ اس کے لیے حضرت شیخ قدس سرہ  
کا یہ (سنہ) اکیسرا حکم رکھتا تھا۔ مگر وہ بے نصیب اسکے استعمال سے  
منکر ہو گیا اور اسی وجہ سے مکر دم رہ گیا۔ اس کے علاوہ اسکا کوئی  
دوسرا علاج تھا ہی نہیں۔



## زندگی کس طرح بسر کرنی چاہیے

حضرت پیرسائیں قدسنا اللہ باسرارہ نے دورانِ وعظ فرمایا کہ: آدمی جس وقت پیدا ہوتا ہے۔ اس وقت روتا ہوا آتا ہے۔ پھر اگر وہ مرتے وقت بھی روتا ہوا گیا تو کہا جائیگا کہ وہ انسان نہیں حیوان ہے بلکہ سمجھنا چاہیے کہ وہ شخص بڑے خطرے میں ہے۔ چاہیے کہ زندگی اس طرح گزاری جائے کہ مرتے وقت خوشی کے ساتھ ہنستا ہوا جائے۔

کسی شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے۔

یاد داری کہ وقت زادن تو  
ہم خداں بودند تو گریاں

آنچھاں زمی کہ وقت مردن تو!

ہمہ گریاں شونند تو خداں

یعنی کیا تجھ کو یاد ہے کہ جس وقت تو پیدا ہوا تھا، ہر شخص (خوشی سے) ہنس رہا تھا۔ اور تو رو رہا تھا۔ اب دنیا میں تو اس طرح جی کہ جب تیرا یہاں سے انتقال کا وقت آئے تو تو ہنستا ہوا جائے۔ اور سب تیرے لئے روتے رہیں۔ اس مقام پر مکتوباتِ خواجہ یحییٰ منیری قدس سرہ الاقدس میں منقول ہے کہ ایک بزرگ کی وفات کا جب وقت آیا تو لوگوں نے دیکھا کہ وہ ہنس رہا ہے۔ لوگوں نے پوچھا: آپ کا مرنا بھی عجیب ہے کہ سکرات کے وقت آپ نے ہنسنے شروع کر دیا ہے! جواب میں اس بزرگ نے یہ شعر پڑھ دیا۔



خوبرویاں چوں پردہ برگسیرند

عاشقاں پیش شاں چناں میزند

یعنی، جب محبوب پردہ اٹھا دیتے ہیں اور اپنی بجلی سے سرفراز فرماتے ہیں تو ان کے سامنے اسی طرح عاشق جان دے دیا کرتے ہیں۔ جس طرح میں دے رہا ہوں۔ لے

## اپنے اعمال پر نظر کر کے دیکھو

خلیفہ سید مسعود علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ حضرت پیرسائیس قدرتنا اللہ بامرہ نے فرمایا کہ یہ اگر کسی شخص کو کوئی ”بے ایمان“ کہہ کر پکارے تو اسکو سوچنا چاہیے اور دل میں خیال کر کے دیکھے کہ آیا میں واقعی مومن ہوں۔؟ اگر مومن ہے تو اس پر رنج نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اس کا یوں کہنا بیکار ہے۔ اور اس کے کہنے سے بے ایمان نہ ہو سکے گا۔ بلکہ خود کہنے والا ہی گنہگار ہو گا جس کی جزا اسکو مل کر رہے گی۔ اور اگر کوئی شخص اسکو ولی، کہہ کر پکارے تو بھی دل میں سوچنا ضروری ہے۔ اگر ولی نہ ہو تو اسکو خوش نہیں ہونا چاہیے۔!

لے علامہ اقبال علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ لے

نشان مرد مومن با تو گویم

چوں مرگ آید متم بر باد است

میں تجھے مرد مومن کی علامت بتاؤں؟ وہ یہ ہے کہ جب موت آئے

تو اسکے لبوں پر تمسم ہو۔ (ابوالحان قادری غفرلہ)



اے عزیز! آپ کے اس ارشاد میں ایک معنی مضمر ہے، کیونکہ اس کے تعلق میں جو بے ایمانی یا اولیٰ کا لفظ کسی بھی شخص نے کہا۔ تو اس کو بھی کلیم کی صفت سمجھے۔ پھر نظر کر کے دیکھے اور اپنے افعال کو انصاف کے ترازو میں تولے۔ اگر افعال بد نظر آئیں تو ان سے توبہ تائب ہو کر اللہ تعالیٰ کی جانب رجوع کرے۔ لیکن اگر اعمال نیک دیکھے تو حمد الہی بجا لائے۔ اور آئندہ تقدیر کی مخالفت سے خائف رہے اور مغروری میں نہ آجائے۔

نیک باشی و بدت گوید حسن خلق

بد کہ بد باشی و نیکت بینند

اگر تو نیک ہو اور لوگ تجھے برا کہیں تیرے لئے یہ اس سے بہتر ہے کہ تو ہو تو بد اور لوگ تجھے نیکو کار سمجھیں۔

## طالب کو دریا کے مانند ہونا چاہیے۔

قائم فقیر نظامانی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت پیر سائیں قدسنا اللہ بامرارہ، ٹنڈہ بہادر فقیر نظامانی میں تشریف فرما ہوئے تو وہاں دورانِ وعظ ارشاد فرمایا کہ لاڑ، کے آدمیوں کو ہم نے بہتیرا کہا لیکن ہمارے کہنے سے وہ 'حال'، 'کو قال'، اور 'قال'، کو 'حال'، سمجھ بیٹھے۔ نیز یہ بھی فرمایا کہ طالب کو دریا کے مانند ہونا چاہیے اس کو ایک ڈبہ نہ بننا چاہیے۔ کہ اگر اس میں ایک ڈھیلہ بھی پڑ جائے تو وہ سبیل اور گدلا ہو جائے۔



## ابلیس کے ملعون ہونے کی وجہ

حضرت پیرسائیس قدس اللہ سرہ الاقدس نے فرمایا کہ یہ شیطان جو کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ سے راندہ گیا اور رحمتِ عام سے ناامید اور محروم رہ گیا۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی حکمِ عدولی کی۔ اس نے یہ حکمِ عدولی حسد اور تکبر کے باعث کی اور اسکو یہ حسد اس وجہ سے ہوا کہ جب اس نے یہ خبر سنی کہ اللہ تبارک و تعالیٰ زمین میں خلیفہ پیدا کرے گا تو وہ اپنے دل میں سچی طرح سمجھ بیٹھا کہ جیسے کہ آسمانوں میں خلیفہ نہیں ہوں اور ملائکہ کا میں استاد ہوں۔ اسی طرح زمین کا تاجِ خلافت بھی میرے ہی سر پر رکھا جائے گا۔ لیکن جب اس کے اس خیال کے برخلاف خلافت کا اعزاز حضرت آدم علیہ السلام کو مرحمت ہوا تو ابلیس کو حسد کی آگ لگ گئی۔ جس نے اس کی جان کو خدا کر رکھ دیا۔ حضرت آدم علیہ السلام پر اپنی برتری جتانے اور تکبر کرنے کا ذکر اس آیت شریفہ میں ہے کہ خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ۔ یعنی اے رب العالمین! تو نے مجھ کو آگ (جو کہ جوہر لطیف ہے) سے پیدا کیا ہے اور حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی (جو کہ جسم کثیف ہے) سے پیدا کیا۔ بس ان دو اسبابِ تکبر اور حسد کا نتیجہ یہ نکلا کہ فرمایا گیا، اِنَّ عَلٰكَ لَعْنَتِيْ اِلٰى يَوْمِ الدِّينِ۔ یعنی قیامت تک کے لیے لعنت کا طوق اس کے گلے میں پڑ گیا۔

اے عزیز! ان ہر دو شیطانی خصلتوں سے خود کو بچا کر رکھنا چاہیے۔



## ارشادات و نصائح سننے کا مقصد

خلیفہ میاں لقمان رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ کسی شخص نے حضرت پیر سائیں قدسنا اللہ بامرارہ العزیز کے حضور عرض کی یہ یا حضرت! اگر آپ کے ارشادات و نصائح لوگوں کو سنائے جائیں تو ان کو بڑا فائدہ حاصل ہوئے آپ نے فرمایا: اے یار! نصیحت کی باتیں سننے کا مطلب یہ ہے کہ ان پر عمل کیا جائے۔ یہ نہیں کہ دوسروں کو تو سنایا جائے اور خود خالی رہا جائے۔ جیسے کہ ایسے شخص کے پاس کے یارے میں اللہ تعالیٰ فرمایا ہے۔ اَنَا مَوْذُونَ النَّاسِ بِالْبُئْرِ وَتَسْنُونَ اَنْفُسَكُمْ۔ آیا کہ تم لوگوں کو نیکی کا حکم کرتے ہو لیکن تم اپنی جانوں کو بھلا رکھتے ہو؟ سہ

اے حضرت بوعلی قلندر قدسنا اللہ بامرارہ کیا ہی خوب فرماتے ہیں۔

وعظ گوئی خود نیاری در غسل  
چشم بند کی ہچوں شیطان و غل  
دام اندازی برائے مرد و زن  
خویش را گوئی منم شیخ زمن  
تو لوگوں کو وعظ سنانا ہے لیکن خود عمل نہیں کرتا۔ مکار شیطان کی  
طرح لوگوں کے سامنے اپنی ہنکیں بند کر کے یوں نمائش کرتا ہے کہ گویا تو  
بڑا پارسا ہے۔ تو مردوں اور عورتوں کے لیے جہاں لگاتا ہے اور خود کو کہتا ہے  
کہ میں زلمے بھر کا پیر ہوں۔ (فقیر ابوالحسان قادری مغلربی)



## ہر بُر کی عادت کے موافق

### قبر میں صورتِ مسح نہ جو بانی ہے

خلیفہ میاں لقمان علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت پیر  
سائیں قدسنا اللہ باسرارہ نے فرمایا۔ ایک شخص جو اللہ تعالیٰ کا طالب  
صاحبِ مکاشفہ تھا۔ اس کا باپ فوت ہو گیا تو وہ اپنے باپ کا حال احوال  
معلوم کرنے کیلئے اسکی قبر پر مراقبہ میں بیٹھ گیا۔ اسکو یوں دکھائی دیا کہ  
قبر کے اندر ایک چوہا گھوم پھر رہا ہے۔ اس نے اسی طرح تین دن قبر  
پر مراقبہ کیا اور تینوں دن اسے یہی چوہا قبر میں دکھائی دیا۔ تیسرے  
دن جب کہ وہ قبر پر مراقبہ تھا۔ اس چوہے نے اس سے پوچھا۔ تو  
یہاں کیا دیکھتا ہے؟ وہ بولا۔ میں اپنے باپ کو دکھنا چاہتا ہوں۔  
چوہے نے کہا۔ میں ہی تیرا باپ ہوں۔ دنیا میں میں حرقص تھا۔ جسکی  
پاداش میں مجھ کو چوہے کی شکل میں بدل دیا گیا ہے۔! یہ بیان فرما  
کر حضرت والانے ارشاد فرمایا کہ۔ ہر آدمی کی شکل، مجھکی صورت پر ہے  
(صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس صورت پر کچھ بھی حساب یا گرفت کا قلم نہیں ہے  
لیکن اس صورت کا قائم رہنا اس وقت تک مشکل ہے۔ جب تک کہ  
تخلّق بہ اخلاقِ محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) حاصل نہ کر لیا جائے۔ یعنی  
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی متابعت میں قدم بہ قدم عمل کیا جائے  
پس جس شخص کو اخلاقِ محمدی حاصل ہیں اسکو تبدیلی صورت کا کچھ خوف  
نہیں ہے۔ کیونکہ حساب و عذاب سے بھی آزاد رہے گا۔



باقی بری عادات اور بد اعمالیوں کی وجہ سے آدمی کی صورت اس کے اعمال کے موافق کسی نہ کسی حیوان کی صورت میں مسخ کر دی جائے گی۔ پس جس کسی کو حسد اور جھگڑنے کی عادت ہوگی اور وہ دوسرے کو اپنے جیسا نہ سمجھتا ہوگا۔ تو اسکو کتے کی شکل میں بدل دیا جائے گا۔ اور جسے شہوت کا غلبہ ہوگا۔ اور وہ ناجائز شہوت رانی کرے گا۔ تو مرنے کے بعد اسکی شکل گدھے جیسی ہو جائے گی۔ علیٰ ہذا القیاس، دوسری بری عادتوں کو بھی سمجھنا چاہیے اور اس پر مشنوی شریف سے یہ شعر بطور شاہدی، پڑھا۔

ہر خیالے کو کند در دل وطن

روز محشر صورتے خواہ شدن

جو خیال کسی کے دل میں جاگزیں ہوگا۔ وہی خیال، روز قیامت متشکل ہو کر ظاہر ہوگا۔

## قاتل میرے حجرے میں چھپا ہے

ایک دفعہ حضرت پیرسائیں قدسنا اللہ بامرارہ نے ارشاد فرمایا۔ کوئی آدمی کسی شخص کو قتل کر کے خون آلود شنگی تلوار ہاتھ میں لئے آیا اور ایک بزرگ کے حجرے میں جا چھپا۔ مقتول کے وارث اس کے تعاقب میں دوڑتے آرہے تھے۔ انہوں نے اس بزرگ سے پوچھا۔ ایک آدمی جو قتل کر کے خون آلود شنگی تلوار لئے یہاں آیا تھا وہ کہاں گیا؟ اس بزرگ نے کہا۔ حجرے میں چلا گیا ہے۔ وہ آدمی حجرے میں داخل ہو گئے۔ تلاش کرنے کے باوجود انکو وہ قاتل نہ ملا۔ جب وہ باہر نکلے تو اس بزرگ کے قدموں پر گر پڑے۔ اور عذر خواہی کرتے ہوئے بولے



ہم سے بے ادبی ہو گئی ہے۔ براہِ کرم آپ ہم کو معاف فرمادیں ۷  
 اور ہم نے اس قاتل کا جرم بھی بخش دیا ۷ پھر جب وہ آدمی چلے گئے  
 تو بزرگ نے اس قاتل کو آواز دیکر بلایا۔ وہ شخص باہر آ کر بولا۔ میں  
 آپ پر بھروسہ کر کے حجرے میں آچھپا تھا لیکن آپ ہیں کہ، صاف  
 بتا دیا کہ وہ حجرے میں چھپا بیٹھا ہے ۷؟

بزرگ نے فرمایا: ”میرے بیچ کہنے کی برکت سے تجھ کو اللہ تعالیٰ  
 نے دشمنوں سے چھڑا دیا۔ اگر میں جھوٹ بول دیتا تو وہ تجھے مار کر ہی  
 جاتے۔ کیونکہ۔ **الْقَصْدُ بَيْنِي وَالْكَذِبُ يُهْدِيكَ**۔ یعنی بیچ (ہمیشہ) نجات  
 دینے والا ہے اور جھوٹ (آخر کار) ہلاک کر دیتا ہے۔

## پہلے ہی جھوٹ ایمان چلا جاتا ہے

حضرت پیرسائیس قدسنا اللہ باسرارہ نے ارشاد فرمایا: ”جب  
 کوئی شخص جھوٹ بولتا ہے تو اسکا ایمان پہلے ہی جھوٹ سے چلا  
 جاتا ہے۔ پھر جتنے جھوٹ چاہے بولتا رہے۔ اسکی دولتِ ایمان  
 تو پہلے دفعہ جھوٹ بولنے ہی سے ضائع ہو گئی ۷“

اے عزیز! حضرت دالا کے ارشاد پر یہ آیت شریفہ شاہد ہے  
**لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ**۔ یعنی جھوٹوں پر اللہ تعالیٰ جل شانہ کی لعنت  
 ہے۔ اور صفتِ کذبِ کافروں کی بتائی گئی ہے۔ تو پھر کفر والی صفت  
 سے ایمان کہاں رہ سکے گا۔ جس طرح پانی اور آگ باہم نہیں رہ سکتے  
 کیوں کہ **الْقِدَانُ لَا يَجْتَمِعَانِ**۔ مقرر شدہ قانون ہے کہ دو ضد یکجا  
 نہیں ہو سکتے۔



## توبہ کر، توبہ کر، توبہ کر

حضرت پیرسائیں قدسنا اللہ باسرارہ ایک سفر کے دوران کچھ علیل ہو گئے تو حضرت صاحبزادہ سید صبغت اللہ شاہ اول قدس اللہ سرہ الاقدس نے ایک فقیر رستم اڑبے، کو گھوڑے پر سوار کر کے حکم فرمایا کہ جاؤ۔ قصد بدین، سے دوائیں لے آؤ۔ جب وہ فقیر دوائیں لے کر واپس آیا تو حضرت صاحبزادہ صاحب نے فرمایا: "اے رستم! گھوڑے نے تو تجھے بہت تکلیف دی ہو گی؟" اس نے عرض کی: "یا حضرت! اس نے تو مجھ ضعیف کی ہڈیاں اکھاڑ ڈالی ہیں!"

حضرت والانے یہ سن کر عفتہ سے فرمایا: "توبہ کر۔ اس نے توبہ کی۔" پھر دوبارہ فرمایا: "توبہ کر۔" اس نے پھر توبہ کی۔ پھر تیسری مرتبہ توبہ، کرائی اور اس کے بعد فرمایا: "ایسا جھوٹ نہیں بولنا چاہیے کہ گھوڑے نے میری ہڈیاں اکھاڑ ڈالی ہیں۔ حالانکہ تیرے سب اعضاء اور تمام ہڈیاں صحیح سلامت ہیں!"

## کمال حیا پر دیویشی

خلیفہ محمود علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت پیرسائیں قدسنا اللہ باسرارہ نے مجھ سے بیان فرمایا کہ۔ ایک دفعہ ہم نہر بودلہ کے کنارے چلے جا رہے تھے کہ نہر کے کنارے جنگل میں ہم نے ایک عورت کو ایک اجنبی مرد کے ساتھ مل کر بیٹھے دیکھا تھا۔ اور اب جبوقت بھی ہم ان کو دیکھتے ہیں تو حیا سے ہم اپنا منہ جھکا لیا کرتے



ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا: ”مومن کے عیب کو دیکھ لیا جائے تو پردہ پوشی کر دی جائے۔ اسی پردہ ڈری نہ کرنی چاہیے۔“ کسی دانا کا قتل ہے۔

بہ پوشی گر بہ خطائے رسی طعنہ مرن

کہ باسچ نفس بشر خالی از خطا نہ بود

اگر تو کسی کی کوئی خطا دیکھے تو اس کی پردہ پوشی کر اور طعنہ نہ دے۔

کیونکہ کوئی بھی فرد بشر خطا سے خالی نہیں ہو سکتا۔

## درجہ ولایت کا حصول

حضرت پیرسائیں قدسنا اللہ باسراہ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا: ہم ذات پاک جل جلالہ کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص پورا ایک سال جھوٹ نہ بولے اور نہ عنیت کرے۔ اپنی زبان کو ان سے پاک و صاف رکھے تو یقیناً اس کو درجہ ولایت حاصل ہو جائیگا۔



# غیبت کا لوز سنی تو کب

انکھوں دیکھی بھی نہیں کرنی چاہیے

اگر فقیرنا ہو علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت پیرسائیں قدسنا اللہ بامرارہ حجام سے حجامت بنوارہے تھے۔ کہ ایک شخص نے غیبت جیسی کوئی بات شروع کر دی۔ آپ نے اس سے فرمایا: کان تو اصلاً نہ بنا چاہیے۔ مگر آنکھ بھی نہ بنا چاہیے۔ یعنی غیبت جیسی بات کا لوز سنی تو نہ کی جائے مگر آنکھوں دیکھی بھی نہیں کرنی چاہیے۔

## سلم و سن جواب

ایک دفعہ حضرت پیرسائیں قدسنا اللہ بامرارہ چند سوایوں کو چھڑانے کے لیے میر غلام علی ٹالپر حاکم سندھ کے پاس تشریف فرما ہوئے۔ دوران گفتگو میر صاحب مذکور نے بطور اعتراض کہا: یا حضرت! آپ نے کھیتی تو بہت کاشت کی لیکن ساری سقیم ہو گئی۔ یعنی خراب ہو گئی۔ آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ: سقیم ہو گئی ہے تو بھی حکام کے خراج سے بے حساب رہے گی! دوسرے ایک محترم نے عرض کی: یا حضرت! آپ کے فقراء بھات بہت ہی زیادہ کھاتے ہیں۔

آپ نے فرمایا: جو آدمی بیمار ہوتے ہیں ان کے لیے زیادہ کھانا مشکل ہوتا ہے۔ لیکن جو بچنے بچلے، تندرست توانا ہوں گے وہی خوب سیر ہو کر کھائیں گے۔ اور اس سے انکو کچھ تکلیف بھی نہ



ہوگی!۔

ایک دوسرے مقام پر بھی اپنے اندر دنی بغض کے باعث اعتراض کیا تھا کہ یہ یا حضرت! آپ کے مُرید تیل سُر مس کے بڑے دلدادہ ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ یہ جو عورت خوش خلق سلیمنی، سگھڑ ہوتی ہے اس کی اولاد بھی صاف ستھری اور آراستہ پیراستہ ہوتی ہے اور جو عورت خود بد خصلت، گندگی اور پلیدی میں ڈوبی ہوئی ہوگی تو اس کی اولاد بھی ویسی ہی گندی نظر آئے گی!۔

## دو بزرگوں کی نوک جھوک

ایک دفعہ حضرت پیر سائیں قدسنا اللہ بامرہ العزیز نے فرمایا کہ ایک دن سید میاں ابراہیم شاہ علیہ الرحمۃ نے حضرت مخدوم صاحب قدس اللہ سرہ الاقدس سے بوقت ملاقات کہا کہ یہ یا حضرت! یہ کیا وجہ ہے کہ اگر کوئی طالب ہمارے حضور آتا ہے تو تا حیات ہماری خدمت سے علیحدہ نہیں ہوتا اور آپ کے پاس جو بھی آتا ہے وہ ٹھہرتا ہی نہیں۔ صرف چار پانچ ماہ رہ کر رخصت ہو کر چلا جاتا ہے!۔

حضرت مخدوم صاحب نے جواباً فرمایا یہ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو بھی روشن آنکھوں والا ہے اور نور وال شخص آپ کے پاس آ جاتا ہے۔ وہ اندھا ہو جاتا ہے اور نابینا ہو جانے کی وجہ سے آپ کی خدمت سے علیحدہ ہو کر کہیں اور چلے جانے کی اس میں طاقت ہی نہیں رہتی اور ہمارے پاس کوئی اندھا بھی آ جاتا تو بیسنا



(روشن آنکھوں والا) ہو جاتا ہے۔ اس لئے وہ مطلب حاصل کر لینے کے بعد رخصت لے کر چلا جاتا ہے۔!

## ابو جہل کو رسول اللہ صلی علیہ وسلم کا جواب نفیس

حضرت پیرسائیس قدسنا اللہ باسرارہ الخزینی نے فرمایا کہ یہ جب آیہ مبارکہ - وَلَا تَسْطَبُّ دَلَالِيَّ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ - نازل ہوئی۔ جس کا معنی ہے کہ کوئی خشک و تر چیز ایسی نہیں جس کا ذکر قرآن شریف میں نہ ہو تو یہ آیہ مبارکہ سن کر ابو جہل حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور بولا یہ تم جو کہتے ہو کہ کوئی بھی خشک و تر چیز ایسی نہیں جس کا ذکر قرآن شریف میں موجود نہ ہو۔ تو پھر مجھ کو دکھاؤ کہ میری بچی دارھی کا ذکر قرآن میں کہاں آیا ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تیری دارھی کا ذکر قرآن میں ہے اور یہ آیت شریفہ تلاوت فرمائی - وَالَّذِي خَبَتْ لَا يُخْرِجُ إِلَّا نَكْرًا - یعنی جو زمین کھرا مٹی ہے وہ نہیں اگاتی کوئی گھاس مگر کھوڑا (خال خال) اور بے فائدہ۔ جس سے کچھ فائدہ حاصل نہ ہو سکے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے ابو جہل کی دارھی کی نشان دہی فرمائی۔

## غیبت کرنی ہی ہو تو اپنے ماں باپ کی کر لے

خلیفہ سید مسٹو عبید الرحمن رحمۃ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت پیرسائیس قدسنا اللہ باسرارہ نے دوران وعظ فرمایا یہ کسی بھی شخص کی غیبت



نہیں کرنی چاہیے لیکن اگر کوئی اس سے خواہ مخواہ باز نہ رہ سکتا ہو تو پھر اسے چاہیے کہ اپنے ماں باپ کی عنیت کر لے تاکہ پھر بھی اعمال کا خزانہ تو دوسروں کے ہاتھوں میں نہ چلا جائے بلکہ اس کے والدین کے حوالے ہو گیا تو ضائع ہونے سے تو بچ رہا کیونکہ روز قیامت عنیت کرتے والے کے نیک اعمال اس سے چھین کر جس کی عنیت کی ہوگی اسکو دلا دیئے جائیں گے۔“

## اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا

ایک دفعہ حضرت والا پیر سائیں قدسنا اللہ باسرارہ نے فرمایا۔  
 ایک صحابی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں قریب آ کر بیٹھ گیا۔ سر کا ردو عام صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: بھائی! ہم سے پرے ہٹ کر بیٹھ کہ تیرے منہ سے ہمیں انسانی گوشت کی بو آرہی ہے۔ اس صحابی نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ کیونکر؟ آپ نے فرمایا، تو نے اپنے کسی مومن بھائی کی عنیت کی ہے۔ اور عنیت کرنا ایسا ہی ہے کہ جیسا کہ اپنے بھائی کا گوشت کھانا۔ جسے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے  
 وَلَا يَغْتَبِ بَعْضُكُم مِّنْ بَعْضٍ أَلَيْسَ كَانَ يَأْكُلُ لِحَمِّ أَخِيهِ مَيْتًا  
 فَكَرِهْتُمُوهُ (آلۃ) تم میں کوئی بھی ایک دوسرے کی عنیت نہ کرے  
 آیا کہ تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔؟ پس اس کو تو تم ناپسند کرو گے۔“



## عورتیں غیبتِ باز نہ آئیں گی

حضرت پیر سائیں قدس اللہ سرہ نے فرمایا یہ عورتیں خواہ صاحبِ حال ہوں تو بھی ان کی مثال چوڑی جیسی ہے۔ کہ اگر وہ، آدمی کے اعضاء پر پھرے گی تو کائینگی ضرور۔ ”اھتری طرح ہی آہیں۔ یعنی عورتیں خواہ صاحبِ حال ہوں گی تو بھی غیبت سے باز نہ آئیں گی۔“

## حق شرعی کا لحاظ

خلیفہ محمود علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ میرے چاہے حاجی مراد کی وفات ہو گئی۔ مرحوم نے ہسماں دکان میں اپنے کم سن بچے اور بیوی کو چھوڑا تھا۔ اس کی ملکیت بہت تھقی مگر ہماری چاہے نے اپنی ملکیت کو تقسیم کر کے علیحدہ نہیں کرایا تھا۔ اس لئے چھوٹے بچوں کا مال اس کے حصہ میں ملتا تھا۔ ہم اس سے کہا کرتے تھے۔ تو وہ یہ جواب دیا کرتی تھی کہ میرا حصہ زیادہ ہے۔ بچوں کو میں خود دے دوں گی۔ ایک دفعہ اس نے میلاد البنی صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریب میں خیرات کی اور محلو کو بھی دعوت کے لئے پیغام بھیجا۔ میں نے اس کو کہا بھیجا کہ بچوں کا حصہ علیحدہ کر کے اپنے حصہ میں سے عرس شریف کی خیرات کرے تو میں تیری دعوت قبول کر لوں گا۔ لیکن وہ ہمارے کہنے پر عمل نہ کرتی تھی۔ بالآخر ایک دفعہ حضرت پیر سائیں قدسنا اللہ باسرارہ میری دعوت پر تشریف فرما ہوئے اور آپ زیارت کرانے گھر میں تشریف لے گئے تو وہاں میری چچی بھی موجود تھی۔ اس وقت میں نے حضرت والا کی



خدمت میں عرض کی یہ یا حضرت! میرا چچا حاجی مراد کا وصال ہو چکا ہے۔ اور اس نے اپنے پیچھے چھوٹے بچے چھوڑے ہیں۔ وہ ملکیت بھی بہت چھوڑ گیا ہے۔ ہماری چچی ملکیت تقسیم نہ کرنے کے باوجود عرس کی خیرات کیا کرتی ہے۔ اس لیے ہم اسکی دعوت قبول نہیں کرتے تو وہ ہم پر ناراض ہوتی ہے۔ اس وقت حضرت والا نے میری چچی سے فرمایا کہ خلیفہ ٹھیک ہی کہتا ہے۔ بچوں کا حصہ علیحدہ کر دینا چاہیے بلکہ اس طرح کر دو کہ اگر ان کے خور و نوش سے کچھ بچ رہا تو وہ تم کھا لو اور اتنا اناج ان کے حصے میں داخل کر دیا کرو۔ میری چچی کو یہ بات پسند نہ آئی اور اس نے عرض کی یہ یا حضرت! حضور کے فریاد افراتفری کے دنوں میں لوگوں کا اناج، چاول، کما د اور مٹھائیاں اٹھا لاکر کھایا نہیں کرتے؟

آپ بھی اس پر غصہ میں آگئے، فرمایا: وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ذکر کیا کرتے ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ ان کے گناہ معاف کر دیا کرتا ہے۔ ہم تجھے حق شرعی کے لحاظ سے کہہ رہے ہیں۔ اگر تو نہیں مانتی تو خود جان۔ آپ نے عفتہ سے اپنے ہاتھ جھٹکے اور یہ الفاظ بھی فرمائے۔

اگر تو ایسا ہی سخی ہے تو.....

صالح فقیر ابرو علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک جولاہے نے حضرت پیرسائیں قدسنا اللہ بامرہ العزیز سے مسئلہ پوچھا کہ یہ یا حضرت! اگر کوئی شخص 'نڑی' کا سوال کرے تو اسکو 'نڑی' دے



دنیا جائز ہے یا نہیں؟ آپ نے فرمایا کہ اگر تانے، کے مالک نے اجازت دے رکھی ہو کہ اتنے یا اتنے ٹرے اپنے کام میں لا سکتے ہو تو اسی قدر دے دینا جائز ہے اور اس سے زیادہ دے دینا جائز نہ ہوگا۔ پھر اس پر آپ نے تمہیں ارشاد فرمایا کہ وہ ایک بزرگ نے کسی شہر میں مکان کرایہ پر لیا اور اس میں رہنے لگا۔ ایک دن وہ بزرگ کسی کے سوال کرنے پر اسکا خط لکھ رہا تھا کہ کاغذ پر قلم میں سے سیاہی گر پڑی۔ وہ بزرگ اس خیال سے اٹھا کہ تھوڑی سی مٹی لیکر سیاہی کے اس دھبے پر ڈال دوں مگر اٹھتے ہی اس کے دل میں خیال گذرا کہ میں نے مالک مکان سے یہ مکان رہائش کے لئے کرایہ پر لیا ہے۔ لیکن مٹی کو کام میں لانے کی اجازت اس سے نہیں لی ہے۔ یہ خیال آتے ہی اس نے مٹی اٹھانے کا ارادہ ترک کر دیا۔ مطلب یہ کہ دوسروں کے حق کو بونہی سمجھنا چاہیے۔

جیسا کہ اس بزرگ نے سمجھا، جب حضرت والا یہ مثال بیان فرما چکے تو اس جو لاہے نے عرض کی: یا حضرت! تو خواہ وہ سائل خالی ہاتھ ہی واپس چلا جائے؟ آپ نے فرمایا: اے بزرگ! اگر تو ایسا ہی سخی ہے تو اپنی ملکیت میں سے دو تین ٹرے اپنے پاس رکھ چھوڑا کر، پھر جو سائل تیرے پاس آئے اسکو دیتا رہے۔



## تم شریعت کی باتیں تو بہت کرتے لیکن

خلیفہ میاں لقمان علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ جبکہ حضرت پیرسائیں قدسنا اللہ بامرارہ علاقہ مواد پوٹہ، میں دو ٹوٹوں کے سلسلہ میں روانہ ہوئے تو میں نے بھی اپنے گاؤں سے آپ کی قدم پوسی کے لیے علاقہ مواد پوٹہ، جانے کا ارادہ کیا۔ اور میاں خدابخش نظامانی نے مجھے سواری کے لیے ایک گھوڑی دیدی۔ میں اس گھوڑی پر سوار ہو کر بڑی مشکل سے علاقہ مواد پوٹہ، میں پہنچ کر آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو گیا۔ میرے آنے سے آپ بڑے خوش ہوئے۔ اسی سفر میں ایک دن میاں قابل شاہ علیہ الرحمۃ۔ یہ گھوڑی مجھ سے مانگ کر اس پر سوار ہوئے۔ چلتے ہوئے جب حضرت والی نے اسے دیکھا تو دیکھتے ہی میاں قابل شاہ سے فرمایا کہ واہ واہ بزرگ! دعوائے شریعت کی باتیں تو تم بہت کرتے ہو لیکن دوسرے کی گھوڑی پر اس کے مالک کی اجازت کے بغیر، ہی سوار ہو گئے ہو؟ میاں قابل شاہ نے عرض کی: "یا حضرت! میں نے خلیفہ لقمان سے اجازت لے لی ہے" آپ نے فرمایا: "گھوڑی کا مالک لقمان تو نہیں ہے کہ اس کی اجازت شریعت کی رو سے درست ہو۔ اس کے لیے صرف یہ درست ہے کہ وہ خود اس پر سوار ہو کیونکہ اس کے مالک سے اس کی اجازت ہے لیکن تمہیں اس پر سوار ہونا بالکل جائز نہ ہوگا"



## المؤمن بآفة المؤمن

حضرت پیرسائیس قدسنا اللہ باسرارہ نے فرمایا: ایک شخص مُرشد کی تلاش میں تھا۔ اور وہ جس بھی کامل کے حضور حاضر ہوتا وہیں استخارہ کر کے دیکھتا تھا۔ اس کے جواب میں اسکو خواب میں خنزیر کی صورت نظر آیا کرتی تھی۔ جبکی وجہ سے وہ وہاں سے مایوس ہو کر کسی دوسری طرف چلا جاتا تھا۔ اسی دوران وہ ایک بزرگ کامل کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور وہاں استخارہ کیا تو حسب سابق خواب میں خنزیر کی صورت دیکھ کر واپس ہونے لگا۔ اس بزرگ نے اس سے پوچھا: تیرا یہاں آنے کا کیا مقصد تھا؟ اور پھر واپس کیوں جا رہا ہے؟ اس پر اس شخص نے اپنا سارا حال اس بزرگ کو کہہ سنایا۔ بزرگ نے کہا: تو آج کی رات بھی ہمارے پاس ٹھہر جا اور حسب معمول پھر استخارہ کر کے دیکھ پھر جو خواب میں تجھ کو خنزیر کی صورت نظر آیا کرتی ہے اب نظر آئے تو تو اس کے دونوں کانوں کو اپنے ہاتھوں سے پکڑ لینا۔ پھر تجھے تیرے خواب کی تعبیر معلوم ہو جائیگی اور تمام راز کھل جائے گا؟

وہ شخص وہیں ٹھہر گیا۔ اور بزرگ کے ارشاد کی تعمیل میں استخارہ کر کے سو گیا۔ خواب میں جب اسکو وہ صورت نظر آئی تو اس نے اس کے دونوں کانوں کو اپنے ہاتھوں سے پکڑ لیا۔ اور پکڑتے ہی اس کی آنکھ کھل گئی۔ پھر دیکھتا کیا ہے کہ خنزیر کے بجائے اس نے اپنے ہی کانوں کو پکڑ رکھا ہے۔ تب اسکو معلوم ہو گیا کہ رات کو جو وہ خنزیر کی صورت دیکھا کرتا تھا۔ وہ خود اپنی ہی صورت تھی۔



## عجیب انکساری۔ کمال حسن خلق

حاجی احمد ٹالپر علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت پریمائیس قدسنا اللہ باسرارہ العزیزہ نگر ٹھٹھہ کے سفر کو روانہ ہوئے۔ میں آپ کے ہمراہ تھا۔ جب وہاں سے واپس ہوئے۔ تو راستہ میں ایک نہر سے گزرے۔ میں اور چند فقیر آپ کے گھوڑے کے آگے دوڑتے چلے آ رہے تھے۔ اس نہر میں سے گزرتے وقت گھوڑے کے چلنے سے پانی کے چھینٹے ہمارے کپڑوں پر گرے۔ جب ہم نہر سے باہر نکلے تو آپ نے فرمایا: "اے یارو! ہمکو معاف کر دینا کہ ہمارے گھوڑے کے چلنے سے تم پر پانی کے چھینٹے پڑ گئے ہیں" آپ نے دوبارہ بھی اسی طرح فرمایا تو دوسرے سب فقیروں نے عرض کی: "قبلہ! ہم نے معاف کیا" مگر میں خاموش رہ گیا۔ اس پر آپ نے فرمایا: "میاں! حمد! تو خاموش چلا آرہا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ تو نے ہمیں معاف نہیں کیا اس لیے جب قدر چھینٹے سمجھ پر پڑے ہوں اتنے چھینٹے تو ہم پر بھی ڈال دے"۔

اے عزیز! اللہ تعالیٰ جل شانہ نے آپ کے وجود مبارک میں عجیب انکساری اور کمال عاجزی و دلچیت فرمائی تھی۔ کہ صرف پانی میں گھوڑے کے چلنے سے مزیدوں پر پانی کے چھینٹے پڑ گئے تو آپ ان چھینٹوں کے لئے بھی معافی مانگ رہے تھے۔



## حقوق العباد کی نگہداشت

خلیفہ میاں تقمان علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں گاہ شریف والی مسجد میں حضرت پیر سائیں قدسنا اللہ بامرارہ کے حضور حاضر تھا کہ آپ نے پینے کے لیے پانی طلب فرمایا۔ ایک فقیر نے مسجد کے درتچہ میں سے میرا لوٹا لاکر حاضر خدمت کیا۔ آپ نے اس فقیر سے پوچھا: آیا یہ لوٹا تیرا ہے؟ اس نے عرض کی: نہیں یا حضرت! اس پر آپ غصہ میں آگئے اور اس سے فرمایا: تو دوسروں کا لوٹا بلا اجازت اٹھا کر ہمیں دیتا ہے؟

میں نے عرض کی: قبلہ! یہ لوٹا میرا ہے۔ حضور والا، پانی نوش فرمائیں! تو پھر آپ نے اس میں سے پانی نوش فرمایا اور میں نے اس لوٹے کو تبرکاً اپنے پاس سنبھال کر رکھ لیا۔

## یہ پتھر بھی کھا.....

گل فقیر مونگیو علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت پیر سائیں قدسنا اللہ بامرارہ العزیز نے ارشاد فرمایا کہ یہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص یتیموں کا مال ناحق کھائے گا۔ تو قبر میں ملائکہ روزخ کی آگ میں پتھر تپا کر اس شخص کے منہ میں ڈالیں گے۔ جو اسے حلق سے نیچے اتر کر اسکی مقعد سے نکلے جائیں گے۔ اور اس سے کہیں گے کہ: یہ پتھر بھی کھا۔ جس طرح تو دنیا میں یتیموں کا مال کھایا کرتا تھا!



## تیرے پاس حال تھا ہی کب؟

ایک دفعہ حضرت پیر سائیں قدسنا اللہ بامرارہ نے بیان فرمایا کہ ۷۷ حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی قدس سرہ التامی کے زمانے میں ایک شخص تھا۔ جس کی ساری رات بقراری اور گریہ وزاری میں بسر ہو جایا کرتی تھی اور وہ یہ سمجھتا تھا کہ میں اللہ تعالیٰ کے بڑے طالبان کا مہین میں سے ہوں۔ حضرت شیخ بایزید بسطامی قدس سرہ الاقدس اسکی تعریف و توصیف سکر سفر کی منازل طے کر کے اسکی ملاقات و صحبت کیلئے اس کے پاس پہنچے۔ آپ نے دیکھا کہ اس شخص کی تمام رات بقراری اور گریہ وزاری میں گذر جاتی ہے لیکن کھانے پینے میں اسکو کوئی احتیاط نہ تھی۔ جہاں کہیں سے اسے مل جاتا وہ لیکر کھاپی لیا کرتا تھا۔ حلال و حرام کی کچھ تفتیش نہ کرتا تھا۔ ایک دن حضرت شیخ اسکو دعوت دیکر اپنے پاس لے آئے اور اپنے پاس سے اسکو طعام کھلایا۔ اس شخص نے رات کی پہلی گھڑیاں تو حسب عادت بقراری و گریہ وزاری میں گذاریں مگر رات کے پچھلے حصے میں اسکو نیند آگئی۔ دوسری شب بھی کھانا کھا کر ادھی شب تک اس نے آہ و فغاں کر لی اور پھر نیند نہ آگئی۔ تیسری شب طعام کھا کر جو سو یا تو ساری رات نیند ہی میں بسر ہو گئی۔

فجر کے وقت وہ حضرت شیخ بایزید بسطامی قدس سرہ کی خدمت میں فریاد کرتا ہوا آیا اور بولا کہ آپ نے میرا حال چھین لیا ہے؟ حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا ۷۷ تیرے پاس حال تھا ہی کب



جو میں نے چھین لیا؟ بات یہ ہے کہ کھانے پینے کے معاملے میں تو کچھ پرہیز نہ کرتا تھا۔ جس کی وجہ سے شیطان تجھ میں حلول کر جاتا تھا اور چیخ و پکار کرتا رہتا تھا۔ اب جو یہ تین رات ہم نے تجھ کو حلال وجہ کا طعام کھلایا ہے۔ اس کی تاثیر سے شیطان تیرے وجود سے نکل گیا اور اسکو پھر داخل ہونے کی طاقت نہیں ہو رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب تیری شیطانی چیخ و پکار میں خاموشی آگئی ہے ورنہ میں نے تجھ سے کچھ بھی نہیں چھینا ہے۔

اے عزیز! آپ کے اس ارشاد مبارک سے معلوم ہوتا ہے کہ طالب کو حلال طعام حاصل کرنے میں بڑی کوشش کرنی چاہیے اور اس معاملہ میں خاص خیال رکھنا چاہیے اور حرام اور مشتبہات سے پرہیز اور کنارہ کر لینے کو ضروری سمجھنا چاہیے۔ عزیمت سے رخصت کی طرف نہیں آنا چاہیے ورنہ آدمی اس شخص کی طرح شیطان کے حلول سے ہلاک ہو جائیگا۔

اگر یہ کسی بادشاہ کے گھر میں نقب لگاتا تو.....

خلیفہ امید علی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ فقیر خالقد نے دسان نے گندم کاشت کی تھی۔ اس میں سے اس نے کچھ انانچ چوری چھپے لاکر استعمال کر لیا۔ اس کے بعد جب درگاہ مبارک پر آئے تو خلیفہ محمدناہ علیہ الرحمۃ نے حضرت پیرسائیس قدس سرہ کی خدمت مبارک میں عرض کی۔ یہ حضرت خالقد نے فقیر گندم کاشت کیا کرتا ہے مگر وہاں سے چوری بھی کر لیا کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اگر یہ کھیتی کی چوری کرنے کے بجائے



کسی بادشاہ کے گھر میں نقب لگاتا تو یہ اچھا تھا۔ کیونکہ اس کے دل میں بادشاہ کا خوف تو ہوتا!

اسے عزیز! یہ الفاظ آپ نے یہ اس فقیر کو تنبیہ و تشریح کے لیے فرمائے۔ کیونکہ وہ اس گناہ کو گناہ ہی تصور نہ کرتا تھا اور کچھ خوف نہ کرتا تھا۔ حالانکہ جو شخص گناہ صغیرہ کو گناہ نہ سمجھے تو وہ گناہ کبیرہ کے عذاب میں گرفتار ہو جائے گا۔ اور جو کوئی گناہ کبیرہ کو گناہ نہ سمجھے تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔ نعوذ باللہ تعالیٰ منہ

## کمال التیاط

ایک دن حضرت پیرسائیس قدس اللہ سرہ نے ارشاد فرمایا: صحیح بخاری کے مصنف نے سنا کہ فلاں شخص کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث ہے۔ امام بخاری علیہ الرحمۃ اپنے شہر سے روانہ ہوئے۔ منزلیں طے کر کے اس شخص کے شہر میں پہنچے۔ لوگوں سے پوچھا کہ وہ شخص جس کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث ہے وہ کہاں ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ اس کا گھوڑا بھاگ نکلا ہے۔ وہ اسکو پکڑنے گیا ہے۔ امام بخاری علیہ الرحمۃ اس کے پیچھے گئے تو دیکھا کہ وہ شخص خالی تو برا، گھوڑے کو دکھا کر دھوکہ سے گھوڑے کو پکڑ رہا ہے۔ یہ دیکھ کر حضرت امام بخاری واپس لوٹے۔ اس سے حدیث نہ پوچھی اور فرمایا کہ یہ جو شخص خلی تو برے سے دھوکہ دیکر گھوڑے کو پکڑتا ہے اس کی حدیث اپنی کتاب میں داخل نہ کروں گا!



## حریص اور حاسد سے پرہیز کرو

طیب فقیر راہو علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ حضرت پیر سائیں قدسنا  
 باسرارہ الغزیز کا ایک مرید آپ کے حضور سبق پڑھنے آتا رہا۔ کچھ  
 مدت بعد وہ درگاہ مبارک سے جدا گیا اور جا کر کاشتکاری میں لگ  
 گیا۔ کافی مدت کے بعد آکر وہ حضرت والا کی زیارت سے مشرف ہوا۔  
 آپ نے اس سے پوچھا: تو اتنے دن کہاں رہا؟ اس نے عرض  
 کی: یا حضرت! میں کاشتکاری میں مصروف تھا۔ آپ نے بطور نصیحت  
 فرمایا: دو کام نہ کرنا۔ ایک یہ کہ کسی تریس آدمی کو کاشت میں شریک  
 نہ کرنا۔ دوسرا یہ کہ حاسد کی کاشت کے قریب کاشت نہ کرنا۔

## الحکمة خالة المؤمنین

خليفة مياں لقمان علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک دن حضرت پیر  
 سائیں قدسنا اللہ باسرارہ نے فرمایا: ایک صحابی رضی اللہ عنہ  
 نے کسی یہودی سے ایک عجیب نکتہ سنا اور اسی وقت وہ نکتہ لکھ  
 لیا۔ یہ دیکھ کر یہودی فخر کرنے لگا اور خود کو کچھ سمجھنے لگا۔ رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی نے فرمایا: اگر کتے کے منہ میں موتی ہو  
 اور جوہری اس موتی کی قیمت سے یا خیر، ہو تو جوہری پر لازم ہے  
 کہ وہ موتی کو کتے کے منہ سے نکال کر اپنے قبضہ میں لے لے۔  
 کیونکہ الحکمة خالة المؤمنین (حکمت مومن کا کم شدہ  
 مال ہے) وارد ہے۔



## ہر کسی سے نیکی کرنی چاہیے

خلیفہ امید علی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ میں ایک دن دیکھ مندر لاک  
میں حضرت پیر سائیس قدسنا اللہ بامرارہ کے حضور حاضر تھا۔ حضرت  
مغرب کی نماز پڑھا رہے تھے۔ آپ جب تیسری رکعت تک پہنچے تو  
قاضی محمد عاقل مسجد میں آیا۔ اور حضرت والا کی اقتداء میں نماز پڑھنے  
سے روگردانی کرتے ہوئے جماعت سے علیحدہ اپنی نماز پڑھنے میں  
مغروں ہو گیا۔ حضرت والا بھی ادائے فرض کے بعد سنت و نوافل  
پڑھنے لگے۔ قاضی محمد عاقل حضرت والا سے ملے بغیر اپنی ادھاق  
پر چلا گیا۔ حضرت والا حیب نمانے سے فارغ ہوئے تو اپنے اخلاق  
فائدہ کے مطابق (مصدقاً تخلقوا باخلاق اللہ) قاضی محمد عاقل سے  
ملنے اسکی ادھاق پر تشریف لے گئے۔ قاضی صاحب سے مل کر بہت  
دیر تک بات چیت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ خود قاضی صاحب  
نے اٹھ کر اجازت دی۔

حضرت والا جب اپنی جائے قیام پر پہنچے تو آپ کی اس  
انتہائی کمر تنگی سے دل شکستہ قرار نے دلی جوش کے ساتھ عرض  
کی: یا حضرت! قاضی کی روگردانی کے باوجود آپ نے اس  
کے ساتھ اسقدر مہربانی اور خوش اخلاقی کا مظاہرہ  
کس لئے فرمایا؟

حضرت والا نے جواب میں فرمایا: ہر کسی سے نیکی ہی کرنی  
چاہیے! " !



بدی را بدی سہل باشد جزا

اگر مردی احسن الی من اسنا

بدی کا جواب بدی سے دینا آسان ہے۔ لیکن اگر تو مرد ہے تو برائی کرنے والے سے بھی نیکی کر۔

## دینی بھائی کا نام تعظیم سے لینا چاہیے

ایک دن آپ کے مریدوں میں سے کسی نے دوران گفتگو خادم محمد ہاشم کا نام صرف رہا شتم، لیا۔ حضرت پیر سائیں قدسنا اللہ بامرہ یہ سن کر غصہ میں آگئے اور فرمایا کہ یہ جو شخص اپنے دینی بھائی کا نام تعظیم کے ساتھ نہ لے گا وہ اللہ تعالیٰ سے عزت کی کون سی امید رکھے گا؟ پھر آپ نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا کہ ”مخدوم محمد ہاشم کہنا چاہیے“

## اکیلے طعام نہیں کھانا چاہیے

حضرت پیر سائیں قدسنا اللہ سرہ الاقدس نے فرمایا۔ اکیلے طعام، نہیں کھانا چاہیے بلکہ بہت آدمیوں کے ساتھ مل کر کھانا چاہیے۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”اگر دو آدمی مل کر کھائیں گے تو قدرت کا تیسرا ہاتھ ان کے ساتھ شامل ہوگا۔ اگر تین آدمی مل کر کھائیں گے تو چوتھا ہاتھ قدرت کا ہوگا“

حیف برآں خوردہ کہ تنہا خوری خوردہ ہاں بہ کہ نہ تنہا خوری اس کھانے پر حیف، جو کہ تو اکیلا کھائے، کھانا دہی بہتر ہے جو کہ تو اکیلے نہ کھائے۔



## □ ام کے ام گھٹیلوں کے دام □

حضرت بنگلے دھنی علیہ الرحمۃ نے حضرت تاجر دھنی علیہ الرحمۃ سے حضرت میاں صاحب قدس سرہ کی شان میں روایت فرمائی کہ حضرت میاں صاحب کی عادت مبارکہ یہ تھی سفر پیدل کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ کسی کاشت کار کے کھیت میں سے گذرے۔ اس وقت کاشتکار کھیتی سے پرندے اڑا رہا تھا۔ اس نے آواز دیکر کہا: "اوجانے والے! تو بھی آواز دیتا ہوا پرندے اڑاتا جا،"

حضرت میاں صاحب قدس سرہ نے سوچا کہ پرندے اڑانے کے لیے معنی آواز نکالنا بیکار ہوگا۔ چنانچہ اس وقت آپ نے سورہ الشمس وضحھا بہ آواز بلند پڑھنی شروع کر دی۔ جس سے سارے پرندے کھیت سے اڑ کر نکل گئے۔

## □ ترک الطمع والمنع والجمع □

حضرت پیر سائیں قدسنا اللہ بامرارہ نے ارشاد فرمایا کہ: "طالب کو چاہیے کہ کسی میں طمع نہ کرے۔ اور اگر بغیر طمع کے کوئی چیز آجائے تو اسکو منع نہ کرے۔ اور جب ہاتھ میں آئے تو پھر جمع نہ کرے۔ جیسا کہ ترک الطمع والمنع والجمع والروہ ہے اور اسی میں ہی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہے۔"



## بغیر مانگے کوئی چیز مل جائے تو اسکو رد نہ کرنے

حضرت پیر سائیس قدسنا اللہ باسرارہ نے فرمایا: طالب کو چاہیے کہ جو چیز نہ آنکھوں نے دیکھی ہو، نہ کانوں نے سنی ہو اور نہ دل میں اسکا خیال آیا ہو۔ بغیر سوال کے اگر اللہ تعالیٰ بھیج دے تو اس کو قبول کرے۔ واپس نہ لوٹائے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ اس کو اسی چیز کا سوالی بنا دے گا۔

## تجھ کو اس معاملہ میں کس نے ڈالا ہے؟

خلیفہ میاں امید علی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ ایک شخص نے دس روپے حضرت پیر سائیس قدسنا اللہ باسرارہ العزیز کی خدمت میں بطور نذر پیش کیے۔ اور وہی روپے کسی دوسرے آدمی نے اٹھا لئے اور خرچ کر ڈالے۔ اتفاقاً، حضرت والا کے خادم کو اس کا پتہ لگ گیا انہوں نے اس سے واپسی کا مطالبہ کیا تو اس آدمی نے جواباً کہا کہ مجھے، حضرت والا نے یہ روپے بطور بخشش عنایت فرمائے ہیں۔ اسی وقت ایک خادم نے حضرت والا کے حضور حاضر ہو کر عرض کی: یا حضرت! آیا آپ نے دس روپے فلاں آدمی کو عنایت فرمائے ہیں؟ آپ نے قدرے سکوت فرمایا۔ اور پھر غصہ کے ساتھ اس خادم سے فرمایا: تجھ کو اس معاملہ میں کس نے ڈالا ہے؟ وہ بے چارہ خاموش ہو کر رہ گیا۔



# تہذیب کے بغیر توحید میں

برقرار رہنا مشکل ہے

حضرت پیرسائیں قدسنا اللہ بآسرارہ نے ارشاد فرمایا کہ سلفین صاحبین مریدوں کو اولاً تہذیب و اخلاق کی تعلیم و تربیت میں بڑی کوشش کیا کرتے تھے۔ مثلاً تجرید (مجرد رہنا) تفرید (تنہائی) توکل، ترک تسلیم وغیرہ، طالب اپنی عمر کے تقریباً بیس سال تہذیب اور اخلاق سنورنے میں صرف کر دیا کرتے تھے۔ اس کے بعد مرشد، توحید کا حکم فرمایا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ توحید عینی، ان کی آنکھوں کے سامنے جلد ہی منکشف ہو جایا کرتی تھی۔ بعض طالب تہذیب و اخلاق کی تعلیم و تربیت ہی میں وفات پا جایا کرتے تھے۔ بعض مقصد تک پہنچ جایا کرتے تھے۔ لیکن بزرگانِ متاخرین نے دوسرا یہ طریقہ اختیار کر رکھا ہے۔ کہ مرید کو اولاً ہی توحید اور وحدت کے دریا میں غوطہ لگوا دیتے ہیں اسی دوران تمام اخلاق خود بہ خود درست ہو جاتے ہیں۔ اپنی عمر کے آخری حصہ میں حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ "سلف صاحبین کا توحید سے پہلے تہذیب و اخلاق کی تعلیم و تربیت دینا حق تھا (صحیح تھا) اور وہ طریقہ اچھا تھا۔ کیونکہ سالک کا تہذیب کے بغیر توحید میں برقرار رہنا مشکل ہے۔"



## اچھایا بُرا ہونا اخلاق پر منحصر ہے

ایک دن حضرت پیرسائیس قدسنا اللہ باسرارہ علی پور ریہ دیہر چاچکن کے قریب ہے وہاں) گھونے کے کنارے تشریف فرما ہوئے۔ سعد اللہ فقیر نے جو کہ مخدوم محمد ابراہیم ٹھٹھوی کا مرید تھا۔ عرض کی یا حضرت! حرف میم اور لام کے کیا معنی ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ میم اور لام کے بہت سے معنی ہیں تیرا مقصد خدا جانے کونسا ہے؟ اس نے کہا کہ اس سے لفظ مُلا مراد ہے!

حضرت ولانے فرمایا۔ لفظ کو نہیں لینا چاہیے بلکہ اخلاق کو لینا چاہیے۔ اگر اخلاق اور عادات اچھے ہیں پھر وہ مُلا ہو یا اور کوئی دوسرا وہی اچھا ہے اور اگر اخلاق اچھے نہیں ہیں پھر خواہ وہ مُلا ہو یا اور کوئی دوسرا، وہی خوار اور ذلیل ہے اور تمثیلاً فرمایا کہ شاعر جب کوتے کو قاصد بتاتے ہیں تب وہ اچھا ہے۔ جب کو طالب ہوتا ہے تو مردار تلاش کرتا ہے جسے برا کہا کرتے ہیں۔ طالب وہ ہے جس کے اخلاق، اخلاق الہی کے موافق ہوں جیسے کہ تَخْلَقُوا بِأَخْلَاقِ اللَّهِ (یعنی اخلاق الہی خود میں پیدا کرو) کا حکم بھی ہے۔ یہ دولت تو ہر شخص کو نصیب ہو سکتی ہے۔ مگر ولی، جسے قَلْبُ الْمُؤْمِنِ حَرَمُ اللَّهِ (مومن کا دل اللہ کا حرم ہے) کا اعزاز حاصل ہے۔ وہ اللہ کے حرم میں غیر کو آنے نہیں دیا کرتا۔ ہاں، اس کے دل میں ظاہر و باطنی آلائشوں سے پاک شخص داخل ہو سکتا ہے۔ یہ نکات جوش اور محبت کا نتیجہ ہیں۔



## حاتمِ اہم کو اسم کہنے کی وجہ

حضرت پیرسائیں قدسنا اللہ بامرارہ العزیز نے ارشاد فرمایا:۔  
 حاتم کو اہم رہا اس لئے کہتے تھے کہ ایک عورت اسکی دوکان پر کوئی  
 چیز خرید کرنے آئی تو اتفاقاً اس کے پیٹ سے زور کی آواز کے ساتھ  
 ریح نکل گئی۔ جس کی وجہ سے وہ بڑی شرمندہ ہوئی۔ حضرت حاتم علیہ الرحمۃ  
 سمجھ گئے کہ یہ عورت ریح خارج ہو جانے کی وجہ سے شرمندہ ہے  
 تو آپ یکدم دوسری بات کرنے لگے اور فرمایا کہ یہ میں بہرہ ہوں  
 اونچی آواز سے بات کر۔ عورت نے اونچی آواز سے بات کی، حاتم  
 نے فرمایا یہ میں تیری آواز سن نہیں سکا ہوں۔ ذرا اور بھی اونچی  
 آواز سے بول۔ تب وہ عورت خوش ہو کر یہ سمجھی کہ اس نے میرے  
 پیٹ سے نکلنے والی ریح کی آواز بھی نہیں سنی ہے۔ اس کے بعد  
 جب تک وہ عورت زندہ رہی حضرت حاتم اسی طرح بہرے بنے  
 رہے اور بہرہ کہلاتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس غیب  
 پوشی کی بدولت انکو دولتِ غیبی سے نوازا دیا۔ دنیا میں حاتم کا  
 لقب اہم اسی لئے مشہور ہے۔

## عشق رسول اور تواضع

حضرت پیرسائیں قدسنا اللہ بامرارہ نے ارشاد فرمایا کہ:۔ ہماری  
 خوشیوں میں سے بڑی اور بہترین خوشی، بنی پاک صلے اللہ علیہ وسلم  
 کی ولادتِ مقدس کی خوشی منانا ہے۔



حضرت والاکا معمول تھا کہ جب آپ میلاد الہی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی منانے کا اہتمام فرماتے تو آپ جماعت فقراء کو اپنی حویلی مبارک میں لا کر طعام کھلایا کرتے تھے۔ اور فقراء کے ہاتھ اپنے مبارک ہاتھوں سے دھلایا کرتے تھے اور ہر ایک کو مرحبا، اور خوش آمدید، کہا کرتے تھے اور ہر ایک پر گلاب کا چھڑکاؤ فرمایا کرتے تھے۔ یہ انتہائی خوشی و مسرت کا اظہار فرمایا کرتے تھے جب فقراء طعام کھا کر فارغ ہوئے تو پھر اپنے مبارک ہاتھوں سے ان کے ہاتھ دھلواتے اور اسی خوشی و مسرت کے ساتھ نیاز مندی کا اظہار فرماتے ہوئے رخصت کرتے تھے۔ فارغ ہونے تک مرحبا اور خوش آمدید کہتے رہتے تھے۔ اس تقریب سعید کے موقع پر شادی بیاہ سے بھی زیادہ عمدہ و نفیس طعام تیار کرایا کرتے تھے۔

## شانِ بے نیازی

امید علی ٹا پیر علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک دن دورانِ سفر حضرت پیر سائیں قدسنا اللہ بامرارہ کی خدمت میں میھن فیر نے عرض کی: "یا حضرت! کچھ فقیر وہ ہیں جو کچھ نذرانہ آپ کی خدمت میں پیش کرنا ہوں ہمیں لا کر دے دیتے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جو ہمیں دینے کے لئے اپنے اخراجات میں صرف کر دیتے ہیں؟" آپ نے جواب میں فرمایا: "اے میھن فیر! ہم نے تجھ کو نذرانے کی نگرانی کے لئے فقروں کی طرف نہیں بھیجا ہے۔ ہمیں کچھ بھی ضرورت نہیں ہے۔ اگر فقروں میں سے کسی کو ضرورت ہو تو وہ خرچ کر لیا کرے۔"



## یہ دستور اہل دنیا کا ہے نہ کہ اہل اللہ کا

اکھداد فقیر نظامانی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت پیر سائیں قدسنا اللہ باسرارہ سفر میں تھے۔ فقراؤں بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ اتفاقاً راستہ میں ایک فقیر کے گھر میں زیارت کرانے کے لیے نزول اجلاں فرمایا۔ گھر کے مالک نے آپ کی خدمت میں طعام پیش کیا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: "آپ میرے ساتھ مل کر کھائیں" میں نے معذرت کرتے ہوئے عرض کی: "یا حضرت! جب کہ غلام اپنے سردار سے مل کر کھا نہیں سکتا تو پھر مُردِ اپنے مرشد کے ساتھ مل کر کیونکر کھا سکے گا" آپ نے فرمایا: "یہ دستور اہل دنیا کا ہے نہ کہ اہل اللہ کا۔ جیسے کہ صحابہ کرام بھی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر کھایا کرتے تھے" اس کے بعد آپ نے میری کمر سے پکڑ کر مجھے اپنے ساتھ بٹھا کر فرمایا: "کھانے میں ہماری مدد کر" یعنی اپنا حصہ بھی کھا اور ہمارے حصے میں بھی مدد کر۔

## حُسنِ نِیّت

خلیفہ میاں لقمان علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ علاقہ تھر کے سفر میں میں حضرت پیر سائیں قدسنا اللہ باسرارہ کے ہمراہ تھا۔ ایک دن راستے میں پانی ختم ہو گیا۔ اور سفر بھی دُور کا تھا۔ فقرا و جماعت شدتِ پیاس سے نڈھال ہو گئے یہاں تک کہ کتنے ہی فقیر چلنے سے عاجز ہو گئے اور زمین پر گر پڑے۔ دوپہر سے لیکر ساری رات سفر کیا گیا۔ جب صبح ہوئی تو پانی سے مہری ہوئی مشکیں لیکر پانچ



اونٹ حافر بھنور ہوئے۔ حضرت والا نے وہاں پڑا دیکھا تھا تمام فقراء  
 آکر پانی پر جمع ہو گئے۔ میں بوجہ ضعیفی گھوڑے کی لغام پکڑے ہوئے  
 آدمیوں کے انجم سے ایک طرف ہٹ کر بیٹھ گیا۔ ایک فقیر نے پانی سے  
 پیالہ بھر کر حضرت والا کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ وہ پانی لیکر میرے  
 پاس آئے۔ اور شفقت کے ساتھ پوچھا یہ پانی پیو گے؟ میں نے  
 عرض کی یہ جی ہاں، یا حضرت! آپ نے پانی کا پیالہ مجھے عنایت فرما دیا  
 میں نے حسب خواہش پی لیا۔ تاہم کچھ پانی بچ رہا تھا۔ آپ نے وہ  
 مجھ سے زبردستی لیکر خود پی لیا۔

## میں نے تیرا ہاتھ پکڑنے کیلئے لیا تھا

## چھوڑنے کیلئے نہیں

میاں دوست علی شاہ علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ حضرت پیرا میں  
 قد سنا اللہ باسرارہ العزیز ایک مرتبہ لاٹ، کے سفر میں کسی فقیر کی  
 دعوت پر دیکھ بدین، میں تشریف فرما ہوئے۔ وہاں سے پیران  
 بدین کے سند نشین میاں عالی شاہ کی ملاقات کے لیے پیدل چلنے  
 لگے اور مجھ کو ٹہا کر میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ کر روانہ ہوئے۔ اس  
 وقت میں نے عرض کی یہ یا حضرت! آپ نے اس غلام کا ہاتھ اپنے  
 ہاتھ میں پکڑا ہے۔ اب چھوڑنا نہیں۔

آپ نے ازراہ عنایت فرمایا یہ میں نے تیرا ہاتھ پکڑنے کے  
 لیے لیا ہے۔ چھوڑنے کے لیے نہیں۔



## العصری کا جذبہ شفقت

حضرت پیرسائیس قدسنا اللہ بامرارہ نے فرمایا کہ یہ ایک دن حضرت العصری علیہا الرحمۃ کہیں جا رہی تھیں۔ راستہ میں انہوں نے دیکھا کہ کتے کے بچے پیاس سے مر رہے ہیں۔ قریب ہی ایک کنواں دکھائی دیا۔ لیکن کنویں پر رستہ تھانہ ڈول۔ مائی صاحبہ نے اپنی چادر پھاڑ کر رستہ تیار کیا لیکن وہ چھوٹا رہا۔ پانی تک نہ پہنچ سکا تو انہوں نے اپنے سر کے بال کاٹ کر ان کا بھی رستہ بنا کر کپڑے کے ساتھ جوڑا تو پانی تک پہنچ سکا۔ اور اس طرح انہوں نے کنویں سے پانی حاصل کر کے کتے کے پیاسے بچوں کو پلایا۔

آپ کی اس شفقت کو اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا اور آپ پر رحم فرما کر اعلیٰ درجہ پر پہنچا دیا اور انہیں ترقی عطا فرمادی۔

## ایسی مستی ہمیں پسند نہیں

خلیفہ سید میاں جان محمد علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت پیرسائیس قدس اللہ سرہ نہر نصیر سے کشتیوں کے ذریعے گزر رہے تھے کہ ایک فقیر نے خلیفہ میاں سعید خان کے گھوڑے کو لٹھیاں مار کر کشتی میں چڑھایا۔ آپ گھوڑے کا حال دیکھ کر رنجیدہ ہوئے اور فرمایا کہ گھوڑے کو کس فقیر نے لٹھیاں ماری تھیں؟ وہ فقیر ہاتھ میں وہی لٹھی لئے آپ کے حضور آکھڑا ہوا۔

آپ نے فرمایا: جانور کو خواہ مخواہ ایسا ایذا نہیں دینا چاہیے!



اگر اسی طرح کوئی شخص اپنے بدن پر مار کر دیکھے تو اسکو دوسرے کے  
 حال کا پتہ لگ جائے۔ اُس فقیر نے وہی لاکھی دو تین بار اپنے بدن  
 پر چلائی۔ آپ نے فرمایا: ایسی مستی ہمیں پسند نہیں۔ ہم ہر شخص کو  
 پہنچاتے ہیں۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت علی کرم اللہ  
 وجہہ کسی راستہ سے گزر رہے تھے۔ اچانک آپ کا قدم مبارک ایک  
 چوینٹی پر پڑ گیا۔ جسکی وجہ سے وہ چوینٹی چکرا گئی اور حضرت علی چوینٹی  
 کے اس حال کو دیکھ کر پریشان ہو کر بیٹھ گئے۔ یہاں تک کہ وہ چوینٹی  
 سیدھی ہو کر چلی گئی، رات کو خواب میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ، رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام  
 نے فرمایا: اے علی! آج تو نے یہ کیا کر دیا کہ چوینٹی کو پاؤں تلے تار  
 ڈالا۔ اور اپنے پروردگار کو خود پر ناراض کر لیا۔ یہ چوینٹی اپنی جماعت  
 کی قائد ہے اور صدیقین سے ہے۔ جب سے اللہ تعالیٰ نے اسکو  
 پیدا کیا ہے۔ اس کا ایک بھی سانس یادِ الہی کے بغیر نہیں گذرا۔  
 سوائے اس گھڑی کے جب کہ تیرا پاؤں اس پر پڑا تھا۔ حضرت سنی یہ  
 حقیقت حال جان کر بڑے فکر مند ہوئے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام  
 کی خدمت میں عرض کی: یا رسول اللہ! مجھ کو اس خطا کی معافی کیونکر  
 مل سکے گی؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: وہ خاطر جمع رکھ۔ کہ  
 مہر وہی چوینٹی تیرے لئے سفارشی نبی ہے۔



## اقراری مجرم پر غصہ و عنایات

ایک عورت حضرت پیرسائیس قدسنا اللہ باسرارہ کے گھر سے کچھ چیزیں چھڑا کر لے گئی تھی۔ حضرت والا کے اہل خانہ نے آپ کی خدمت میں عرض کی: یا حضرت! یہ عورت چیزیں چھڑا کر لے گئی ہے۔ حضرت والانے اسکو بلایا اور غصہ کے ساتھ فرمایا: اے اماں! تو بیچ بیچ کہہ دے: اس عورت نے بیچ کہتے ہوئے چوری کا اقرار کر لیا اس پر حضرت والانے اس پر رحم و کرم فرما کر ایک چوڑا کپڑوں کا عنایت فرمایا اور اس کے حق میں دعا بھی فرمائی اور فرمایا کہ: اے اماں! ہم نے یہ غصہ تیری مہلدائی ہی کے لیے کیا تھا۔

:- بیت :-

ذمہ جاتا ذی پرچی تاپت پریا جنگ چھری کی پئی چھکیوں اچت پر

راضی ہو تو بیابان بھر دے ناراض ہو تو بھی دیتا ہے۔ اس سخی مرد کو دونوں اچھائیوں

خیال میں ہیں۔

## جس نے خدمت کی مخدوم ہو گیا

حضرت پیرسائیس قدسنا اللہ باسرارہ نے ارشاد فرمایا کہ: حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ مخلوق کی خدمت کرنے کے باعث واصل باللہ ہو گئے۔ اور وہ اپنے مریدوں کو بھی خدمت خلق کا حکم فرماتے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ: ہ



ہر کہ خدمت کر د اور مخدوم شد  
آنکہ خود را دید اور مخدوم شد  
جس نے خدمت کی وہ مخدوم ہو گیا۔ جس نے خود کو دیکھا وہ محروم رہ گیا۔

## اولیاء اللہ کو دو پستان عطا ہو گئے ہیں

خلیفہ محمود نظامانی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں 'لاٹ' کے فقیروں کی دعوت پر گیا ہوا تھا۔ وہاں لوگوں نے بخار اور دوسری بیماریوں کے لیے مجھے تعویذ مانگے۔ میں نے انہیں کہا کہ یہ کام ہم سے نہیں ہو سکتا۔ دوسرے بہت مولوی ہیں ان سے لکھو الو۔ اس کے بعد میں حضرت پیر سائیں قدس اللہ سرہ الاقدس کے حضور حاضر ہوا اور مندرجہ بالا وقت بیان کیا تو آپ نے فرمایا ایسا نہیں کرتا جیسے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء کو دودھ کے دو بھرے ہوئے پستان عطا شدہ ہیں۔ ایک معنوی فیض سے بھرا ہے اور دوسرا ظاہری فوائد سے بھرا ہوا ہے۔ پھر جو آدمی دنیاوی مراد کے لیے ان کے حضور آتا ہے اسکو ظاہری پستان سے حصہ دیتے ہیں اور جو طالب مولیٰ ہے اسکو معنوی پستان سے حقیقت و معرفت کا دودھ پلاتے ہیں۔

## شکر نعمت

حضرت پیر سائیں قدسنا اللہ باسرارہ کے وہاں کے وقت ایک شخص نے مسجد میں آکر اپنا مقصد بیان کیا کہ میں طلب مولیٰ اور مرید ہونے کیلئے آیا ہوں۔ خادم نے حضرت والا کی خدمت



میں اسکی درخواست پیش کی۔ حضرت والی نے اس شخص کو اپنے آرام کرنے کی جگہ میں طلب کر کے تلقین فرمائی اور اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لاتے ہوئے فرمایا کہ یہ الحمد للہ کہ اس نے جو کام فقیر پر رکھا تھا وقت وصال بھی اسی کام میں مشغول رکھا۔

## یقیناً ہمسواں کی خدمت کا حکم ملا ہے

حضرت پیرسائیں قدسنا اللہ باسرارہ نے فرمایا یہ ہم نے جو خلق کی تلقین اور دعوت الی الحق کا بیڑا اٹھایا ہے۔ وہ اسی طرح جسے کہ آقا اپنے غلام کے سامنے کستی اور کلہاڑی رکھ دے تو غلام سمجھ لے گا کہ مجھے کاشتکاری کا کام سپرد ہوا ہے۔ اور اس میں مشغول ہو جائے اسی طرح اس نے خلق کو ہماری جانب متوجہ کر دیا ہے۔ اس سے یقین ہے کہ ہمیں ان کی خدمت کا حکم ہے۔ خدا کرے کہ تاحیات اس کام میں کوئی بھی قصور نہ ہو۔

## بیمار بڑھیا کی خدمت کا صلہ

ایک دن حضرت پیرسائیں قدس اللہ سرہ الاقدس علاقہ کچھو کے قلعہ لکھپت بندر میں تشریف فرما ہوئے اس شہر میں قوم سہین کے تین بھائی تھے۔ دو حضرت والا کے مرید تھے اور ایک "ویدھل شاہ" کا مرید تھا۔ اس پر حال کا بہت غلبہ ہو گیا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ عالم بے خودی میں محبت و شوق میں آہ و زاری کرتا اور اسنو بہایا کرتا تھا۔ میں نے اسکو پکڑ کر حضرت والا کے حضور حاضر کیا حضرت



نے بیان فرمایا کہ ”ویدھل شاہ“ اپنے مکان میں ہم سے ملاتی ہوا تھا  
میں نے اس سے پوچھا کہ تمہارا مرشد کون ہے؟ اس نے جواب دیا  
کہ ”ایک دن میں نے ایک بڑھیا بیمار عورت دیکھی۔ اس کے بالوں  
میں جوئیس بہت زیادہ تھیں۔ بال بکھرے ہوئے اور خاک آلود تھے  
میں نے اس کے بالوں میں تیل لگایا اور کنگھی کر کے جوئیس نکال  
کر اس کی خدمت کی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بخشش اسی کے صلہ میں فرمائی  
ہے“

## میں نے خدمت کی ہے کہ.....

حضرت پیرسائیں قدسنا اللہ بامرہ نے ارشاد فرمایا کہ ”کوئی  
حکم سوار سو کر تنہا کسی نہر پہ پہنچا۔ وہاں اس نے ایک بوڑھے آدمی کو  
دیکھا جو اپنے کپڑے دھو رہا تھا۔ حکم گھوڑے سے اتر کر اس  
بوڑھے کے پاس آیا اور اس سے کپڑے لے کر خود دھونے لگا۔  
اور بولا کہ ”اے پیرمرد! تو اگر جوانی میں کسی کی خدمت کرتا تو وہ  
تیرے اس بڑھاپے میں تیرے کپڑے دھوتا“ وہ بوڑھا صاحب  
حال اور باکمال تھا۔ اس نے اس کو جواب دیا کہ ”میں نے  
اس قدر خدمت کی ہے کہ تجھ جیسے حکم بھی مجھ سے کپڑے بیگردھو  
دیتے ہیں۔ جیسا کہ ایک بزرگ نے فرمایا ہے۔

ہر کہ خدمت کردا و محروم شد

ہر کہ خود را دید او محروم شد



## حضرت فقیر کھار علیہ الرحمۃ

حضرت پیر سائیں قدسنا اللہ باسرارہم حضرت فقیر کھار (جو میاں نور محمد عیسیٰ علیہ الرحمۃ کے قبوں میں رہائش پذیر تھا) کی بڑی تعریف فرماتے تھے وہ بچے مُریدوں اور صاحب حال طالبوں میں سے تھا۔ فقرا کی آمد و رفت کے راستے پر بیٹھا تھا۔ فقرا کی بڑی خدمت کیا کرتا تھا۔ حضرت والا فرمایا کرتے تھے کہ: "اگر کسی نے اس قرنی (رضی اللہ عنہ) کو نہیں دیکھا تو وہ اس فقیر کی زیارت سے مشرف ہو۔ اس فقیر کا معمول یہ تھا کہ وہ درگاہ مبارک پر حاضر نہ ہوتا تھا۔ دوسرے فقیروں کے ذریعہ سلام بھیج دیا کرتا تھا۔ فقرا کی اس قدر خدمت کرتا کہ شب و روز اسی میں مصروف رہتا تھا۔ جب فقرا اس کے پاس سے رخصت ہوتے تو اس وقت رو دیتا تھا۔ روتے ہوئے انہیں رخصت کرتا تھا۔"

## اندھے کی راہنمائی کا اثر

خليفة میاں امید علی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک دن حضرت پیر سائیں قدس سترہ نے حدیث شریف سے بیان فرمایا کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "جو شخص اندھے کو چاہے قدم آگے لے جائے گا۔ اس کو اللہ تعالیٰ بغیر حساب جنت عطا فرمائے گا۔"

اے عزیز! جبکہ ظاہر کا اندھے کی مدد کرنے سے اتنا ثواب ملتا



ہے تو پھر جن کی دل کی آنکھیں حرمِ نفسانی اور خطراتِ شیطانی سے اندھی ہو چکی ہیں ان کا علاج بفرہدایت اور نورانی رہنمائی سے کیا جائے تو کس قدر ثواب و مرتبہ حاصل ہوگا۔

ظاہری اندھے کو مدد کر کے گڑھے، کنویں میں گرنے اور کانٹوں میں پڑنے سے بچایا جاسکتا ہے اور دل کے اندھے کو کفر و گمراہی سے بچایا جاسکتا ہے۔ پہلا کام تو ہر شخص کر سکتا ہے لیکن یہ دوسرا کام اہل اللہ حضرات کے سوا دشوار ہے۔



## جنت میں کوئی بڑھیا نہ جائیگی

حضرت پیرسائیں قدسنا اللہ باسرارہ العزیز نے حدیث شریف سے بیان فرمایا کہ ۱۰ ایک بڑھیا سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہوئی۔ اس نے دو تین مرتبہ عرض کی کہ یا رسول اللہ! دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو جنت عطا فرمائے ۱۰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے یہی فرمایا کہ ۱۰ جنت میں کوئی بڑھیا نہ جائیگی ۱۰ بڑھیا جنت غمگین ہوگئی۔ تب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یہ جنت میں اس جہان کے سب بوڑھے مرد خواہ عورتیں جوان ہو کر جائیں گے ۱۰

## اب تولوٹ بیچ گئی ہے

حضرت پیرسائیں قدسنا اللہ باسرارہ شہداد پور کے قریب قصبہ باقر فقیر میں محمد فقیر دھولی کی دعوت سے فارغ ہو کر سوار ہوئے تو اسی علاقے کے ایک فقیر نے عرض کی ۱۰ یا حضرت! ہمارے گاؤں تشریف فرما ہو کر زیارت کرا دیں ۱۰ آپ نے اس کے ہاں جا کر زیارت کرا لی۔ وریں اثناء ایک عورت نے عرض کی ۱۰ قبلہ! میں نے کریر کے ڈیلے پکائے ہیں اگر قبول فرمائیں تو حاضر کر دوں ۱۰؟  
آپ نے فرمایا ۱۰ اماں! لے آئے ۱۰ وہ ایک پیالے میں ڈیلے لیکر آئی  
حضرت والا کے ارشاد پر سب فقیروں نے ڈیلے کھانے شروع کئے ایک فقیر نے کھلی مہر کر اٹھالیے پھر اسی طرح دوسرے فقراء نے بھی مٹھیاں بھر بھر کر اٹھا  
اس پر آپ نے بھی کچھ ڈیلے اٹھاتے ہوئے فرمایا ۱۰ اب تولوٹ بیچ گئی ہے ۱۰



## یار! یہ فقیر تو زور آور نہیں

ایک دفعہ ایک شہری بلوچ حضرت پیر سائیں قدسنا اللہ بامرہ کی خدمت میں حاضری دینے آیا۔ فقیروں نے زبردستی اس کی موٹھیں کاٹ دیں۔ اس پر وہ بلوچ ناراض ہو کر حضرت والا کی خدمت میں فریاد لیکر آیا۔ آپ نے اپنے لبوں پر ہاتھ رکھ کر مزاحاً فرمایا: یار یہ فقیر تو زور آور ہیں۔ انہوں نے تو ہمارے ساتھ بھی یہی کاروائی کر دی ہے!!

## مگر پیٹ کو پھاڑ ڈالنا حرام ہے

محاب فقیر سخرانی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت پیر سائیں قدسنا اللہ بامرہ الخزینہ کو دعوت دیکر میں اپنے گھر لے آیا۔ اور کھانے کے لیے چاولوں کا حریرہ پیش خدمت کیا حضرت والا نے اپنی جانب سے کچھ تناول فرما کر ہاتھ کھینچ لیا۔ میں نے اس خیال سے کہ آپ مزید کچھ تناول فرمائیں، عرض کی: یا حضرت! برتن کو چاٹ کر صاف کرنا سنت ہے؟ آپ نے فرمایا: برتن کو چاٹ کر صاف کرنا بلاشبہ سنت ہے مگر پیٹ کو پھاڑ ڈالنا حرام ہے!!



## میں نے تو سمجھا تھا کہ ....

خلیفہ میاں غازی خان علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت پیر سائیں قدسنا اللہ باسرارہ العزیز نے مجھ کو نماز عشاء کے لئے اذان کہنے کا حکم فرمایا۔ میں نے درمیانی آواز سے اذان کہہ دی۔ آپ نے فرمایا: "میں نے سمجھا تھا کہ جتنا تیرا قد ہے اسی کے مطابق تو بلند آواز سے اذان کہیگا۔"

## اے سارنگ تو برسے گا بھی یا ....؟

خلیفہ میاں سارنگ علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ سخت گرمی کے دنوں میں حضرت پیر سائیں قدسنا اللہ باسرارہ العزیز کے ہمراہ سفر میں تھا۔ برسات کا موسم ہونے کی وجہ سے ہوا بند اور جس مہتا حضرت والہ نے مزاحاً فرمایا: "اے سارنگ تو برسے گا بھی یا صرف گرمی ہی کرے گا؟" میں نے عرض کی: "یا حضرت! سارنگ بغیر جس کے نہیں برسا کرتا۔"

واضح رہے کہ، سندھی زبان میں سارنگ موسم برسات کو بھی کہتے ہیں۔

## پاکیزہ سزا

رمضان فقیر سہتہ علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں اپنی اہلیہ ستماء سد دوری کے ہمراہ حضرت پیر سائیں قدسنا اللہ باسرارہ کی قدسوسی کے لئے درگاہ مبارک پہنچا۔ حضرت والہ نے ہمیں دیکھتے



ہی فرمایا: "روزے گئے اور رمضان آگیا" یہ سن کر حاضرین فقراء و  
 روزے ادا کرنے پر شکرانہ بجالائے۔ آپ نے فرمایا: "لیکن سدورہ"  
 تو ابھی باقی ہے۔"

فقروں نے عرض کی: "قبلہ سدورہ، تو معاف ہی ہو جائے"  
 اس پر میر کا اہلیہ "سدورہ" نے عرض کی: "قبلہ! میں تو خیر احسان  
 کر ہی دوں اگر رمضان" بھی معاف کر دے"  
 (سندھ میں عید الفطر کے بعد سوال کے چھ روزے رکھنے کو "سدورہ"  
 کہتے ہیں۔)

ہم کدو کیلے بھی ایک گوشہ چھوڑ دیں گے

یہی رمضان فقیر بیان کرتا ہے کہ ایک دفعہ حضرت پیرائیس  
 قدسنا اللہ بامرارہ "سندھ بہادر نظامانی" کے قریب وریا کے کنار  
 رونق افروز ہوئے۔ وہاں نظامانی فقروں نے خیمہ وغیرہ کا انتظام  
 کر رکھا تھا۔ حضرت والا، جب آرام فرما چکے تو فقیر نے آپ سے  
 عرض کی: "قبلہ! مجھ مسکین کے گھر میں طعام تیار ہے۔ اللہ دعوت  
 قبول فرمائیں" آپ ازراہ کرم، روانہ ہو گئے، راستے میں خلیفہ سلطان  
 فقیر نے عرض کی: "قبلہ! میں نے آپ کی خاطر اپنے گھر میں کدو کا  
 سالن تیار کرایا ہے۔"

آپ نے خوش طبعی سے فرمایا: "خلیفہ! پھر ہم کدو کے لیے بھی  
 ایک گوشہ چھوڑ دیں گے۔"



## بھینسیں لستی سے بھر کر آئی ہیں

خلیفہ میاں لقمان علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت پیر سائیس قدسنا اللہ باسرارہ الخزینہ رلاڑ، کا سفر کرتے ہوئے۔ شہداد پور کے قریب پہنچے تو لوگوں نے بڑی مقدار میں لستی پیش خدمت کی اور سب نے حضرت والائے لستی پینے کی درخواست کی آپ نے سب کی دجھولی کے لیے ایک ایک گھونٹ لستی پی لی۔ لیکن اس کے بعد بھی لوگ لستی لاتے اور پیش خدمت کرتے رہے۔ اس پر حضرت والائے فرمایا کہ ایک آدمی کے پاس بہت زیادہ بھینسیں تھیں۔ اس کے باوجود وہ اپنے بچوں کو دودھ کا ایک گھونٹ بھی نہ دیتا تھا بلکہ کچھ فروخت کر دیا کرتا اور کچھ لستی کے لیے رکھ لیتا تھا۔ بچوں کو صرف لستی پلا کر ہی خوش رکھتا تھا۔ اس لیے بچے جب بھینسوں کو شام کے وقت آتی دیکھتے تو اونچی آواز سے کہنے لگتے۔ اچھی کھنڈیوں آہوں آکر پڑی یعنی بھینسیں لستی سے بھر کر آئی ہیں۔

## کھانے حرام ہیں، پانخانہ حلال کرتے ہیں

حضرت پیر سائیس قدسنا اللہ باسرارہ نے فرمایا کہ "ملا حرام کھاتے ہیں اور پانخانہ حلال کرتے ہیں۔ یعنی پہلے تو طعام یا کوئی اور چیز جو دوسرے کسی کی ہوتی ہے وہ مالک کی اجازت کے بغیر کھا لیتے ہیں بعد میں حیلے اور فریب سے کہتے ہیں تیری فلاں چیز ہے ہاتھ آگئی مگھی لیکن بے خبری میں ہم نے اسکو بغیر اجازت کھا لیا ہے۔"



اب اگر براہ مہربانی بخش دے تو احسان ہوگا ورنہ قیمت تمامے تاکہ ادا کر دیں؟ بالآخر وہ بالک حیار کی وجہ سے بخش دیا کرتا ہے۔ اسلئے ان کا کھانا حرام اور قضا حاجت حلال ہو جایا کرتی ہے۔ اے عزیز! یہ مثال ملاؤں کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ جو کوئی بھی ایسا کرے گا۔ وہ اسی میں داخل ہے۔

## تیر کی جوئی چس بہت کرتی ہے

قاضی محمد شفیع علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت پیر سائیں قدس اللہ بامرہ سخت گرمی میں زوال سے ذرا پہلے یا بعد، ایک جنازے کی نماز پڑھانے تشریف لے گئے، واپسی پر بازار سے گذر رہے تھے یہ فقیر بھی آپ کے ہمراہ تھا۔ میری جوئی سے چس، چس کی آواز سن کر سید قابل شاہ کے فرزند سید عوث محمد نے کہا: تیر کی جوئی چس بہت کرتی ہے، یہ کیوں؟ میں نے کہا: ہاں، یہ ذکر کرتی ہے! ہماری گفتگو سن کر حضرت والا نے پوچھا: تم کیا کہہ رہے تھے؟ میں نے ساری بات عرض کر دی۔ اس پر آپ نے مسکرا کر فرمایا: ہمارے شہر کے جو لاہوں کی طرح ذکر کرتی ہے۔

اے عزیز! حضرت والا کا معمول تھا کہ شہر کے جو لاہوں کو حلقہ ذکر میں جماعت کے ساتھ زبردستی بٹھایا کرتے تھے۔ تاہم اگر کوئی حلقہ ذکر میں شامل نہ ہوتا تو اسکو سوٹیاں مار کر ذکر میں بٹھاتے تھے۔ اسی طرح محمد شفیع کی جوئی بھی، گرمی اور پاؤں کے دباؤ کے سبب چیخ رہی تھی۔



## توبے نفس جو ٹھہرا!

عبداللہ فقیر کھوواہی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک دن حضرت پیر سائیں قدسنا اللہ بامرارہ علاقہ کچھ کے شہر "بھج" سے سندھ کی طرف آرہے تھے۔ نذرانہ میں ملی ہوئی کھیر (شیر برنج) عالی فقیر کے پاس تھی اور نذرانہ کی گاہریں فیروز فقیر کے پاس تھیں۔ جب شہر سے باہر آئے تو آپ نے مجھ کو حکم فرمایا کہ یہ نظم سناؤ: "سردھ نہ ویں رات کو بخوئی کھو نہ؟" فقیر نے آپ کی سواری کے ساتھ چلتے ہوئے یہ نظم سنا کر پوری کی۔ اتنے میں فیروز فقیر نے چاقو سے گاہریں صاف کر کے آپ کے حضور پیش کیں۔ آپ نے کچھ گاہریں تناؤں فرمائیں۔ عالی فقیر نے کہا: "تبد! معلوم نہیں کہ کیا وجہ ہے کہ مجھ کو گاہروں سے کھیر زیادہ پسند ہے؟" آپ نے فرمایا: "توبے نفس جو ٹھہرا!"

## اگر توری عطا ہوئیں تو پھر

## تو کیسے کرے گا؟

خلیفہ محمود نظامانی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں شکار پورہ کے قریب قصبہ "تھڈی" میں حضرت پیر سائیں قدسنا اللہ بامرارہ کے حضور حاضر تھا۔ میزبان نے گندم کی روٹی اور چنے پیش خدمت کئے۔ آپ نے فرمایا: "چنوں میں تین خاصیتیں ہیں۔ جو مردوں



کے لئے مقوی باہ ہیں، میں نے عرض کی، یا حضرت! آیا میں  
 کھا سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا، تو مجر د ہے۔ تو قوتِ باہ کو  
 کیا کرے گا؟ پھر مسکراتے ہوئے۔ (بمصدق الہنزل فی الکلام  
 ہ تلذذ فی الطعام) فرمایا، اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے  
 تجھے حوریں عطا کر دیں تو پھر تو کیا کرے گا؟ میں نے عرض کی  
 ، یا حضرت! بندے کو دو جہان میں حضرت والا کی زیارت ہی کافی  
 ہے، آپ نے فرمایا، یہ تو میں جانتا ہوں کہ تم طالبِ خدا ہو،  
 تاہم حوریں ضرور عطا کی جائیں گی، اس پر میں نے عرض کی، یا حضرت!  
 تو پھر دونوں جہان کا حساب بھی انہی سے لیا جائے گا، یہ سن کر آپ  
 رومال منہ پر رکھ کر مسکانے لگے۔

## زور دینے میں تیری نیت یہی تھی نا

قاضی محمد شفیع علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میر جاہم ٹاپیر کی دعوت  
 کے موقع پر میں نے حضرت پیر سائیں قدسنا اللہ باسرارہ کی کمر  
 اور نیت کو زور دیتے دیتے لیکھا ایک آپ کو اپنی آغوش میں لے  
 لیا۔ آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا، زور دینے میں تیری یہی نیت  
 تھی نا، پھر تمثیلاً فرمایا کہ، تین دوست تھے۔ ایک گنجا، دوسرا کاہل  
 اور تیسرا آنکھوں میں خارش والا، ایک دن تینوں نے آپس میں عہد  
 کیا کہ آج گنجا۔ اپنے سر کو نہ کھجائے۔ کاہل، انگریزی نہ لے اور  
 آنکھوں کی خارش والا اپنی آنکھوں کو نہ ملے۔ مگر کاہل نے یہ  
 کہتے ہوئے کہ میرے باپ کی کمان اتنی سخت تھی کہ میں دونوں باہوں



سے مشکل چپہ چڑھا سکتا تھا۔ انگریزی لے گیا۔ اسی طرح چنہا (انکھوں میں خارش والا) اپنے دُنے کے سینگوں کا نمونہ بتانے کے ہاتھ اپنی آنکھیں مل گیا۔ یہ دیکھ کر گنجا دونوں ہاتھ اپنے سر پر پار کر فریاد کرتے ہوئے بولا: تم دونوں تو مسکرو فریب سے اپنی عادت پوری کر گئے۔ اور اسی طرح وہ بھی اپنی عادت پوری کر لینے میں کامیاب ہو گیا۔

## محمد شفیع کو ہم خنثی کے ساتھ پہنچانے کا

خلیفہ محمود نظامانی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں حضرت پیر سائیں قدسنا اللہ بامرہ الغریز کی قدمبوسی کے لیے درگاہ مبارک پہنچا تو معلوم ہوا کہ آپ دریا کے اس پار تشریف لے گئے ہوئے ہیں۔ ہم پانچ چھ فقروں نے بھی اسی طرف کا رخ کر لیا۔ ہم جب دریا کے اس طرف پہنچے تو حضرت والا اس طرف پہنچ چکے تھے۔ ہم آپ کی قدمبوسی مشرف ہو کر ان کے ہمراہ درگاہ مبارک پہنچے۔ راتے میں سہتہ فقیر ہنگوڑہ نے بطور خوش طبعی حضرت والا کے حضور عرض کی: یہ قبلہ! محمد شفیع کہتا ہے کہ میں سہتہ فقیر کی بوی جیسی بوی سے شادی کر دوں گا۔ آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا: ہم محمد شفیع کو خنثی کے ساتھ بیاہیں گے۔ بندہ نے ڈرتے ہوئے خنثی کا معنی پوچھا تو آپ نے فرمایا: خنثی کو مراد نہ اور زنانہ عضووں کے نشان ہوتے ہیں۔ چھ مہینے اس کے ایک عضو میں اور چھ مہینے دوسرے عضو میں طاقت رہتی ہے۔ بندہ نے



عرض کی بے قبیلہ! جب غنٹے کے مردانہ عضو میں طاقت آئی تو پھر کیا  
 کیا جائے گا! آپ نے یہ بات کاٹتے ہوئے فرمایا: تیرا نکاح  
 ہم حقیقت اور طرفیت سے کرائیں گے!۔

## مزاح و عنایت خسروانہ

ایک دفعہ حضرت پیرسائیں قدسنا اللہ باسرارہ العزیز نے  
 لاڑکانہ، میں صاحبزادہ صبغۃ اللہ علیہ الرحمۃ کے ہاتھوں رحیم داد  
 قوال کے ساتھ خوش طبعی کرائی۔ رحیم داد قوال لونگ، سے چڑھتا تھا  
 حضرت صبغۃ اللہ نے کسی فقیر کے ہاتھوں، رحیم داد قوال کے ہاتھ  
 پر لونگ، رکھوا دیئے۔ جس پر رحیم داد فقیر نے نہ صحت یہ کہ غصہ  
 میں آکر لونگ پھینک دیئے بلکہ اپنے سر سے ٹوپی اتار کر پھینک  
 دی اور اپنے کپڑے بھی، پھاڑ ڈالے۔ حضرت والہ نے مسکراتے  
 ہوئے رحیم داد قوال کو نئے کپڑے عطا فرمائے پھر ریشمی ٹوپی  
 بھی عنایت فرمائی۔



# مختصر تعارف خاندان عالیہ سیدیہ

== پیران پاگارا ==

از قلم: مفتی محمد عبدالرحیم سکندری (شاہ پوچا کرندھ)

مُحَمَّدٌ وَآلُفِصْلَىٰ عَلَىٰ رَسُولِهِ الْكَرِيمِ - آمَّا لَعَنُودُ

یہ امر انتہائی مسرت انگیز ہے کہ ابوالحسن قادری نے ملفوظات شریف، حضرت پیر سائیس روزہ دہنی علیہ الرحمۃ کی تلخیص اور ترجمہ اردو کیا ہے۔ صاحب موصوف مشہور و معروف ادیب، مؤرخ اور متعدد کتب کے مصنف ہیں۔ ان کی تصنیفات، تاریخ وہابیہ، تنویر الایمان، تنویر البرہان، تبصرہ بر تذکرہ پیران پاگاہ اور معدن اخلاق، اس قدر مقبول ہوئیں کہ ان کے پہلے ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گئے اور سہوڑ ان کتابوں کی مانگ روز بہ روز بڑھتی جا رہی ہے۔

ملفوظات حضرت پیر سائیس روزہ دہنی علیہ الرحمۃ کی تلخیص اور اس کا اردو ترجمہ کرنا ابوالحسن قادری کا ایک مزید قابل ستائش کارنامہ ہے۔ یہ ملفوظات مبارکہ جس عظیم المرتبت ولی کامل کی زبان حق ترجمان کے ارشادات ہیں۔ ان کا مختصر تعارف کرادینا ضروری سمجھتا ہوں تاکہ قارئین ان سے اور ان کے خاندان عالیہ سے متعارف ہو سکیں۔



حضرت قطب الاشاہ و شہداء محمد راشد شاہ قدسنا اللہ باسرارہ العزیز

## المقلب بفر پیرائیں روزہ و ہمنے

آپ صحیح النسب سادات کرام کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ کا شجرہ نسب حضرت امام عالی مقام حسین علیہ السلام سے متصل ہے۔ آپ کے جدِ اعلیٰ سید علی مکی ہاشمی علیہ الرحمۃ پانچویں صدی ہجری میں ہندوستان میں وارد ہوئے تھے۔ ان دنوں سندھ کی ایک ریاست کا والی ہندو راجہ دلوئے بڑا شقی القلب، ظالم اور انتہائی بدکردار شخص تھا۔ ریاست میں کوئی حسین و خوبرو لڑکی یا عورت اکی ہوئی شہوت رانی سے محفوظ نہ تھی۔ جو کوئی اس کی ان ظالمانہ حرکات پر معترض ہوتا یا اسکی ہوس رانی میں رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کرتا بے دریغ موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا تھا۔

اس کے علاوہ یہ بد بخت راجہ مذہب اسلام سے شدید نفرت رکھتا تھا۔ مسلمانوں کا جانی دشمن تھا۔ جو مسلمان اس کے ہاتھ لگ جاتا اس پر بے حد ظلم و تشدد کرتا تھا۔ مسلمانوں کا مال و متاع لوٹ کر انکو قتل کر دیا کرتا تھا۔ اس کے ظلم و ستم، بدکرداری اور اسلام دشمنی کی اطلاع جب اس دور کے عباسی خلیفہ تک پہنچی تو عباسی خلیفہ نے سید علی مکی ہاشمی کو اس ہندو راجہ کی سرکوبی پر مامور کیا۔ سید علی مکی ہاشمی مجاہدین کی ایک فوج نضر مومج لیکر سندھ وستان پہنچے انہوں نے راجہ دلوئے سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنے ظلم و ستم اور مسلمانوں پر ظلم ہانے سے باز آجائے اور آئندہ کے لیے اپنی بدکرداریوں سے باز رہنے



کی ضمانت دے۔ لیکن دتورائے اسپر آمادہ نہ ہوا۔ اور اپنی فوج لیکر  
مقابلے پر نکل آیا۔ اس نے لشکر اسلام کی تعداد کم دیکھ کر بلا توقف  
مجاہدین اسلام پر حملہ کر دیا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مجاہدین اسلام نے اس  
کے لشکر کو کچل کر رکھ دیا۔ دتورائے مقتول ہوا۔ اور لشکر کفار تتر بتر  
ہو گیا۔ سپہ سالار علی مکی ہاشمی نے اس ریاست پر قابض ہو کر اسلامی  
عدل و مساوات پر مبنی نظام قائم کیا۔ مسلمانوں کے اعلیٰ اخلاق اور  
عدل و انصاف کو دیکھ کر باشندگان ریاست نے سکھ کا سانس یا  
اور یہ لوگ رفتہ رفتہ مذہب اسلام قبول کرنے لگے۔

راجہ دتورائے کے خاندان میں سے بھی بہت سے افراد مسلمان  
ہو گئے۔ سید علی مکی ہاشمی نے دتورائے کی ایک بیٹی کے ساتھ جس  
نے بے رضا و رغبت اسلام قبول کر لیا تھا۔ نکاح کیا۔ کچھ عرصہ وہاں  
مقیم رہنے کے بعد آپ رخصت ہو کر "سیوہن" پہنچے اور سیوہن  
کے جنوب میں بمقام رلگی، چشمہ ہارون کے قریب سکونت پذیر ہو  
گئے۔ یہاں بھی آپ کے اخلاق اور تعلیم رشد و ہدایت سے متاثر  
ہو کر بہت سے غیر مسلم مسلمان ہو گئے اور آپ کے مرید بن گئے۔  
سوڈھے راجپوتوں کی ساری ہندو برادری نے بھی مذہب اسلام قبول  
کر لیا۔ اور یہ سب علی مکی ہاشمی کے مرید ہو گئے۔ آپ نے اس برادری  
میں سے بھی ایک دو شیزہ سے نکاح کیا۔ جس کے بطن سے  
حب ذیل چار فرزند تولد ہوئے۔

- ۱۔ سید محمد شاہ ۲۔ سید احمد شاہ ۳۔ سید ابوبکر عرف سید چکین شاہ
- ۴۔ سید حاجی شاہ عرف شیخ برکھبہ۔



سید علی مکی ہاشمی اپنی آخری عمر میں اپنے وطن مالوٹ ملک عرب تشریف لے گئے۔ لیکن آپ کے یہ چاروں فرزند ہمیں سکونت پذیر ہے انہی سے سندھ میں سادات کرام کا خاندان، لکیاری، پھلا پھولا اور پھیلا۔ یہ خاندان، سادات لکیاری، کے لقب سے مشہور و معروف ہے۔

سید علی مکی ہاشمی کے چاروں فرزندوں میں سے آپ کے دوسرے فرزند سید احمد شاہ ولایت کے اعلیٰ مقامات پر فائز تھے ان کے فرزند سید محمد شاہ عرف شاہ صدر بھی بلند پایہ ولی اللہ ہوئے بقول حضرت خواجہ بختیار کاکی علیہ الرحمۃ جس کی انہوں نے اپنی تصنیف میں تصریح فرمائی ہے۔ سلطان الہند خواجہ معین الدین چشتی اجمیری قدسنا اللہ باسرارہ العزیزان کی ملاقات کے لئے انکے پاس تشریف لائے تھے۔

حضرت سید محمد شاہ عرف شاہ صدر علیہ الرحمۃ۔ اکثر اوقات علم استغراق میں رہتے تھے۔ آپ نے گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی۔ لوگوں سے بہت کم ملتے تھے۔ جب کوئی شخص حاضر خدمت ہوتا تو آپ اسے دیکھ کر آسمان کی جانب دیکھتے پھر زمین کی جانب دیکھ کر بے اختیار رو پڑتے تھے۔

جب کوئی آپ سے پوچھتا، حضرت آپ کے اس قدر رونے کا کیا سبب ہے؟ تو فرماتے: بھائیو! تمہیں یہ خبر نہیں کہ اہل قبور سے کیا برتاؤ ہو رہا ہے۔ اگر تم اس سے واقف ہو جاتے تو مجھ سے بھی زیادہ روتے۔



روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سید عثمان شاہ مروندی مقرب شہباز قلندر علیہ الرحمۃ کشتی میں سوار ہو کر دریائے سندھ میں سفر کر رہے تھے۔ جب شاہ صدر کے مکان کے قریب سے گذر رہے تھے تو شاہ صدر نے اپنی ہمت باطنی سے شہباز قلندر کی کشتی کو روک لیا۔ شہباز قلندر نے بھی نور باطنی سے جان لیا کہ کس ہمتی نے میری کشتی کو روکا ہے۔ کشتی سے اترے اور شاہ صدر کے پاس آگئے شاہ صدر نے آپ کو خوش آمدید کہا۔ خوب خاطر تواضع کی چونکہ شاہ صدر عمر کے لحاظ سے بڑے تھے۔ اس لئے شہباز قلندر بھی نہایت نیاز مندی سے پیش آئے۔ دوران گفتگو شاہ صدر نے شہباز قلندر سے فرمایا: "آپ یہیں سندھ میں سکونت پذیر ہو جائیں۔ جو اب شہباز قلندر نے سامنے پڑا ہوا پیالہ دودھ سے لبالب بھر دیا۔ یہ اشارہ تھا کہ علاقہ سندھ تو اویار اللہ سے بھر لو رہے۔ میرے لئے گنجائش کہاں؟ حضرت شاہ صدر نے بھی اس اشارے کا جواب اشارے سے دیتے ہوئے گلاب کا ایک پھول پیلے میں رکھ دیا مطلب یہ تھا کہ جس طرح یہ پھول دودھ پر تیر رہا ہے۔ اسی طرح آپ بھی یہاں قیام فرما سکتے ہیں۔"

اس پر شہباز قلندر نے فرمایا: "شاہ صدر سیک نظر است"

شہباز قلندر شاہ صدر سے رخصت ہو کر کشتی میں سوار ہوئے "سیوہن شریف" پہنچے تو وہاں رات کو ٹھہر گئے۔ آپ کی کورامت سے اس رات بازار حسن میں بدکار مرد و عورت بدکاری پر قادر نہ ہو سکے کہ ان کی شہوت یکسر غائب ہو چکی تھی۔ سب حیران رہ گئے کہ۔ یہ ماہرا



کیا ہے؟ صبح یہ خبر مشہور ہوئی کہ شہر میں ایک مردِ خدا وارد ہوئے ہیں۔ لوگ کچھ گئے کہ یہ انہی کی کرامت کا کرشمہ ہے۔ سب کے سب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تائب ہو کر آپ کے مرید بن گئے۔ حضرت شہباز قلندر کو مستقل قیام کے لیے یہ مقام پسند آیا۔ چنانچہ آپ یہیں مقیم ہو گئے۔ آپ نے تمام عمر شادی نہیں کی تھی۔ ایسے آپ کی کوئی اولاد نہ تھی۔ آپ کی سجادہ نشینی کے فرائض آج تک سادات لکیاری سرانجام دے رہے ہیں۔ المنقہ، حضرت علیؑ کی ہاتھی علیہ الرحمۃ اور ان کی اولاد کے نور ولایت سے سندھ کا تمام علاقہ منور ہے ایک طرف شاہ صدر کے پوتے سید غازی شاہ آراضی والے کے خلیفہ مجاز حضرت مخدوم نوح علیہ الرحمۃ "ہالہ شریف" کے فیض سے سندھ کا اکثر علاقہ فیضیاب ہے تو دوسری طرف اسی خاندان میں سید کھٹن شاہ کی اولاد سے سید محمد بقاشاہ شہید آسمان رشد و ہدایت کے آفتاب عالمتاب بن کر سرزمین سندھ پر چمکے آپ ہی خاندانِ عالیہ راشد یہ و پیرانِ پاگارا کے جد امجد ہیں۔ جن سے سندھ کا اکثر علاقہ اور راجستان اور رحیم یار خان تک پنجاب بھی فیضیاب ہے۔



# شجرہ نسب خاندان راشدیر، پیران پاگار

- ① حضرت سید شاہ مردان شاہ ثانی عرف سکندر علی شاہ چھٹ دھنی  
موجودہ سجادہ نشین، پاگار، ہفتم۔
- ② بن حضرت سید حاجی پیر محمد صبغت اللہ شاہ ثانی شہید، سورہیہ! (بگ دھنی)
- ③ بن سید شاہ مردان شاہ اول (کوٹ دھنی)
- ④ بن سید محمد حزب اللہ شاہ مسکین (تخت دھنی)
- ⑤ بن سید علی گوہر شاہ اول اصغر (بنگلہ دھنی)
- ⑥ بن سید محمد صبغت اللہ شاہ اول (تجر دھنی)
- ⑦ بن سید محمد راشد شاہ (روزہ دھنی)
- ⑧ بن سید محمد بقا شاہ شہید (پٹ دھنی)
- ⑨ بن سید محمد امام شاہ ⑩ بن سید محمد فتح شاہ
- ⑪ بن سید شکر اللہ شاہ ⑫ بن سید عثمان شاہ
- ⑬ بن سید گھٹن شاہ ⑭ بن سید خنجر شاہ
- ⑮ بن سید بولن شاہ ⑯ بن سید حسین شاہ ثالث
- ⑰ بن سید میر علی شاہ ⑱ بن سید ناصر الدین شاہ
- ⑲ بن سید عباس شاہ ثانی ⑳ بن سید قنصل اللہ شاہ
- ㉑ بن سید شہاب الدین شاہ ㉒ بن سید بہاؤ الدین شاہ
- ㉓ بن سید محمود شاہ ㉔ بن سید محمد شاہ
- ㉕ بن سید حسین شاہ ثانی ㉖ بن سید ابو بکر عرف چھکن شاہ
- ㉗ بن سید علی مکی ہاشمی ㉘ بن سید عباس شاہ



- ۲۹ بن سید زید شاه  
 ۳۰ بن سید اسد اللہ شاه  
 ۳۱ بن سید عمر شاه  
 ۳۲ بن سید حمزہ شاه  
 ۳۳ بن سید ہارون شاه  
 ۳۴ بن سید عبد اللہ شاه  
 ۳۵ بن سید حسین شاه اول  
 ۳۶ بن سید امام علی رضا  
 ۳۷ بن امام موسیٰ کاظم  
 ۳۸ بن امام جعفر صادق  
 ۳۹ بن امام محمد باقر  
 ۴۰ بن امام زین العابدین  
 ۴۱ بن امام حسین  
 ۴۲ بن امیر المومنین علی

از تفسیر مفتاح رشد اللہ



و



شجرہ سید نور الحق شاه



# نجرہ خاندان سلسلہ قادریہ پیران پاکار

سرکارِ دو عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ، حسن بصری ، شیخ داؤد ، معروف کرخی  
 سری سقطی ، شیخ جنید بغدادی ۔ شیخ ابوالفضل ، شیخ ابوالفرج  
 شیخ ابوالحسن ، شیخ ابوسعید ، غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی ، شیخ سیف الدین  
 شیخ احمد ، شیخ سید علی ، شیخ محمد مسعود ، شیخ سید امیر ، شیخ شمس الدین  
 شیخ محمد غوث شاہ ، شیخ عبدالقادر ثانی ، شیخ عبدالرزاق ، شیخ سید حامد  
 شیخ عبدالقادر ثالث ، شیخ شمس الدین ، شیخ سید حامد شاہ ، شیخ شمس الدین صالح  
 شیخ عبدالقادر آخرین ، شیخ محمد نقاشاہ شہید ، پیر سید محمد راشد شاہ  
 پیر سید محمد صبغت اللہ شاہ ، پیر سید علی گوہر شاہ اول ، پیر سید حزب اللہ شاہ  
 پیر سید علی گوہر شاہ ثانی ، پیر سید شاہ مردان شاہ اول ، پیر سید صبغت اللہ شاہ ثانی  
 پیر سید شاہ مردان شاہ ثانی موجودہ سجادہ نشین

( از گلزار قادری )



# شجرہ خاندان نقشبندیہ پیران پاکارا

سرکارِ دو عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ، سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ، امام و تائم  
 امام جعفر صادق ، شیخ بایزید بطامی ، شیخ ابوالحسن خرقانی  
 شیخ ابوعلی فارمدی ، شیخ یوسف ہمدانی ، شیخ عبد الخالق غنجدوانی  
 خواجہ عارف سخی ، خواجہ محمود کامل ، خواجہ علی رامینی ، خواجہ بابا سماسی  
 خواجہ امیر گلال ، خواجہ نقشبند ، خواجہ شاہ علاؤ الدین ، خواجہ یعقوب چرخ  
 خواجہ عبید اللہ اسرار ، خواجہ محمد زاہد ، خواجہ درویش محمد ، خواجہ مکنجی  
 شیخ باقی باللہ ، شیخ احمد سرہندی ، خواجہ سید آدم بنوری  
 شیخ سعدی ، حاجی ایوب ، شاہ جمال اللہ ، خواجہ محمد اسماعیل  
 سید محمد نقاشاہ شہید ، سید محمد راشد (روزہ دہنی) صبغت اللہ شاہ اول  
 سید علی گوہر شاہ اول ، سید حزب اللہ شاہ ، سید علی گوہر شاہ ثانی  
 سید شاہ مردان اول ، پیر سید صبغت اللہ شاہ ثانی شہید  
 پیر سید شاہ مردان شاہ ثانی موجودہ سجادہ نشین۔

(از ملفوظات روزہ دہنی)



## مختصر سوانح

### حضرت پیرسائیں محمد بقاشاہ شہید علیہ الرحمۃ

حضرت پیرسائیں سید محمد بقاشاہ شہید ابن سید محمد امام شاہ علیہ الرحمۃ  
 سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں۔ آپ بتاریخ اول ماہ شعبان  
 ۱۱۳۵ھ ہجری بمقام قریہ ”رحیم ڈنہ کھوڑہ“ (ضلع خیرپور) تولد ہوئے یحییٰ  
 ہی سے آپ کی طبیعت اللہ تعالیٰ کی عبادت اور ریاضت کی جانب مائل  
 تھی۔ آپ دیگر بچوں کی طرح کھیل کود اور لگانہ حرکات میں مشغول نہ ہوتے  
 تھے۔ شب و روز نماز، روزہ اور تعلیم قرآن میں مصروف رہتے تھے  
 قصبہ رحیم ڈنہ کھوڑہ سے چار کوس کے فاصلے پر سلسلہ نقشبندیہ  
 مجددیہ کے ایک مشہور بزرگ مخدوم محمد اسماعیل علیہ الرحمۃ مقیم تھے۔ سید  
 محمد بقاشاہ صاحب نے جب ہوش سنبھالی تو آغاز جوانی میں ہی اس  
 مرد کامل کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہو گئے  
 اکثر اوقات وہیں بسر کرتے۔ ان کی خدمت کرتے اور طریق نقشبندیہ  
 مجددیہ میں قدم بہ قدم منازل سلوک طے کرنے میں مشغول رہتے۔ آپ  
 کے مرشد مخدوم محمد اسماعیل بھی ان کی خدمات، خلوص اور لگن کو دیکھ کر  
 آپ پر بڑی شفقت فرماتے۔ چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ میں آپ منزل  
 تکمیل تک پہنچ گئے۔ ایک دن حضرت مخدوم علیہ الرحمۃ نے آپ  
 سے فرمایا: آپ کی اصل امانت ایک دوسرے شخص کے پاس ہے  
 جو غوث زمانہ اور غوث الثقلین سیدنا محی الدین شیخ عبدالقادر



جیلانی قدس سرہ کی اولاد سے ہے۔ عنقریب تمہاری ملاقات اس سے ہوگی اور تمہاری امانت اسی سے تمہیں حاصل ہوگی۔

آپ نے مودبانہ عرض کی: حضور! مجھے اس عوث زمانہ کی کوئی ایسی خاص علامت بتادیں۔ جس سے میں ان کو بخوبی پہچان سکوں۔ فرمایا: اس کی بڑی پہچان یہ ہے کہ وہ تمہیں کوئی مردہ چیز زندہ کر کے دکھا دے گا۔ ابھی تھوڑے ہی دن گذرے تھے کہ سید عبد القادر جیلانی آخرین علیہ الرحمۃ سیر و سیاحت فرماتے ہوئے سندھ میں وارد ہوئے۔ اور حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کی زیارت کے لئے بمقامِ روٹری پہنچے۔

اتفاقاً سید محمد بقا شاہ علیہ الرحمۃ بھی وہیں موجود تھے۔ ان کی ملاقات سید عبد القادر جیلانی آخرین سے ہوئی۔ آپ کو بزرگانِ دین کی خدمت و تواضع کا بڑا شوق تھا۔ آپ نے ان کی مہمان نوازی کی خاطر مچھلی پکوائی اور طعام تیار کر کے ان کی خدمت میں لائے جب دسترخوان پر طعام رکھا گیا تو سید عبد القادر آخرین نے برتن کا سرپوش اٹھا کر فرمایا: میاں محمد بقا! مچھلی تو زندہ ہے! آپ نے عرض کی: قبہ! مچھلی تو میں پکوا کر لایا ہوں۔ حضرت آخرین نے مسکراتے ہوئے برتن میں جھانکا۔ مچھلی زندہ ہو کر اُچھلی اور برتن سے باہر آن پڑی۔ سید محمد بقا شاہ نے آپ کے قدم چوم لئے۔ دست بستہ عرض کی: قبہ علم! یہ فقیر آپ ہی کی تلاش میں سرگردان تھا۔ مقام صد شکر ہے کہ آپ کی قدم بوسی حاصل ہو گئی۔ براہِ کرم مجھے اپنی غلامی میں قبول فرمائیں۔



حضرت آخرین علیہ الرحمۃ نے بھی نور ولایت سے اس گویا لگانے کو پہلی ہی نظر میں پہچان لیا تھا کہ یہ بیعت کی درخواست کرنے والا وہ طاہر لاہوتی ہے جو عنقریب آفتاب رشد و ہدایت بن کر چمکے والا ہے انہوں نے فوراً سید محمد بقا شاہ کو اپنے سلسلہ قادریہ میں داخل فرمایا۔ تو بہ خاص فرما کر ایک ہی نظر کرامت سے آپ کو مال مال کر دیا۔ حضرت سید محمد بقا شاہ نے حضرت سید عبدالقادر آخرین کی صحبت و معیت کو ایک نعمت غیر مترقبہ جان کر اپنے گھر بار کو خیر باد کہا اور پیر و مرشد کے ساتھ سیر و سیاحت میں لگ گئے۔

حضرت آخرین علیہ الرحمۃ جب مقام پیرکوٹ (ضلع جھنگ) پہنچے تو بہ اشارہ عینی وہیں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ کچھ عرصہ بعد سید محمد بقا شاہ علیہ الرحمۃ کے دل میں اپنے گھر جانے کی خواہش پیدا ہوئی آپ نے مرشد مکرم سے اجازت طلب کی۔ حضرت شیخ نے بہ طیب خاطر اجازت دیکر فرمایا: "اپنے گھر سے جیب تم واپس آنے لگو تو" "رامنٹر" (کھیل روٹری) سے ہمارے لئے مسواک ضرور لیتے آنا۔" سید محمد بقا شاہ وہاں سے رخصت ہو کر اپنے گھر پہنچے۔ مگر ابھی چند روز ہی گزرے تھے کہ مرشد کی یاد نے بیقرار کر دیا۔ اور آپ حاضری کے لئے پیدل روانہ ہو گئے۔ غلبہ اشقیاق میں مستانہ وار چلے جا رہے تھے۔ یہاں تک کہ آپ "رامنٹر" سے گذر کر تقریباً سات میل آگے بمقام رشید پور جا پہنچے۔ معاً حضرت شیخ کا فرمان یاد آیا۔ "رامنٹر" سے ہمارے لئے مسواک ضرور لیتے آنا۔" پشیمان ہو کر اٹنے قدم رامنٹر پہنچے تاکہ مرشد مکرم کی جانب پیٹھ بھی نہ ہونے پائے



چند سو اکیس بنائیں اور دیوانہ وار سپرکوٹ پہنچ کر حضرت شیخ کے  
 قدموں پر جا گرے۔ حضرت آخرین بخشیم باطن اس تمام کارروائی کا مشاہدہ  
 کر چکے تھے۔ فرمایا یہ محمد بقا شاہ، تم کو تمہاری خاطر بہت مشقت اٹھانی پڑی؟  
 عرض کی: ”قبلہ! بندہ کے نزدیک تعمیل ارشاد میں راحت ہی راحت ہے  
 حضرت شیخ نے کمال مسرت آپ کو سینے سے لگا لیا۔ اور فرمایا: ”اب  
 میں تمہیں اور تمہاری اولاد کو یہاں پہنچنے کیلئے دور دراز کا سفر  
 معاف کرتا ہوں۔“

ایک دن مجلس میں شادی بیاہ کا ذکر تھا۔ محمد بقا شاہ نے اس  
 امر پر اپنی ناگوار کا اظہار کیا۔ تو حضرت آخرین نے فرمایا: ”تم نکاح و  
 شادی سے کس لیے اجتناب کرتے ہو؟“ عرض کی: ”قبلہ عالم!  
 محض اس خیال سے کہ شادی کے بعد اولاد خدا جلنے کیسی پیدا ہو۔  
 صالح یا طالح۔ اولاد اگر نالائق ہو تو نزرگوں کے نام پر بھی دھبہ  
 لگا دیتی ہے۔“ یہ سن کر حضرت شیخ نے حکماً فرمایا: ”تم ضرور شادی  
 کرو۔ بفضلہ تعالیٰ تمہارے ہاں اولاد صالح تولد ہوگی جن میں غوث و  
 قطب بھی ہوں گے۔“

کچھ عرصہ بعد حضرت شیخ نے آپ کو گھر جانے کی اجازت مرحمت  
 فرمائی۔ بوقت رخصت متعدد تبرکات دیکر دینا لیا۔ مخدوم محمد اسماعیل  
 میرے دینی بھائی ہیں۔ تم ان کی خدمت میں ضرور حاضر کی دیتے  
 رہنا۔ حضرت آخرین سے رخصت ہو کر آپ اپنے گھر پہنچے اور اپنے  
 خاندان میں ایک عقیقہ سے نکاح کر لیا۔



آپ کے ہاں تین فرزند ارجمند تولد ہوئے۔ ۱۔ سید عبدالرسول شاہ  
 ۲۔ سید محمد سلیم شاہ ۳۔ سید محمد راشد شاہ، جو بعد میں پیرسائیں  
 روزہ دہنی کے لقب سے مشہور ہوئے اور خاندان راشدہ کے  
 بانی ہوئے۔ ان کے علاوہ آپ کے چوتھے فرزند کا نام سید مرتضیٰ  
 علی شاہ ہے جو ایک نو مسلم خاتون کے بطن سے پیدا ہوئے تھے  
 جس سے آپ نے بعد میں نکاح کیا تھا۔ (از گلزار قادری ص ۸۲-۸۸)

حضرت میاں محمد بقا شاہ نے حدیث، الفکر فخری کے تحت تاحیات  
 فقیرانہ زندگی بسر کی۔ اپنے مریدوں کو بھی درویشانہ زندگی بسر کرنے اور  
 ذکر الہی میں منہمک رہنے کی تاکید فرماتے تھے۔ آپ کا معمول تھا کہ دور  
 دراز علاقوں میں رہنے والے مریدوں کی تعلیم و تربیت کی خاطر خود سیدل  
 سفر کر کے ان کے پاس پہنچتے تھے۔ اور حضرت آخرین کے ارشاد کی تعمیل  
 میں مخدوم محمد اسماعیل علیہ الرحمۃ کی خدمت میں بھی حاضری دیا کرتے  
 تھے۔ تا آنکہ حضرت مخدوم صاحب بتاریخ ۸ ربیع الاول ۱۱۷۲ ہجری  
 میں انتقال فرما گئے۔

اس کے تقریباً ۱۷ برس بعد ۱۱۹۱ ہجری میں آپ کے مرشد مکرم  
 سید عبدالقادر آخرین کا بھی انتقال ہو گیا۔ حضرت میاں محمد بقا شاہ  
 علیہ الرحمۃ حسب معمول ایک روز مریدوں کے پاس جا رہے تھے  
 کہ اثنائے سفر میں چند قزاقوں نے اچانک آپ پر حملہ کر دیا جس  
 سے آپ شدید زخمی ہوئے۔ جب آپ زخمی ہو کر گرے تو قزاقوں  
 نے آپ کی صورت دیکھ کر پہچان لیا۔ فوراً پشیمان ہو کر معافی کے  
 خواستگار ہوئے اور آپ نے قزاقوں کو معاف کر دیا۔ یہی لٹیرے۔



آپ کو ایک چارپائی پر لٹا کر آپ کے مکان پر لائے۔ آپ کے چاروں صاحبزادوں نے جو آپ کو اس حالت میں دیکھا۔ تو انہیں لیٹروں پر بڑا غصہ آیا۔ لیکن قبل اس کے کہ لیٹروں کو کچھ گزند پہنچے۔ آپ نے فرزندوں سے فرمایا: "میری وصیت غور سے سنو اور اس پر عمل کرو۔"

① میرے یہ قاتل جو یہاں موجود ہیں۔ میں نے ان کو اپنا خون معاف کر دیا۔ بحیثیت والد تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ تم بھی انہیں معاف کر دو۔ ان سے انتقام لینے کی کوشش ترک کر دو۔ اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مجھ کو جنت عطا کی تو جنت میں ان کو ساتھ لئے بغیر جنت میں نہ جاؤں گا۔ اس لئے کہ یہی میری شہادت کا سبب بنے ہیں۔ انہوں نے بے خبری میں مجھے زخمی کیا ہے۔ نیز یہ اپنی اسی حرکت پر نادم اور پشیمان بھی ہیں میں امید رکھتا ہوں کہ میری بے گناہ شہادت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ میری اولاد پر بھی رحم و کرم فرمائے گا۔ اور انہیں دنیا و آخرت میں اپنے انعامات سے سزا دے گا۔

② دنیا داری کے معاملات کی رُو سے خاندان کی سربراہی بڑے بیٹے کو ملا کرتی ہے۔ لیکن ہمارا معاملہ اس سے مختلف ہے۔ ہمارا معاملہ خالص دینی و روحانی ہے۔ میری نیابت کا مستحق وہی ہوگا جو دینی و روحانی لحاظ سے اپنے بھائیوں میں برتر و اعلیٰ ہوگا۔ وہی میری دستار کا مالک اور سجادہ نشین ہوگا۔ اور میرے دوسرے بیٹوں پر لازم ہوگا کہ وہ اپنے سجادہ نشین بھائی کے دفا دار



تالجدار اور خیر خواہ بن کر رہیں۔ اس سے حسد نہ کر سیں۔ تم سب بھائی آپس میں اتحاد رکھنا اتفاق سے رہنا۔ آپس میں محبت و اُلفت کا برتاؤ کرنا اور سب مل جل کر دینِ اسلام کی سر بلندی کے لیے سرگرم عمل رہنا۔ احکامِ شریعتِ مطہرہ پر ثابت قدم رہنا۔ عبادتِ الہی اور ذکر و فکر میں کچھ کوتاہی نہ کرنا۔ چھوٹے بڑوں کی تعظیم کریں اور بڑے چھوٹوں پر شفقت کی نظر رکھیں۔ اس میں ہرگز کوتاہی نہ کرنا۔ اس لیے کہ فیض و برکات کے حصول کا یہی ایک طریقہ ہے حقوقِ عباد کی نگہداشت کرتے رہنا۔ حقوقِ اللہ کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا۔

③ خلقِ خدا سے زبردستی نذرانے وصول نہ کرنا۔ رب کریم نے رزق تمہارے مقدر میں لکھ دیا ہے بہر طور تمہیں ملتا رہے گا۔ اسکو کوئی روک نہیں سکتا۔

④ بھکوتی شیخِ طیب کے قبرستان میں دفن کرنا۔ وصیت سن کر چاروں حساب زادوں نے سر تسلیم خم کر دیئے۔ اور انہوں نے جملہ اولاد و فرزا قوں کو بھی معاف کر دیا۔ اس کے بعد سید محمد بقا شاہ علیہ الرحمۃ نے دعا مانگی۔

” اے میرے مولا! میری اولاد کو صالح بنا۔ انکو اتباعِ شریعت کی توفیق دے۔ انکو فیوض و برکاتِ باطنی درحالی سے مالا مال فرما۔ یا اللہ! میں اپنے چاروں بیٹوں سے راضی ہوں۔ یہ دعا آپ نے چودہ مرتبہ مانگی اور زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے۔ بتاریخ ۱۰ محرم ۱۱۹۸ھ حاصل بحق ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کے وصال کے بعد آپ کے تیسرے فرزند سید محمد راشد شاہ (روزہ دہنی) سجادہ نشین بنے۔



## مختصر سوانح حضرت سید محمد راشد شاہ علیہ الرحمۃ

آپ کا نام ہے۔ سید محمد راشد شاہ اور لقب ”روزہ دہنی“ ہے۔ آپ بتاریخ ۶ رمضان ۱۳۱۳ھ میں تولد ہوئے۔ آپ بھی حضور غوث اعظمؒ کا محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی قدسنا اللہ بامرہ الخرنی کی طرح ماہ رمضان میں دن کے وقت شیر مادر نہ پیتے تھے۔ اسی وجہ سے آپ کا لقب ”روزہ دہنی“ مشہور ہوا۔

آپ نے ابتدائی تعلیم حافظ زین الدین مرحوم اور مولانا محمد اکرم آپ کی تعلیم سے حاصل کی۔ مولانا موصون بڑے عالم و فاضل تھے۔ بعد میں ان کی دختر نیک اختر کے ساتھ آپ کا نکاح منعقد ہوا۔ جس کے بطن سے آپ کے فرزند سید محمد صبغت اللہ شاہ اول (تجر دہنی) تولد ہوئے۔ قرآن مجید اور فارسی کی ابتدائی کتب پڑھنے کے بعد آپ کے والد بزرگوار نے آپ کو بمقام شکار پور، علامہ فقیر اللہ صاحب علوی کے مدرسہ میں داخل کرادیا۔ ایک مرتبہ آپ کے والد ماجد جب اس مدرسہ میں تشریف لائے تو یہ دیکھ کر کہ آپ کو نفیس و عمدہ طعام کھانے کو ملتا ہے۔ فرمایا یہ جہان طلباء کو اس طرح کا عمدہ کھانا ملتا ہو وہاں حصول فیض مشکل بلکہ ناممکن ہے۔ آپ نے اسی وقت اپنے فرزند محمد راشد شاہ کو اس مدرسہ سے رخصت دلا کر، حضرت مخدوم یار محمد (قدس سرہ) کے ہاں بمقام کوٹری کبیر (صنلع نواب شاہ) میں داخل درس کیا۔ جہاں پہ طلباء کو فقر و قناعت کا سامنا رہتا تھا۔ بعض اوقات فاقوں کی نوبت بھی آجاتی تھی۔



اس کے علاوہ آپ نے کچھ عرصہ مخدوم احمد کی صاحب بن مخدوم  
 عبدالرحمان سے قصبہ کھوڑا (گمبٹ کے قریب) میں بھی تعلیم حاصل کی۔ سب سے  
 آخر میں آپ نے اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے بمقام خیر محمد اریجو (ضلع لارکانہ)  
 مخدوم مولانا محمد علیہ الرحمۃ کے مدرسہ میں داخلہ لیا۔ اس طرح اپنے اس مدرسہ میں ظاہری  
 علوم کی تکمیل ہوئی۔ آپ سفر کی مشقیں برداشت کرنے اور مدرسوں میں پڑھنے  
 سے گرانہ و انہٹ محسوس کرنے لگے تھے۔ چنانچہ آپ ہی کا بیان ہے  
 کہ ہم کوڑی کبیر کے مدرسہ میں حضرت مخدوم یار محمد کے پاس تعلیم ظاہری  
 کے حصول میں مشغول تھے کہ ہم پر اب مسافری کی تکلیف بہت گراں اور  
 مشکل محسوس ہونے لگی۔ تو ہم نے ایک رات ایک پاؤں پر کھڑے  
 ہو کر سرور کائنات، مہمیز موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پانچ ہزار مرتبہ  
 درود شریف پڑھ کر بہ کمال عجز و انکسار رو کر امداد مانگی کہ یا رسول اللہ!  
 مجھ کو اس سفر کی تکلیف سے بھی بچالیں اور دولتِ علم سے مالا مال  
 بھی فرمادیں۔ اسی وقت سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل و کرم  
 سے مجھے وہ تمام علوم حاصل ہو گئے جو میں نے پڑھے نہ تھے۔

بیعتِ طرفیت :- آپ نے اپنے والد ماجد حضرت سید محمد بقا  
 شاہ علیہ الرحمۃ کے دستِ حق پرست پر بیعت  
 کی اور انہی کی رہنمائی میں منازلِ سلوک طے کیں۔ آپ کا بیان ہے کہ  
 جب میں اور میرا بھائی میاں مرتضیٰ علی شاہ کوڑی کبیر میں مخدوم  
 یار محمد کے مدرسہ میں علم ظاہری کی تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ ایک  
 دن ہمارے والد ماجد ہمارے پاس تشریف لائے۔ فرمایا: کیا



تم جانتے ہو کہ ہم اس وقت تمہارے پاس کس لئے آئے ہیں؟ ہم نے  
 عرض کی: یا حضرت! اللہ کی بہتر جانتا ہے۔ آپ نے فرمایا: آج میں  
 مخدوم میاں عبدالرحمان سے جو مخدوم محمد اسماعیل کے مریدوں میں سے  
 ہیں ملاقات کے لئے ان کے پاس گیا تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ  
 آیا آپ کو حضرت مخدوم محمد اسماعیل علیہ الرحمۃ سے بیعت و تلقین کرنے  
 کی اجازت حاصل ہے۔؟ میں نے کہا۔ ہاں مجھ کو اس کی اجازت حاصل ہے۔  
 اس پر انہوں نے مجھ سے اپنی اہلیہ کو بیعت کرنے کی اجازت طلب کی  
 تو میں نے اس کو اجازت دے دی۔ اس کے بعد مجھ سے کہنے لگے کہ آیا  
 آپ نے اپنے فرزندوں کو بھی اپنے سلسلہ طریقت میں داخل کیا  
 ہے یا نہیں۔؟ میں نے کہا: ابھی انہیں اس جانب کچھ توجہ نہیں ہے۔  
 وہ کہنے لگے: چاہے ان کو اس جانب توجہ نہ بھی ہو۔ آپ انہیں  
 طریقت کا سبق ضرور دیں۔ یہی وجہ ہے میں تمہارے پاس آیا ہوں۔  
 یہ فرما کر آپ نے ہم دونوں بھائیوں کو سلسلہ نقشبندیہ میں داخل  
 فرمایا۔ ہم دونوں بھائی آپ کے بتائے ہوئے طریقہ پر عمل کرتے  
 رہے۔ لیکن مجھ پر کچھ بھی اثر ظاہر نہ ہوا۔ جبکہ میرے بھائی مرتضیٰ  
 علی شاہ پر خاطر خواہ اثرات نمایاں ہو گئے۔ تھے۔ ہمارے والد صاحب  
 جب دوبارہ ہمارے پاس تشریف لائے تو انہوں نے مجھ سے  
 اشغال و حال کی کیفیت دریافت کی۔ میں نے عرض کی: اشغال میں  
 مشغول رہنے کے باوجود مجھے تو کچھ کیفیت محسوس نہیں ہوئی۔ یہ سن  
 کر آپ نے مجھے طریقہ عالیہ قادریہ کے تحت ذکر بالجہر میں مشغول  
 ہونے کا حکم فرمایا۔ اور سلسلہ قادریہ میں داخل فرمایا۔ ذکر بالجہر



نے مجھ پر اس قدر اثر کیا کہ از سر تا پا۔۔۔ موبہ مو۔۔۔ ناخن تک ذکر بن گئے  
تمام اعضاء بدن محبت الہی میں سرشار اور فائز المرام ہو گئے۔

(ملفوظات روزہ دہنی)

سجادہ نشینی، سید محمد راشد شاہ عرف روزہ دہنی علیہ الرحمۃ اپنے والد  
ماجد و مرشد محترم سید محمد لقاشاہ علیہ الرحمۃ کی شہادت کے بعد تاریخ ۱۰ محرم  
۱۱۹۸ھ ہجری سجادہ نشین بنے۔ اس وقت آپ کی عمر اٹھائیس برس  
تھی۔ تینوں بھائی اپنے والد ماجد شہید کی وصیت کے مطابق آپ کے  
تالبدار بن کر رہے۔ آپ بھی اپنے بھائیوں کو اعزاز و اکرام سے نوازتے  
رہے۔ اس طرح چاروں بھائی محبت و اتفاق کے ساتھ دین اسلام کی  
سر بلندی کی خدمات سر انجام دیتے رہے۔ آپ نے خداداد فیوض و  
برکات سے خلق خدا کو بہت نوازا۔ لاکھوں مریدوں کی اصلاح فرمائی۔  
آپ دور دراز کے رہنے والے مریدوں کی تعلیم و تربیت کے لئے  
بذات خود سفر کر کے ان کے پاس پہنچتے تھے۔ اس سلسلہ میں آپ  
سندھ، پنجاب، بلوچستان، کچھ، راجستان اور افغانستان اور  
ایران تک دورہ فرمایا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ جب کہ آپ ضلع ڈیرہ غازی خان میں تشریف فرما  
تھے۔ آپ کے دادا مرشد کے فرزند ارجمند و سجادہ نشین حضرت  
پیر سید محمد گیلانی علیہ الرحمۃ بھی ضلع میانوالی سے سفر کرتے ہوئے  
وہیں آ پہنچے۔ اس سے قبل اگرچہ ان دونوں بزرگوں نے ایک  
دوسرے کو نہ دیکھا تھا۔ تاہم جب یہ دونوں ملاقات ہوئے تو روحانی  
کشش و معرفت سے ایک دوسرے کو پہچان گئے۔ حضرت



پیرسائیس روزہ دھنی مریدوں کی حیثیت سے بجمال تعظیم و تکریم آداب  
بجالائے۔ اور جو کچھ بصورت نقد و جنس آپ کے پاس موجود تھا۔  
سید محمد گیلانی کی خدمت میں بطور نذرانہ پیش کر دیا۔ انہوں نے بھی  
آپ سے بحد شفقت و محبت کا برتاؤ کیا۔ اس طرح یہ دونوں حضرات  
کچھ عرصہ اکٹھے رہے۔ میاں محمد بقاشاہ شہید کی پیر کوٹ سے روانگی کے  
بعد دونوں خاندانوں کی یہ پہلی ملاقات تھی۔ (گلزار قادری ص ۹۲)

حضرت پیر سید محمد راشد شاہ علیہ الرحمۃ ہر دم عشق رسول اکرم  
صلی اللہ علیہ وسلم میں سرشار رہتے تھے۔ ہر سال ماہ ربیع الاول میں  
میلا والبنی صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریب بڑی شان و شوکت کے ساتھ  
مناتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے: ہماری خوشیوں میں سے  
بڑی خوشی میلا والبنی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی ہے۔ آپ اسی خوشی  
کے اظہار کیلئے بہترین طعام پکواتے۔ اپنے دولت کدہ پر فقراء  
کو دعوت عام دیکر ان کی ضیافت فرماتے۔ آنے والے ہر خاص و عام  
کو مرحبا اور خوش آمدید فرماتے۔ بذات خود سب کے ہاتھ دھلواتے  
حاضرین پر اپنے ہاتھوں سے عطر و گلاب کا چھڑکاؤ کرتے۔ شاداں و  
فرحاں بڑی فراخ دلی کے ساتھ کھانا کھلا کر بھی ان کے ہاتھ خود دھلواتے  
ان کو رخصت کرتے وقت انکساری کے ساتھ شریک دعوت ہونے پر  
ان کا شکر یہ ادا کرتے۔ بار بار مرحبا و خوش آمدید کہتے  
جاتے تھے۔ (ملفوظات روزہ دھنی ص ۳۵۲ ج ۲)

یہاں پر میں ایک امر کی وضاحت کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ آجکل



کے کچھ ابن الوقت وہابی جو عقائد اہلسنت وجماعت کے مخالف  
 سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کرام کی شان میں دریدہ  
 دہن اور گستاخ ہیں۔ میلاد البنی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی میں مجالس  
 میلاد منعقد کرنے اور خوشی کے اہتمام کو حرام و مشرک قرار دیتے ہیں  
 جن کی زندگیاں امت مسلمہ میں انتشار برپا کرنے، فتنہ پھیلانے  
 اور ملک و ملت سے غداری میں صرف ہوتی رہی ہیں جو انگریزوں  
 کی حکومت کے وفادار، جاں نثار اور نمک خوار رہے۔ پھر سندھ و گانگری  
 ایڈروں کے تحوٰہ دار ملازم بن کر تحریک پاکستان کے کٹر مخالف  
 رہے ہیں۔ اب بدلے ہوئے حالات کے تحت خود کو اہلسنت و  
 جماعت کہلانے اور اپنے پیشواؤں کو اہلسنت وجماعت کے  
 رہنما ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرتے نہیں شرماتے۔ یہ لوگ اپنے  
 پیشواؤں، سید احمد بریلوی اور مولوی محمد اسماعیل دہلوی اور ان کے  
 ساتھی لیٹروں کو مجاہدین آزادی اور مجاہدین اسلام ثابت کرنے  
 کی خاطر عالم مرتبت پیران پاگارسے ان کا تعلق جوڑنے کی کوشش  
 میں ہیں۔ یہ ڈھنڈورہ پیٹے ہیں کہ سید احمد اور اسماعیل دہلوی  
 اپنی جماعت کے ہمراہ "پیرگوٹھ" آئے تھے تو قبیلہ پیرسید  
 صبغت اللہ شاہ اول علیہ الرحمۃ نے ان کا بڑا اعزاز و اکرام کیا تھا  
 ان کی مہمان نوازی کی تھی نیز ان کی رہنمائی قبول کر کے ان کے  
 (نام نہاد) جہاد سے متفق ہو کر اپنے پانچوٹھ جاہل مریدان کی  
 ماتحتی میں دے دیئے تھے۔

وضاحت :- میں پورے وثوق کے ساتھ اعلان کرتا ہوں کہ یہ



سب جھوٹ ہے۔ پیران پاگارا پر الزام تراشی ہے۔ وہابیہ کی اس  
من گھڑٹ کہانی میں اگر کچھ بھی صداقت ہوتی تو خاندان عالیہ راشدہ  
کے تحریر کی ریکارڈ میں کچھ تو ذکر موجود ہوتا۔ حالانکہ <sup>خلیفان</sup> عالیہ راشدہ کے  
کسی مکتوب یا ملفوظ میں ان کی اس کہانی کے بارے میں ایک حرف  
تک موجود نہیں ہے۔ نیز لطف کی بات دیکھئے کہ پاکستان قائم ہونے  
سے پہلے خود وہابیہ نے سید احمد رائے بریلوی اور اسماعیل دہلوی کے  
بارے میں اپنی کسی تالیف یا تصنیف میں اس کہانی کا کہیں ذکر تک  
نہیں کیا تھا۔ بلکہ قیام پاکستان کے بعد پہلے غلام رسول مہر نے  
یہ افسانہ تراشا اور پھر سب وہابی اس افسانے پر مزید اضافے کرتے  
چلے گئے۔ ان کا یہ طرز عمل اس امر کی دلیل ہے کہ یہ لوگ اب اپنی ملک و  
ملت سے غدار یوں پر وہ ڈالنے کی کوشش میں غلط بیانیوں کا  
سہارا لے رہے ہیں اور تاریخ کو مسخ کر کے اپنی پیشانی پر لگے  
ہوئے کلنک کے ٹیگے کو مٹانے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں۔  
اس کھلی وضاحت کے بعد امید کرتا ہوں کہ برادران المسند و جماعت  
وہابیہ کے فریب میں نہیں آئیں گے۔ ان کے تاریخی سیاہ کردار  
سے مفصل واقفیت کے لئے ضروری ہے کہ قاضی محقق و مورخ  
ابو الحسن قادری کی تالیف "مکمل تاریخ وہابیہ" اور "تبصرہ بر تذکرہ  
پیران پاگارا" کا مطالعہ کیا جائے اور ان کی مذہبی فریب کاریوں سے  
مطلع ہونے کے لئے مولانا سید نعیم الدین صاحب مراد آبادی  
کی تالیف "اطیب البیان" اور ابو الحسن قادری کی تالیف "تذکرہ  
تویر الایمان حصہ اول و دوم" کا مطالعہ کرنا چاہیے۔



پیرسائیس روزہ دھنی قدس سرہ کی وفات، آپ نے بتاریخ  
اول شعبان ۱۲۳۲ھ ہجری اس دارفانی سے رحلت فرمائی۔

ان اللہ دانا الیہ راجعون

آپ کا جسدِ خاکی پرانی درگاہ میں دفن کیا گیا تھا لیکن بعد میں سیلاب  
کے خطرہ کے پیش نظر آپ کے پوتے سید علی گوہر شاہ علیہ الرحمۃ نے  
۶ جمادی الاول ۱۲۵۰ھ مطابق اکتوبر ۱۸۳۴ء میں آپ کا تابوت  
منتقل کر کے نئی درگاہ میں دفن کیا۔

آپ کے صاحبزادوں کی تعداد اٹھارہ ہے جنکے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

- ۱۔ حضرت سید صبغت اللہ شاہ اول ۲۔ سید محمد حسن شاہ۔
- ۳۔ سید ہدایت اللہ شاہ ۴۔ سید محمد حسین شاہ ۵۔ سید محمد نقاش شاہ
- ۶۔ سید محی الدین شاہ ۷۔ سید محمد کریم شاہ ۸۔ سید مہدی شاہ
- ۹۔ سید حسین شاہ ۱۰۔ سید شاہنواز شاہ ۱۱۔ سید مبارک شاہ
- ۱۲۔ سید اسماعیل شاہ ۱۳۔ سید حامد شاہ ۱۴۔ سید صادق شاہ
- ۱۵۔ سید شاہنواز شاہ ۱۶۔ سید مبارک شاہ ۱۷۔ سید حامد شاہ
- ۱۸۔ سید اسماعیل شاہ علیہم الرحمۃ

آپ کی رحلت کے بعد آپ کے بڑے فرزند سید صبغت اللہ شاہ اول  
الملقب بہ پیرسائیس بجز دھنی علیہ الرحمۃ سجادہ نشین بنے۔

خلفاء جس قدر آپ کے متوسلین اور مریدوں کا حلقہ وسیع تھا اسی  
قدر آپ کے خلفاء کی تعداد بھی کثیر ہے۔ جن کی تفصیل  
بڑی ملفوظات شریف میں مندرج ہے۔ آپ کا ہر خلیفہ اپنے مقام پر



آفتاب و ماہتاب بن کر چمکا۔ ہر خلیفہ نے اپنے عالی مقام مرشد کامل کی روایات کو درخشندہ و تابندہ رکھا۔ اور آپ کے خلفاً سے بھی مخلوق کی بڑی تعداد مستفید و فیضیاب ہوئی۔ طوالت سے بچنے کی خاطر اس مختصر مضمون میں تبرکاً صرف چار خلفا کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) خلیفہ سید حسن شاہ جیلانی علیہ الرحمۃ :- سلسلہ سولی شریف کے بانی ہیں۔ ان کے خلیفہ مجاز حضرت حافظ محمد صدیق علیہ الرحمۃ بانی بھرچونڈی شریف، بڑے پائے کے بزرگ ہوئے۔ ان کے حلقہ مریدین کا حلقہ بھی بڑا وسیع ہے۔ مولوی تاج محمود امرولی، مولوی احمد علی شیرالوالہ گیٹ لاہور، مولوی عبید اللہ سندھی اور مولوی حماد اللہ ہالیجو بھی انہی کے مرید تھے۔ لیکن مسک دیوبند سے منسلک ہو کر اپنے مشائخ اور سلسلہ خاندان عالیہ راشدیہ کے مسک اہلسنت و جماعت سے منحرف ہو گئے اور مسک دیوبند کی جمعیتہ علمائے ہند میں شامل ہو کر گاندھی کی آندھی کے سامنے خس و خاشاک کی مانند اُٹتے بھٹکتے بھرے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

(۲) خلیفہ سید جان محمد شاہ بخاری علیہ الرحمۃ :- چھپرائے والے آپ بڑے صاحب کمال مشہور ولی اللہ تھے۔ آپ کے فیض سے دور دراز تک بہت سے علاقے فیضیاب ہوئے۔ ان کی اولاد سے سید حاجی یار محمد صاحب اور اس کے دونوں صاحبزادے سید جان محمد شہید اور سید حاجی عبدالخالق شاہ بھی صاحب کمال بزرگ ہوئے۔ اس خاندان کے مریدیوں کی کثرت علاقہ کیچ مکران میں ہے۔ میر دوست محمد اور میر دین خان بھی انہی کے مرید تھے۔ علیہم الرحمۃ



ان کے علاوہ شہداد پور کے حاجی در محمد شاہ اور حاجی قادن شاہ جیسے مشہور اولیاء اللہ بھی انہی کے مرید تھے۔ علیہم الرحمۃ

(۳) خلیفہ محمود نظامانی علیہ الرحمۃ :- کڑیہ گھنور والے۔ ان کے مریدین کی اکثریت، علاقہ کچھ، کاٹھیاواڑ اور بمبئی میں ہے۔ آپ مسائل تصوف میں کامل دسترس رکھتے تھے۔ آپ کی تصنیف ”محبوبیہ محمودیہ“ مسائل تصوف میں محرکۃ الارکان کتاب ہے۔ آپ ہی ملفوظات پربائیں روزہ دہنی علیہ الرحمۃ کے جامع و مؤلف ہیں۔ آپ کے جمع کردہ ملفوظات جو زبان فارسی تھے۔ سندھی میں ترجمہ کر کے جمعیتہ علمائے سندھیہ نے چھ حصص میں شائع کیے ہیں۔ زیر نظر کتاب اسکا اردو ترجمہ ہے۔

(۴) خلیفہ نبی بخش لغاری علیہ الرحمۃ :- اپنے دور کے نامی گرامی ولی اللہ ہوئے۔ ان کے مریدین کی بڑی تعداد علاقہ کچھ، کاٹھیاواڑ اور دھوراجی میں آباد ہے، آپ سندھی اور سرائیکی ہر دو زبانوں کے قادر الکلام شاعر تھے۔ آپ کی سرائیکی زبان میں منظوم کتاب ”سستی پتوں“ بڑی مقبول و مشہور ہے۔

ان کے پوتے غلام بنی نے بس دوران جبکہ سید حزب اللہ شاہ الملقب بہ تخت دہنی علیہ الرحمۃ سجادہ نشین تھے۔ خاندان راشد یہ کے مریدوں کو یہ مشورہ دیا تھا کہ وہ صرف سجادہ نشین پیر صاحب یا گارہ کے جاں نثار فدائی بن کر رہیں۔ صرف اسی کے احکام کی تعمیل کو لازم جانیں اور صرف اسی کو نذر و نیاز پیش کیا کریں۔ اس کے علاوہ سجادہ نشین کے مہائیوں اور رشتہ داروں کی تعظیم تو ضرور کریں کسی بھی معاملے میں ان کو سجادہ نشین پیر صاحب یا گارہ



کے مساوی نہ جائیں۔ جبکہ خدا ایک، رسول ایک اور قرآن ایک ہے تو مرشد بھی ایک ہی ہے۔ پس جن افراد نے خلیفہ غلام نبی کی اس بات پر عمل کرنا شروع کر دیا وہ خود کو ”حر“ کہلانے لگے کہ جس طرح میدانِ کربلا میں حضرت حر رضی اللہ عنہ نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پر اپنی جان قربان کر دی تھی۔ اسی طرح ہم بھی پیر صاحب پاگارا پر جان قربان کر دینے والے فدائی ہیں۔ اس سے قبل خاندانِ راشد پیر صاحب نے مرید حر نہیں کہلاتے تھے۔ پس یہ گروہ جس نے سجادہ نشین پیر صاحب پاگارا اور اس کے بھائیوں اور دوسرے رشتہ داروں کے درمیان معاملات میں فرق رکھنے کا اختیار کیا۔ اسے ”فرقی“ کہا جانے لگا۔ اور جن افراد نے غلام نبی کی اس بات پر عمل نہ کیا بلکہ حسب سابق سجادہ نشین پیر صاحب پاگارا اور اس کے بھائیوں اور رشتہ داروں سب کی وفاداری اور خدمتگذاری کو لازم سمجھتے رہے وہ ”سالم“ کہلائے، تاہم جب انہوں نے دیکھا کہ ”فرقی“ خود کو حر کہلا کر اس پر فخر کرتے ہیں تو گروہ ”سالم“ کے افراد نے یہ کہہ کر کہ ہم بھی پیر صاحب پاگارا کے جاں نثار و فدائی ہونے کے لحاظ سے ”فرقیوں“ سے کم تر نہیں ہیں۔ خود کو حر کہلانا شروع کر دیا۔

موجودہ ابن الوقت دہائی یہ پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ ”جب سید صبغت اللہ شاہ اول پیر صاحب پاگارا نے سید احمد رائے بریلوی اور محمد اسماعیل دہلوی کے (نام نہاد) جہاد سے متفق ہو کر اپنے پانچ سو مریدان کی تحویل میں دے دیئے



تھے۔ تو سید احمد نے خوش ہو کر انہیں ”حرّس کے خطاب سے  
 نوازا تھا۔ حالانکہ سید حزب اللہ شاہ پیر صاحب پاگارا کے  
 دور سے قبل خاندان راشد یہ کے مریدوں کو ”حرّس“ کہنے یا کہلانے  
 کا سراغ تک نہیں ملتا۔ پس وہابیہ کا یہ دعوائے بھی سراسر غلط۔  
 خلاف واقعہ اور نرکی بجواں ہے۔ فقیر یہ وضاحت اس لئے کرتا  
 ہے کہ عوام و خواص پر وہابیہ کا مسکرو فریب واضح ہو۔ اور بھولے  
 بھالے سنی بھائی ان کے جھوٹے پردہ پیگنڈہ سے گمراہ نہ ہوں۔



## مختصر حال سید صبغت اللہ شاہ صا اول علیہ الرحمۃ

حضرت سید محمد راشد شاہ پیرسائیں روزہ دھنی قدس سرہا کی رحلت کے بعد ان کے بڑے صاحبزادے سید صبغت اللہ شاہ اول الملقب پیرسائیں تخر دھنی علیہ الرحمۃ سجادہ نشین بنے۔ اس وقت آپ کی عمر پچاس برس تھی۔ آپ کا چہرہ مبارک بے حد خوبصورت تھا۔ آپ کے رُخ روشن میں آپ کے مُردیان بلصفا تجلیات و انوار ربانی کا مشاہدہ کرتے تھے۔

آپ کی ولادت مبارکہ ۱۱۸۲ھ کے آخر میں ہوئی۔ آپ نے جب ہوش سنبھالا تو اپنے والد ماجد پیرسائیں روزہ دھنی علیہ الرحمۃ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی اور انہی کی تعلیم و تربیت سے منازل سلوک طے کئے۔ آپ نے مسند نشین ہونے کے بعد دینِ اسلام کی بڑی خدمت سرانجام دی۔ اور اپنے والد ماجد کی طرح طالبانِ حق کی تعلیم و تربیت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ آپ کے فیوض و برکات سے سندھ اور پنجاب کے لاکھوں افراد فیضیاب ہوئے۔

آپ جب سجادہ نشین بنے تو آپ کے بھائی سید محمد یاسین شاہ نے اختلاف کیا۔ اسکا دعویٰ تھا کہ سجادہ نشینی کا مستحق میں ہوں۔ یہاں تک کہ اس وقت کے حکمران میر صاحبان کے پاس حیدر آباد جا کر اس نے درخواست کی کہ مجھے میرا حق دلایا جائے اور مجھے سجادہ نشین بنایا جائے۔ حاکم نے اپنے وزیر اعظم نواب دلی محمد خان آف تاجپور کو حکم دیا کہ درگاہ مبارک جا کر تحقیقات کرے اور از روئے انصاف سجادہ نشینی کا فیصلہ طے کر دے۔ وزیر اعظم موصوف نے درگاہ مبارک



پہنچ کر بڑی تحقیق و تفتیش کے بعد فیصلہ صادر کیا کہ پیر سید صبغت اللہ شاہ اول ہی سجادہ نشینی کے مستحق ہیں۔ یہ فیصلہ لکھ کر اپنے دستخط اور مہر ثبت کر کے تحریر سید صبغت اللہ شاہ اول علیہ الرحمۃ کو دیدی۔

اس کے بعد سید پیر یاسین شاہ صاحب نے مطالبہ کیا کہ مجھے پیر سائیں روزہ دھنی علیہ الرحمۃ کے تبرکات میں سے کوئی تبرک دیا جائے تاکہ میں علیحدہ ہو جاؤں۔ میں اپنے بھائی کے ساتھ اکٹھا نہیں رہ سکتا۔ اس بارے میں نواب ولی محمد خان تاجپور نے بھی سید یاسین شاہ کی سفارش کی۔ حضرت پیر صبغت اللہ شاہ اول نے فرمایا کہ میری خواہش یہی ہے کہ میرا بھائی ہم سے الگ نہ ہو، سب مل جل کر دین اسلام کی خدمت کرتے رہیں۔

لیکن جب سید یاسین شاہ صاحب کسی طرح اس پر راضی نہ ہوئے تو آپ نے ایک علم (جھنڈا) جس پر کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ بحروف صلی طلانی تاروں سے سبز ریشمی کپڑے پر کشیدہ کاری سے لکھا ہوا تھا۔ سید محمد یاسین شاہ صاحب کو حجت فرمایا۔ یہ وہی علم تھا جو شاہ کابل زمان شاہ بن تیمور شاہ بن احمد شاہ ابدالی نے تیار کرا کر حضرت پیر سائیں روزہ دھنی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں بطور نذرانہ پیش کیا تھا۔

پیر سید محمد یاسین شاہ صاحب اس جھنڈے کو لیکر مقام ٹھلاہ (نزدائیشن باقرانی ضلع لاڑکانہ) چلے گئے۔ اور وہیں مستقل طور پر مقیم ہو گئے۔ اس طرح یہ خاندان راشد یہ، دو حصوں میں منقسم ہو گیا۔ درگاہ مبارک کے سجادہ نشین پیر پاگارا کے لقب سے



اور پیر سید محمد یاسین شاہ اور ان کے جانشین احمدیوں کے لئے پیر  
 کے لقب سے معروف و مشہور ہوئے۔ اس لحاظ سے پیر سید صبغت اللہ  
 شاہ اول علیہ الرحمۃ پہلے پیر لکھنوی ہیں۔ یعنی «صاحب دستار» کہندھی  
 میں دستار کو لگتے ہیں۔

پیر سید صبغت اللہ شاہ اول علیہ الرحمۃ سجادہ نشینی کے بعد  
 تیرہ برس تک دینی خدمات سرانجام دینے کے بعد بتاریخ  
 ۶ رمضان المبارک ۱۲۴۶ھ رحلت فرمائے گئے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔  
 آپ کے سات فرزند ہوئے جن کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔

- ۱۔ سید عبدالقادر شاہ
- ۲۔ سید غلام مصطفیٰ شاہ
- ۳۔ سید علی گوہر شاہ اول
- ۴۔ سید علی محمد شاہ
- ۵۔ سید علی حیدر شاہ
- ۶۔ سید علی ذوالفقار شاہ
- ۷۔ سید شاہ سرادشاہ

علیہم الرحمۃ  
 آپ کی رحلت کے بعد آپ کے تیسرے فرزند حضرت پیر سید  
 علی گوہر شاہ اول علیہ الرحمۃ سجادہ نشین بنے۔



## مختصر حالات حضرت پیر علی گوہر شاہ اول پیر گرام

آپ کا لقب پیر سائیں " بنگلہ دھنی " ہے۔ آپ نے نئی درگاہ مبارک پر ایک بنگلہ تعمیر کرایا تھا اس لئے بنگلہ دھنی (صاحب بنگلہ) کے لقب سے معروف و مشہور ہوئے۔

آپ بتاریخ ۴ رجب ۱۲۳۱ھ تولد ہوئے۔ آپ نے اپنے والد ماجد سے بیعت کی اور انہی کی زیر تربیت منازل سلوک طے کیں۔ سجادہ نشینی کے وقت آپ کی عمر پندرہ برس تھی۔ آپ پر محبت الہی اس قدر غالب تھی کہ ہر وقت جذب و سکر کے عالم میں مستغرق رہتے تھے۔ اکی علم استغراق میں آپ کی زبان سے معرفت الہی کے حشمے لہجور استعار جاری رہتے۔ چنانچہ آپ کے بلند پایہ اشعار کی تعداد ہزاروں سے متجاوز ہے۔ اگر آپ کی تمام کافیاں اور اشعار مرتب کر لئے جاتے تو ان کا مجموعہ کلام حضرت شاہ عبد اللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ کے مجموعہ کلام سے ضخیم تر ہوتا۔ تاہم آپ کے جو اشعار محفوظ رہ سکے ان کا ایک مجموعہ " اصغر سائیں جو کلام " شائع ہو چکا ہے۔ آپ کے کلام میں جذب و سوز اس قدر نمایاں ہے کہ پڑھنے والے بھی علم جذب سوز میں مستغرق ہو کر رہ جاتے ہیں۔

آپ کے دور میں پرانی درگاہ مبارک کو دریائے سندھ کی لغیانی سے خطرہ لاحق ہوا تو آپ نے بتاریخ ۱۲۵۰ھ اپنے جد اجد پیر سائیں روزہ دھنی اور اپنے والد ماجد پیر سائیں پیر دھنی علیہم السلام کے تابوت وہاں سے منتقل کر کر نئی درگاہ



(موتودہ پیر گوٹھ) میں لائے۔ اور موتودہ درگاہ مبارک میں دفن کے  
تھے۔ اس کے بعد یہ مقام رفتہ رفتہ بصورت قبضہ آباد ہوتا چلا گیا۔  
آپ ہی کے دور میں جب انگریزوں نے محرم ۱۲۵۹ھ بمطابق  
فروری ۱۸۴۳ء میں سندھ پر قبضہ کر لیا تو یہاں کے غداران ملک و  
ملت دنیاوی مفادات کے حصول کی خاطر اقتدار انگریزی کا دم بھرنے  
لگے۔ اور انگریز حکام انہیں، نقد انعام، جاگیریں اور خطابات دیکر نوازنے  
لگے۔ انگریز حکام چاہتے تھے کہ پیر علی گوہر شاہ اول علیہ الرحمۃ بھی ان  
کے حضور حاضر ہو کر اپنی وفاداری کا اظہار کریں۔ لیکن آپ نے  
انگریز حکام کی جانب ذرہ بھر توجہ مبذول نہ کی۔ حسب سابق اپنے  
خاندانی معمولات میں مصروف اور اپنی جماعت کی دینی تربیت اور مشغلہ  
ذکر و فکر میں مشغول رہے۔

انگریزوں کے جی حضور کی کرنے اور وفاداری کا دم بھرنے والے  
رہیں اور خان بہادر انگریزی حکام کو پیر سید علی گوہر شاہ اول کے  
خلاف بھڑکانے کی کوشش کرتے تھے کہ پیر یا گارا نے اقتدار  
انگریزی کو قبول نہیں کیا۔ اور حکومت برطانیہ کے آگے سر کو نہیں  
جھکایا ہے۔ مگر چالاک انگریز پیر صاحب یا گارا پر ہاتھ ڈالنے  
کے لیے مناسب موقع کے منتظر رہے۔ اسی کشمکش کے دوران  
پیر علی گوہر شاہ صاحب صرف چار سال بعد ہی بتاريخ ۱۱ جمادی الاول  
۱۲۶۳ھ بمطابق ۳۲ برس کی عمر میں وفات پا گئے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون  
آپ کے صرف ایک ہی فرزند سید حزب اللہ شاہ علیہ الرحمۃ تھے اور آپ  
کی وفات کے بعد وہی سجادہ نشین بنے۔



## محترم آلا پیر سید نواب شاہ، پیر پاگار سوم

آپ نے "حیلمیر" سے سنگ مرمر کا ایک تخت بنوایا۔ اس لئے آپ کا لقب "تخت دہنی" (صاحب تخت) مشہور ہوا۔ نیز اسی نسبت سے آپ کو "مسند دہنی" (صاحب مسند) کے لقب سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔

آپ کی ولادت مبارکہ ۱۸ شوال ۱۲۵۸ھ کو ہوئی۔ آپ بچپن میں ہی اپنے والد ماجد سے بیعت ہوئے۔ اور ابھی آپ کی عمر پانچ برس ہی تھی کہ آپ کے والد ماجد انتقال فرما گئے۔ اور آپ ان کے جانشین و سجادہ نشین بنے۔ آپ اگرچہ بلحاظ عمر صغیر تھے لیکن بہ لحاظ دانش و قابلیت کبیر تھے۔ باوجود صغیر سن ہونے کے آپ نے اپنی کثیر التعداد جماعت پر موثر کنٹرول قائم رکھا اور معاملات بڑی دانشمندی سے چلاتے رہے۔

آپ کے والد ماجد کے غیرت مندانہ رویہ کے باعث حکمران انگریز، ان کی جانب سے بھی غیر مطمئن تھے۔ وہ آپ کو اپنے اقتدار کے لئے ایک خطرہ تصور کرتے تھے۔ چنانچہ انگریزوں نے آپ کو اپنے زیر اثر لانے کے لئے متعدد تدابیر اختیار کیں۔ لیکن بسود رہیں۔ جب آپ کسی چال میں نہ آئے تو انگریز حکام نے آپ کو نظر بند کرنے کا فیصلہ کیا۔ تاہم ان کے لاکھوں سرفروش مریدوں کے جذبہ جاں نثاری کو دیکھتے ہوئے۔ ان کو یہ جرات نہ ہوئی کہ ان پر ہاتھ ڈالیں۔ پیر صاحب حزب اللہ شاہ علیہ الرحمۃ بدستور



اپنی آن پر قائم رہے۔ انہوں نے انگریزوں کی جانب توجہ تک مبذول نہ فرمائی۔ ہر وقت اپنی جماعت کی تعلیم و تربیت اور جماعتی معاملات میں منہمک رہتے تھے۔ انہی حالات میں بیس برس گذر گئے۔ بالآخر ۱۲۸۴ھ میں انگریزوں نے آپ پر قابو پالینے کی خاطر ایک گھناونی سازش تیار کی۔ انہوں نے میر مراد علیخان والی ریاست خیر پور سے آپ کے خلاف قتل کا ایک جھوٹا مقدمہ خیر پور کی عدالت میں دائر کرایا۔ تاکہ آپ کو ہراساں کر کے اپنے سامنے جھکایا جاسکے یا عدالت سے سزا دلوا کر قید کیا جاسکے۔ آپ نے انگریزوں کی اس سازش کا بھی مردانہ وار مقابلہ کیا۔ چونکہ مقدمہ جعلی اور گواہ مصنوعی تھے۔ انگریز اور میر مراد علیخان یہ مقدمہ ہار گئے۔ پیر صاحب پاگارا کامیاب و سرخرو رہے۔

انہی دنوں انگریز سکھوں کو شکست دیکر پنجاب پر قابض ہو چکے تھے۔ سندھ اور پنجاب میں آمدورفت کا سلسلہ بحال ہو چکا تھا۔ پیر صاحب حزب اللہ شاہ نے اپنے چند سربراہوں اور وہ مریدوں کو پیرکوٹ سدھانہ بھیج کر درگاہ مبارک پیرسید عبدالقادر آخرین علیہ الرحمۃ کے سجادہ نشین پیرسید امیر الدین شاہ جیدانی کو اپنے ہاں دعوت پر مدعو کیا۔ انہوں نے یہ دعوت بخوشی قبول فرمائی اور اپنی طرف اپنے بڑے فرزند پیرسید محمد شاہ ثانی جیدانی کو دعوت میں شریک ہونے کا حکم فرمایا۔ اس وقت پیرسید محمد شاہ ثانی جیدانی کی عمر تقریباً بارہ برس کی تھی۔ آپ اپنے والد ماجد کے حکم کی تعمیل میں پیرکوٹ پہنچے۔ حضرت سید حزب اللہ شاہ آپ کی تشریف آوری



سے نہایت مسرور ہوئے اور بڑے ادب و احترام کے ساتھ ان کا شایانِ شان استقبال کیا۔ پیر سید محمد بقا شاہ شہید علیہ الرحمۃ کے بعد مرشد خاندان سید عبد القادر آخترین اور مرید خاندان راشدہ کی یہ دوسری ملاقات تھی۔ صاحبزادہ سید محمد حبیب الدین شاہ ثانی نے پیر گوٹھ میں ایک مرتبہ نماز جمعہ بھی پڑھائی اور حاضرین کو نہایت فصیح و بلیغ انداز میں خطاب فرمایا۔ جس سے حاضرین بحیرت و تعجب سے مستفیض ہوئے۔

چانک انگریز، پیر سید حزب اللہ شاہ پر گہری نظر رکھے ہوئے تھے۔ جب ان کو یہ معلوم ہوا کہ سندھ کے خاندان راشدہ کا پنجاب کے ذی اثر گیلانی خاندان سے بھی گہرا تعلق ہے تو وہ اور بھی سٹپٹا گئے۔ مگر کیا کر سکتے تھے۔ بلا کسی معقول سبب کے پیر صاحب پاگاراہ پر ہاتھ ڈالنا بھی آسان نہ تھا۔

دریں اثنا، اتفاقاً ایک ایسا افسوسناک واقعہ رونما ہو گیا کہ انگریز حکام خوش ہو گئے۔ انہیں پیر سید حزب اللہ شاہ پر پاگاراہ پر ہاتھ ڈالنے کا ایک بہانہ مل گیا۔ وہ یہ سوچ کر خوش ہوئے کہ اب یہ پیر ہماری گرفت سے بچ نہیں سکے گا۔ ہوا یوں کہ خاندان راشدہ کی دوسری شاخ کے بانی پیر سید محمد حسین شاہ جھنڈے والے کے سجادہ نشین بیٹے پیر فضل اللہ شاہ کو پیر صاحب پاگاراہ کے دو مریدوں (غلام نبی لغاری اور احمد) نے اپنے طور پر قتل کر دیا۔ وقوعہ قتل کے بعد غلام نبی لغاری تو فرار ہو گیا۔ مگر احمد کو گرفتار کر لیا گیا۔ جھنڈے والے پیر رشید الدین شاہ اور انگریزوں



نے قتل کے اس مقدمہ میں پیرسائیں حزب اللہ شاہ ملوث کرنے کی بڑی کوشش کی۔ لیکن عدالت میں اسکا کوئی ثبوت پیش نہ کر سکے۔ پیرسید حزب اللہ شاہ اس مقدمہ سے بھی باعزت بڑی ہو کر سرخرو ہوئے۔ عدالت نے قاتل احمد کو سزائے موت سنائی اور اسکو پھانسی دیدی گئی۔ انگریز اس دفعہ بھی سید حزب اللہ شاہ کو پھسانے میں ناکام رہے تھے۔

حضرت پیرسائیں حزب اللہ شاہ (تخت دہتی) علیہ الرحمۃ علم و فضل میں بلند مقام کے حامل تھے۔ علوم قرآن و حدیث میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ آپ نے سندھی زبان میں قرآن مجید کی تفسیر لکھوائی۔ اس کا نام ”تفسیر کوثر“ ہے آپ کے فرزند پیرشاہ سردان شاہ اول علیہ الرحمۃ نے اسکو شائع کر کے مفت تقسیم کیا تھا۔ تاکہ عوام و خواص اس سے مستفید ہو سکیں۔

درگاہ مبارک میں موجودہ مدرسہ بھی آپ ہی کا تعمیر کردہ ہے۔ آپ نے پہلے سے موجود اس مدرسہ کو از سر نو تعمیر کرایا تھا۔ اور درگاہ شریف کی موجودہ مسجد بھی آپ ہی نے تعمیر کرائی تھی۔ آپ مریدوں کی تعلیم و تربیت کے لئے دور دراز کا سفر کر کے ان کے پاس خود پہنچتے تھے۔ اور اس طرح آپ نے لاکھوں بندگان خدا کو فیضیاب کیا۔ علاقہ جیسلمیر کی سرزمین بھی آپ کے فیض روحانی اور نور دلالت سے بہرہ ور اور منور ہوئی۔ وہاں کی ہندو برادری ”سلاوٹ“ کے تمام افراد نے آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہو کر بیعت کی۔ اس برادری



کے بہت سے کنبے آج کل کراچی اور حیدرآباد میں مقیم ہیں۔  
آپ کی کرامات اس قدر ہیں کہ اگر ضبط تحریر میں لائی جائیں تو  
ایک مبسوط دفتر مرتب ہو جائے تاہم بطور تبرک یہاں صرف ایک کمریت  
کا ذکر مناسب سمجھتا ہوں۔ ایک مرتبہ آپ سداوٹ برادری کی دعوت  
پر حیدرآباد شریف لے گئے۔ مریدین کی ایک بڑی تعداد بھی آپ کے  
بمراہ تھی۔ شہر حیدرآباد میں صرف ایک ہی تالاب تھا جس سے لوگ  
پانی کی ضروریات پوری کرتے تھے۔ اس تالاب میں بارش کا پانی  
جمع ہوا کرتا تھا۔ چونکہ اس دفعہ بارشیں نہ ہوئی تھیں اس لئے تالاب  
میں پانی بہت کم رہ گیا تھا۔ راجہ نے یہ سوچ کر کہ اگر پیر صاحب  
کے مرید اس تالاب سے پانی استعمال کریں گے تو پانی ختم ہو جائے گا  
پیر صاحب کو پیغام بھیجا کہ آپ کو اور آپ کے مریدوں کو تالاب  
سے پانی لینے کی اجازت نہیں ہے۔ پیر سائیں تخت دھنی نے یہ  
شکر فرمایا۔ اچھا، تو پھر ہم اللہ سے پانی مانگ لیں گے۔ اور دعا  
مانگی، اسی وقت بادل چھا گئے اور موسلا دھار بارش برسنے لگی۔ یہاں  
تک کہ تالاب لبالب پانی سے بھر گیا اور پانی نے سیلاب  
کی صورت اختیار کر لی۔ شہر کو سیلاب کا خطرہ لاحق دیکھ کر راجہ گھبرا اٹھا  
دوڑتا ہوا پیر سائیں کی خدمت میں پہنچا۔ اور عرض کی: یا حضرت! میں  
اپنی غلطی پر نادم ہوں۔ معافی کا خواستگار ہوں۔ براہ کرم بارش  
بند کرائیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ساری آبادی سیلاب میں بہہ جائے۔  
پیر سائیں نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے۔ بارش اسی وقت  
بند ہو گئی۔ راجہ کو یقین ہو گیا کہ بے شک آپ کے ولی اللہ ہیں۔



چنانچہ راجہ اسی وقت تائب ہو کر آپ کا مرید بن گیا سابقہ مایوسی کے بعد امید کی کرن دیکھ کر اولاد کے لئے دعا کا خواستگار ہوا۔ اور اسکو اللہ تعالیٰ نے زینہ اولاد عطا کی!

آپ سخاوت میں نہایت فراخ دل تھے۔ کوئی سائل خالی ہاتھ نہ ہوتا تھا۔ اگر کچھ موجود نہ ہوتا تو قرض لے کر سائل کی حاجت براری کر دیا کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کے پاس مال کبھی جمع نہ ہوتا تھا۔ آپ اکثر اوقات یہ مسنون دعا پڑھتے رہتے تھے۔ اللہم

احیئنا مسکینا و امتی مسکینا و احشرنی فی زمرة المساکین۔

آپ پینتالیس برس سجادہ نشین رہنے کے بعد عمر بچا پس سال بتاریخ ۲ محرم ۱۲۰۸ھ اس دار فانی سے بہ عالم جاودالی رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کے آٹھ فرزند ارجمند ہوئے جن کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔

- |                          |                          |
|--------------------------|--------------------------|
| ۱۔ سید علی گوہر شاہ ثانی | ۲۔ سید علی مظفر شاہ      |
| ۳۔ سید علی اصغر شاہ      | ۴۔ سید شاہ مردان شاہ اول |
| ۵۔ سید علی سرور شاہ      | ۶۔ سید محمود شاہ         |
| ۷۔ سید غلام مصطفیٰ شاہ   | ۸۔ سید عنایت شاہ         |

آپ کی رحلت کے بعد آپ کے بڑے صاحبزادے سید علی گوہر شاہ ثانی سجادہ نشین بنے۔



# مختصرات حضرت علی گوہر شاہ ثانی <sup>علیہ الرحمۃ</sup> پیر گاراہام

آپ کا لقب ”محب فی دہنی“ ہے۔ چونکہ آپ کی طبیعت اکثر علیل رہتی تھی اس لیے آپ کے مریدوں نے دور دراز کے مریدوں کے پاس پہنچنے کے لیے ”محافہ“ (یعنی ڈولی) بنوایا تھا۔ جس پر سوار ہو کر سفر کیا کرتے تھے۔ اسکا لحاظ سے آپ کا لقب ”محافہ دہنی“ مشہور ہوا۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۶۵ھ میں ہوئی۔ آپ نے اپنے والد ماجد کے حکم سے حضرت پیر سید محمد گیلانی شاہ ثانی علیہ الرحمۃ (چاہ ڈالے) کے دستِ حق پرست پر بیعت کی اور منازل سلوک طے کیں۔ اس کے علاوہ آپ اپنے والد ماجد سے بھی فیضیاب ہوئے۔ اور ان سے بھی آپ کو بہت عنایات حاصل ہوئیں۔ آپ اپنے والد ماجد کے انتقال کے بعد بتاریخ ۴ محرم ۱۳۰۸ھ میں سجادہ نشین بنے۔

آپ کے وقت میں حُر فقیروں نے گورنمنٹ برطانیہ کے خلاف منظم علم بغاوت بلند کیا۔ اور آزادی حاصل کرنے کے لئے مسلح جدوجہد شروع کی۔ ان مجاہدین آزادی کی قیادت کرنے والے حسب ذیل سرفروشوں کے نام سرفہرست ہیں۔ جنہوں نے اپنی متوازی حکومت قائم کر لی تھی۔

- (۱) بچو بادشاہ، ولد دریا م فقیر خالصیلی (۲) پیر فقیر دستانیر
- (۳) گلہو فقیر موچی کوتوال۔ (۴) بھٹو فقیر گاہو (۵) مہری فقیر گانگھرد
- (۶) تگیو فقیر چانگ (۷) عثمان فقیر ہنگورد (۸) مہیو فقیر دستان



(۹) وسند فقیر گزراک (۱۰) عیسیٰ فقیر ڈاہری (۱۱) ستائم فقیر موجی  
(گلوکا بھائی) (۱۲) دریا خان فقیر نظامانی۔ ان بارہ مجاہدین نے  
مکھی جھیل کے جنگلات میں اپنا دارالسلطنت قائم کیا۔ اور بڑی  
بہادری کے ساتھ سامراج برطانیہ کے خلاف برسرِ پیکار ہو گئے  
ان کی کاروائیاں انتہائی منظم اور کامیاب ہوتی تھیں۔

یہ مجاہدین علاقہ مکھی (موجودہ ضلع سانگھڑ) کے بڑے بڑے  
مالداروں اور زمینداروں سے ٹیکس اور مالیہ وصول کر کے  
انخراجات پورے کرتے تھے۔ خصوصاً گورنمنٹ برطانیہ کے  
پٹھوں سے زبردستی رقوم وصول کی جاتی تھیں۔ ان میں سے  
اگر کوئی رقم دینے سے انکار کرتا یا حکومت برطانیہ کی مدد سے ان  
کو گرفتار کرانے کی کوشش کرتا تو یہ مجاہدین ایسے افراد کے  
خلاف شدید ترین کاروائیاں بھی کرتے تھے۔ ان کے مال و متاع  
کو زبردستی لوٹ لیتے اور انہیں قتل و غارت کرنے سے کچھ  
دریغ نہ کرتے تھے۔ ان مجاہدین آزادی کی طوفانی کاروائیوں  
سے حکمران انگریزوں کے ہوش و حواس گم ہو گئے اور برٹش  
گورنمنٹ کی نیند حرام ہو گئی تھی۔

حکومت برطانیہ کے وفادار متعدد وڈیروں کو مجاہدین نے  
قتل کیا اور ان کا مال و متاع لوٹ لیا۔ ایک پولیس انسپکٹر  
”جولان سنگھ“ کو ”بہرم بڑی“ کے بھرے میلے میں علی  
الاعلان جہنم رسید کیا اور پولیس تھانوں پر کامیاب حملے  
کر کے ان کو تباہ و برباد کیا اور اسلحہ وغیرہ لوٹ کر لے گئے۔



۱۸۹۲ء میں حکومت برطانیہ نے ضلع مقرر پارکر (ان دنوں عمرکوٹ ہیڈ کوارٹر تھا) کے انگریز ڈپٹی کمشنر مسٹر "لیوکس" کو حرم مجاہدین پر قابو پانے پر مامور کیا، مسٹر لیوکس اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود جب ناکام رہا تو اس نے غیض و غضب میں آکر پرامن شہریوں پر باغی حردوں کی مدد کرنے کا الزام رکھ کر سینکڑوں بے گناہوں کو گرفتار کرنے اور ان پر بے پناہ تشدد کرنے کی دہشتانہ کاروائیاں شروع کر دیں اور اسکے حکم سے فوجیوں اور پولیس والوں نے درجنوں دیہات پر حملے کر کے قتل عام کیا۔ ان کے گھروں کو لوٹ کر مکانوں کو نذر آتش کر دیا تھا۔ اور ہزاروں افراد کو گرفتار کر کے ان پر ناقابل بیان مظالم ڈھائے۔ یہ سب کچھ کرنے کے باوجود بھی جب کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا اور حرم مجاہدین کی کاروائیوں پر قابو پایا نہ جاسکا تو فریب کار و مکار انگریزوں نے اپنی روانتی عیاری سے کام لینے کا منصوبہ بنایا۔

کمشنر سندھ "مسٹر جیمس" کراچی سے حیدرآباد پہنچا اور پیرسائیس علی گوہر شاہ ثانی کو طلب کر کے ان سے امداد کا طالب ہوا۔ اس نے پیر صاحب یا گار سے پرنزور اپیل کی کہ "اے امن و امان بحال کرنے میں حکومت کی مدد کریں۔ اپنے شوریدہ سرمرہیل کو حکم دیں کہ وہ ہتھیار ڈالیں۔ اور خود کو مسٹر لیوکس کے سامنے پیش کر دیں" پیر صاحب نے فرمایا: "اگر حکومت ان کو غام معافی دینے کا اعلان کر دے اور انہیں سزا نہ دینے کا وعدہ کرے تو میں حرم مجاہدین کو حکم دیدوں گا کہ وہ ہتھیار ڈالیں اور خود کو



حکام کے سامنے پیش کر دیں۔ کمشنر سندھ نے پیر صاحب کو یقین دلایا اور وعدہ کیا کہ اگر یہ باغی ہتھیار ڈال کر پیش ہو جائیں تو ان کے خلاف کوئی انتقامی کارروائی نہ کی جائیگی۔ پیر صاحب نے حرمجاہدین کے قائدین کو پیغام بھیج دیا کہ ”وہ مسٹر لیوکس کے سامنے حاضر ہو جائیں“ مجاہدین کے رہنماؤں نے اپنے مرشد کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کیا۔ اور خالی ہاتھ خود کو پیش کرنے کیلئے روانہ ہو گئے۔ لیکن جب سانگھڑ کے قریب پہنچے ہی تھے کہ ان پر ”لیوکس“ کے حکم سے گھات میں لگی ہوئی پولیس نے اچانک فائرنگ کر دی۔ جس کے نتیجے میں ۱۔ پیر فقیر و سان ۲۔ گلہ فقیر موچی ۳۔ تکیو فقیر (۴) عثمان فقیر ۵۔ بھٹو فقیر (۶) مہری فقیر اور ان کے چند دیگر ساتھی موقع پر شہید ہوئے۔ سندھ فقیر کزاک گرفتار ہوا جسے بعد میں سزائے عمر قید سنائی گئی۔ پچو فقیر بادشاہ اور عیسے فقیر ڈاہری دونوں ریاست خیر پور کے وزیر مسٹر یعقوب علی کے پاس پہنچے اور پناہ دینے کی درخواست کی لیکن ان کو بھی دھوکے سے گرفتار کر کے سانگھڑ لایا گیا اور مسٹر لیوکس کے حکم سے ان کو بھی پولیس تھانہ (چوک میں جہاں اب نیشنل بینک ہے) سانگھڑ میں پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔ ان شہداء حرم مجاہدین کو سانگھڑ کے جنوب میں واقع قریبی نظامانی قبرستان میں دفن کیا گیا۔ جہاں ان کی قبریں اب تک موجود ہیں۔ مجاہدین کے رہنماؤں میں سے صرف ایک شخص دریاخان نظامانی پنج کر بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو سکا تھا۔ مگر کچھ عرصہ بعد اسے بھی گرفتار کر لیا گیا تھا۔ اس کی گرفتاری کا حال آگے چل کر بیان ہوگا۔ انگریز اس طرح دھوکہ بازی کے



ذریعہ حر مجاہدین کی تحریک آزادی کو دبا لے میں عارضی طور کامیاب ہوئے۔ اس کے بعد انگریزوں نے حرروں کو مکمل طور پر کچل دینے کا فیصلہ کر لیا تاکہ آئندہ پھر کبھی یہ سر اٹھانے کے قابل نہ رہ جائیں۔ حرروں کو وسیع پیمانے پر پکڑ پکڑ کر گولی مار دی گئی۔ پھانسی پر لٹکایا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی حر جماعت کو خلاف قانون قرار دے دیا گیا۔ تمام حرروں کی نظر بندی کے احکام جاری کر کے مختلف شہروں اور قصبوں کے باہر نظر بندی کے کیمپ قائم کر کے ان کے تمام مردوزن، بچے اور بوڑھے ان کیمپوں میں نظر بند کر دیئے گئے۔ تمام کیمپوں پر مسلح پولیس کے پہرے لگا دیئے گئے۔ حرروں کو حکم دیا گیا کہ دن کے وقت سخت مزدوری کر کے اپنے اور اپنے اہل و عیال کے اخراجات خور و نوش پورے کرے۔ صبح شام پولیس تھاڑوں میں حاضری لگوائیں۔ پیر صاحب پاگارا نے حکومت برطانیہ کی ان کاروائیوں پر سخت اعتراض کیا لیکن انگریزوں نے نہیں جانا۔ حرروں کی نظر بندی کا یہ ظالمانہ سلسلہ قیام پاکستان تک جاری رہا۔ پیر صاحب اپنے مریدوں کو صبر و تحمل کی تلقین کرتے تھے۔ لیکن جو شیلے حرروں کے دلوں میں انگریزوں کے خلاف نفرت و عداوت کا جذبہ بڑھتا چلا گیا۔ سروفروش حر نظر بندی کے کیمپوں سے روپوش ہونے لگے۔ تاکہ حکومت برطانیہ کے خلاف پھر منظم بغاوت کر سکیں۔ حکومت برطانیہ اور پیران پاگارا کے مریدوں کے درمیان یہ کشمکش جاری تھی کہ پاکستان قائم ہو گیا۔ اور حکومت پاکستان نے حرروں پر عائد تمام پابندیاں ختم کر کے ان سب کو آزاد کر دیا اور نظر بندی کیمپوں کا خاتمہ کر دیا۔



پیر سید علی گوہر شاہ ثانی علیہ الرحمۃ جو پہلے ہی سے غلیل رہتے  
تھے ان جانکاه واقعات سے ان کی طبیعت پر نہایت شدید اثر پڑا۔  
آپ کی صحت مزید بگڑتی چلی گئی۔ بالآخر جب آپ کی صحت ادا ہوئی تو فیضان  
معاملات میں مداخلت ہونے لگی تو آپ چونکہ لاؤدر تھے۔ اس لئے آپ  
نے اپنے بھائی سید شاہ مردان شاہ اول کو اپنا ولی عہد مقرر کیا۔  
اس تقرری کا وصیت نامہ سٹر مسیو کلیٹر شکار پور کے روپرو لکھ کر آپ  
نے سید شاہ مردان شاہ اول کے حوالے کیا۔ علاوہ ازیں آپ نے  
مولوی عبد القادر فقیر اور دیگر سرکردہ فقہاء سے بھی تاکید فرمایا کہ میرے  
بعد انہی کو سجادہ نشین بنایا جائے۔ اس کے بعد آپ بتاريخ ۲۲۔  
جمادی الثانی ۱۳۱۲ھ ۳۹ برس کی عمر میں رحلت فرمائے۔

اِنَّ اللّٰهَ وَاَنَا لَبِیْہٖ رَاجِعُونَ



## مختصرات شاہ مردان شاہ اول پیر پانچواں کا نام علیہ الرحمۃ

آپ کا لقب پیر سائیں کوٹ دھنی ہے۔ چونکہ آپ نے درگاہ مبارک کے گرد ایک بڑی دیوار تعمیر کرائی تھی ایسی دیوار کو سندھی میں کوٹ کہتے ہیں اس لئے آپ کو "کوٹ دھنی" کے لقب سے مشہور ہوئے۔

آپ کی ولادت ۱۲۴۹ھ سے۔ آپ فارغ التحصیل عالم و بے بدل فاضل تھے۔ آپ نے حضرت پیر سید محمد گیلانی شاہ (چناہ والے) علیہ الرحمۃ سے بیعت کی اور منازل سلوک طے کیں۔ آپ اپنے مرشد کی بے حد تعظیم کرتے تھے اور ان کے عاشق صادق تھے۔ آپ نے بڑے بھائی پیر سائیں محافے دھنی علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد ان کی وصیت کے مطابق بتاریخ ۲۷ جمادی الثانی ۱۲۱۳ھ سجادہ نشین بنے۔ جس پر آپ کے دوسرے بڑے بھائی سید علی منظر شاہ نے دعوے کیا کہ سجادہ نشین بننے کا حقدار میں ہوں اور سجادہ نشینی کے حصول کی خاطر انہوں نے عدالت ہی مقدمہ دائر کر دیا۔ سید شاہ مردان شاہ اول سجادہ نشین نے مقدمہ کی پیروی کے لئے مسٹر محمد علی جناح (قائد اعظم) کو اپنا وکیل بنایا جو انہی ایام میں انکیڈ سے تعلیم حاصل کر کے واپس آئے تھے۔ انہوں نے بڑی قابلیت کے ساتھ مقدمے کی پیروی کی۔ پیر سائیں محافے دھنی کا وصیت نامہ عدالت میں پیش کیا گیا۔ نیز مولوی عبدالقادر فقیر اور دیگر سرکردہ فقہاء نے بھی شاہ مردان شاہ اول کی بھرپور تائید کی۔ چنانچہ عدالت



نے شاہ مردان شاہ اول علیہ الرحمۃ کے حق میں فیصدہ صادر کر دیا۔ مقدمے میں کامیابی حاصل ہو جانے پر سید شاہ مردان اول نے خوش ہو کر مسٹر محمد علی جناح کو دعا دی کہ اللہ تعالیٰ آپ کا مرتبہ بلند کرے اور صاحب اقبال بنائے۔ آپ کی دعا کے طفیل مسٹر محمد علی جناح کو اس قدر بلند مرتبہ ملا اور صاحب اقبال ہوئے کہ مسلمانوں کے قائد اعظم بن گئے اور بانی پاکستان ہونے کا شرف حاصل کیا۔

مقدمہ میں کامیابی کے بعد آپ نے اپنے تمام بھائیوں کیساتھ انتہائی محبت اور حسن اخلاق کا برتاؤ کیا۔ انہیں زرعی زمین دی اور درگاہ مبارک کی جانب سے ان کے وظیفے مقرر کر دیئے۔ اس حسن سلوک سے متاثر ہو کر آپ کے سب بھائی آپ سے راضی ہو گئے۔ اور تمام اختلافات ختم ہو گئے۔

انگریزوں کے سندھ پر قابض ہونے کے وقت سے ہی پیران پاگارا اور حکومت برطانیہ کے درمیان کشمکش چلی آرہی تھی۔ انگریز حکام مسلسل اس کوشش میں تھے کہ دیگر ابن الوقت بھی حضور یوں کی طرح پیر صاحب پاگارا بھی ان کی وفاداری کا دم بھرنے لگیں۔ مگر پیر صاحب پاگارانے کی غیرت و حمیت اس امر کو قبول نہ کرتی تھی۔ انگریز حکام نے شاہ مردان شاہ اول علیہ الرحمۃ کو اپنا ممنون احسان بنانے کی خاطر اپنے رویہ میں نرمی اختیار کی۔ انکو "تمس العیاء" کا خطاب دیا۔ پیر صاحب نے بھی مصلحت کے پیش نظر اس خطاب کو قبول کر لیا۔ اس لیے کہ ان کی تمام جماعت کمیوں میں نظر بند تھی۔ انگریزوں کے خلاف کوئی باغیانہ کارروائی مشکل تھی۔



انگریز حکام نے پیر صاحب کو کہا کہ تجو بادشاہ کے باغی ساتھیوں میں سے ایک شخص دریا خان، کو جو تاحال روپوش ہے۔ حکام کے سامنے پیش کریں۔ پیر صاحب نے اپنے سرکردہ مریدوں کو حکم دیا کیا کہ دریا خان کو میرے پاس حاضر کریں۔ لیکن جو کشیدہ مریدوں نے اس حکم کی تعمیل نہ کی۔ اس پر آپ نے ناراض ہو کر فرمایا: اچھا! اگر تم دریا خان کو میرے پاس نہیں لاتے تو کیا ہوا۔ اب ڈرو، گمیدار بن کر حکومت کے ہاتھوں گرفتار ہو گا۔ مٹھورے دلوں بعد جبکہ دریا خان ایک گڑھے میں چھپا بیٹھا تھا۔ پولیس نے گرفتار کر لیا۔ اور اسکو عمر قید کی سزا سنائی گئی۔ اگرچہ نظر بندی کیمپوں میں پولیس کی سختیوں اور ناگفتہ بہ مظالم کی وجہ سے تمام حوروں کے دلوں میں حکومت برطانیہ کے خلاف نفرت کی آگ سگ رہی تھی اور دن بہ دن بغاوت و انتقام کے لئے جذبات شدت اختیار کرتے جا رہے تھے۔ تاہم پیر شاہ مردان شاہ اول علیہ الرحمۃ حوروں کو حکومت برطانیہ کے خلاف کوئی اقدام کرنے کی اجازت نہ دیتے تھے۔ حالات کے پیش نظر ان کو صبر تحمل کی تلقین کرتے رہتے تھے۔ اس لئے آپ کے دور میں حُر بغاوت نہ کر سکے۔

آپ نے پیر سائیس روزہ دھنی علیہ الرحمۃ کے مزار اور درگاہ کی مسجد شریف کی مرمت و آرائش میں زر کثیر خرچ کیا۔ آپ نے مزار مبارک اور مسجد شریف پر سونے کی اینٹیں لگوائیں۔ مزار مبارک برٹلائی چھتر کا نصب کی، پہلے سے موجود "مدرسہ جامعہ راشدیہ" کی توسیع و تنظیم کی۔ مسافر خانہ اور مہمان خانہ وسیع بنیادوں



پر از سر نو تعمیر کرایا۔ آپ نے ہر سال ۲۷ رجب کو محراب نبی صلی علیہ وآلہ وسلم کی تقریب منانے کا شایان شان اہتمام کیا۔ آپ ہر سال جشنِ معراج کا جلسہ منعقد کراتے تھے۔ مشہور علما کو دعوت دیکر بلاتے۔ مجلس و غلط کے بعد علما کو نقد عطیات اور عمدہ پوشاک عطا فرماتے۔ آپ علما و کرام کا اس قدر احترام کرتے تھے کہ دعوتِ طعام میں ان کے ہاتھ خود دھلاتے تھے۔ اس خوشی کے موقع پر آپ وسیع پیمانے پر طعام پکوا کر دعوتِ عام کا بھی بندوبست فرمایا کرتے تھے۔

تاریخِ یکم محرم ۱۳۲۵ھ آپ کے بڑے فرزند میاں حسین علی شاہ کا انتقال ہو گیا۔ اس صدمے سے آپ نڈھال ہو گئے۔ طبیعت مسلسل ناساز رہنے لگی۔ آپ نے مرحوم فرزند کو اوصیاءِ ثواب کی خاطر صدقات و خیرات کی بارش کر دی نیز آپ نے حرمین شریفین کے غربا و مساکین کو تقسیم کرنے کے لیے بہت بڑی تعداد میں غلہ اور کپڑا بھیجنا چاہا لیکن چونکہ ان دنوں پہلی جنگِ عظیم جاری تھی۔ حکومتِ برطانیہ نے آپ کو اس کی اجازت نہ دی جس پر آپ نے یہ غلہ و کپڑا منڈھ کے غربا و مساکین میں تقسیم کرا دیا۔ بالآخر آپ تاریخ ۷ ربيع الاول ۱۳۲۵ھ بروز منگل انتقال فرما گئے۔ انشاء وانا الیہ راجعون۔

آپ کے تین صاحبزادے ہوئے جن کے نام حسب ذیل ہیں۔

۱۔ سید علی حسین شاہ ۲۔ سید محمد صبغت اللہ شاہ ثانی

۳۔ سید راحم شاہ (علیہم الرحمۃ)

آپ کی وفات کے بعد آپ کے منجھلے فرزند سید محمد صبغت اللہ

شاہ ثانی سجادہ نشین ہوئے۔



## مختصرات حضرت سید محمد صیغۃ اللہ شاہ ثانی پیر گاراشم

آپ کا لقب پیر سائیں بگ دھنی (صاحب دستار) ہے۔ آپ  
بتاریخ ۱۳ صفر ۱۳۲۶ھ تولد ہوئے۔

ابھی آپ کی عمر بارہویں برس میں تھی کہ آپ کے والد ماجد کا  
انتقال ہو گیا اور آپ کو سجادہ نشینی کے فرائض سنبھالنے پڑ گئے  
آپ مسائل دینیات میں کافی دسترس رکھتے تھے۔ اور علوم باطنی سے  
بھی سرفراز تھے۔ آپ نے سجادہ نشین ہونے کے بعد جلد ہی اپنی  
جماعت کی دیکھ بھال اور تعلیم و تربیت کی خاطر سفر کا پروگرام بنا لیا۔  
چوکی کھتہ، شہداد پور اور دیگر مقامات کا دورہ کر کے درگاہ مبارک  
پہنچے۔ پھر چھ برس بعد آپ نے تفصیلی دورے کا پروگرام مرتب  
کیا اور دراز مقامات کے مریدوں کے پاس پہنچے۔

اسی دوران جماعت کے چند فقروں سے کچھ غلطیاں سرزد  
ہو گئیں جن کی وجہ سے آپ کا بھتیجا شاہ بن حسین علی شاہ اور آپ  
کے برادر خورد سید راجم شاہ آپ سے ناراض ہو گئے اور جماعت میں  
انتشار برپا ہو گیا تھا۔ انگریز حکمران جو پیران لکپارہ پر ہاتھ ڈالنے کے  
لئے مدت سے انتظار میں تھے۔ انہوں نے اس موقع کو غنیمت  
سمجھا۔ چنانچہ بتاریخ ۲۶ مارچ ۱۹۳۰ء ایس، پی سکھر جی جی  
رے۔ پولیس کی بھاری جمعیت لیکر طلوع فجر کے وقت درگاہ مبارک  
آن پہنچا۔ پیر صاحب ہنوز اپنی آرامگاہ میں محو خواب تھے۔ اور نامعلوم  
دجورہ کی بنا پر بیرونی شاہی دروازہ اور اندرونی لکھی دروازہ۔ دونوں



کھلے ہوئے تھے۔ پولیس بغیر کسی وکاوٹ کے آپ کی آرامگاہ میں داخل ہو گئی۔ سب انسپکٹر غلام اکبر بوج نے آپ کے اسلحہ پر قبضہ کر لیا اور آپ کو جگا کر گرفتار کر لیا گیا۔ آپ کو سنٹرل جیل سکھر پہنچا کر ناہانز اسلحہ رکھنے، قتل اور دیگر الزامات کے تحت سٹی ٹجسٹریٹ سکھر مسٹر ادھارام ملک داس کی عدالت میں آپ کے خلاف مقدمہ دائر کر دیا گیا۔ یہ مقدمہ ۲۳ اپریل ۱۹۴۸ء کو زیر سماعت آیا۔ آپ کے خلاف حکومت برطانیہ کی جانب سے دو بڑے وکیل پیروکی کے لئے مقرر ہوئے ایک وکیل مسٹر بوبو، انگریز تھا اور دوسرا مسٹر کنڈن اس سندوتھا۔ پیر صاحب کی جانب سے بڑے وکیل مسٹر محمد علی جناح (قائد اعظم) تھے اور ان کے دو مددگار وکیل مسٹر احمد علی اور صاحب سنگھ مقرر ہوئے۔ مسٹر محمد علی جناح نے صرف دو دن مقدمہ کی پیروکی کی۔ انہوں نے مسٹر بوبو کے دلائل کے دندان شکن جواب دیئے اور اپنے دلائل سے یہ ثابت کر دیا کہ پیر صاحب کے خلاف یہ مقدمہ جھوٹ اور بد نیتی کی بنا پر قائم کیا گیا ہے۔ جسکی کچھ حقیقت نہیں۔ لیکن نامعلوم، پیر صاحب کے مخالف منافقوں یا انگریزوں کی کسی سازش کے تحت مسٹر محمد علی جناح پیروکی چھوڑ کر بمبئی تشریف لے گئے۔ تاہم پیر صاحب کے چیف خلیفہ سید بچل شاہ کو سخت تاکید کر گئے کہ انگریز حکام کسی تحریر پر پیر صاحب سے دستخط لینے کی کوشش کریں تو پیر صاحب کو دستخط نہ کرنے دینا۔

لیکن بچل شاہ اور دوسرے فقروں نے بزدلی کا منظر ہرہ کیا۔ انہوں نے رو رو کر اصرار کر کے پیر صاحب کو مجبور کیا کہ وہ



دستخط کر ہی دیں۔ اور تحریر پر دستخط کرا کر کاغذ حکام کو دے دیا۔ جبکہ فوراً بعد آپ کو دس سال قید کا حکم سنا دیا گیا۔ آپ کو سکھر سے بذریعہ ریل لاڑکانہ جیل میں پہنچا دیا گیا۔ اور اس کے بعد سنٹرل جیل کراچی منتقل کیا گیا اور پھر وہاں سے بحری جہاز میں سوار کر کے بمبئی کے قریب رتناگری جیل لایا گیا۔ اس کے بعد آپ کو مدناپور، ڈھاکہ اور راجشاہی کی جلیوں میں منتقل کیا جاتا رہا۔ سب سے آخر میں آپ کو پھر مدناپور لایا گیا۔ یہیں سے سات برس قید و بند کی صعوبتیں جھیلنے کے بعد آپ رہا ہوئے اس دوران آپ کا بڑا خلیفہ سید بچل شاہ وفات پا چکا تھا۔ اسکی وفات کے بعد کچھ عرصہ تک خلیفہ حسین درس نے درگاہ اور عمت کا انتظام سنبھالا۔ پھر حاجی موسیٰ و سنان اور جلال فقیر راجہ بھٹ بھٹ و خوبی یہ انتظام چلاتے رہے تھے۔

پیر صاحب جیل سے رہائی کے بعد بذریعہ ریل دہلی پہنچے اور وہاں سے سندھ میں وارد ہوئے۔ اس طرح آپ تاریخ ۱۱، رمضان ۱۳۵۵ھ درگاہ مبارک (پیر گوٹھ) پہنچ گئے۔ مولوی حاجی فیض محمد راجہ نے پیر صاحب کو مشورہ دیا کہ اب آپ خود کو صرف ذکر و فکر اور عبادت الہی کے لئے وقف کر دیں اور جماعت کی تعلیم و تربیت میں ہی مصروف رہیں۔ اس کے علاوہ کسی دوسرے معاملے سے قطعاً سروکار نہ رکھیں۔ کیونکہ آپ کے خیر خواہ بہت کم لیکن دشمن و بدخواہوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ پیر صاحب نے اس مشورہ کو قبول کرتے ہوئے فرمایا: ٹھیک ہے۔ فقیر صاحب! میں



ایسے ہی کروں گا، اسی سال آپ فریضہ حج کی ادائیگی اور زیارتِ  
 حرمین شریفین کی غرض سے بذریعہ ہوائی جہاز حجاز مقدس پہنچ  
 گئے۔ فریضہ حج ادا کر کے آپ مدینہ منورہ حاضر ہوئے سرکارِ دو عالم  
 صلے اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضری دیکر بحری جہاز سے آپ  
 وطن واپس آئے۔ اس کے بعد آپ نے ماہِ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ  
 میں جماعت کے فقراء کو تعلیم و تربیت دینے کی خاطر تفصیلی دورہ  
 کیا۔ آپ روٹھری کے علاقوں کا دورہ کرتے ہوئے ضلع رحیم یار  
 خان میں آئے پھر شاہ گڑھ وغیرہ کا دورہ کرتے ہوئے حبیب پور  
 پہنچے۔ حبیب پور کا راجہ جو اہر سنگھ آپ کا معتقد تھا۔ اس نے پیر صاحب  
 کی خدمت میں موڈ بانہ حاضری دی اس کے بعد آپ ”روٹھی“ نیٹر اور  
 پارکر کے فقراء کی دعوتوں میں شرکت فرما کر حدود سندھ میں داخل  
 ہوئے۔ ۱۳۵۶ھ کی عید الفضحیٰ کی شب آپ ”اڈیر ولعل“ کے قریب  
 ننگورہ فقروں کی دعوت پر ان کے قصبہ میں آئے۔ پھر علاقہ شہداد  
 پور میں متعدد دعوتوں میں شرکت کے بعد سانگھڑ کو روانہ ہوئے  
 جلال فقیر راجپڑ اور دیگر دعوتوں سے فارغ ہو کر سکرنڈ پہنچے  
 یہاں کی دعوتوں سے فراغت کے بعد آپ درگاہ مبارک تشریف  
 لے آئے۔

۱۹۳۵ء میں صوبہ سندھ کو بمبئی سے علیحدہ کیا گیا تھا۔ ۱۹۳۶ء  
 میں پہلی صوبائی اسمبلی کے انتخابات کا دور آیا تو چونکہ سندھ  
 میں پیران پا گارہ کی جماعت کی اکثریت ہے۔ اس لیے سارے  
 ہی موقع پر ست سیاسی لیڈر، پیر سید صبغت اللہ ثانی کی تائید



حمایت کے طلب گار ہوئے۔ حالانکہ یہ وہی مفاد پرست لوگ تھے جو گورنمنٹ برطانیہ کے پھوٹے اور انگریزوں کی خوشنودی حاصل کرنے کی خاطر ہمیشہ پیرانِ پاگارا کے خلاف مسدوم سازشوں میں مصروف رہتے تھے۔ اس کے برعکس۔ پیر صاحب پاگارا جو کہ انگریزی اقتدار کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنے کی دھن تیس تھے۔ انگریزوں کے خلاف بھرپور منظم کارروائی شروع کرنے کی منصوبہ بندی میں لگے ہوئے تھے۔ اپنے مریدوں میں سے سرفروش غازی چن چن کر مجاہدین کی تنظیم کر رہے تھے۔ ان مفاد پرست، منافق سیاسی لیڈروں کا کیوں انکر ساتھ دے سکتے تھے۔؟

ان دنوں سیاسی صورت حال یہ تھی کہ ہندو کانگریس اکھنڈ بھات کے منصوبے پر عمل پیرا تھی۔ چالاک ہندو لیڈر مسلمانوں کو ہمیشہ کیلئے اپنی غلامی کے شکنجے میں کس کر لے دست و پا کر دینا چاہتے تھے۔ مسک ریونیوٹیہ کی جمعیتہ علمائے ہند علی الاعلان ہندو کانگریس کی ہمنوا تھی۔ ہندو ساہوکاروں نے بھی نیشنلسٹ وہابی مولویوں پر اپنی بھوریوں کے دروازے کھول رکھے تھے۔ اور یہ خداران ملک و ملت، ازرومال سے اپنی جھولیوں کو بھرنے اور گاندھی جی کی جے۔ اور نہرو زندہ باد کے نعرے لگانے میں مصروف تھے۔ یہ وہابی مولوی سندوؤں کے لیڈروں کی زیادہ سے زیادہ خوشنودی کے حصول کی خاطر مسلم رہنماؤں کو گایاں دے رہے تھے۔ مسلمان نیشنلسٹ لیڈر بھی اسمبلی کی ممبری کے لالچ میں ہندو کانگریس



کا ساتھ دے رہے تھے۔ ان حالات میں چالاک سند ولیڈروں کو اپنے اکھنڈ بھارت منصوبے کی تکمیل میں اگر کوئی مؤثر روکاؤٹ نظر آرہی تھی تو وہ صرف پیر صاحب پاگارا کی ہی ذات اور ان کی جماعت تھی۔ اس لیے یہ ہند ولیڈروں کو کوشش میں تھے کہ پیران پاگارا اور حکومت برطانیہ کے درمیان جو دیرینہ کشمکش جاری ہے۔ اسکو سوادیکر انگریزوں اور پیران پاگارا کو حد سے جد باہم ٹکرا دیں۔ یہ لوگ اس کوشش میں تھے کہ انگریز حکام پیر صاحب کے خلاف کوئی سخت اقدام کریں اور پیر صاحب اور ان کے مرید حُر مجاہدین طیش میں آکر بغاوت کر دیں۔ جس کے جواب میں انگریز حُرروں کو کھل کر رکھ دیں اور پیران پاگارا کی گتدی کو ختم کر دیں۔ پھر اکھنڈ بھارت کی راہ میں کوئی روکاؤٹ باقی نہ رہے گی۔ اس مقصد کے پیش نظر ہند ولیڈروں اور ان کے ہم نوا ملک و ملت کے غدار مسلمان ولیڈروں کو سمبھڑکانے کی خاطر پیر صاحب پاگارا کے خلاف بے بنیاد الزامات اور تہمتیں تراش کر گورنر سندھ مدسر لانسٹیلٹ گراہم، کو درخواستیں دینے لگے مگر گورنر گراہم اس مرحلہ پر پیر صاحب کے خلاف کوئی اقدام کرنے کے بجائے یہ درخواستیں ریکارڈ میں شامل کرتا گیا۔ تاآنکہ سر لانسٹیلٹ گراہم کی جگہ سندھ کا نیا گورنر، ہگڈیو، مقرر ہوا۔ اس نے پیر صاحب پاگارا کے خلاف سخت رویہ اختیار کیا۔ اسی دوران کانگریسی لیڈروں نے سندھ میں کانگریسی وزارت بنوائی۔ اس وزارت کا چیف منسٹر، خان بہادر اللہ بخش سومر،



کو بنایا گیا۔ یہ شخص پہلے ہی سے پیران پاگارا کا سخت مخالف تھا۔ اس مرحلہ پر حرم جہالت میں سے بھی متعدد سرکردہ افراد کو سبز باغ دکھا کر پیر صاحب پاگارا سے منحرف کیا گیا۔ تاکہ پیر صاحب پاگارا کی قوت کمزور ہو۔

ان دنوں پیر صاحب پاگارا سید صبغت اللہ شاہ ثانی علیہ الرحمۃ اپنی کیٹی میں سکونت پذیر تھے۔ صرف عیدین کے موقع پر سانگھڑ کے قریب اپنے بنگلہ میں تشریف فرما ہوا کرتے تھے۔ بہ ظاہر انگریزوں اور پیر صاحب پاگارا کے درمیان ٹکراؤ کے کچھ آثار نہ تھے۔ اچانک، گورنر سندھ ہیکٹ یونے پیر صاحب پاگارا کو حکمنامہ بھیجا کہ، آپ کراچی میں رہیں، آپ کو کراچی سے باہر جانے کی اجازت نہیں۔ پیر صاحب کراچی میں میر خداجش خان کے بنگلہ میں مقیم ہو گئے۔ چند روز بعد پیر صاحب نے سوچا کہ اپنے اہل و عیال کو سانگھڑ والے بنگلہ سے منتقل کر کے درگاہ شریف پہنچا دینا مناسب ہے۔ چنانچہ آپ سانگھڑ آئے۔ اپنے اہل و عیال کو لیکر درگاہ مبارک پہنچے ہی تھے کہ کلکٹر سکھڑسٹریٹ آٹھ سو گوار فوجیوں کے ساتھ درگاہ مبارک آن پہنچا۔ اور آپ کو گرفتار کر کے خیر پور سے بذریعہ ریل کراچی پہنچایا اور میر خداجش خان ہی کے بنگلہ میں نظر بند کر دیا گیا۔ بعد ازاں آپ کو بتاریخ ۲۰ ستمبر ۱۹۴۱ء کراچی سے براستہ ناگپور، جیلپور کی جیل میں قید کر دیا گیا۔ برطانوی حکام کی ان کارروائیوں کو حرم مجاہدین کیونکر برداشت کر سکتے تھے؟ انہوں نے



انگریزوں کے خلاف مسلح بغاوت کردی اور دفعۃً گوریلا کارروائیوں سے ایسی دہشت پھیلادی کہ ، الامان و الحفیظ ، برٹش حکام کے ہوش و حواس گم ہو گئے۔ ایوان حکومت میں زلزلہ بیا ہو گیا۔ حر مجاہدین نے انگریزوں کے چند پٹھوؤں کو قتل کرنے کی غرض سے کراچی سے لاہور جانے والی ریل ایکسپریس کو سنڈو آرم کے قریب بڑی چابکدستی کے ساتھ پٹری سے اتار دیا تاہم انگریز کے یہ پٹھو تو قتل ہونے سے بچ گئے لیکن ریل میں سوار دوسرے متعدد افراد ہلاک ہو گئے۔ حر مجاہدین اپنی طوفانی کارروائیوں میں انگریزوں اور ان کے پٹھوؤں کو چن چن کر نشانہ بنا رہے تھے۔ گورنمنٹ برطانیہ نے بھی حر مجاہدین کو کچل دینے کے لیے وسیع پیمانے پر سخت اقدامات کئے۔ سندھ کے سارے مشرقی علاقے میں مارشل لا نافذ کر دیا گیا۔ فوج اور پولیس حُرّوں کے خلاف جنگی پیمانے پر کارروائیاں کرنے لگی۔ حُرّوں کے ٹھکانوں اور بیرونی صاحب کے بیٹھے پر ہوائی جہازوں سے متعدد مرتبہ بمباری کی گئی حُرّوں کو پکڑ کر گولیوں سے اڑایا اور جگہ جگہ پھانسیوں پر لٹکایا جانے لگا۔ حتیٰ کہ سینکڑوں بے گناہ شہری بھی انگریزوں کی بربریت کا شکار ہو گئے۔

لے حر مجاہدین کی ان کارروائیوں کی تفصیل جاننے کے لیے ابوالحاجان قادری کی تالیف "مکمل تاریخ وہاہیہ" کا مطالعہ کریں۔



اس دوران کانگریسی ہندو اور کانگریسی وہابی مولوی اور  
مفاد پرست مسلمان لیڈر غاصب و جابر برٹش حکام کے پشت  
پناہ بنے ہوئے تھے۔ یہ مفاد پرست لوگ ان کو حُر مجاہدین  
کے خلاف مزید بھڑکانے کی کوشش کرتے تھے۔ ان میں  
سے بعض منافق اور دھوکہ باز ایسے بھی تھے جو بہ ظاہر خود  
کو پیر صاحب یا گارا اور حُر مجاہدین کی سمدردی کا دٹوے  
کرتے تھے۔ لیکن درپردہ ان کی منجری کرتے اور حُرروں  
کی گرفتاری کے لئے نئی سازشیں کرتے تھے۔ تاکہ ملت  
اسلامیہ کی قوت مفلوج ہو کر رہ جائے۔ اور کانگریسی منصوبہ  
اکھنڈ بھارت کی تکمیل ہو سکے۔ مگر جوڑوں جوڑوں برٹش حکام  
کے مظالم بڑھتے گئے حُر مجاہدین کے حوصلے بھی بڑھتے ہی  
گئے۔ ان کے جذبہ جہاد میں کچھ کمی واقع نہ ہو سکی۔ جس قدر  
پولیس اور فوج کی کارروائی میں شدت کی جاتی اس سے بڑھ  
کر حُر مجاہدین کی جو اپنی کارروائی شدید تر ہوتی تھی۔

بالآخر حکومت برطانیہ نے پیر صاحب یا گارا تید صفت اللہ  
شاہ ثانی کو سنٹرل جیل حیدرآباد میں منتقل کیا اور خصوصی ملٹری  
کورٹ قائم کر کے ان کے خلاف تاج برطانیہ سے مسلح بغاوت  
کے الزام میں مقدمہ چلایا۔ اور اوٹ پٹانگ کارروائی کے بعد  
ملٹری کورٹ کے سربراہ مسٹر چرڈسن نے آپ کو سزائے موت  
کا فیصلہ سنا دیا۔ تاہم یہ فیصلہ سن کر بھی پیر صاحب مہوون  
نے فرنگی اقتدار کے سامنے سر نہیں جھکایا۔ نہ اپیل کی۔



نہ رحم کی درخواست کی اور نہ ہی معافی مانگی۔ بلکہ آپ نے بڑی بے باکی  
 و جرات سے واشکاف الفاظ میں فرمایا: "حق کی خاطر جان قربان  
 کر دینا ہمارے آباؤ اجداد کا شیوہ ہے۔ موت کے خوف سے  
 باطل کے آگے سر کو جھکانا یا رحم و معافی کی درخواست کرنا ہماری  
 روایات کے خلاف ہے۔ شہادت ہمارے سرکا تاج ہے۔"  
 برٹش حکام نے بتاریخ ۲۰ مارچ ۱۹۴۳ء بمطابق ۱۲ ربیع الاول  
 ۱۳۶۲ھ آپ کو شہید کر کے خفیہ طور پر کسی نامعلوم مقام پر دفن  
 کر دیا۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون

بنا کر زند خوش ر سے بہ خاک و خون غلطیدن  
 خدا رحمت کند این عاشقان پاک طینت را  
 آپ کے دو فرزند ارجمند ہیں۔  
 (۱) سید پیر شاہ مردان شاہ ثانی موجودہ پیر پاگارا ہنتم  
 (۲) سید پیر حاجی نادر شاہ صاحب۔



# فحصہ حاضری سید پیر شاہ مردان شاہانہ کو پیر شاہ گارام پورہ

آپ کا عرفی نام سید سکندر علی شاہ بھی ہے اور آپ کا لقب چھٹ دھنی (صاحب تاج) ہے۔

آپ کی تاریخ ولادت ۲۷ صفر ۱۳۲۷ء ہے۔ ابھی آپ کی عمر اٹھائی برس کی ہی تھی کہ آپ کے والد ماجد کو حکومت برطانیہ گرفتار کر کے بنگال پہنچا دیا تھا۔ اس لیے آپ کی نگہداشت حراست کے مقدر خلیفہ کرتے رہے۔ جن کے چیف خلیفہ حاجی موسیٰ دستاں تھے۔ آپ نے ۱۳۵۵ء میں اپنے خاں الی مرشدانہ تہ پیر سید محمد گیدانی شاہ علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت کی۔ اس وقت آپ کے مرشد کی عمر چوراسی برس تھی۔ اور وہ اسی سال رحلت فرما گئے تھے۔

۱۳۵۵ء میں ہی آپ کے والد ماجد قید فرنگ سے رہائی پا کر ۱۷ ماہ رمضان المبارک کو درگاہ مبارک پہنچے تو انہوں نے اپنی نگرانی میں اپنے دونوں بیٹوں کی تعلیم و تربیت کا بندوبست کیا۔ آپ کے والد ماجد کو جب انگریزوں نے دوبارہ گرفتار کیا اس وقت آپ کی عمر صرف تیرہ برس تھی۔ آپ کے والد ماجد کو کراچی میں نظر بند کیا گیا تھا۔ آپ کو جس بنگلہ میں نظر بند کیا گیا تھا آپ نے اپنے اہل عیال کو بھی وہیں اپنے پاس بلا لیا تھا۔ پھر جب انگریزوں نے آپ کو جام شہادت پلا دیا تو انہوں نے آپ کو اور آپ کے بھائی سید نادر شاہ کو محمد ہاشم گزدر کے ذریعہ علی گڑھ یونیورسٹی میں



داخل کرایا۔ اور پھر مزید تعلیم دلوانے کے بہانے ان دونوں بھائیوں کو حکومت برطانیہ نے انگلینڈ پہنچایا۔ ان تمام حالات کی تفصیل، ابولحسن قادری کی تالیف ”مکمل تاریخ وہابیہ“ میں مندرج ہے۔

۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان کا قیام عمل میں آیا تو کانگرسی لیڈروں نے بڑی کوشش کی کہ کسی نہ کسی طرح مٹر مجاہدین جو انگریزوں کے خلاف برسرِ پیکار رہے تھے۔ حکومت پاکستان سے بھی ٹکرا جائیں اور نوزائیدہ مملکت پاکستان انتشار کا شکار ہو جائے لیکن خاندان راشد کے خاندانی مرشد حضرت پیر سید حاجی محمد افضل گیلانی شاہ فوراً میدان عمل میں آئے اور انہوں نے اپنی خداداد صدا جیتوں کو بروئے کار لا کر کانگرسی لیڈروں کی اس خطرناک سازش کو ناکام بنا دیا اور حکومت پاکستان کی جانب وفاداری اور تعاون کا ہاتھ بڑھا کر پیرانِ پاگارا کی گدی بجالانے کی کوششیں شروع کر دیں۔

انہوں نے پاکستان کے بانی اور پہلے گورنر جنرل قائد اعظم محمد علی جناح مرحوم سے ملاقات کی اور اس گدی کی بحالی کے لیے خوش اسلوبی کے ساتھ دلائل پیش کئے۔ جس پر قائد اعظم نے فرمایا: ”حرمیرے بھائی ہیں“ اور وعدہ کیا کہ اس گدی کو جلد ہی بحال کر دیا جائے گا۔ لیکن اس کے تھوڑے دنوں بعد تاریخ ۱۱ ستمبر ۱۹۴۸ء قائد اعظم وفات پا گئے۔ اس کے بعد پیر سید محمد افضل شاہ صاحب غائبانہ حردوں کا ایک وفد بیکر پاکستان کے پہلے وزیر اعظم



نوابزادہ لیاقت علی خان مرٹوم اور سندھ کے وزیر اعلیٰ مسٹر محمد ایوب کھوڑو سے ملے اور اس گڈی کی جلد بجالی کا مطالبہ کیا۔ کانگریسی لیڈر جو حکومت پاکستان اور حر جاعت کے مابین صلح و تعاون کو اپنے مذموم مقاصد کے خلاف سمجھتے تھے۔ اب انہوں نے پریس پر محمد افضل گیلانی کو ان کی اس کوشش سے باز رکھنے کی جدوجہد شروع کر دی۔ انہوں نے پیر صاحب موصوف سے کہا۔ آپ اس گڈی کی بجالی کے لیے خواہ مخواہ بھاگ دوڑ کر رہے ہیں۔ تڑکھی سدھ نہیں سکتے۔ آپ ان دونوں شہزادوں کو اس جھنجٹ میں ڈالنے کے بجائے ان کو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے دیں تاکہ یہ دونوں کسی اعلیٰ عہدوں پر فائز ہو سکیں۔ انکو پیری سریدی کے چکر میں پھنسا دینا مفید نہ ہوگا۔ پیر صاحب موصوف نے کانگریسی لیڈروں کو جھڑک دیا۔ اور فرمایا: تمہیں اس معاملے میں دخل دینے کا کوئی حق حاصل نہیں۔ میں تو انشا اللہ اس گڈی کو بجاں کر رہا ہوں۔

اس پر بھی کانگریسی لیڈروں نے ہمت نہ ہاری۔ انہوں نے پیر صاحب موصوف کو دو لاکھ روپیہ دینے کی پیش کش کی تاکہ وہ اپنی اس جدوجہد کو ترک کر دیں۔ پیر صاحب نے اس پیش کش کو حقارت کے ساتھ ٹھکرا دیا اور فرمایا: مجھے روپے کی کچھ حاجت نہیں۔ میری تمنا تو بس یہی ہے کہ پیران پاگارا کی گڈی کو اپنی زندگی ہی میں بجاں ہوتا دیکھ لوں۔ یہ سن کر کانگریسی لیڈر مایوس ہو کر چلے گئے۔

سندھ کے وزیر اعلیٰ مسٹر محمد ایوب کھوڑو برطرن ہو کر



جب حیل میں پہنچ گئے اور قاضی فضل اللہ (جو وہابی عقائد کے حامل تھے) وزیر اعلیٰ بنے تو اس نے بھی پیر صاحب موصوف کو ان کی اس کوشش سے باز رہنے کا مشورہ دیا۔ اس نے کہا۔ پیر صاحب! آپ کو یہ گڈی بجال کرانے کی کیا ضرورت ہے؟ آپ خواہ مخواہ تکلیف اٹھا رہے ہیں۔ جبکہ پیری مریدی بجائے خود قرآن و حدیث سے ثابت ہی نہیں، پیر صاحب موصوف نے برہم ہو کر فرمایا: تم مجھ سے مناظرہ کر لو۔ اگر میں نے قرآن و حدیث سے پیری مریدی کا ثبوت دے دیا اور پیری مریدی کا ضروری ہونا ثابت کر دیا تو تمکو میرا مرید بننا ہوگا۔ اور اگر میں یہ ثابت نہ کر سکا تو میں پیری مریدی چھوڑ دوں گا۔ قاضی فضل اللہ صاحب اپنی بے بسی کا اظہار کر کے خاموش ہو گئے۔

یہ کشمکش جاری تھی کہ سیاسی حالات نے کروٹ بدلی اور شیخ دین محمد صاحب کشمیری سندھ کے گورنر مقرر ہو گئے شیخ صاحب پیر سید محمد افضل شاہ گیلانی کے مرید تھے پیر صاحب موصوف کراچی آئے اور شیخ دین محمد گورنر سندھ سے ملاقات کی۔ اور پیران پاگارا کی گڈی بجال کرنے کے سلسلہ میں فرمایا کہ اس نیک کام کو سرانجام دینے میں جو کچھ تم کر سکتے ہو فوراً کرو۔ چنانچہ شیخ صاحب موصوف نے۔ اس گڈی کی بجالی کے تمام امور بعجلت نمٹا کر مرکزی حکومت کو تجویز پیش کر دی کہ ”پیران پاگارا کی گڈی کو بجال کر دیا جائے تو مناسب ہے۔“ اس کے بعد گورنر سندھ شیخ دین محمد صاحب پیر گوٹھ پہنچے۔



پیر سید محمد افضل شاہ گیدانی بھی درگاہ مبارک پر تشریف لے آئے اور شیخ  
 دین محمد گورنر سندھ سے ملاقی ہوئے۔ برطانوی حکومت کی بیماری  
 سے مسما شدہ عمارتوں کو دیکھ کر شیخ دین محمد صاحب کی آنکھوں میں آنسو  
 بھر آئے۔ انہوں نے حکم دیا کہ درگاہ مبارک کو آباد کرنے اور یہاں  
 سکونت اختیار کرنے کی خاندان راشدہ کے پیر صاحب پاگارا اور  
 ان کے متعلقین کو اجازت دی جاتی ہے۔ چنانچہ موجودہ پیر صاحب  
 پاگارا کی والدہ ماجدہ اور کچھو کچھ صاحبہ اپنے متعلقین کے ہمراہ  
 درگاہ مبارک کے احاطہ میں ایک بچی ہوئی عمارت میں سکونت پذیر ہو گئیں۔  
 اس کے بعد پیر سید محمد افضل شاہ گیدانی "پیر کوٹ" تشریف  
 لے گئے۔ ۱۳۶۵ھ ہجری میں پیر صاحب موصوف پھر درگاہ مبارک  
 (پیر کوٹ) آئے اور ذی الحجہ کی نماز خید پڑھائی۔ اگلے دن جماعت  
 کے سرکردہ افراد کو ساتھ لیکر کراچی پہنچے۔ گورنر سندھ شیخ دین  
 صاحب اور دیگر ارباب حکومت سے مل کر گدی کی بجالی کے کام  
 کو مزید آگے بڑھایا۔ پیر گیدانی درگاہ کے دیرینہ مرہن تھے  
 اسی دوران آپ کو درگاہ کا دورہ پڑا جس سے آپ کی طبیعت  
 سنہل نہ سکی اور آپ بتاريخ ۵ محرم ۱۳۶۹ھ بعد نماز عشاء سورہ  
 یاسین شریف پڑھتے ہوئے انتقال فرما گئے۔ انشاء وانا الیہ راجعون  
 گورنر سندھ شیخ دین محمد صاحب نے ریل کی ایک بوگی ریزرو کر کے  
 آپ کے جسدِ خاکی کو پیر کوٹ (جھنگ صدر) بھیج دیا۔ جہاں آپ  
 کو سید عبد القادر آخرین علیہ الرحمۃ والے قبرستان میں ان کے  
 بڑے صاحبزادے سید ابراہیم شاہ علیہ الرحمۃ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔



ان دنوں سید شاہ مردان شاہ ثانی موجودہ پیر پاگارا ہفتم اور ان کے بھائی سید نادر شاہ صاحب انگلینڈ میں زیر تعلیم تھے۔ جب حکومت پاکستان نے پیران پاگارا کی گڈی کو بحال کرنے کا فیصلہ لیا تو یہ دونوں صاحبزادے پاکستان آ گئے۔ اور تاریخ ۴ فروری ۱۹۵۲ء درگاہ مبارک (پیر گٹھ) پر عظیم الشان اجتماع میں گورنر سندھ شیخ دین محمد صاحب نے سید شاہ مردان شاہ ثانی کی سجادہ نشینی کا اعلان کیا۔ اور اس طرح خاندان راشدہ کے رسم و رواج کے مطابق یہ گڈی بحال ہوئی۔ اس کے فوراً بعد پیر صاحب پاگارا ہفتم نے حکومت پاکستان سے درخواست کی کہ انگریزوں کے ظالمانہ قانون کے تحت نظر بندی کمیٹیوں میں تمام نظر بند حضروں کو آزاد کیا جائے۔ حکومت پاکستان نے اس درخواست کو منظور کرتے ہوئے انگریزوں کے ظالمانہ قانون کو منسوخ کر کے تمام نظر بندی کمیٹیوں کے خاتمہ کا حکم اپریل ۱۹۵۲ء کو اعلان کیا اور تمام نظر بند حضروں کو آزاد کر دیا۔

پیر صاحب پاگارا ہفتم نے اس خاندان راشدہ کی دوسری شاخ پیران جھنڈا سے ریرینہ رنجشوں کا خاتمہ کر کے صلح صفائی کر لی آپ نے انگریزوں کی بمباری سے تباہ شدہ بڑی فیصل کو اسکی سابقہ ہیئت پر دوبارہ تعمیر کرایا۔ اور پیرسائیس روزہ دھنی علیہ رحمۃ کے مزار مبارک کو بھی از سر نو تعمیر کیا۔ نیز اپنے مدرسہ جامعہ راشدہ کی توسیع و مرمت کرا کر اس میں دنیات کی تعلیم کا مستحکم انتظام کیا۔ اس مدرسہ میں سینکڑوں طلباء کی تعمیر اور ان کے قیام و طعام



کا بہترین بندوبست کیا گیا ہے۔ ہر سال کئی طلباء سند فضیلت حاصل کرتے ہیں اور اسی قدر طلباء حفظ قرآن اور تجوید کی سند حاصل کرتے ہیں۔ جامعہ راشدیہ کا سندھ یونیورسٹی سے الحاق ہونے سے اس لیے فارغ التحصیل طلباء کو ایک سند پیر صاحب پاگارا جامعہ پوشاک عطا فرماتے ہیں۔ اور ایک سند حکومت کی منظور شدہ یونیورسٹی سے ملتی ہے۔

اس مدرسہ کے فارغ التحصیل علماء ملک کے ہر گوشہ میں موجود ہیں جو امامت و خطابت اور درس و تدریس کے ذریعہ دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ ان میں سے بہت سے علماء نے مختلف شہروں اور قصبات میں مدرسے بھی قائم کیے ہیں جن کا الحاق جامعہ راشدیہ (پیرگوٹھ) سے ہے۔ اور یہ مدرسے درس و تدریس اور اشاعت اسلام کے لیے ہمیشہ بہا خدمات سرانجام دینے میں مصروف ہیں۔

جامعہ راشدیہ سے فارغ التحصیل علماء کی ایک مستحکم تنظیم جمعیت علماء سندھ ہے جو تبلیغ دین اور نشر و اشاعت کے امور میں قابل قدر کام کر رہی ہے۔ جامعہ راشدیہ کے مہتمم اتاذا علماء حضرت مولانا محمد صالح مہر کی نخلصانہ کوششوں سے اس مدرسہ کو بڑی ترقی حاصل ہوئی۔

ان کی رحلت کے بعد اس وقت اسی جامعہ سے فارغ التحصیل ایک نوجوان عالم مفتی محمد رحیم کھوسہ صاحب جامعہ راشدیہ کے مہتمم ہیں۔



مُرجا عت انگریزوں کے ظلم و ستم سے تنگ آکر سینکڑوں  
مُرجاہدین روپوش ہو چکے تھے۔ گندی بحال ہونے کے بعد پیر  
صاحب پاگارانے ان تمام مفرور حُروں کو حکم دیا کہ وہ خود کو حکومت  
پاکستان کے حوالے کر دیں۔

اس حکم کی تعمیل میں تمام مفرور حُرجاہدین حکام کے سامنے پیش  
ہو گئے اور حکومت پاکستان نے ان سب کی معافی کا اعلان کر دیا  
ایک حُرجا، غازی رحیم فقیر ہنگو رو نے پیر صاحب کے حکم سے سرابلی  
کرتے ہوئے خود کو پیش نہیں کیا تھا۔ لیکن بعد میں پولیس نے  
اسے گرفتار کر لیا۔ اس پرنسٹنل جیل حیدرآباد میں مقدمہ چلایا گیا  
پیر صاحب چاہتے تھے کہ حکومت پاکستان سے اسکو بھی معافی  
دلا دیں۔ کہ دریں اثناء اس نے جیل سے فرار کی ناکام کوشش کی  
جس کی پاداش میں اسکو سزائے موت سننا کر پھانسی پر لٹکا دیا  
گیا۔

موجودہ پیر صاحب پاگارانے ملک و ملت کی ترقی و استحکام  
کے لیے خود کو وقف کر دیا۔ چنانچہ آپ نے اور آپ کی جماعت  
نے اس مقصد کے تحت وہ عظیم قربانیاں پیش کی ہیں جو ہماری  
قومی تاریخ کا ایک روشن باب ہیں۔ ۱۹۶۵ء میں جب بھارت  
نے پاکستان پر بزدلانہ حملہ کر دیا تو آپ تنگ کے رقاہ کیلئے  
رضا کارانہ طور پر سب سے پہلے ہو گئے۔ آپ نے اپنے ہزار ہا  
جانباز مرید رضا کارانہ طور پر حکومت پاکستان کے حوالے  
کر دیئے۔ جنہوں نے افواج پاکستان کے شانہ بہ شانہ



بھارتی حملہ آوروں کا مردانہ وار مقابلہ کیا اور شجاعت و جاں نثاری کے محیر العقول کارنامے سرانجام دیئے۔ یہ حر مجاہدین راجستان سیکرٹری میں بھارتی افواج کو دھکیلتے ہوئے بھارتی علاقے میں داخل ہو گئے۔ اور کئی بھارتی قلعے فتح کر کے ان پر پاکستانی پرچم لہرایا۔ پھر ان بہادروں نے جنوب کے بھارتی علاقے میں پیش قدمی کرتے ہوئے بھارت کی اہم چوکی سوہارا کو بھی سر کر لیا اور اس پر بھی پاکستان کا پرچم لہرا کر دم لیا۔ حر مجاہدین نے متعدد معرکوں میں بھارتی تربیت یافتہ اور بہترین اسکواڈ سے لیس حملہ آوروں کو اپنے تابڑ توڑ جوابی حملوں سے فرار پر مجبور کیا۔ اور ان کے ٹینکوں اور دیگر اسلحہ پر قبضہ کر لیا تھا۔ جنگ کے دوران سید شاہ مردان شاہ بیر پاگارا ہفتم بذات خود میدان جنگ میں حر مجاہدین کی قیادت کرتے رہے۔ نیز

۱۹۷۰ء کی پاک بھارت جنگ کے دوران حر مجاہدین نے بیر صاحب پاگارا ہفتم کی رہنمائی میں ملک کی حفاظت کے لیے شاندار جنگی خدمات سرانجام دیں اپنی اسلام دوستی اور ملک و ملت سے وفاداری کا لوہا منوالیا تھا۔

اور دنیا پر یہ ثابت کر دیا تھا کہ وہ پاکستان کی ایک ایسی مضبوط قوت ہیں جو مملکت پاکستان اور اسلام کے دشمنوں کے لئے تیشہ برسنہ کا مقام رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب ۱۹۷۱ء کی جنگ میں مسٹر ذوالفقار علی بھٹو پاکستان دشمن سازش کے



تحت ملک کے دد کھڑے کر دینے میں کامیاب ہو کر برسر اقتدار آیا تو اس نے سب سے پہلے پیر صاحب پاگارا اور ان کی جماعت کو کچل دینے کا فیصلہ کیا۔ اس لئے کہ مسٹر بھٹو اس بچے کچھے پاکستان کو ایک کمیونسٹ ریاست بنا دینا چاہتا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ ملک میں سوشلسٹ نظام قائم کر کے خود اس ملک کا ڈکٹیٹر بن جائے۔ لیکن پیر صاحب پاگارا کی شمشیر برہنہ سے خائف تھا۔ وہ خوب جانتا تھا کہ یہی وہ طاقت تھی جس نے فرنگی سامراج کے خلاف مسلح بغاوت کر کے انگریزوں کو ناکوں جسنے چھوڑ دیئے تھے۔

مسٹر بھٹو نے پیر صاحب پاگارا کے خلاف مختلف جھوٹے الزامات عائد کر کے مارشل لا کے تحت سپیکروں مقدمات قائم کر دیئے اور اس کے ساتھ ہی تحریک جماعت کو بدنام کرنے کی خاطر پیر صاحب پاگارا اور تحریک جماعت کے خلاف بہودہ دیے سروپا پر ویگنڈہ بھی شروع کر دیا تاکہ پیر صاحب پاگارا اور ان کی جماعت عوام کی تائید و حمایت سے محروم ہو جائے اور عیار بھٹو ان پر آسانی سے ہاتھ ڈال سکے۔

چونکہ علاقہ سندھ پیر صاحب پاگارا کی قوت کا مرکز تھا اس لئے مسٹر بھٹو نے سندھ کے ایک ابن الوقت وڈیرے جام صادق علی (ضلع سانگھڑ) کو صوبائی وزیر بنا کر پیر صاحب اور ان کی جماعت کو کچل دینے پر مامور کیا۔ اس شخص نے جس پر پیر صاحب پاگارا کے بیجا احسانات بھی تھے) اپنے محسن پیر صاحب پاگارا کے خلاف دریدہ دہنیا کی انتہا کر دی۔ اور



حُر جماعت کو ہراساں و پریشان کر دینے کی خاطر حکومت کے بل پر ناقابل بیان مظالم ڈھانے شروع کر دیئے۔ اس نے سول افسران کو ساتھ ملا کر بے گناہوں کو قید و بندگی صعوبتوں میں مبتلا کیا اور بہک وقت ضلع سانگھڑ کے چھ حُروں کو قتل کرایا۔ جن کو سانگھڑ مہانہ سے بیکر مسٹراؤ گینال کی کانٹھڑ موٹی پر شروع ماہ رمضان میں نہایت سفاکانہ انداز سے شہید کیا گیا۔ ان کے نام یہ ہیں (۱) سید علی شہر شاہ (۲) مہراب فقیر سنجرائی (۳) حان محمد سنجرائی (۴) دارن فقیر وادھو (۵) امیر علی سنجرائی (۶) حمزہ فقیر خاصخیلی

خلیفہ امین فقیر کو غائب کر کر شہید کرایا۔ حُروں کی کھڑی فسادوں پر بڑے بکیر چلوا کر۔ انکی تیار فصدیں لٹوا کر، اور ان کے گھر بار اُجڑوا کر ظلم و ستم کی انتہا کر دی۔ حتیٰ کہ پیر صاحب گارا کے عقیدت مند اور حامی مہاجر حُروں اور مقامی پنجابیوں کو بھی نہ چھوڑا گیا۔ انہیں بھی بے پناہ مظالم کا نشانہ بنایا گیا۔ جام صادق علی نے اپنی اس ناپاک مہم میں سینکڑوں بے گناہوں کو اغوا کر کر موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔

جب ۱۹۴۷ء میں مسٹر بھٹو نے اپنی مذموم سازش کے تحت سندھ میں بڑی چالاکی ساتھ لسانی فسادات برپا کرائے اور جی ایم سیدی کی "جے سندھ" پارٹی اور پیپلز پارٹی کے غنڈوں کو روپیہ اور اسلحہ دیکر ان سے مختلف مقامات کے مہاجر حُر اور پنجابیوں پر منظم حملے کرائے گئے تھے۔ تو اگرچہ یہ فسادات



سندھی اور غیر سندھی کے سوال پر کرائے گئے تھے۔ پیر صاحب پاگارا نے اپنی جماعت کو سختی کے ساتھ حکم دیا کہ ہر قیمت پر مہاجر دوں اور پنجابیوں کا تحفظ کیا جائے۔ چنانچہ حر مجاہدین جسے سندھ اور پیپلز پارٹی کے غنڈوں کے سامنے سینہ سپر ہو گئے تھے۔ اس کے باوجود مسٹر بھٹو نے کمال بھائی کے ساتھ لسانی فسادات کا ذمہ دار پیر صاحب پاگارا کو ٹھہرانے کی کوشش کی اس نے اپنی ایک تقریر میں یہاں تک جھوٹ بول دیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ حر، مہاجر دوں اور پنجابیوں کے خلاف حملے کر رہے ہیں۔ دراصل بھٹو کا منصوبہ یہ تھا کہ یا تو پیر صاحب پاگارا "بھٹو ازم" کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں۔ یا پھر اس کی ظالمانہ کارروائیوں سے مشغول ہو کر بھٹو حکومت کے خلاف کوئی اقدام کر بیٹھیں تاکہ ان پر بغاوت کا الزام رکھ کر مارشل لا کے تحت فوجی کارروائی کر کے ان کو مفلوج کر دیا جائے۔

لیکن صد آفرین، اس مردِ حق پیر پاگارا کی فہم فرست پر کہ انہوں نے بڑی دہاندیشی اور صبر و تحمل کے ساتھ بھٹو کی تمام تر چال بازیوں کو ناکام بنا کر چھوڑا۔ حالانکہ بھٹو حکومت کے ظلم و ستم سے تنگ ہو کر سرگردہ حر رہا تھا پیر صاحب پاگارا کی خدمت میں بارہا اس خواہش کا اظہار کر چکے تھے۔ کہ وہ ان کو ان ظالموں کے خلاف کارروائی کرنے کی اجازت دے دیں۔ لاکھوں حر مجاہدین، ان کے صرف ایک اشارے کے منتظر تھے۔ تاہم پیر صاحب پاگارا نے انتہائی قوتِ برہشت



کا منظر ہرہ کیا اور سر فروش خردوں کو بے قابو نہ ہونے دیا۔  
 کیونکہ وہ ان کے اشارہ ابرو کے تحت نہیں۔ پیر صاحب پاگارا کی  
 ذات استودہ صفات اپنے وقت کی عظیم شخصیت ہیں  
 جن کے خصوصی فیضان سے پاکستان ہی نہیں بلکہ دیگر ممالک  
 کے اہل عقیدت و محبت بھی مستفیض ہو رہے ہیں، اللہ تعالیٰ  
 ان کا سایہ عالم اسلام پر ہمیشہ قائم رکھے، آمین

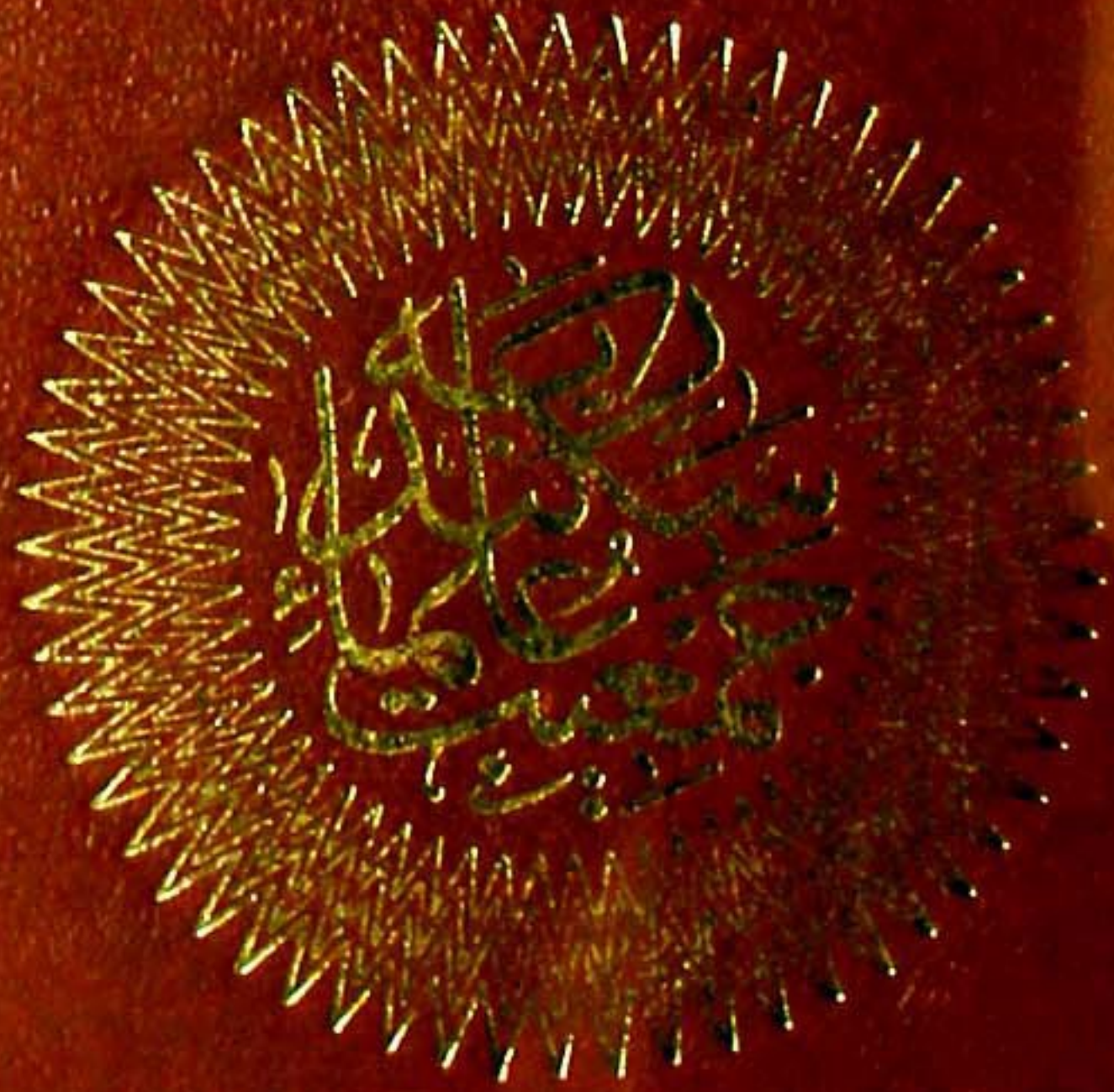
والحمد لله على ذلك

والصلوة والسلام على

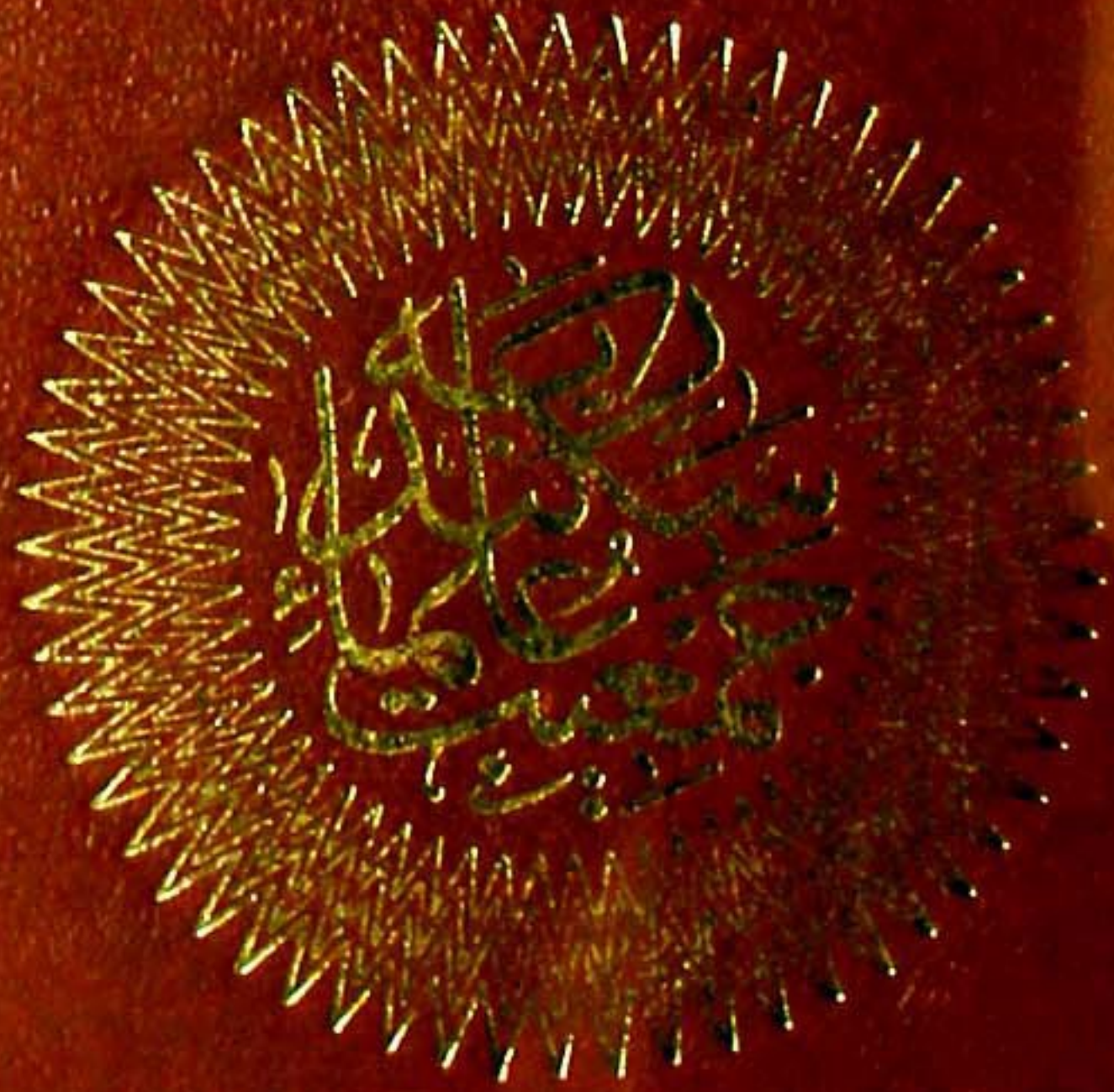
حبيبه محمد وآله وصحبه

أجمعين











تص. ۱۷۶

۱۷۶

مخزن فیضان

مفردات شریف اردو

امام الاولیاء حضرت پیر سائیں دزد و صنی اللہ علیہ السلام

منہج  
علامہ گلشن اکبریہ مولانا محمد عثمان صاحب مدظلہ العالی

تألیف

مجمعیت علماء اسکندریہ  
دہلیہ شریف پریس گزٹ  
پہلوا سٹریٹ